بسم اللہ الرحمن الرحیم
اشرف الادب
مترجم وشرح اردو
نفحۃ العرب
تالیف
حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب رحمہ اللہ
www.KitaboSunnat.com
قدیمی کتب خانہ
مقابل آرام باغ ۔ کراچی

اشرف الادب عکسی

مترجم و شرح اردو

نفحۃ العرب

تالیف

مولانا عبدالحفیظ صاحب فاضل دارالعلوم دیوبند

ناشر

قدیمی کتب خانہ۔ مقابل آرام باغ۔ کراچی

فہرست مضامین اشرف الادب شرح اردو نفحۃ العرب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مصنف رحمہ اللہ کا اجمالی تعارف

نام محمد اعزاز علی اور لقب اعزاز العلماء ہے۔ نسب نامہ یہ ہے۔ اعزاز علی بن محمد مزاج علی بن حسن علی بن خیر اللہ۔ آپ ضلع مراد آباد کے مشہور قصبہ امروہہ کے رہنے والے ہیں۔ آپ کا تعلق قبیلہ کمبوہ سے ہے جو ہندوستان کا مشہور قبیلہ سمجھا جاتا ہے۔

آپ کی پیدائش سنہ ۱۳۰۰ھ میں ہندوستان کے معروف اور مشہور شہر بدایوں میں غروب آفتاب کے وقت ہوئی اور نانا جان نے اعزاز نام رکھا۔

آپ دار العلوم سے فراغت کے بعد اپنے مشفق استاذ حضرت مولانا سہول صاحب بھاگلپوری کی کوشش سے ۱۳۳۰ھ کے اوائل میں پچیس ۲۵ روپئے کے مشاہرہ پر دار العلوم دیوبند میں بحیثیت مدرس شاہ جہاں پور سے تشریف لائے اور دار العلوم کے ابتدائی مدرس مقرر کئے گئے۔ اور علم الصیغہ، مفید الطالبین، نور الایضاح وغیرہ کا درس دینا شروع کیا۔ پھر آپ مولانا حافظ احمد صاحب کے ساتھ حیدر آباد تشریف لے گئے۔ چونکہ حضرت حافظ صاحب اپنی ضعیف العمری کیوجہ سے افتاء سے متعلق تمام امور کو انجام دینے سے معذور تھے۔ اس بناء پر سنہ ۱۳۳۹ھ میں آپ کو دار العلوم چھوڑنا پڑا۔ ابھی ایک ہی سال گذرا تھا کہ سنہ ۱۳۴۰ھ میں حضرت مولانا حافظ احمد صاحب کا انتقال ہوگیا۔ اِدھر دار العلوم کے شعبۂ افتاء میں مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کے الگ ہونیکی بناء پر کسی ذکی و ہوشیار شخصیت کی ضرورت تھی۔ سنہ ۱۳۴۰ھ کی مجلس شوریٰ و انتظامی کمیٹی میں مولانا حبیب الرحمٰن صاحب عثمانی نے اس خدمت باعظمت کیلئے ان کا نام نامی پیش کیا۔ کمیٹی کے ہر رکن نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ چنانچہ آپ سنہ ۱۳۴۰ھ میں حیدر آباد سے پھر دیوبند تشریف لائے اور تا حیات دار العلوم میں خدمت انجام دیتے رہے۔ آپ درس کے وقت کے بہت زیادہ پابند تھے۔ سردی ہو یا گرمی، جاڑا ہو یا برسات، بیماری ہو یا تندرستی، خوشی ہو یا غمی بہرصورت آپ کا درس جاری رہتا تھا۔ گھنٹہ بجانیوالے کے گھنٹہ بجانے سے فارغ ہونے سے پہلے ہی آپ درس گاہ پہنچ جاتے تھے اور سبق شروع فرما دیتے، اور گھنٹہ بجنے پر کتاب فوراً بند کردیتے۔ مزید برآں آپ کو شاعری کے اندر یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ آپ کے مزاج میں انکساری، فروتنی اور تواضع بیحد تھی۔ غالباً آپ کو حضرت گنگوہی قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل تھا اور حضرت شیخ الاسلام سے اجازت۔

آپ نے ۱۳ رجب بروز منگل بوقتِ صبح صادق سنہ ۱۳۷۴ھ میں اس دنیائے فانی سے رحلت فرمائی۔ اور اب آپ مزارِ قاسمی (دیوبند) میں آرام فرما ہیں۔

ادب کی لغوی تحقیق و اصطلاحی تعریف و غرض و غایت اور موضوع

ادب کے لغوی معنیٰ بلانے کے ہیں۔ المحیط میں الادب کے معنیٰ لطافت طبع اور خوش اطواری کے بیان کئے گئے ہیں۔ کہا جاتا ہے أَدَّبَہٗ اس کو سکھایا۔ اَدُبَ بہٖ اس سے سیکھا۔

اور ادب کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ ادب اس علم کا نام ہے جس کے ذریعہ کلام کی لفظی اور کتابی غلطیوں سے بچا جا سکے، لفظ یا کتابت کی غلطی سے زبان کے اندر جو خرابی پیدا ہوتی ہے اس سے حفاظت ہو۔

اور علم ادب کی غرض و غایت یہ ہے کہ متکلم اپنے دل کی بات کو مکمل طور پر نہایت مؤثر انداز سے دوسروں تک پہنچا سکے۔ اور علم ادب کے موضوع کے بارے میں محققین کا یہ کہنا ہے کہ اس علم کا کوئی موضوع نہیں ہے۔ ابن خلدون نے ادب کے موضوع سے انکار کرتے ہوئے حسب ذیل عبارت لکھی ہے۔

ھٰذا العلم لا موضوع لہٗ ینظر فی اثبات عوارضہ او نفیھا یعنی علم ادب کا کوئی موضوع نہیں ہے۔ جس کے عوارض ذاتیہ سے مثبت یا منفی انداز میں بحث کی جائے۔ منشاء یہ ہے کہ موضوع اسی علم کا متعین کیا جا سکتا ہے جس کی تمام قسموں کی موضوعات تباین صنفی یا نوعی کے باوجود کسی ایک جنس قریب میں مطلق کے تحت داخل ہوں۔ اور یہاں علم ادب کا حال بالکل اس کا برعکس ہے۔ اس کی تمام قسموں کے موضوعات کسی ایک جنس قریب کے تحت داخل نہیں ہیں۔ اس بنا پر علم ادب کا موضوع اب تک متعین نہیں ہو سکا اور مجبور ہو کر محققین کو موضوع کا انکار کرنا پڑا۔ اور ابن خلدون نے بھی اپنی مذکورہ عبارت کے ذریعہ صاف انکار کر دیا۔ حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے اسی کو حق قرار دیا ہے۔

بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ علم ادب کا موضوع طبیعت یا فطرت ہے۔ طبیعت یا فطرت سے مراد واردات اور تأثرات ہیں جس سے انسان کا اس مادی دنیا میں تصادم ہوتا ہے۔ یہ حقیقت ہے انسان خارجی حقائق کا مظہر ہے اور طبیعت اندرونی کیفیات کی داخلی یا خارجی احوال و عمل کی منظرکشی اور عکاسی کا نام طبیعت یا فطرت ہے۔ یہی ادب کا موضوع ہے۔ لیکن اس قول کو علماء نے مرجوح قرار دیا ہے اور محققین کی رائے کو راجح بتایا ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر جن کا ذکر ابھی ابھی کیا جا چکا۔

بعض اصحابِ تاریخ کا مختصر تعارف جنکے بارے میں صاحب کتاب نے سکوت یا لاعلمی کا اظہار کیا ہے

(الف) (۱) شیخ ابو عثمان حیری

قَالَ الشیخ ھو شیخٌ مشھورٌ عالمٌ زاھدٌ من سکناء الحیرۃ ص۶۲ حاشیہ ۵۔ صاحب تذکرۃ الاولیاء نے ان کے حالات میں لکھا ہے کہ آپ قطب وقت، خراسان میں بڑے باوقعت اور علم طریقت وشریعت کے ماہر تھے۔ آپ کے ہمعصر اہل طریقت کا قول ہے کہ دنیا میں تین مرد ہیں۔ نیشاپور میں عثمان (ابو عثمان) حیری، بغداد میں جنید، شام میں ابو عبداللہ جلاء۔ عبداللہ ابن محمد رازی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جنید، رویم، یوسف بن حسین، محمد بن فضل، ابو علی جرجانی وغیرہ کو دیکھا لیکن حضرت عثمان (ابو عثمان) حیری کو سب سے زائد خداشناس پایا۔ آپ ہی کی ذات سے خراسان میں تصوف کا چرچا ہوا ہے۔ حضرت یحیٰی بن معاذ، حضرت شجاع کرمانی، ابو حفص عمر حداد آپ کے شیوخ طریقت ہیں۔ (تذکرۃ الاولیاء)

(۲) احمد بن ابی خالد

یہ ادب وکتابت میں بہت نامور، نہایت نیک مخلص اور دانشمند شامی غلام تھا۔ جسقدر خلیفہ مامون کا خیرخواہ تھا اسی قدر رعایا کا ہمدرد تھا۔ تاریخ اس کا صرف ایک عیب دکھاتی ہے اور وہ یہ کہ یہ کھانے کا سخت حریص تھا۔ ۲۱۱ھ میں اس نے وفات پائی اور مامون خود اس کے جنازہ میں شریک ہوا، دعا کی اور دفن کے بعد اس کی تعریف کی۔ (تاریخ امت)

(۳) حافظ ابن تیمیہ

شیخ تقی الدین ابو العباس احمد بن شہاب الدین عبد الحلیم بن مجد الدین عبد السلام ابن عبد اللہ بن ابی القاسم۔ مولود ماہ ربیع الاول ۶۶۱ھ مشہور حافظ وناقد حدیث، صاحب تصانیفِ کثیرہ، عابد وزاہد ہیں۔ دمشق اور مصر میں عرصہ تک درس حدیث میں مشغول رہے۔ بارہا آپ کا امتحان کیا گیا اور طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی گئیں، مصر قاہرہ، اسکندریہ، دمشق کے قلعوں میں آپ کو قید رکھا گیا۔ آپ نے ۲۰ ذیقعدہ ۷۲۸ھ میں قیدخانہ میں

ہی وفات پائی۔ اور اب آپ اپنے بھائی شرف الدین عبد اللہ کے پہلو میں آرام فرما ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۲۷۴)

(ب) (۴) شوذب خارجی

قال الشیخ "لم اطلع علی ترجمتہ" صفحہ ۱۲۴ حاشیہ ۵۔ اس کا نام بسطام ہے اور شوذب لقب ہے۔ نہایت فسادی شخص تھا۔ جب مسلمہ بن عبد الملک کوفہ آیا تو اہل کوفہ نے اس سے شوذب کی شکایت کی۔ مسلمہ نے مشہور شہ سوار سعید بن عمرو حرشی کو دس ہزار سپاہیوں کے ساتھ شوذب کے پاس بھیجا۔ اس وقت وہ اپنے مکان میں تھا، لشکر کی اس کثیر تعداد کو دیکھ کر شوذب گھبرا گیا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ جو شخص متمنی شہادت ہے سو اس کیلئے شہادت کا موقع آپہونچا اور جو دنیا کا خواہشمند ہے سو یاد رہے کہ دنیا ختم ہو چکی۔ غرض یہ کہ سعید بن عمرو کے لشکر نے شوذب کو اور اس کے اصحاب کو پیس کر رکھدیا (تاریخ کامل صفحہ ۱۶۷)

(ج) (۵) جعفر طیارؓ

جعفرؓ طیار بن ابی طالب ہاشمی مشہور جلیل القدر صحابی، حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے محبوب چچازاد بھائی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے برادر بزرگ، صاحب فضائل کثیرہ اور قدیم الاسلام ہیں (دیکھو ہدیۃ الزجاجہ صفحہ ۲۲)

(ح) (۶) حرث بن کلدہ

حرث بن کلدہ بن عمرو بن حلاج بن ابی سلمہ بن عبد العزیز بن غیرہ بن عوف بن ثقیف۔ جاہلی دور کا مشہور طبیب ہے۔ اس کا نظریہ تھا کہ ہر مرض کی دوا بھوکا رہنا ہے۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص کے علاج کیلئے بلایا تو اس نے شراب تمر دوا تجویز کی۔ (من اشعارہ)

واما اذا استغنیتم فعدوکم ÷ وادعی اذا نابت علیکم نوائبہ ÷ فان یک خیر فالبعید ینالہ ÷ وان یک شرا فابن عمک قاربہ ÷

(معجم الشعراء صفحہ ۱۰۲ ومنجد صفحہ ۱۵۶)

(۷) حماد بن زید

حماد بن زید م ۱۷۹ھ امام کبیر، محدث شہیر امام اعظم ابو حنیفہؒ کے شاگرد رشید ہیں۔ ابن مہدی کا قول ہے کہ اپنے زمانہ میں ائمۃ الناس چار تھے۔ سفیان ثوری کوفہ میں، اوزاعی شام میں، اور حماد بن زید بصرہ میں۔ خالد بن خداش کا قول ہے کہ حماد عقلاء اور ذوی الالباب میں سے تھے۔ یزید بن زریع نے انکی موت پر کہا کہ سید المسلمین کی موت ہوئی ہے۔ تہذیب صفحہ ۹ ج ۳ وجواہر صفحہ ۳۱ ج ۱ وصفحہ ۲۲۵ ج ۱)

(۸) حکیم بن حزام

حکیم بن حزام بن خویلد قریشی صحابی حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے ہیں۔ اصحاب فیل کے واقعہ سے تیرہ سال قبل پیدا ہوئے اور اکیسویں برس کی عمر میں ۵۴ھ میں یا اس کے بعد مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ ایام جاہلیت اور اسلام میں معززین قریش میں سمجھے جاتے تھے۔ نہایت عاقل، سخی اور نسب کے بڑے واقف کار تھے (ہدیۃ المزجاہ ص۳۲)

(خ) (۹) خلیل بن احمد

یہ غالباً خلیل بن احمد فراہیدی ازدی مشہور نحوی اور امام لغت وادب مولود ۱۰۰ھ متوفی ۱۶۰ھ ہے۔ علم کی بابت اس کے بہت سے اقوال منقول ہیں۔ اسی کا قول ہے کثرمن العلم لتعرف وتقلل منہ لتحفظ و قال ایضاً: اجعل تعلیمک دراسۃ لعلمک واجعل مناظرۃ المتعلم تنبیھاً لک علی مالیس عندک

(ر) (۱۰) رویم

انکی کنیت ابوالحسن ہے۔ اور نام رُوَیم، والد کا نام یزید ہے۔ آپ عالم بالقرآن، واقف اسرار و مشائخ کبار میں سے تھے۔ حضرت عبداللہ خفیف آپ سے وصیت کے طالب ہوئے آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جان نثار کردے۔ اگر یہ نہ ہوسکے تو اقوال صوفیہ پر عمل نہ کر۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک بار دوپہر کو بغداد کے بازار میں مجھے پیاس معلوم ہوئی، ایک گھر سے پانی مانگا، لڑکا پانی لایا میں نے پانی پی لیا، اس نے کہا دیکھو صوفی نے دن میں پانی پی لیا۔ اس روز سے میں نے کبھی دن میں پانی نہیں پیا۔

آپ نے عین شباب میں ۳۰۳ھ میں وفات پائی۔ (تذکرۃ اولیاء ہاشم کامل ص۱۵۳)

(ز) (۱۱) زیاد

قال الشیخ: لم اطلع علی ترجمتہ مع بذلنا وسعینا "ص۔۔ حاشیہ ۔۔ انکی کنیت ابوعبداللہ ہے اور نام زیاد، والد کا نام عبدالرحمٰن ہے اور شبطون کے ساتھ مشہور ہیں۔ صاحب نفح الطیب نے کہا ہے کہ اندلس میں سب سے پہلے امام مالک کے مذہب کو انھوں نے داخل کیا ہے۔ اس سے قبل اہل اندلس مذہب اوزاعی کے متبع تھے۔ امیر ہشام نے انکو قرطبہ کا قاضی بنانا چاہا تو یہ جان بچاکر بھاگ گئے۔ امیر ہشام نے کہا کاش تمام لوگ زیاد کیطرح ہوتے۔ انکی وفات ۲۰۴ھ یا ۱۹۳ھ یا ۱۹۴ھ یا ۱۹۵ھ میں ہوئی ہے۔ (دائرۃ المعارف، السائیکلوپیڈیا ص۳۱۳)

(۱۲) ابوالنضر سالم

ابوالنضر سالم بن ابی امیہ مولیٰ عمرو بن عبیداللہ تیمی متوفی ۱۲۹ھ ثقات تابعین اور جلیل القدر علماء میں ہیں اکابر ائمہ دین نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔ تمام صحاح میں کی کتابوں میں ان سے احادیث مروی ہیں۔

سفیان بن عیینہ ان کے فضل و عقل اور عبادت کی بہت تعریف کرتے تھے۔ (ہدیۃ المزجاۃ ص۵۳)

(۱۳) ابن دارہ شاعر

قال الشیخ "نام شاعریست کہ از دلاوران عرب بود ص۴ حاشیہ ۲۰۔ اس کا نام سالم ہے، اور باپ کا نام مسافر (یا مسافع)۔ دارہ اس کی ماں کا نام ہے جو قبیلہ بنی اسد سے تھی۔ دارہ چونکہ بہت جمیلہ تھی اس لئے دارۃ القمر سے تشبیہ دیکر اس کا نام دارہ رکھ دیا گیا۔ سالم بن مسافر اسی کیطرف منسوب ہے۔ ابن دارہ عدی بن حاتم کا بڑا مداح تھا۔ ایک مرتبہ اس نے عدی کی تعریف کی ؎ نحن تلوصی فی معد و انما ؛ تلاقی الربیع فی دیار بنی ثعل ؛ و ابقی اللیالی من عدی بن حاتم ؛ حساما کلون الملح مثل من الخلل ؛ ابوک جواد لایشق غبارہ ؛ وانت جواد ماتعذر بالعلل ؛ فان تتقوا شرا فمثلکم فعل ؛ وان تفعلوا خیرا فمثلکم فعل۔ عدی نے کہا بس بس میرے پاس صرف ایک ہزار صائنہ، دو ہزار درہم، تین غلام اور ایک گھوڑا ہے۔ اس سے زیادہ مال نہیں ہے۔ دارہ عن الکمیت بن معروف فی قولہ ؎ خذوا العقل ان اعطاکم العقل قومکم ؛ وکونوا کمن سیم الھوان فاربعا ؛ ولاتکثروا فیہ الضجاج فانہ ؛ محا السیف ما قال ابن دارۃ اجمعا۔

ابن دارہ نے کسی موقع پر ثابت بن رافع فزاری کی ہجو میں یہ شعر کہدیا

لاتأمنن فزاریا خلوت بہ ؛ علی قلوصک واکتبہا باسیار۔

ثابت بن رافع نے غیظ و غضب میں زمیل بن عبد مناف کے ہاتھوں اسے قتل کرادیا (الشعر والشعراء لابن قتیبہ ص۱۲۹)

(ط) (۱۴) طاشتکین

قال الشیخ "علم امیر من امراء بغداد" ص۱۶ بین السطور۔ طاشتکین عراقی امیر حاج م ۶۰۲ھ کا لقب مجیر الدین ہے۔ اس نے اپنی زندگی میں ۲۶ حج کئے ہیں۔ نہایت بہادر، سخی، بردبار اور رحم گو شخص تھا۔ ایک ایک ہفتہ گذر جاتا تھا کہ یہ بات نہیں کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس سے کسی نے استغاثہ کیا اس نے بات نہیں سنی، اس نے کہا خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بات کی ہے۔ اس نے کہا تو موسیٰ نہیں ہے۔ اس نے کہا تو خدا تو نہیں ہے۔ پس طاشتکین نے اس کی فریاد رسی کی۔ (شذرات الذہب ص۵)

(۱۵) طویس مغنی

یہ ایک مشہور ڈوم اور گویا تھا جو بمصداق قول مشہور" برعکس نہند نام زنگی کافور" انتہائی بدصورت ڈیل ڈول کریہۃ الاعضاء، اور آنکھ سے کانا تھا۔ اس کے نام اور کنیت میں شدید اختلاف ہے۔ حافظ ابن قتیبہ نے کتاب المعارف میں حضرت عامر بن عبد اللہ صحابی کے مناقب کے ذیل میں اس کا نام عبد المطلب اور

کنیت ابو عبد المنعم بتائی ہے۔ ابو الفرج اصبہانی نے کتاب الاغانی" میں اس کا نام عیسیٰ بن عبد اللہ اور لقب طویس بتایا ہے۔ ابو القاسم عبد الملک معروف بابن بدرون نے شرح قصیدہ ابن عبدون میں اس کی کنیت ابو نعیم مانی ہے۔ علامہ جوھری نے صحاح میں کہا ہے کہ اصل میں اس کا نام طاؤس ہے مگر جب یہ ہیجڑا ہوگیا تو لوگوں نے طویس کر دیا۔ طویس جس طرح گانے میں ضرب المثل ہے اسی طرح نحوست و بدبختی میں بھی ضرب المثل ہے۔ اسکا انتقال بعمر ۸۲ سال ۹۲ھ میں سویدا مقام میں ہوا ہے۔ یاقوت حموی نے کتاب المشترک میں ذکر کیا ہے کہ اس کی قبر سقیال الجزل) میں ہے لیکن سقیال الجزل کہاں ہے یہ ذکر نہیں کیا۔ و ذکر العلامۃ ابو القاسم الصوت الذی غنیٰ بہ و ہو ہٰذا ؎ قد براني الشوق حتی ؛ کدت من شوقي اموت

(ع) (۱۶) سُہیلی

قال الشیخ: لم ییتیس لنا جمعتہ" ص۸۹ حاشیہ ۳ - ان کا نام عبد الرحمن ہے اور والد کا نام عبد اللہ ہے۔ علامہ کمال الدین دمیری نے باپ کا نام محمد لکھا ہے۔ پورا نسب یوں ہے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن احمد بن حسین بن سعدون۔ انکی تین کنیتیں ہیں ابو القاسم، ابو زید، ابو الحسن۔ سہیل مالقہ کے قریب ایک بستی ہے جو سہیل ستارہ کے نام پر موسوم ہے۔ کیونکہ یہ ستارہ سوائے اس پہاڑی کے جو اس بستی کے قریب ہے بلاد اندلس میں کسی اور جگہ سے دکھائی نہیں دیتا۔ علامہ سُہیلی تقریباً ۵۰۸ھ میں سہیل بستی میں پیدا ہوئے۔ اور ابو داؤد سلیمان بن یحییٰ، ابو عبد اللہ بن معمر، قاضی ابو بکر بن العربی، شریح بن محمد وغیرہم سے تحصیل علم کی۔ آپ کی مشہور و معروف کتاب" الروض الانف" شرح سیرت ابن ہشام جو چار جلدوں میں ہے موصوف نے ذکر کیا ہے کہ میں نے اس کی تالیف ایک سو بیس کتابوں سے کی ہے۔ اس کے علاوہ نتائج النظر، کتاب التعریف والاعلام بما ابہم فی القرآن من الاسماء الاعلام، کتاب الفرائض، مسئلہ رویۃ اللہ تعالیٰ، مسئلہ رویۃ النبی صلعم مسئلہ السبر فی عور الدجال الامالی بھی آپ ہی کی تصانیف ہیں اور یہ سب اس وقت ہے کہ سترہ سال کی عمر میں آپکی بینائی ختم ہو چکی تھی۔ ۲۵ رشعبان ۵۸۱ھ میں آپکی وفات ہوئی ہے۔ صاحب نفح الطیب نے بیان کیا ہے کہ میں نے بارہا انکی قبر کی زیارت کی ہے۔ ابو الخطاب ابن دحیہ کہتے ہیں کہ مجھے علامہ سہیلی نے چند اشعار سنائے اور فرمایا کہ جو شخص بھی یہ اشعار پڑھکر حق تعالےٰ سے دعا کرے تو اس کی ضرورت ضرور پوری ہوگی۔ وہ اشعار یہ ہیں ؎

یامن یری ما فی الضمیر ویسمع ؛ انت المعد لکل ما یتوقع ؛ یامن یرجّی للشدائد کلہا ؛ یامن الیہ المشتکی والمفزع
یامن خزائن رزقہ فی قول کن ؛ امنن فان الخیر عندک اجمع ؛ مالی سوا فقری الیک وسیلۃ ؛ فبالافتقار الیک فقری ادفع
مالی سوی قرعی لبابک حیلۃ ؛ فلئن رددت فای باب اقرع ؛ ومن الذی ادعو واہتف باسمہ ؛ ان کان فضلک عن فقیرک یمنع
حاشا لجودک ان تقنط عاصیا ؛ فالفضل اجزل والمواہب اوسع ؛

(تذکرۃ الحفاظ ص۱۳۵، المستطرفہ ص۹، حیوۃ الحیوان ص۵۷)

(۱۷) عبداللہ بن سوار

قال الشیخ لا ادری من ھو ؟ ص۴۴ حاشیہ ۵۔ یہ عبداللہ بن سوار عدی ہے جو ثغر سندھ پر معاویہ کا عامل تھا۔ ابن خلدون نے ذکر کیا ہے کہ اس نے اہل تیعان سے جنگ لڑی اور مالِ غنیمت حاصل کر کے معاویہ کے پاس آیا اور مالِ غنیمت سے حاصل کردہ گھوڑے اس کو ہدیہ کر کے پھر واپس ہوا، اہلِ تیعان نے ترک کی مدد حاصل کر کے اس کو قتل کر دیا۔ وکان کریماً فی الغایۃ لم یکن احدٌ سواہ یوقد النار فی عسکرہ (دائرۃ المعارف ص۱۱)

(۱۸) العرجی

قال الشیخ " العرجی منزلیست براہ مکہ معظمہ از اں منزل ست : عبداللہ بن عمرو بن عثمان العرجی شاعر ص۷۹ حاشیہ ۱۰ یہ بنی امیہ کا بہت بڑا شاعر تھا۔ ابراہیم بن ہشام مخزومی کی بہت ہجو کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے پکڑوا کر اس کو قید کر دیا۔ نو سال تک قید میں رہا، بالآخر وہیں اس کا انتقال ہوگیا۔ قال العرجی وھو محبوس ؎

کانی لم اکن فیھم وسیطا ؛ ولم تک نسبتی فی آلِ عمرٍو ؛ اضاعونی وای فتی اضاعوا ؛ لیوم کریھۃ وسداد ثغر۔

(الشعر والشعراء ص۲۲۴)

(۱۹) عبید بن شریہ

مسکوت عنہ ہے۔ عبید بن شریہ جرہمی وہی ہے جو عربی نثر کا ماہر مؤلف تھا جس نے ۶۸ھ میں معاویہ کیلئے اخبار الیمن وشعرائہا وانسابہا تالیف کی تھی۔ جس کے مخطوطے یمن میں موجود ہیں۔ امیر معاویہ نے اس کو صنعاء یمن سے بلوایا اور متقدمین ملوکِ عرب وعجم کے حالات دریافت کئے۔ جب اس نے امیر معاویہؓ کے سوالات کا صحیح صحیح جواب دیا تو معاویہ نے اس کو انکے حالات و اخبار مدون کرنیکا حکم دیا (منجد حاشیہ حسن سندوبی بر البیان والتبیین)

(۲۰) عدی بن حاتم

عدی بن حاتم بن عبداللہ بن سعد بن حشرج بن امرؤ القیس ابوطریف صحابی ہیں ۹ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زمانۂ ردت میں انھوں نے اپنی قوم کو فتنۂ ارتداد سے روکے رکھا، اور اپنی قوم کا حال اور زکوٰۃ کا مال لے کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے جس سے صحابہؓ بہت خوش ہوئے۔ یہ اپنے نامور والد محترم کیطرح نہایت سخی اور جواد تھے۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء کے زمانہ میں برابر جہاد میں مصروف رہے۔ انھوں نے ایک سو بیس برس کی عمر میں ۶۸ھ میں یا اس کے بعد وفات پائی۔ ان کی سخاوت کے دلچسپ قصوں میں سے جو بروایت معتبر مذکور ہیں ایک یہ ہے کہ ایک مرتبہ کسی ضرورت سے اشعث بن قیس نے ان سے حاتم کی دیگیں عاریۃً منگوائیں۔ انھوں نے دیگوں کو (غلہ یا چاندی سے) پُر

کر کے بھیجدیا۔ اشعث بن قیس نے کہلایا کہ میں نے خالی دیگیں مانگی تھیں۔ عدی نے کہا کہ میں خالی دیگیں نہیں دیا کرتا ہوں۔
(تہذیب التہذیب ج ۱۶۶، ہدیۃ الزجاجہ ص ۱۱)

(۲۱) شیخ ابو حفص عمر حدّاد

قال الشیخ انما نظن انہ عمر النیسابوری ص ۱۲ حاشیہ ۵۔ صاحب تذکرۃ الاولیاء نے ان کے حالات میں لکھا ہے کہ آپ قطب عالم شیخ اکرم تھے۔ حضرت ابوعثمان حیری آپ کے مرید ہیں۔ حضرت شاہ شجاع کرمانی آپ کی ملاقات کو آئے اور آپ کے ہمراہ بغداد جا کر مشائخ کاملین کی ملاقات سے بہرہ اندوز ہوئے۔ حضرت جنید بغدادی، حضرت شبلی، حضرت محش، ابو تراب بخشی آپ کا بہت اکرام کرتے تھے۔ آپ ایک دینار روز کماتے تھے اور درویشوں کو دیدیا کرتے تھے یا بیوہ عورتوں کے گھر میں پھینک آتے اسطرح کہ کسی کو معلوم نہ ہو کہ دینار کون پھینک گیا۔ حضرت عبداللہ سلمی نے وصیت کی تھی کہ میرا سر حضرت ابوحفص کے قدموں پر رکھنا۔ آپ نے ۲۷۰ھ میں وفات پائی۔ (تذکرۃ الاولیاء)

(۲۲) علی بن حسین بن واقد

علی بن حسین بن واقد مروزی مولود ۱۳۵ھ متوفی ۲۱۱ھ یا ۲۱۲ھ، ضعیف محدثین میں سے ہیں۔ ابن حبان نے امام بخاری سے نقل کیا ہے کہ میں صبح و شام ان کے پاس کو گذرتا تھا اور ان سے کوئی روایت نہیں لکھتا تھا۔ انھوں نے اپنے والد ہشام بن سعد، نوح بن ابی مریم، ابن المبارک، خارجہ بن مصعب، ابوحمزہ کسائی سے روایت کی ہے۔
(تہذیب التہذیب ص ۳۸/۷)

(ک) (۲۳) کثیر حضرمی

ممکن ہے کہ یہ کثیر بن مرہ حضرمی ہوں جن کی کنیت ابوشجرہ یا ابوالقاسم ہے۔ ابن سعد نے ان کو تابعین شام کے دوسرے طبقہ میں ذکر کیا ہے۔ ابن سعد، عجلی، نسائی وغیرہم نے ان کی توثیق کی ہے۔ حضرت معاذ ابن جبلؓ، عمرؓ بن الخطاب، عبادۃؓ بن الصامت، ابو الدرداءؓ، تمیم الداری، عقبۃؓ بن عامر، ابوہریرہ سے انھوں نے روایت کی ہے۔ (تہذیب التہذیب ص ۴۲۸)

(م) (۲۴) محرز مولیٰ ابی ہریرہ

محرز بن جعفر حجازی منصوری شاعر ہے۔ علامہ مرزبانی نے عبدالعزیز بن محمد کے مرثیہ میں اس کے یہ اشعار نقل کئے ہیں ؎

لر ودت عن عبدالعزیز حمایا ؛ لو ردوذو شفق حمام نیۃ ؛ ان الرزیۃ مارزئنا العاما ؛ لانوم فارق قلبی التہاما

تدعوا الی فنن الغصن حماما ؛ فلا بکینک مادعت قمریۃ
(معجم الشعراء ص ۴۸۰)

(۲۵) ابن الصّائغ

قال الشیخ ھو علم بعض شعرآء الادب ص۳۱ بین السطور ۔ اس کا نام محمد ہے اور کنیت ابوبکر اور ابن باجہ کے ساتھ مشہور ہے ۔ سرقسط میں پیدا ہوا پھر وہاں سے فارس کیطرف منتقل ہو گیا تھا ۔ تدبیر المتوحد شرح ارسطو وغیرہ اسی کی ہیں ۔ یہ فلاسفہ کا بڑا حامی تھا اور الحاد کے ساتھ متہم ۔ فتح ابن خاقان نے اس کی ایسی ہجو کی ہے کہ شاید ہی کسی نے آج تک کسی کی ایسی ہجو کی ہو ۔ (شذرات الذھب ص۱۰۳/۴ ومنجد ص۵۷/۲)

(۲۶) مختار بن ابی عبیدہ

ص۲ حاشیہ ۵ میں انکو مختار بن ابی) عبیدہ کہا ہے ۔ صحیح مختار بن ابی عبید ہے ۔ یہ ۱ھ میں پیدا ہوا تھا مگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکا ۔ یہ شرار تابعین میں سے ہے یہاں تک کہ اس نے نبوت کا بھی دعویٰ کیا ہے ۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اپنے بھائی مصعب کو لشکر دیکر بھیجا ۔ انھوں نے کوفہ کے قریب ۶۷ھ میں اس کو قتل کر دیا ۔ (کمال ص۱۵۸)

(۲۷) ابو بلال خارجی

قال الشیخ لم نقف علیٰ ترجمتہ ص۱۰۴ حاشیہ ۴ ۔ ابو بلال خارجی حنظلی تمیمی کا نام مرداس ہے اور اس کی ماں کا نام اُدَیَّہ ہے ، باپ کا نام حُدَیر یا حدیر ہے ۔ یہ خارجیوں میں بڑا عابد ، زاہد ، مجتہد ، عظیم المرتبت تھا ۔ جنگ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ رہا ہے ۔ ابن زیاد نے اولاً اس کو قید کیا پھر اس کو اور اس کے بھائی عروہ بن اُدیہ کو دیگر خوارج کے ساتھ قتل کرا دیا تھا ۔ ایک مرتبہ یہ ایک اونٹ کے پاس کو گذرا جس پر قطران ملا ہوا تھا ۔ دیکھتے ہی بے ہوش ہو گیا ۔ اور جب افاقہ ہوا تو اس نے یہ آیت پڑھی " سرابیلھم من قطران وتغشیٰ وجوھھم النار " جب معاویہ نے عبیداللہ بن زیاد کو بصرہ کا والی بنایا تو اس نے اس سے بغاوت کی ۔ کیونکہ بلجائے خارجیہ کے ساتھ جو ظلم و ستم ہوا تھا اس پر صبر نہ کر سکا تھا چنانچہ اس نے اپنے لوگوں میں عام اعلان کیا کہ بخدا ہم ان ظالموں کے درمیان ہرگز نہیں رہ سکتے ، یہ کہہ کر بغاوت شروع کر دی اور یہ شعر پڑھنے لگا ؎ ابعد ابن وہب ذی النزاہۃ والتقیٰ ؛ ومن خاص فی تلک الحروب المھالکا ؛ احب بقاء او ارجی سلامۃ ؛ وقد قتلوا زید بن حصن و مالکا ؛ فیارب سلم نیتی وبصیرتی ؛ وھب لی التقیٰ حتی الاقی اولئکا ؛ ۔ اس پر ابن زیاد نے اسلم بن زرعہ کی سپہ سالاری میں مقابلہ کیلئے دو ہزار کا لشکر بھیجا جن کو ابو بلال اور اس کے ساتھیوں نے شکست دیدی ۔ حالانکہ یہ لوگ صرف چالیس آدمی تھے ، اس کے بعد ابن زیاد نے عباد بن علقمہ مازنی کی سپہ سالاری میں ایک بہت بڑا لشکر بھیجا اور گھمسان کی لڑائی ہوئی ۔ جب نماز کا وقت آیا تو ابو بلال نے نماز پڑھنے کی مہلت چاہی لیکن جب

یہ لوگ نماز پڑھنے میں مشغول ہوئے تو عباد اپنے لشکر کے ساتھ ان پر ٹوٹ پڑا اور سب کو قتل کر ڈالا۔ وقد رثاہ عمران بن حطان بقولہ ؎ یا عین بکی لمرداس ومصرعہ ÷ یارب مرداس اجعلنی کمرداس ÷ ترکتنی ہائما ابکی لمرزئتی ÷ فی منزل موحش من بعد ایناس ÷ انکرت بعدک من قد کنت اعرفہ ÷ ما الناس بعدک یا مرداس بالناس ÷ اما شربت بکأس دارا ولہا ÷ علی القرون فذاقوا جرعۃ الکاس ÷ فکل من لم یذقہا شارب عجلا ÷ منہا بانفاس ورد بعد انفاس ۔ (دائرۃ المعارف صـ۴۹، حاشیہ حسن سندوبی بر البیان والتبیین صـ۵)

(ن) (۲۸) ابو برزہ

ابو برزہ نضلہ بن عبید اسلمی صحابی ہیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متعدد غزوات میں شریک رہے۔ وفات شریف کے بعد یہ بصرہ چلے گئے، اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں بھی جہاد میں مصروف رہے۔ یہاں تک کہ خراسان پر جہاد کیا اور مرو میں یا بصرہ میں ۶۵ھ میں یا اس کے قبل وفات پائی۔ (ہدیۃ المزجاۃ صـ۱۳)

(ک) (۲۹) ہشام بن عبد الحکم

قال الشیخ ولم اقف علی ترجمتہ صـ۴۷ حاشیہ ۴۔ اس کی کنیت ابو محمد ہے اور نام ہشام۔ یہ کبار شیعہ میں سے تھا۔ اس نے کوفہ میں نشو ونما پایا، اس کے بعد بغداد چلا آیا اور یحییٰ بن خالد برمکی اور ہارون الرشید کی قربت حاصل کی۔ اس کی کچھ تالیفات بھی ہیں جو سب مفقود ہیں۔ (منجد صـ۵۵۲)

(۳۰) ہشام ابن الکلبی

یہ محمد بن سائب الکلبی (صاحب کتب کثیر اور مشہور اخباری) کا بیٹا ہے، یہ دونوں باپ بیٹے مشہور اخباری اور راوی انساب تھے۔ امام جاحظ البیان والتبیین صـ۲۵۶ پر لکھتے ہیں "ومن نسابی کلب محمد بن السائب وہشام بن محمد بن السائب" اور صـ۲۸۱ پر لکھتے ہیں "ومنہم من الرواۃ والنسابین والعلماء شرقی بن القطامی الکلبی ومحمد بن السائب الکلبی وعبد اللہ بن عیاش الہمدانی وہشام بن السائب الکلبی" کتاب الاصنام اور دیگر کتب جیدہ اسی کی ہیں۔ امام جاحظ نے صـ۱۲۳ پر ابو یعقوب خریمی سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں میں نے تین آدمیوں جیسا کوئی نہیں دیکھا کہ وہ خود تو دوسروں کو کھا جانیوالے تھے لیکن تین آدمیوں کو دیکھ کر اس طرح پگھل جاتے تھے جیسے پانی میں نمک یا آگ میں رانگ۔ ہشام بن الکلبی، ہیثم بن عدی کو دیکھ کر اور ہیثم بن عدی، موسیٰ ضبی کو دیکھ کر اور ابو الحسن علی بن عبد اللہ بن سیف علویہ، ابو المہنا مخارق مغنی کو دیکھ کر۔ (البیان والتبیین مع حاشیہ حسن سندوبی)

(۳۱) ہیثم بن عدی

قال الشیخ لم اطلع علی ترجمتہ۔ ص ۱۴۱ حاشیہ ۱۵ - ابو عبدالرحمن ہیثم بن عدی طائی کوفی مولود ۱۲۸ھ متوفی ۲۰۹ھ مشہور مؤرخ اور اخباری شخص ہے اور خارجیوں کا ہمنوا ہے۔ مجالد، ابن اسحٰق وغیرہ سے روایت کرتا ہے مگر حدیث میں ضعیف ہے۔ قال ابو داؤد السجستانی کذابؒ اس نے بنو الحارث بن کعب کی ایک عورت سے شادی کرلی تھی۔ بنو الحارث کے معزز لوگ ہارون الرشید کے پاس آئے اور انھوں نے تفریق کا مطالبہ کیا۔ ہارون الرشید نے کہا کہ یہ وہی شخص تو ہے جس کی بابت شاعر نے کہا ہے ؎

اذا نسبت عدیا فی بنی ثعل ؛ فقدم الدال قبل العین فی النسب -

لوگوں نے کہا جی حضور! یہ وہی شخص ہے۔ اور شاعر ذہل بن ثعلبہ شیبانی کوفی ہے۔ اس پر ہارون نے اپنے قائدین میں سے داؤد بن یزید کو حکم کیا کہ ان میں تفریق کرادو۔ پس لوگوں نے اس کو پکڑ کر خوب پیٹا یہانتک کہ اس نے بیوی کو طلاق دیدی۔ وفی ذلک یقول علی بن جبلۃ العکوک ؎ للہیثم بن عدی نسبۃ جمعت ؛ آبارہ فاراحتنا من العدد ؛ اعدد عدیا فلو مد البقاء لہ ؛ ماعم الناس لم ینقص ولم یزد ؛ لنفسی فداء بنی عبدالمدان وقد تلوہ للوجہ واستعلوہ بالعمد ؛ حتی ازالوہ کرہا عن کریمتہم ؛ وعرفوہ بذل ابن اصل عدی ؛ یا ابن الخبیثۃ من اہجو فافضحہ اذا ہجوت وما تنمی الی احد (شذرات الذہب ص ۱۹۲، وتاریخ کامل ص ۲۰۴، وحاشیہ حسن سندوبی بر البیان والتبیین فہ ۱۱ وص ۱۸۶)۔

(ی) (۳۲) ابو محمد یحییٰ بن مبارک یزیدی

یہ یزید بن منصور حمیری کے لڑکے کو پڑھاتے تھے، اس لئے انکو یزیدی کہتے ہیں۔ یزیدی نحوی، لغوی قاری شاعر ہی ابو عمرو ابن العلاء خلیل حضرمی وغیرہ کے شاگرد تھے۔ ایک روز یزیدی خلیل کی ملاقات کو آئے، خلیل اپنی گدی پر بیٹھے ہوئے تھے مگر گدی ایسی نہیں تھی جس پر دو آدمی آسائش سے بیٹھ سکیں۔ اس پر بھی خلیل فرط محبت میں گدی سے سرک گئے۔ یزیدی نے پاس ادب سے عذر کیا کہ آپکو تکلیف ہوگی۔ خلیل نے مسکرا کر کہا۔ بیٹھو کہیں دوستوں میں بھی جگہ تنگ ہوتی ہے۔ خلیل ایسے شخص نہ تھے جو ہر کس و ناکس کو اپنی گدی پر بٹھائیں مگر یزیدی ایسے رتبہ کے شاگرد تھے جن کے لئے خلیل مسند سے سرک گئے۔ ایک روز ایک خوبصورت و خوش آواز عورت مامون کے پاس اشعار پڑھ رہی تھی۔ جب خوبصورتی و خوش آوازی جمع ہوتی ہے تو سننے والے کے دل سے اس کی کیفیت پوچھئے ؎

خوبی رود خوبی آواز ؛ می برد ہر یکے بہ تنہا دل ؛ چوں شود ہر دو جمع دریکجا ؛ کار صاحبدلاں بود مشکل

مامون از خود رفتہ ہو کر چیخ اٹھا پھر سنبھل کر کہنے لگا، کیوں استاد کیا سماں ہے، کیا دنیا کی کوئی چیز اس سے بہتر ہوسکتی ہے؟ یزیدی نے کہا ہاں شکر نعمت میں ایسی لذت حاصل ہوتی ہے جس سے بڑھکر

نعمت میں مزہ نہیں ملتا۔ مامون نے کہا سچ ہے۔ ابھی ایک لاکھ درہم اہل حاجات کو خیرات کئے جائیں۔
یزیدی نے قریب ایک سو سال کی عمر میں ۲۰۲ھ خراسان میں وفات پائی۔ کتاب النوادر، جامع شعر وادب، کتاب النقطہ وغیرہ آپکی تصانیف ہیں۔

(۲۳) شیخ یوسف

قال الشیخ "لسم نطلع علی ترجمۃ" ص ۶۲ حاشیہ ۱۳۔ شیخ یوسف نہایت حسین اور بڑے باکمال اولیاء میں سے ہیں۔ حضرت ذوالنون سے آپ بیعت ہیں اور ابو تراب، ابو سعید خزار جیسے مشائخ سے فیض صحبت رکھتے ہیں حضرت ابراہیم خواص فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار خواب میں غیبی ندا سنی کہ یوسف بن حسین سے کہدو کہ تو راندۂ درگاہ ہے۔ خواب سے بیدار ہوا تو ان سے بیان کرتے ہوئے شرم آئی، تیسری بار خواب میں کہا گیا کہ اگر تو نے ان سے نہ کہا تو تجھ کو ایسی سزا ملے گی کہ زندگی بھر تکلیف میں مبتلا رہیگا۔ میں آپکی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپنے فرمایا کوئی شعر سناؤ میں نے شعر پڑھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور فرمایا کہ لوگ میرے سامنے قرآن پڑھ رہے تھے مگر مجھے رقت نہ ہوئی اور اس شعر نے مجھے بے قرار کر دیا۔ لوگ مجھے زندیق کہتے ہیں، سچ ہے اور خطاب باری "راندۂ درگاہ ہے" میرے حق میں درست ہے۔ مجھے اس سے بڑا تعجب ہوا اور اسی پریشانی میں میں صحرا کیطرف نکل گیا۔ راستے میں حضرت خضرؑ سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے فرمایا کہ یوسف بن حسین تیغ عشق الٰہی سے گھائل ہیں اور علیین انکی جگہ ہے۔ اللہ کی راہ میں ایسا مرتبہ حاصل کرنا چاہئے کہ اگر متنزل بھی ہو تو علیین ہو۔ نزع کے وقت آپ نے فرمایا اے اللہ! میں نے خلق کو قولاً اور نفس کو فعلاً نصیحت کی۔ میرے نفس کی خیانت کو خلق کی نصیحت کے عوض میں معاف کردے۔

(تذکرۃ الاولیاء میں ان کے ساتھ ابو عثمان حیری کی فریفتگی کا قصہ بھی مذکور ہے)
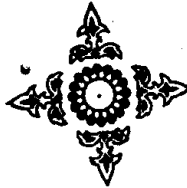
حَمدًا القَادِرٍ جَعَلَ عِلمَ الادب شمسًا منيرةً امِينَةً مِنَ الافولِ وَالكسوفِ وقمرًا مُضِيئًا لَايُدرِكُهُ المُحَاقُ وَلاالخسوف وفلكًا بريئًا من الخرقِ وَ الالتئام وَارضًا تُربِي اَهلَهَا وَتصونهُم مِنْ قطوبِ الانام وخطوبِ الايّام

لغوی تحقیق

حمدًا مفعول مطلق ہے جس کا عامل حذف کردیا گیا ہے اس لئے کہ جب مصدر فاعل یا مفعول کیطرف بواسطہ جار یا بغیر واسطہ جار مضاف ہوتا ہے تو اس کا عامل وجوبًا محذوف ہوتا ہے۔ اس جگہ حمد اپنے مفعول کیطرف لام کیواسطے سے مضاف ہے اس لئے عامل حذف کردیا گیا ہے۔ ای نحمد حمدًا (س) مَحمَدًا و مَحمَدَۃً و مَحمِدَۃً: خوبی کی بناء پر تعریف کرنا۔ مُحَمَّدٌ: بہترین خصلتوں والا۔ قادر۔ صفت کا صیغہ ہے۔ قَدَرَ (ن، ض)، قَدِرَ (س) قَدرًا، قُدرۃً، مقدرۃً علی الشئ: توانا ہونا، قوی ہونا۔ (ض)، قدرًا الامر: تدبر کرنا۔ الشئ: اندازہ کرنا۔ جَعَلَ سے خطوب الایام تک پورا کلام لفظ قادر کی صفت ہے۔ اور جعل صیر کے معنٰی میں ہے۔ علم الادب۔ یہ جعل کا پہلا مفعول ہے اور شمسًا دوسرا مفعول ہے۔ اور اگر جعل خلق کے معنٰی میں ہو تو شمسًا حال ہونیکی بناء پر منصوب ہوگا۔ شمس: آفتاب۔ ج شموس۔ شمس (ن)، شموسًا وشماسًا: انکار کرنا، باز رہنا (ن، ض)، شمسًا (س) شمسًا و اشمس الیوم: دھوپ والا ہونا۔ منیرۃ۔ انار الشئ انارۃ: روشن کرنا، روشن ہونا۔ آمنۃ۔ امن سے صیغۂ صفت مؤنث ہے (س) امنًا و امانًا: محفوظ ہونا، مطمئن ہونا۔ الافول (ن، ض، س) افولًا القمر: غروب ہونا۔ الکسوف (ض) کسفت الشمس: سورج میں گہن لگنا۔ قمرًا قمر (س) قمرًا الشئ: بہت مفید ہونا۔ تین رات کے بعد آخری مہینہ تک چاند کو قمر کہتے ہیں اور اس سے پہلے ہلال، اور چودہویں کے چاند کو بدر کہتے ہیں۔ ج اقمار مضیئًا: روشن۔ اضاءۃ البیت۔ ضاء، یضوء ضوءًا وضیاءً القمر: روشن ہونا۔ چمکنا۔ المحاق۔ محق (ف) محقًا الشئ: باطل کرنا۔ امحق المال۔ ہلاک کرنا۔ الخسوف۔ خسف (ض)، خسوفًا القمر: گہن لگنا۔ فلکًا: آسمان۔ ج فلک، افلاک۔ الخرق (ن، ض) خرقًا الثوب: پھاڑنا۔ فلانًا بالرمح: نیزہ مارنا۔ الالتیام۔ التم الشئ: ملنا۔ ارضًا: زمین۔ ج اروض، ارضون، اراض و آراض۔ تربی۔ تربیۃ: پرورش کرنا۔ تصونہم (ن)، صونًا۔ صیانۃً: حفاظت کرنا۔ قطوب: ترش روئی۔ انام: مخلوق۔ خطوب۔ ج خطب: حالت، معاملہ۔ اکثر اہم اور ناپسندیدہ امور میں مستعمل ہوتا ہے۔

توضیح

ہم اس صاحب قدرت ہستی کی حمد بیان کرتے ہیں جس نے علم ادب کو منور سورج بنایا جو غروب اور گہن سے مامون ہے، اور ایسا روشن چاند بنایا جسے تاریکی اور بے نوری لاحق نہیں ہوسکتی اور

ایسا آسمان بنایا جو پھٹن اور پیوند سے منزہ ہے اور ایسی زمین بنائی جو اپنے باشندوں کی پرورش کرتی ہے اور انھیں مخلوق کی تُرش روئی اور زمانے کے حوادثات سے بچاتی ہے۔

فائدہ:۔ مصنفؒ نے اپنی کتاب کو تسمیہ وتحمید ہر دو کے ساتھ شروع کیا ہے جس میں کلام الٰہی کی اقتداء ہے کہ اس کا آغاز ہر دو کے ساتھ ہے، نیز اس میں حدیث کی بھی اتباع ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "کل امر ذی بال لم یبدأ ببسم اللہ وفی روایۃ بحمد اللہ اھ"۔ جو مہتم بالشان کام اللہ کے نام سے شروع نہ کیا جائے وہ بے برکت ہوتا ہے۔

وَصَلٰوۃٌ عَلٰی فصیحٍ بلیغٍ اَدیبٍ کَاَنَّہٗ فحویٰ قول ابی الطیب فی ممدوحہٖ ؎

بِاَبِیْ وَاُمِّیْ ناطِقٌ فی لفظہٖ ٭ ثمنٌ تُبَاعُ بہ القلوبُ وَتشتری

جَاءَ بالبیناتِ وَالواضِحَۃِ البادیۃ حین دَھِمتِ الدنیا مَصَائبُ الکفر السواد الداھیۃ واتی بالبراھین القاطعۃِ وَالحججِ الراجحۃِ وحمی حمی الدین وَمحا آثار جموعٍ لانیا بہا غیظًا علی المسلمین حارجۃ و بمکایدھا التی تزیل الجبال الراسیات لافئدتہم جارحۃ۔

لغوی تحقیق

وصلوٰۃ حمدٌ پر معطوف ہے اور عامل حمدٌ کی طرح محذوف ہے۔ ای نصلی صلوٰۃ: درود بھیجنا۔ فصیح، خوش بیان۔ ج فصحاء (ک)، فصاحۃً: خوش بیان ہونا۔ بلیغ۔ ج بلغاء (ک) بلاغۃً: بلیغ ہونا۔ فحویٰ، مضمون کلام۔ فحا (ن) فحوًا: اپنے کلام سے کسی مضمون کی طرف اشارہ کرنا۔ بابی۔ باء تعدیہ کی ہے جار مجرور محذوف متعدی کے متعلق ہے جو ناطق کی خبر مقدم ہے۔ لفظہٖ مصدر بمعنٰی ملفوظ خبر مقدم ہے۔ ثمن مبتداء مؤخر موصوف ہے۔ تباع جملہ صفت ہے۔ البینات ج بینۃ کی: دلیل۔ مراد معجزہ ہے۔ بان۔ (ض) بیانا: واضح ہونا، ظاہر ہونا۔ صفت بیّن: واضح۔ الواضحۃ۔ واضح کا مؤنث، نمایاں، روشن۔ البادیۃ: جنگل۔ یہاں بمعنٰی نمایاں، روشن۔ (ن) بدوًا۔ بداءۃً: ظاہر و نمایاں ہونا۔ صفت بادٍ۔ دہمت (س ف) دہمًا: اچانک آپڑنا۔ الداھیۃ: بری بات، سخت مصیبت، بڑا معاملہ۔ ج دواہ۔ دواہی الدہر: زمانہ کے حوادث۔ البراھین۔ برہان کی جمع ہے بمعنٰی دلیل۔ الحجج۔ حجت کی جمع۔ بمعنٰی دلیل میں غالب آنا۔ صفت حاجّ۔ احتجّ، دعویٰ کرنا، استدلال کرنا۔ الراجحۃ۔ راجح کا مؤنث (ف ن ض) رجحانًا۔ رجوحًا الرای، غالب آنا۔ حمیٰ (ض)، حمیًا حمیۃً وحمایۃً الشئ: بچانا، روکنا۔ صفت حامی ج حماۃ۔ حمیٰ: چراگاہ ہر وہ چیز جسکی نگہداشت کی جائے (ن)، محی الشئ: مٹانا۔ آثار۔ ج اثر: نشان۔ جموع۔ جمعٌ کی جمع۔ بمعنٰی جماعت۔ انیاب۔ جمع ناب۔ دانت۔ حارجۃ۔ مؤنث حارج (ن)، جموع موصوف ہے۔ اور حارجۃ اس کی صفت ہے۔ لانیابہا حارجۃ کا مفعول بہ ہے۔ اس پر لام برائے تقویت عامل ہے۔ مکاید۔ ج مکیدہ بمعنٰی مکر، دھوکہ، خیانت۔ راسیات۔ ج راسیۃ: راسخ ثابت۔ رسا (ن)، رسوًا ورسوًا: لڑنا ثابت ہونا۔ لافئدتہم۔ ج فؤاد۔ بمعنٰی دل۔ فادہ (ن)، فادًا: دل پر مارنا۔ جارحۃ مجرور ہے جموع کی صفت ہونیکی وجہ سے۔ جرح (ف) جرحًا: زخمی کرنا۔ جرّح

بلسانہ: عیب لگانا۔ جرح (س) جرحًا: زخمی ہونا۔ جرح: زخم۔ ج جروح۔

توضیح اور ہم درود بھیجتے ہیں ایسی فصیح و بلیغ اور ادیب ہستی پر گویا کہ وہ ابوالطیب کے قول کے اس کے ممدوح کے سلسلہ میں مصداق ہیں۔ شعر۔ میرے ماں باپ ان پر فدا ہوں وہ اس طرح الفاظ زبان سے نکالتے ہیں کہ جو قیمت ہیں جس سے دل خریدے جاتے ہیں اور بیچے جاتے ہیں۔ وہ ظاہر و باہر دلائل لانیوالے ہیں اس وقت جبکہ عالم پر اچانک آپڑی تھیں کفر کی زبردست تاریکیاں، اور آپ نے مراجح اور قطعی دلائل پیش کئے اور دین کی حفاظت فرمائی اور مٹادیا ایسی جماعتوں کے نشانات کو جو غصہ کے مارے دانت پیس رہی تھیں مسلمانوں پر اور مسلمانوں کے دلوں کو زخمی کرنیوالی تھیں وہ جماعتیں اپنی ایسی تدبیروں کے ذریعہ جو ہٹا دیتی تھیں جمے ہوئے پہاڑوں کو۔

اَللّٰھُمَّ فَصَلِّ عَلٰی مَنْبَعِ الْعُلُوْمِ لَا سِیَّمَا الْعُلُوْمِ الْعَرَبِیَّۃِ الْاَدَبِیَّۃِ وَعَلٰی مَنْ حَذَا حَذْوَہٗ مِنْ ذُرِّیَّاتِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَصَحَابَتِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ اَمَّا بَعْدُ فَلَقَدْ رَاَیْتُ طِبَاعَ الْمُسْتَفِیْدِیْنَ مَائِلَۃً اِلٰی رِسَالَۃِ تَھْذِیْبِ الْاَخْلَاقِ کَاَنَّ قُلُوْبَھُمْ قُلُوْبُ اُوْلِی الْاِمْلَاقِ وَالْسِّنَۃَ الطَّاعِنِیْنَ فِیْ عِلْمِ الْاَدَبِ مُتَفَوِّھَۃٌ بِاَنَّ عِلْمَ الْاَدَبِ عِلْمٌ یُفْسِدُ الْعُقُوْلَ وَیَفْتِکُ بِالْاَلْبَابِ مُسْتَدِلِّیْنَ بِقَوْلِ الْمَلِکِ الضِّلِّیْلِ ؎ فَمِثْلِکِ حُبْلٰی قَدْ طَرَقْتُ وَمُرْضِعٍ الخ وَبِقَوْلِ الْمُتَنَبِّیْ ؎ مَا اَنْصَفَ الْقَوْمُ ضَبَّۃَ الخ وَغَیْرِ ذٰلِکَ۔

لغوی تحقیق اللّٰھم: بصریوں کے نزدیک اسکی اصل یااللہ ہے، حرف ندا حذف کرکے میم مشدد دلے آئے۔ اور یہ لفظ اللہ ہی کے ساتھ خاص ہے لہٰذا نہیں کہا جاسکتا زیدمّ بکرمّ کوفیوں کے نزدیک اس کی اصل یااللہ امنا بخیر ای اقصدنا بخیر ہے پھر یہ حیہلاً کیطرح مرکب امتزاجی بنالیا گیا ہے۔ ابورجاء عطاردی کا کہنا ہے کہ اللّٰھم کے میم میں اللہ تعالٰی کے ستر نام جمع ہیں، ابن ظفر کا کہنا ہے کہ اسی کو اسم کہا گیا ہے، نضر بن شمیل کا قول ہے کہ جس نے اللّٰھم کہا اس نے گویا اللہ کو اس کے جمیع اسمائے حسنیٰ کے ساتھ پکارا۔ منبع: چشمہ ج منابع۔ منبع (ن، س، ک) نَبْعًا، نبوعًا الماء: چشمہ سے پانی کا نکلنا۔ لاسیما: بمعنی خصوصًا۔ سِیّ بمعنی برابر۔ کہا جاتا ہے ہماسیان وہ دونوں برابر ہیں۔ ما زائدہ یا موصولہ یا موصوفہ سے سِیّ مرکب ہے۔ لاسیما کی یاء میں تشدید اور تخفیف دونوں لغتیں ہیں، کبھی لا کو حذف بھی کردیا جاتا ہے مگر یہ لغت ضعیف ہے۔ لاسیما نحویوں کے نزدیک کلمۂ استثناء شمار ہوتا ہے اور اس کا استعمال اکثر واؤ کے ساتھ ہوتا ہے۔ نیز عام طور پر خصوصًا کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے، اس کے مابعد میں رفع، نصب، جر تینوں جائز ہیں۔ رفع مبتدا یا مبتدا محذوف کی خبر ہونیکی وجہ سے اور نصب بر بنائے استثناء اور جر بر بنائے اضافت۔ ملاجلال نے

امرؤالقیس کے قول " ولاسیمایوم بخاۃ جلجل" کو تینوں طرح سے نقل کیا ہے۔ علامہ رضی کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ رفع قلیل ہے۔ لیکن صاحب الیضاح نے تصریح کی ہے کہ لاسیما کے مابعد اسم کو نصب دینا خلاف قیاس ہے۔ حذآ، حذاہ (ن) حذوًا: پیروی کرنا۔ صحابۃ۔ صحب (س) صحبۃ: ساتھی ہونا۔ صاحب: ساتھی، مالک والا۔ ج صَحْبٌ، اصحاب، صحابہ، صحبان۔ جج اصاحیب۔ صحابہ: وہ لوگ جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے بحالتِ ایمان مشرف ہوئے ہوں اور ایمان پر خاتمہ بھی ہوا ہو۔ طبآئع۔ جمع طبع بمعنی طبیعت الاخلاق۔ جمع خلق: فطری خصلت۔ الاملاق۔ املق الرجل: حاجتمند ہونا، محتاج ہونا۔ السنۃ۔ جمع لسان بمعنی زبان۔ الطاعنین۔ طعن (ن، ف) طعنًا فی الرجل وعلیہ: طعنہ مارنا، عیب لگانا، اللیل: ساری رات چلنا۔ متفوہۃ۔ فاہ (ن) فوہا وتفوّہ بکلمۃ: بولنا۔ یفتک (ن، ض) فتکا وفتکا وفُتکا وفتوکا الرجل: بہادر ہونا، دلیر ہونا۔ بفلان: اچانک پکڑنا یا قتل کرنا۔

توضیح اے اللہ رحمت کاملہ نازل کیجو علوم کے سرچشمہ پر، خاص کر علوم عربیہ ادبیہ کے سرچشمہ پر اور ان لوگوں پر جو ان کے قدم بہ قدم چلے۔ ان کی ذریات اور ازواج مطہرات اور صحابہ اور قیامت تک آنیوالے متبعین پر۔ بہر حال سلام وصلوٰۃ کے بعد یہ کہنا ہے کہ میں نے دیکھا استفادہ کرنے والوں کی طبیعتوں کو مائل ایسی کتاب کی جانب جو اخلاق کو شائستہ بنائے اور گویا کہ ان کے دل ضرورت مندوں کے دل کیطرح ہیں اور جب میں نے دیکھا علم ادب پر طعن کسنے والوں کی زبان کو بولتی ہوئی کہ علم ادب ایسا علم ہے جو عقلوں کو خراب کر دیتا ہے اور عقلوں کو ختم کر دیتا ہے۔ استدلال کرتے ہوئے ملک الضلیل امرؤالقیس کے قول سے۔ شعر۔ تجھ جیسی بہت سی حاملہ عورتوں اور دودھ پلانیوالی عورتوں کے پاس میں رات کو آیا۔ اور متنبی کے قول سے استدلال کرتے ہوئے۔ شعر۔ لوگوں نے ضبہ کے ساتھ انصاف نہیں کیا الخ اور اس کے علاوہ اقوال سے استدلال کرتے ہوئے۔

وَهٰؤُلَاءِ الشِّرْذِمَةُ الْقَلِيْلَةُ ضِفَادِعُ حِيَاضٍ لَمْ تَرِدِ الَّا السَّمَاءَ الوَاصِلَ الَى الْكَعْبِ فَلُوْمُ الْخَفَافِيْشِ لَا يَضُرُّ الشَّمْسَ وَعُوَاءُ الْكَلْبِ لَا يَظْلِمُ الْبَدْرَ وَلَمَّا كَانَ سَهْرُ اللَّيَالِي مِمَّا جُبِلَ عَلَيْهِ عُطَاشُ الْعُلُوْمِ وَجَبَارِيُّ مَيَادِيْنِ الْكَمَالِ سَهِرْتُ لَيَالِيَ لَا نَوْمَ فِيْهَا لِاحَدٍ وَحَدَّ وَهُمْ وَاُحْشِيَ مَعْهُمْ يَوْمَ لَا ظِلَّ فِيْهِ إِلَّا قَادِرٌ جَبَّارٌ وَاقْتَبَسْتُ مِنْ كُتُبِ الْمُتَقَدِّمِيْنَ نَوَادِرَ وَارَدْتُ اَنْ اَعْرِضَهَا عَلَى اِخْوَانِيْ مِنْ طَلَبَةِ الْعِلْمِ وَمَا قَصَدْتُ بِهٰذِهِ الْاَوْرَاقِ اِلَّا تَطْهِيْرَ الْاَخْلَاقِ وَلَمْ اُرِدْ بِهٰذِهِ الْحِكَايَاتِ وَالْاَمْثَالِ اِلَّا تَحْصِيْلَ الْفَضَائِلِ فَاِنَّ الصِّبْيَانَ الْوَاحُ قُلُوْبِهِمْ اَشَدُّ قَبُوْلًا لِمَا نُقِشَ عَلَيْهَا وَاِنِّيْ مَعَ اعْتِرَافِيْ بِقُصُوْرِ الْعِلْمِ وَضِيْقِ الْبَاعِ اجْتَهَدْتُ كُلَّ الْاِجْتِهَادِ فِيْ تَحْلِيَةِ الْبَيَانِ وَتَجْلِيَةِ التِّبْيَانِ فَهَاهِيَ فَوَائِدُ حَفَرْتُ الْيَوَاقِيْتَ وَاللَّآلِيْ وَلَنْ تَجِدَ مِثْلَهَا عَلَى مَرِّ الْاَيَّامِ وَاللَّيَالِيْ۔

لغوی تحقیق

الشرذمۃ : قلیل جماعت ۔ ج شراذم وشراذیم ۔ ضفادع ۔ جمع ضفدع : مینڈک ۔ حیاض ۔ جمع حوض ۔ لم ترد (ض) ورودًا الماء : پانی پر آنا ۔ وردت الحمٰی : باری سے آنا ۔ لوم ۔ لام (ن) لومًا : ملامت کرنا ۔ لائم ۔ ج لوائم ۔ الخفاش : چمگادڑ ۔ ج خفافیش ، خفش ۔ (س) خفشًا : تنگ آنکھ والا ہونا ۔ پیدائشی کمزور نظر والا ہونا ۔ خفش ، اخفش ۔ عُواء ۔ عوی ۔ (ض) عُواءً وعوۃً وعویۃ ۔ الکلب : کتے کا بھونکنا ۔ الکلب : کتا ۔ ج کلاب ۔ جج اکالیب ۔ کلِب ۔ (س) کلبًا : پیاسا ہونا ۔ الکلب : دیوانہ ہونا ۔ سہر (س) سہرًا : ساری رات جاگتے رہنا ۔ ساہرۃ : ڈراؤنا بیابان ۔ لا نوم ۔ نام (س) نومًا ونیامًا : اونگھنا یا سونا ۔ ص نائم ۔ ج نوم ، نیام ، نوّم ۔ عطشیٰ ۔ ج عطشان ۔ عطِش (س) عطشًا : پیاسا ہونا ۔ الیہ : مشتاق ہونا ۔ ص عطشیٰ ۔ عطشان ۔ ج عطاش ۔ حیاریٰ ۔ حار (س) حیرۃً الرجل : چکاچوند ہونا ۔ ص (حیران ، مؤنث حیریٰ ۔ ج حیاریٰ ۔ میادین ۔ جمع میدان ۔ احشر ۔ صیغہ متکلم مضارع ۔ حشر (ن ، ض) حشرًا الناس : جمع کرنا ۔ اقتبست العلم : استفادہ کرنا ۔ قصدت (ن) قصدًا : ارادہ کرنا ۔ (ض) قصدًا ۔ الرجل ولہ والیہ : توجہ کرنا ۔ القصیدۃ من الشعر : سات یا دس اشعار سے زائد ۔ نظم ج قصائد ۔ الواح ج لوح : تختی ۔ قصور (ن) ناقص ہونا ۔ الباع : دونوں ہاتھوں کے پھیلانے کی مقدار ۔ فرائد ۔ ج فریدۃ : یکتا موتی ۔ فرد (ن ، س ، ک) اکیلا ہونا ۔ الیواقیت ۔ ج یاقوت ۔ اللآلی ۔ جمع لؤلؤ : موتی ۔

توضیح

یہ چھوٹی سی جماعت حوض کے مینڈک کیطرح ہے جو نہیں آتے مگر اسی پانی میں جو ٹخنہ تک پہنچنے والا ہے تو چمگادڑ کا ملامت کرنا سورج کو نقصان نہیں پہنچاتا اور کتے کا بھونکنا چاند کو تاریک نہیں بناتا اور جبکہ تمہارا راتوں کا جاگنا اس چیز میں سے جس پر پیدا کیا گیا ہے علوم کے پیاسوں کو اور کمال کے میدانوں کے سرگردانوں کو تو میں نے شب بیداری کی جس میں نیند نہیں تھی تاکہ میں ان کے قدم بقدم چلوں اور ان کے ساتھ جمع کیا جاؤں اس دن کہ جس میں کوئی سایہ نہیں ہے مگر کامل القدرت اور جبار ہستی کا سایہ ۔ اور میں نے متقدمین کی کتابوں سے اقتباس کیا ہے چند نادر اشیاء کا ، اور میں نے چاہا کہ انھیں پیش کروں اپنے بھائیوں کے سامنے طالبین علوم میں سے اور میں نے ان واقعوں سے نہیں ارادہ کیا ہے مگر اخلاق کو پاک کرنیکا اور میں نے ان قصوں اور مشہور اقوال سے نہیں ارادہ کیا مگر فضیلتوں کے حاصل کرنیکا چونکہ بچے ان کے قلوب کی تختیاں بہت زیادہ قبول کرنیوالی ہیں ان چیزوں کو جن کا نقشہ بنایا جائے انکے دلوں پر ۔ میں نے اپنی علمی کوتاہی اور مہارت کے فقدان کا اعتراف کرنے کے باوجود پوری کوشش کی بیان کو سنوارنے میں اور تبیان کو واضح کرنے میں تو خبردار ہو جاؤ یہ ایسے موتی ہیں جنھوں نے یاقوت اور لولوؤں کو ذلیل بنا دیا اور تم ہرگز نہیں پاؤ گے ان موتیوں کیطرح دنوں اور ساری راتوں کے گذرنے تک ۔

وسمّیتُ "نفحۃَ العرب" وجعلتُھا علی بابَیْن الاول المنثور والثانی المنظوم فان ھبّتْ علیھا قبولُ القبول وا قبلتْ الیھا قلوب الفحول فھو بمحاسِنِ اخلاقھم خلیق وان عصفتْ علیھا

صَراصِرُ الرَّدِّ والنکیر فہُوَ بمن جاء بہا جدیرٌ وَاللہُ اسئلُ سوالَ متضرّعٍ خاضع خاشع ان ینفعہم وَ ایای فی الاولیٰ والأخرۃ اللّٰہم اٰمین۔

وانا عبدہٗ
المستلقی بلفایت ولقبہ محمد اعزاز علی غفرلہٗ
من سکنا امروھہ من مضافات مراد اٰباد (بلدۃ شہریۃ فی الھند)

لغوی تحقیق

وسُمِّیَت۔ ماضی مجہول ہے چونکہ اس کتاب کا نام حضرت مولانا مدنیؒ نے تجویز کیا تھا اس لئے صاحب کتاب نے فعل مجہول سے تعبیر کیا۔ المنثور۔ مفعو من الکلام: ضد منظوم (ن، ض) نثرا الشیٔ، بکھیرنا۔ ہبت (ن) ہبوًا الغبار: غبار کا بلند ہونا۔ ہبوبا الریح: ہوا کا چلنا۔ قبول۔ القبول۔ قبول اول بمعنیٰ پروا ہوا ہے، قبلت قبلاً وقبولاً، ریح القبول: پروائی ہوا کا چلنا۔ ثانی قبول بمعنیٰ قبول کرنا۔ الفحول: فضیلت والا۔ عصفت۔ (ض) عصفًا وعصوفًا الریح: ہوا کا تیز چلنا۔ ص عاصفۃ۔ صراصر۔ جمع صرصر: بہت زیادہ ٹھنڈی ہوا۔ آندھی۔ جدیر (ک) جدارۃً بکذا: مناسب ہونا، لائق ہونا۔ ص جدیر۔ ج جُدَرا۔ متضرع۔ تضرع الی اللہ: عاجزی کے ساتھ دعا کرنا۔ خاضع (ف) خضعًا، خضوعًا وخضعانًا: عاجزی کرنا، فروتنی کرنا۔ ص خاضع۔ ج خُضَّعٌ۔

توضیح

اور اس کا نام[1] نفحۃ العرب رکھا گیا (یہ نام حضرت مدنیؒ نے رکھا تھا) اور ان کو میں نے دو بابوں پر کر دیا۔ پہلا منثور اور دوسرا منظوم۔ تو اگر اس پر قبول کی پروا ہوا چلے اور ارباب فضل وکمال کے دل اس کی طرف مائل ہوں تو ان کے اخلاق حسنہ کے لائق ہے، اور اگر رد وانکار کی آندھی چلے تو یہ اس شخص کے لائق ہے جو اسے لایا اور اللہ سے میں درخواست کرتا ہوں گریہ وزاری کرنیوالے خشوع وخضوع کرنیوالے کی طرح کہ ان کو اور مجھے اللہ تعالیٰ نفع دے دنیا اور آخرت میں۔ اے اللہ اس دعا کو قبول کر۔ (اٰمین بمعنیٰ اِستَجِبْ)۔

---

[1] خود مصنفؒ نے اس کا نام "خبز الشعیر" (جو کی روٹی) رکھا تھا۔ اللہ اللہ سادگی کی حد ہوگئی۔ ۱۲

الباب الاول فی النثر

-: باب اول نثر میں :-

السیف بالساعد لا الساعد بالسیف

تلوار (کی خوبی) بازو سے ہے نہ کہ بازو (کی قوت) تلوار سے

مطلب یہ ہے کہ اگر قوت بازو ہے تو تلوار کا جوہر نمایاں ہوگا ورنہ تنہا شمشیر براں کس کام کی۔ ع دست نادر باید شمشیر آبدار

گر انگشت سلیمانی نباشد ۞ چہ خاصیت دہد نقش نگینہ

قال العتبی:۔ بعث عمرُ بنُ الخطابِ الیٰ عمرو بن معدیکرب ان یبعث الیہ بسیفہ المعروفُ بالصمصامۃ فبعث بہ الیہ فلما ضرب بہ وجدہ دون ما کان یبلغہ عنہ فکتب الیہ فی ذٰلک فردّ علیہ انما بعثتُ الیٰ امیر المومنین بالسیف ولم ابعث بالساعد الذی یضربُ بہ

لغوی تحقیق

السیف: تلوار۔ ج اسیاف، سیوف، سافہ (ض) یسیفہ سیفًا وتسیفہ: تلوار سے مارنا۔ ساعد: بازو۔ کہلاتا ہے ساعد الطیر پرندہ کا بازو۔ ج سواعد۔ قال (ن) قولاً، قولۃً ومقالاً ومقالۃً: کہنا، بولنا (ض) قیلولۃً: دوپہر کو آرام کرنا۔ اسی سے ایک مثل مشہور ہے اذا قال الرجل تحت الشجرۃ نقض وضوءہٗ۔ العتبی۔ ابو عبدالرحمٰن محمد بن عبید اللہ متوفی ۲۲۸ھ، مشہور ادیب لبیب اور فصیح و بلیغ شاعر تھے۔ کتاب الخیل، کتاب اشعار الاعاریب، کتاب الاخلاق وغیرہ آپکی یادتازہ کرتی ہیں۔ بعث (ف) بعثًا: بھیجنا۔ المیت: دوبارہ زندہ کرنا۔ یوم البعث: روز قیامت۔ عمر بن الخطابؓ۔ خلفاء اربعہ میں دوسرے نمبر پر مشہور جلیل القدر صحابی جن کی فضیلت میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا لوکان بعدی نبیٌّ لکان عمر، آپ نے تریسٹھ برس کی عمر میں ابولؤلؤ مجوسی کے ہاتھ جام شہادت نوش کیا۔ عمرو بن معدی کرب۔ ابو ثور بن عبداللہ زبیدی سادات اہل یمن سے ایک صحابی ہیں مشہور شاعر بھی تھے اور جانباز بھی۔ یہ شعر آپ ہی کا ہے۔

؎ وکل اخ مفارقہ اخوہ ۔۔۔ لعمر ابیک الا الفرقدان۔ ابو العباس مبرد نے ذکر کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے لوگوں سے دریافت کیا۔ من اجودُ العرب: عرب میں سب سے زیادہ سخی کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا۔ حاتم! آپ نے پوچھا فمن فارسہا؟ ان میں سب سے بڑا شہسوار کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا عمرو بن معدیکرب۔ آپ نے پوچھا فمن شاعرہ؟ ان میں سب سے بڑا شاعر کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا امرؤ القیس۔ آپ نے پوچھا فایّ سیوفہا امضی؟ لوگوں نے کہا عمرو بن معدیکرب کی تلوار۔ صمصامہ: ایسی تلوار جس کی دھار نہ مڑے۔

دونٌ، کمتر، گھٹیا - ردّ علیہ : جواب دینا۔

توضیح عتبی نے بیان کیا کہ عمر بن الخطابؓ نے بھیجا عمرو بن معدیکرب کے پاس یہ کہ وہ بھیجدیں حضرت عمرؓ کے پاس اپنی تلوار جو صمصامہ کے نام سے مشہور تھی تو انھوں نے وہ تلوار بھیجی۔ جب حضرت عمرؓ نے اس تلوار سے مارا تو پایا اس کو اس سے کم جو بات ان تک پہنچی تھی اس تلوار کے بارے میں تو حضرت عمرؓ نے ان کے پاس لکھا اس کے بارے میں تو حضرت عمروؓ بن معدیکربؓ نے جواب دیا کہ میں نے امیر المومنین کے پاس تلوار بھیجی ہے اور میں نے نہیں بھیجا ہے وہ بازو جس سے تلوار چلائی جاتی ہے۔

(فائدہ اولیٰ) منقول ہے کہ جنگ قادسیہ میں شاہ فارس یزدجرد نے مسلمانوں کے مقابلہ کیلئے رستم کو آگے بڑھایا تھا اس کے مقابلہ کیلئے حضرت عمرو بن معدیکربؓ نکلے، رستم ایک بہت بڑے ہاتھی پر سوار تھا۔ حضرت عمرو نے ایک ہی وار میں ہاتھی کی چاروں ٹانگیں صاف کردیں۔ رستم ہاتھی کی پشت سے نیچے گرا اور ہاتھی رستم کے اوپر گر پڑا یہاں تک کہ رستم کو قتل کردیا گیا اور فارسیوں کو شکست ہوگئی۔ علامہ کمال الدین محمد بن موسیٰ دمیری صاحب کتاب حیوۃ الحیوان اس قصہ کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں "وہذہ الضربۃ لم یسمع بمثلہا فی الجاہلیۃ ولا فی الاسلام"

(فائدہ ثانیہ) علامہ سہیلی نے ذکر کیا ہے کہ کعبہ کے قریب جرہم وغیرہ کے دفینہ سے ایک لوہے کا ٹکڑا برآمد ہوا تھا حضرت عمرو بن معدیکرب کی تلوار صمصامہ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تلوار ذوالفقار اسی لوہے کی بنی ہوئی تھی۔ یہ تلوار دراصل شاہ یمن عمرو بن ذی قیعان کی تھی۔ وفیہ یقول عمرو ؎ وسیف لابن ذی قیعان عندی تخیر نصلہ من عہد عاد - آپ کو حضرت خالد بن سعید بن العاص بن امیہ نے عطا کی تھی جو آپکی اولاد کے پاس رہی یہانتک کہ ان سے خلیفہ مہدی نے اسّی ہزار درہم کے عوض میں خرید لیا۔ اس کے بعد بطریق وراثت منتقل ہوتی رہی، یہانتک کہ آخر میں واثق باللہ کے پاس پہنچی اس نے اس کو صیقل کرانا چاہا تو خراب ہوگئی کہتے ہیں کہ شاہِ روم کیطرف سے ہارون الرشید کے یہاں بطور ہدیہ کچھ تلواریں آئیں، ہارون الرشید نے صمصامہ تلوار منگوائی اور رومی قاصد کے سامنے ان کی ایک ایک تلوار کو صمصامہ پر مارا پھر قاصد کو صمصامہ تلوار دکھائی اس نے دیکھا کہ صمصامہ کی دھار میں ایک بھی نشان نہیں تھا ؎

تیغے کہ آسمانش از فیض خود دہد آب   تنہا جہاں بگیرد بے منت سپاہی   (حافظ)

الکفّ عن الدنیا

دنیا سے اعراض

كَانَ ببغدادَ رجلٌ متعبّدٌ اسمهُ رُوَيْم فعُرِضَ عليهِ القضاءُ فتولّاهُ فلَقِيَهُ الجنيدُ يومًا فقال: مَنْ أرادَ ان يستودِعَ سرّهُ لمَنْ لايشيهُ فعليه بروَيم فانّه كتم حبّ الدنيا اربعين سنةً حتى قدر عليه۔

لغوی تحقیق

الکفّ (ن) الشئ: جمع کرنا - ۂ عن الامر: باز رکھنا - کفّ: ہتھیلی - ج اکُفّ - کف بصرہ: اندھا ہونا مکفوف: اندھا - ج مکاکیف - الدّنیا - ج دُنیٰ - دنی (س) دنایۃً: ردی ہونا - ص دنیّ - ج ادنیا - دنا (ن)، دُنوًّا: قریب ہونا - بغدآد: ایک مشہور شہر ہے جس کا نام مدینۃ السّلام ہے - متعبّد - عبد (ن) عبادۃً، عبودیۃً: عاجزی اور پرستش کرنا - تعبّد: عبادت کیلئے علیٰحدہ ہونا - متعبّد اسی سے اسم فاعل ہے - روَیم - عالم بالقرآن تھے کنیت ابوالحسن، نام رویم ہے - عرضَ (ض) عرضًا: پیش کرنا - فتولّاہ: تولیا: ذمہ داری لے لینا، کسی کام کیلئے تیار ہونا - التولیۃ: والی بنانا - فلقیہ (س) لقاءً: ملاقات کرنا - الجنید - وحید العصر عارف باللہ ابوالقاسم جنید بن محمد قواریری متوفی ۲۹۷ھ مشہور عابد و زاہد ہیں، سب سے پہلے لوگوں کو علم اشارہ سے آپ ہی نے واقف کیا، آپ حضرت سری سقطیؒ کے بھانجے اور مرید ہیں - کسی نے حضرت سری سقطی سے پوچھا کیا مرید کا مرتبہ پیر سے زائد بھی ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں آگاہ ہو کہ جنید گو میرا مرید ہے مگر رتبہ میں مجھ سے زائد ہے - ان یستودع: ۂ مالًا: کسی کو بطور امانت مال دینا - سرّ: بھید ج اسرار - یقال "صدور الاحرار قبور الاسرار" احرار کے سینے بھید کیلئے قبریں ہیں - لایفشیہ - افشا سرہ: بھید ظاہر کرنا - کتم (ن)، کتما، کتمانًا: پوشیدہ رکھنا، چھپانا - حبّ: محبت (ض)، محبًّا و حبا الشئ: رغبت کرنا - حبّ (س) الیہ محبوب ہونا - احبہ: محبوب بنانا - محبت کرنا -

توضیح

بغداد میں ایک عبادت گذار آدمی تھا، نام اس کا رویم تھا اس پر منصب قضا پیش کیا گیا، اس نے قبول کر لیا، ایک دن اس سے حضرت جنید ملے اور انھوں نے کہا جو ارادہ کرے اپنے راز کو امانت رکھنے کا اس شخص کے پاس جو اسے نہ ظاہر کرے تو وہ لازم پکڑ لے رویم کو چونکہ اس نے دنیا کی محبت کو چالیس سال تک چھپائی یہاں تک کہ وہ اس پر غالب آگیا -

(تنبیہ) حضرت رویم نے آخر عمر میں دنیا داروں کا لباس اختیار کیا اور منصب قضا اپنے ذمہ لیا - اس پر حضرت جنید نے عارفانہ طنز کیا مگر حضرت رویم کا مقصد طلب دنیا نہ تھا بلکہ اس سے آپ کی غرض یہ تھی کہ خود لوگوں کیلئے سپر بن جائیں، خود حضرت جنید فرماتے ہیں کہ ہم لوگ فارغ مشغول ہیں اور رویم مشغول فارغ سہ

دردے کہ من از عشق تو دارم حاصل ۞ دل داند و من دانم و من دانم و دل

۵ اُعْجُوْبَۃ

تعجب خیز بات

قرأ بعض المغفّلین فی بُیُوتٌ" بالرّفع فقال لہ شخصٌ یا اخی! انما القراءۃُ "فی بیوتٍ" بالجر فقال یامغفل! اذا کان اللہ سبحانہ وتعالیٰ قال: فی بیوت اذِنَ اللہ اَنْ تُرفَعَ تجرّھا انت لماذا؟

لغوی تحقیق الاعجوبۃ: تعجب خیز بات۔ ج اعاجیب۔ المغفلین۔ جمع مغفل: ناسمجھ

توضیح ایک مغفل شخص نے "فی بیوت" پیش کے ساتھ پڑھا، اس سے ایک آدمی نے کہا کہ اے بھائی! قراءت فی بِیوت کسرہ کے ساتھ ہے تو اس نے کہا کہ اے بیوقوف جب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "فی بیوت اذن اللہ ان ترفع" تو تو اسے کیوں کسرہ دیتا ہے۔

تشریح رفع کے دو معنی ہیں ایک رفع الکلمہ (ف) بمعنی کلمہ کو پیش دینا، دوسرے رفع (ف) رفعًا بمعنی بلند کرنا ہے۔ نیز "بیوت" سے مراد بیوت نہیں بلکہ اس سے مراد مساجد ہیں۔ وہ یہ سمجھا کہ یہاں رفع کے معنیٰ پیش دینا اور بیوت سے مراد لفظ بیوت ہے جس میں رفع کی اجازت دی جارہی ہے۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے۔ "وہ ایسے گھروں میں جاکر عبادت کرتے ہیں جنکی نسبت اللہ نے حکم دیاہے کہ ان کا ادب کیا جائے اور انمیں اللہ کا نام لیا جائے"

وحکی العسکری فی کتاب التصحیف انہ قیل لبعضھم: ما فعل ابوك بحمارہ۔ فقال باعِہ (مکان باعَہٗ) فقیل لہ: لم قلت باعِہ؟ قال، فلم قلت انت بحمارہ؟ فقال انا جررتہ بالباء فقال فلم تجر باءك؟ وباءی لاتجر، ومثلہ من القیاس الفاسد ما حکاہ ابوبکر التاریخی فی کتاب اخبار النحویین ان رجلا قال لسماك بالبصرۃ: بکم ھٰذہ السمکۃ؟ فقال بدرھمان (مکان بدرھمین) فضحك الرجل۔ فقال السماك۔ انت احمق سمعت سیبویہ یقول ثمنھا درھمان وقلت یومًا: ترد الجملۃ الاسمیۃ الحالیۃ بغیر واو فی فصیح الکلام خلافًا للزمخشری کقولہ تعالیٰ ویوم القیامۃ تری الذین کذبوا علی اللہ وجوھھم مسودۃ فقال بعض من حضر: ھٰذہ الواو فی اولھا، وقلت یومًا الفقہاء یلحنون فی قولھم البائع بغیر ھمزۃ، فقال قائل قد قال اللہ تعالیٰ فبایعھن وقال المامون لابی علی المعروف بابی یعلی المنقری بلغنی انك اُمیٌّ وانك لاتقیم الشعر وانك تلحن فی کلامك فقال: یا امیرالمؤمنین امّا اللحن فربما سبقنی لسانی بالشئ منہ وامّا الامیّۃ وکسر الشعر فقد کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امیا وکان لاینشد الشعر، فقال المامون، سألتك عن ثلاث عیوب فیك فزدتنی عیبا رابعًا وھو الجھل، یاجاھل ان ذٰلك فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فضیلۃ وفیك وفی امثالك نقیصۃ وانما مُنع ذٰلك النبی صلی اللہ علیہ وسلم لنفی الظنۃ عنہ لالعیب فی الشعر والکتاب وقد قال تبارك وتعالیٰ وما کنت تتلوا من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینك اذًا لارتاب المبطلون۔ وکان عمر بن عبد العزیز جالسًا عند الولید بن عبد الملك وکان الولید لحانا فقال ادعُ لی صالح، فقال الغلام: یا صالحًا؟ فقال لہ الولید انقص الفًا: فقال عمر: وانت یا امیرالمومنین فزد الفًا ودخل علی الولید بن عبد الملك

رجلٌ من اشراف قریش فقال له الولید من خَتَنَكَ؟ قال له: فلان الیهودی۔ فقال، ماتقول؟ ویحك۔ قال: لعلك ان تسأل عن خَتَنِی، یا امیرالمومنین! ھوفلان بن فلان۔

توضیح اور عسکری نے کتاب التصحیف میں یہ نقل کیا ہے کہ ایک بیوقوف سے کہا گیا کہ تیرے والد نے اپنے گدھے کو کیا کیا تو اس نے جواب دیا "باعِہٖ" باعَہ کے بدلے میں تو اس سے پوچھا گیا کہ تونے باعِہ کیوں کہا؟ تو اس نے کہا کہ تم نے بحمارہ کیوں کہا تو اس نے کہا میں نے اس کو بار کیوجہ سے جر دیا تو اس نے کہا کہ کیوں تمہاری بار جر دیتی ہے اور میری بار جر نہیں دے گی۔ اور اسی طرح فاسد قیاس کے متعلق وہ ہے جسے ابوبکر نے تاریخی کتاب اخبار النحویین میں نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے ایک مچھلی فروش سے بصرہ میں کہا کتنے کی یہ مچھلی ہے تو اس نے کہا بدرھمان۔ بدرھمین کے بدلے تو وہ آدمی ہنسا، تو مچھلی فروش نے کہا تو بیوقوف ہے میں نے سیبویہ کو یہ کہتے سنا ہے ثمنہا درہمان۔ ایک دن میں نے کہا کہ جملہ اسمیہ حالیہ واؤ کے بغیر بھی کلام فصیح میں آجاتا ہے زمخشری کے برخلاف۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے ویوم القیامۃ تری الذین کذبوا علی اللہ وجوھھم مسودۃ تو حاضرین میں سے کسی نے کہا ھذہ الواو فی ادلہا۔ ایک دفعہ میں نے کہا فقہاء اپنے قول البائع میں بغیر ہمزہ کے غلطی کرتے ہیں تو کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فبایعھن۔ اور مامون نے ابوعلی سے کہا جو ابویعلیٰ المنقری سے مشہور ہے کہ مجھے خبر ملی ہے کہ تو اَن پڑھ ہے تو شعر صحیح نہیں کہہ پاتا اور تو اپنے کلام میں غلطی کرتا ہے تو اس نے کہا اے امیر المؤمنین جہانتک غلطی کا تعلق ہے تو کبھی کبھی سبقت لسانی ہو جاتی ہے، اور رہا اَن پڑھ ہونا اور شعر نہ کہنا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم بھی امّی تھے اور شعر نہیں کہا کرتے تھے۔ تو مامون نے کہا میں نے تجھ سے تیرے اندر پائے جانیوالے تین عیب کے بارے میں پوچھا تو نے میرے سامنے چوتھے عیب کا اضافہ کیا اور وہ جہالت ہے۔ اے جاہل یہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں فضیلت ہے اور تیرے اور تجھ جیسے کے حق میں نقص ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اس سے روکا گیا آپ سے تہمت دور کرنے کیلئے نہ کہ شعر گوئی اور کتابت میں عیب کیوجہ سے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وماکنت تتلو من قبلہ من کتاب ولاتخطہ بیمینك اذًا لارتاب المبطلون

عمر بن عبدالعزیز ولید بن عبدالملک کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ولید بہت غلطی کرتا تھا تو اس نے کہا ادع لی صالح تو غلام نے کہا یا صالحًا ولید نے اس سے کہا الف گرادے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا اے امیر المؤمنین آپ ایک الف بڑھا دیجئے۔

ولید بن عبدالملک کے پاس قریش کے معزز لوگوں میں سے ایک شخص آیا اس سے کہا ولید نے مَنْ خَتَنَكَ تو اس نے جواب دیا فلاں یہودی۔ تو اس نے کہا تو کیا کہہ رہا ہے تیرا ناس ہو، تو اس شخص نے کہا شاید آپ میرے داماد کے متعلق پوچھ رہے ہیں۔ اے امیر المؤمنین وہ فلاں بن فلاں ہے۔

مسئلہ

تقول: اکلتُ السمکۃ حتیٰ راسِہا (برفع السین ونصبہا وجرہا) اما الرفع فبان تکون حتی للابتداء ویکون الخبر محذوفا بقرینۃ اکلت وھو ماکول، واما النصب فبان تکون حتیٰ للعطف وھو ظاھر، وَالثالث اظھر وکان الفرّاء یقول اموتُ وفی قلبی من حتیٰ لانہا ترفعُ وتنصِبُ وَتجُرُّ۔

لغوی تحقیق

مسئلہ، ضرورت، مطلب، قضیہ، حل، طلب کا مطالبہ۔ ج مسائل۔ اکلت (ن) اکلاً۔ ماکلاً: کھانا۔ السمکۃ، مچھلی۔ ج اسماک۔ راس، سر۔ ج رؤس۔ فراء، مشہور نحوی کا لقب ہے جس کا نام یحیٰی اور باپ کا نام زیاد ہے اور کنیت ابو زکریا۔ یہ تعجب خیز وحیرت انگیز گفتگو کرتا تھا اس لئے اس کا لقب فراء ہوگیا۔ اہل لغت کے یہاں یہ معلم اول شمار ہوتا ہے، اس نے فن ادب میں ایک کتاب "کتاب المعانی" لکھی ہے۔ جس کے املاء کے وقت حاضرین اس کثرت سے تھے کہ صرف قاضیوں کو گنا تو اسّی تھے۔

توضیح

تو کہے گا اکلت السمکۃ حتیٰ راسہا (سین کے ضمہ، نصب اور جر کے ساتھ) بہرحال ضمہ تو اس بناء پر کہ حتیٰ ابتداء کیلئے ہو اور خبر محذوف ہو اکلت کے قرینہ سے اور وہ ماکول ہے اور بہرحال فتحہ اس طور پر کہ حتیٰ عطف کیلئے ہو اور یہ ظاہر ہے اور تیسرا وہ تو بہت ہی زیادہ ظاہر ہے اور فراء کہتا تھا کہ میں مروں گا اور میرے دل میں حتیٰ کے بارے میں کچھ ضرور ہوگا چونکہ حتیٰ رفع بھی دیتا ہے نصب اور جر بھی۔

فائدہ:۔ لفظ حتیٰ بقول فراء عجب چوں چوں کا مربہ ہے۔ عمل کی تین ہی صورتیں ہیں رفع، نصب، جر۔ حتیٰ کا مابعد مرفوع، منصوب، مجرور تینوں طرح آتا ہے گویا حتیٰ رافع بھی ہے ناصب بھی ہے جار بھی ہے۔ بصورت رفع حتیٰ ابتدائیہ ہوتا ہے جسکے بعد از سر نو جملہ کا آغاز ہوتا ہے حتیٰ ابتدائیہ جملہ اسمیہ، فعلیہ مضارعیہ ماضویہ تینوں پر داخل ہوتا ہے۔ جیسے گذشتہ مثال میں حتیٰ راسہا ای ماکول۔ ثانی جیسے قول باری عزاسمہ "حتیٰ یقول الرسول" برفع یقول علیٰ قراءۃ نافع، ثالث جیسے آیت "حتیٰ عفوا" ابن مالک نے دعویٰ کیا ہے کہ ان آیات میں حتیٰ حرف جر ہے۔ اور اذا اور ان جو ان میں مضمر ہے وہ مجرور ہے مگر اکثر علماء نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ دوسری صورت عطف کی ہے۔ حتیٰ عاطفہ بھی ہوتا ہے۔ جلال الدین سیوطیؒ نے کہا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ یہ کہیں قرآن میں بھی استعمال ہوا ہے۔ کیونکہ حتیٰ کے ساتھ عطف بہت کم ہوتا ہے اسی وجہ سے نحویان کوفہ نے اس کا انکار کردیا حتیٰ عاطفہ بمنزلہ واؤ عاطفہ کے ہوتا ہے لیکن تین اعتبار سے فرق ہے پہلا فرق یہ ہے کہ حتیٰ کے معطوف کیلئے تین شرطیں ہیں۔ اول یہ کہ وہ اسم ظاہر ہو مضمر نہ ہو۔ دوم یہ کہ اس کا ماقبل جمع ہو اور معطوف اس کا بعض ہو۔ یا حتیٰ کا معطوف کل کا جز ہو یا مثل جز ہو۔ فالاول کقولک قدم الحاج حتیٰ المشاۃ، والثانی کقولک اکلت السمکۃ حتیٰ راسہا، والثالث کقولک اعجبتنی الجاریۃ حتیٰ حدیثہا۔ ان تینوں شرطوں کو یوں تعبیر کرو کہ حتیٰ وہیں داخل ہو سکتا ہے جہاں استثناء کرنا صحیح

ہو جہاں استثناء صحیح نہ ہو گا وہاں حتیٰ کا آنا بھی صحیح نہ ہو گا۔ سوم یہ کہ حتیٰ کا معطوف اپنے ماقبل کیلئے غایت ہوتا ہے: اما فی زیادۃ او نقص فالاول نحو مات الناس حتی الانبیاء والثانی نحو زارک الناس حتی الحجامون وقد اجتمعا فی قولہ

شعر: قہرناکم حتی الکماۃ فانتم تہابوننا حتیٰ بیننا الاصاغرا

دوسرا فرق یہ ہے کہ حتیٰ کے ذریعہ سے جملے کا عطف نہیں ہوتا کیونکہ حتیٰ کے معطوف کیلئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنے ماقبل کا جزء ہو یا مثل جزء ہو (کما قدمناہ) ولایتاتی ذالک الا فی المفردات۔ تیسرا فرق یہ ہے کہ جب حتیٰ کے ذریعہ کسی مجرور پر عطف کیا جائے گا تو جار کا اعادہ ضروری ہو گا۔ فتقول مررت بالقوم حتیٰ بزید۔ تیسری حالت جر کی ہے، حتیٰ جارہ تین معنیٰ کیلئے آتا ہے۔ ۱۔ مرادف الیٰ جیسے آیت لن نبرح علیہ عاکفین حتیٰ یرجع الینا موسیٰ، یعنی موسیٰ کے واپس آنے تک۔ ۲۔ مرادف کَیْ جیسے آیت ولا یزالون یقاتلونکم حتیٰ یردوکم۔ ۳۔ مرادف الّا جیسے آیت وما یعلمان من احد حتیٰ یقولا۔

انفٌ فی الماء واستٌ فی السماء
ناک پانی میں اور سرین آسمان میں

یہ ایک کہاوت ہے جو ایسے شخص کیلئے بولی جاتی ہے جو ذی وقار نہ ہو اور اپنے آپ کو صاحب عزت خیال کرتا ہو جیسے ہمارے یہاں کہا جاتا ہے "رہیں جھونپڑوں میں اور خواب دیکھیں محلوں کے" ۔

کیوں ہنسی آئے نہ مجھ کو ایسے خیال خام پر دیکھتے ہیں جھونپڑوں میں بیٹھ کے محلوں کے خواب

سمع المامون یومًا بعض الکنافین وھو یقول وقد کان مارًا فی مرکبۃ: لقد سقط ھٰذا من عینی من حین غدر باخیہ، فقال المامون: ھل لی من یشفع لی الی ھٰذا الرئیس لارتفع الی عینیہ بعد سقوطی؟

(ن ض س)

لغوی تحقیق

انف: ناک۔ ج آناف۔ الف کل شیٔ، ہر چیز کا ابتدائی حصہ۔ انف الجبل: پہاڑ کا نکلا ہوا گوشہ۔ الماء: پانی۔ اصلہ موہٌ۔ ج میاہ، امواہ۔ ماہ (ن) موہًا الرجل، پانی پلانا۔ الشیٔ بالشیٔ، ملانا۔ است: سرین۔ السماء: آسمان۔ ج سمٰوٰت۔ سما (ن) سموًا: بلند ہونا۔ المامون: ابو العباس عبداللہ بن ہارون رشید۔ پیدائش ۱۷۰ھ میں ہارون کے خلیفہ ہونے کے دن میں ہوئی۔ ہارون نے تیرہ سال کی عمر میں امین کے بعد ولی عہدی کا فرمان لکھا اور اسے خراسان کا مستقل حاکم بنا دیا۔ مامون جملہ خلفاء عباسیہ میں حلم و عفو میں بے نظیر تھا، علم سے بہت زیادہ دلچسپی تھی اس لئے ہمیشہ اپنے ساتھ اہل علم کی ایک جماعت

رکھتا تھا اور ان سے علمی مباحثہ کیا کرتا تھا۔ ۴۸ سال کی عمر میں ۲۱۸ھ میں انتقال ہوا اور طرطوس میں دفن کیا گیا۔ مدت خلافت ۲۰ سال ۵ ماہ تین دن رہی۔ الکنافین۔ ای اصحاب الکنافین بمعنیٰ بھنگی۔ کنف (ن) الدار: گھر میں پاخانہ بنانا۔ الکنیف: پاخانہ۔ جانوروں کا باڑہ۔ ج کُنُف۔ وہو یقول۔ ہو کا مرجع بعض ہے اور کان جملہ حالیہ ہے اور کان کی ضمیر مامون کیطرف راجع ہے۔ مارًا صیغۂ صفت ہے۔ مر (ن) مرورًا: گذرنا۔ فی مرکبہ: سواری۔ ج مراکب رکب (س) رکوبًا: سوار ہونا۔ ص راکب۔ ج رکبان۔ سقط وہو یقول کا مقولہ ہے۔ (ن) سقوطًا: گرنا من عینی میری نظروں سے گذر گیا یعنی حقیر ہوگیا۔ ساقط، فرومایہ۔ ج سقاط۔ حین، وقت۔ ج احیان۔ حان (ض) وقت آنا۔ غدر (ض ن س) غدرًا: خیانت کرنا۔ ص غادر۔ ج غدرۃ۔ یشفع (ف) شفاعۃ: سفارش کرنا۔ ص شفیع ج شفعاء۔ شفعًا: جوڑا کرنا۔ الرئیس، سردار۔ ج رُؤساء، رؤس (ک) ریاسۃ: رئیس ہونا (ض) سردار ہونا لارفع (ف) رفعًا: بلند کرنا (ک) رفعۃ، رفاعۃ: عالی مرتبہ ہونا۔

توضیح مامون نے ایک دن ایک بھنگی کو سنا کہ وہ بھنگی کہہ رہا ہے جبکہ مامون گذر رہا تھا اپنی سواری کے ذریعہ کہ یہ میری آنکھوں سے گر گیا جب سے اس نے بیوفائی کی ہے اپنے بھائی کے ساتھ تو مامون نے کہا کیا میرے لئے کوئی ایسا آدمی ہے جو میرے لئے سفارش کرے اس سردار سے تاکہ میں اٹھایا جاؤں اس کی آنکھوں تک میرے گرنے کے بعد۔

فائدہ:۔ ہارون الرشید نے اپنے تینوں بیٹوں محمد امین، عبداللہ مامون، قاسم موتمن کو یکے بعد دیگرے ولیعہد بنا کر ولی عہدی کے پیمان کو خانہ کعبہ میں رکھدیا تھا۔ امین نے مامون کے انکار کے باوجود اپنے بیٹے موسیٰ کو ولیعہد بنادیا اور حج کے موسم میں ایک امیر کو مکہ بھیج کر اہل حرم سے موسیٰ کی ولیعہدی کی بیعت لے لی اور مامون و موتمن کی ولی عہدی کے عہد نامے جو ہارون نے لکھوا کے خانہ کعبہ میں رکھے تھے منگا کر چاک کردیئے امین کیطرف سے حجاز کا عامل داؤد بن عیسیٰ تھا، اس نے ۲۷ رجب ۱۹۶ھ میں اہل قریش علماء فقہاء اور حجاج کعبہ کو جمع کرکے کہا کہ ہارون نے عہد ولایت کو اس مقدس گھر میں بطور امانت رکھ کر ہم لوگوں کو گواہ بنایا تھا اور عہد لیا تھا کہ اگر اس کی خلاف ورزی ہو تو تم مظلوم کا ساتھ دینا۔ لہٰذا امین نے چونکہ ظلم کیا ہے اور عہد شکنی کی ہے اس لئے ہم کو مامون کا ساتھ دینا چاہئے، حاضرین نے اس سے اتفاق کیا اور امین کو خلافت سے معزول کرکے مامون کی خلافت پر بیعت کی، اہل مدینہ نے بھی یہی کیا۔ قصہ کوتاہ، مامون کی فوج نے اس کے غلام طاہر بن حسین اور ہرثمہ کی قیادت میں دونوں سمت سے آکر بغداد کا محاصرہ کرلیا، ہر سمت سے منجنیق اور قلعہ شکن آلات نصب کرکے شہر پر پتھر برسانے شروع کئے جس سے بیشتر عمارتیں خراب ہوگئیں اور اہل شہر شدت محاصرہ سے تنگ آگئے۔ امین نے مجبور ہو کر ہرثمہ سے اپنی جان کی امان طلب کی اس نے منظور کرلیا لیکن طاہر نے امان مسترد کردی، امین نے اپنے درباریوں کے مشورہ سے یہ کوشش شروع کی کہ مخفی طور پر ہرثمہ کے پاس پہونچ کر اس کی حمایت میں آجائے۔ ہرثمہ بھی اس پر راضی تھا اس نے بھی اپنے آدمی وہاں بھیجدیئے۔ امین

جس وقت قصر سے نکل کر کشتی میں سوار ہوا تو ان لوگوں نے اس پر تیر برسائے اور پتھر پھینکے یہانتک کہ کشتی ڈوب گئی ہرثمہ کو اس کے ساتھیوں نے نکالا، امین پانی میں تیرنے لگا اس کو طاہر کے سپاہیوں نے پکڑ لیا اور اس کے حکم سے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۲۵ محرم ۱۹۵ھ میں ہوا ہے۔ عبارت "حین غدر باخیہ" سے اسی کیطرف اشارہ ہے۔

الحِلْمُ

بردباری

بردباری خزانۂ خردست ✿ ہرکرا حلم نیست دیو و دوست

شتم رجلٌ اباذرٍ الغفاری رضی اللہ عنہ فقال لہ ابوذرٍ: یا ھٰذا ان بینی وبین الجنۃ عقبۃً فان انا جزتہا فواللہ ما ابالی بقولک وان ھو صدّنی دونہا فانی اھلٌ لاشد مما قلت لی۔

لغوی تحقیق

الحلم (ک) حلماً: بردبار ہونا، متحمل المزاج ہونا۔ حُلُم۔ ج احلام: خواب۔ اباذر: جندب بن جنادہ متوفی ۳۲ھ جلیل القدر صحابی ہیں متقی اور زاہد تھے۔ ضرورت سے زائد مال جمع کرنے کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ الغفار۔ قبیلہ بنو غفار کیطرف منسوب ہے۔ عقبۃ: دشوار گذار گھاٹی۔ ج عقاب۔ جزتہا (ن) جوزًا، جوازًا: گزر جانا۔ ما ابالی۔ مبالاۃ: پرواہ کرنا۔ صدّنی (ن) صدًّا: روکنا۔

توضیح

ایک شخص نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہا تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے فلاں! بیشک میرے درمیان اور جنت کے درمیان ایک دشوار گذار گھاٹی ہے، اگر میں اس سے آگے بڑھ جاؤں تو واللہ تمہاری باتوں کی پرواہ نہیں، اور اگر اللہ نے مجھے روک دیا اس سے ادھر ہی تو میں اس سے زیادہ کا لائق ہوں جو تو نے میرے حق میں کہا۔

روی الطبرانی وابن حبان والبیھقی عن اجل احبار الیھود الذین اسلموا انہ قال لم یبق من علامات النبوۃ شیٔ الا وقد عرفتہ فی وجہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حین نظرت الیہ الا اثنتین لم اخبرھما منہ یسبق حلمہ جھلہ ولا یزیدہ شدۃ الجھل علیہ الا حلماً فکنت اتلطف لہ لان اخالطہ فاعرف حلمہ وجھلہ فابتعت منہ تمراً الی اجلٍ فاعطیتہ الثمن فلما کان قبیل محل الاجل بیومین او ثلاثۃ اتیتہ فاخذت بمجامع قمیصہ وردائہ ونظرت الیہ بوجہ غلیظ، ثم قلت: الا تقضینی یا محمدُ بحقی؟ فواللہ انکم یا بنی عبد المطلب ذوو مطلٍ، فقال عمر: ای عدو اللہ! اتقول لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اسمع؟ فواللہ لولا ما اُحاذرُ

قربہ لضربت بسیفی رأسك، ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینظر عمر فی سکون وتؤدۃ و تبسم ثم قال، انا وھو کنا احوج الیٰ غیر ھٰذا منك یا عمر! ان تامرنی بحسن الاداء و تامرہ بحسن التقاضی، اذھب بہ فاقضہ وزدہ عشرین صاعًا مکان مُنازعتہ، فقلت یا عمر! کل علامات قد عرفتھا فی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین نظرت الیہ الا اثنتین لم اخبرھما یسبق حلمہ جھلہ، ولا یزیدہ شدۃ الجھل علیہ الا حلمہ، فقد اخبرتھما اشھدك انی رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا۔

توضیح طبرانی ابن حبان اور بیہقی نے نقل کیا ہے ان یہودیوں کے ایک بہت بڑے عالم سے جنھوں نے اسلام قبول کیا۔ اس عالم نے کہا نبوت کی علامتوں میں سے کوئی چیز نہیں باقی رہی مگر یہ کہ میں نے اسے پہچانا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں، جب میں نے انکی طرف دیکھا مگر دو علامتیں میں ان پر باخبر نہیں ہوسکا۔ ان میں سے ایک یہ کہ ان کی بردباری ان کے جہل پر سبقت کرے گی۔ دوسرا یہ کہ جہل کی زیادتی ان پر نہیں اضافہ کریگی مگر بردباری میں۔ میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا تھا تاکہ ان کے ساتھ مل جل کر رہ سکوں پھر میں انکی بردباری کو پہچان لوں۔ میں نے ان سے کچھ کھجوریں خریدی ایک مدت متعین کرکے، میں نے انھیں قیمت دیدی۔ مدت کے ایک دو روز پہلے ہی میں ان کے پاس آیا اور میں نے عام مجمع میں ان کے گریبان اور چادر پکڑ لیا اور میں نے انھیں ترش روئی سے دیکھا پھر میں نے کہا کہ اے محمد! کیا تو میرا حق ادا نہیں کریگا۔ قسم خدا کی بیشک تم لوگ اے عبد المطلب کی اولاد ٹال مٹول والے ہو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اے اللہ کے دشمن کیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے وہ باتیں کہہ رہا ہے جو میں سن رہا ہوں۔ قسم خدا کی اگر میں نہیں اندیشہ کرتا اس چیز کا جس سے قریب ہونیکا خطرہ ہے تو میں اپنی تلوار سے تیرا سر قلم کر دیتا۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے حضرت عمرؓ کو خاموشی سنجیدگی اور تبسم کے ساتھ۔ پھر ارشاد فرمایا اے عمر میں اور وہ دونوں اس کے علاوہ کی جانب تمہاری طرف زیادہ محتاج تھے یعنی یہ کہ تو حسن ادائیگی کا مجھے حکم دیتا اور اسے بہترین انداز میں تقاضے کا حکم دیتا اسے لے جاؤ اس کا حق ادا کرو اور مزید بیس صاع دو اس سے لڑنے کے بجائے۔ تو میں نے کہا اے عمر تمام نبی کی علامتوں کو میں نے دیکھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں جب میں نے ان پر نظر ڈالی مگر دو چیزیں، ایک میں باخبر نہیں ہوسکا تھا کہ انکی بردباری ان کے جہل پر غالب ہے اور ان پر جہل کی شدت نہیں بڑھاتی مگر ان کی بردباری کی تو تحقیق کی میں ان دونوں سے عاجز ہو چکا۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں راضی ہوں اللہ سے رب ہونیکے اعتبار سے اور اسلام سے دین ہونے کے اعتبار سے اور محمدؐ سے نبی ہونیکے اعتبار سے۔

الطمع

لالچ کرنا

يقالُ إنَّ اشعبَ مَرَّ يومًا فجعلَ الصبيانُ يعبثونَ به فقالَ لهُمْ ويلكم سالم ابن عبد الله يُفرّقُ تمرًا منْ صَدَقَةِ عُمَرَ فمرَّ الصّبيان يعدون إلى دارِ سالم ابن عبد الله وَعدا اشعب معهم وَقالَ ما يُدريني لعلهٗ يكون حقا۔
(استفہامیہ)

لغوی تحقیق

الطمع: لالچ (س) فیہ طمعًا: لالچ کرنا (ک) طماعۃً: لالچی ہونا۔ اشعب: ابوالعلاء ابن زبیر، ولادت ۹ھ حضرت عثمانؓ کے غلام تھے اور حسنِ قراءت اور عمدگی آواز میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے مگر حرص و لالچ میں ضرب المثل تھے اور نکتہ آفرینی و حاضر جوابی میں یکتائے روزگار تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے ان سے کہا کہ تم نے کبھی میرے احسان کا شکریہ ادا نہیں کیا، انھوں نے جواب دیا کہ تیرا احسان ثواب کی نیت نہ رکھنے والے کی طرف سے تھا اس لئے ناشکرے کے پاس پہنچا۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے کل ۱۵۴ سال کی عمر پائی۔ الصبیان: ج صبی: بچہ۔ یعبثون (س) عبثًا: کھیلنا۔ مذاق کرنا۔ عبث: بیکار۔ ویلکم۔ لفظ ویل دراصل کلمۂ تحسر ہے جو بوقت مصیبت بولا جاتا ہے جیسے ویلی یا ویلتنا۔ لیکن جب متکلم دوسرے کیلئے استعمال کرے تو بددعا کیلئے ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ نکرہ ہونے کی صورت میں بھی مبتدا ہو سکتا ہے کیونکہ کلمات دعائیہ میں اس کی گنجائش ہے خواہ دعائے خیر ہو جیسے سلام علیک، یا بددعا ہو کقولہ تعالیٰ فویل للذین یکتبون الکتاب۔ ہر امر عجیب کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے آیت یا ویلتا أألد وانا عجوز۔ اور شیخ ابن حبان نے اپنی صحیح میں حدیث ابوسعید سے مرفوعًا روایت کیا ہے کہ ویل جہنم کی ایک وادی ہے۔ یہ عدم اضافت کی صورت میں اضمار فعل کی بناء پر منصوب اور ابتداء کی وجہ سے مرفوع ہوتا ہے اور بصورت اضافت صرف منصوب ہوتا ہے پھر یہ ان الفاظ میں سے ہے جن سے اکثر اوقات ان کے حقیقی معنیٰ مراد نہیں ہوتے جیسے تربت یداک، قاتلہ اللہ، لا ام لہٗ، لا اب لک، ثکلتہ امہٗ وغیرہ۔ سالم ابن عبداللہ بن عمر بن الخطابؓ ابوعمرو القرشی المتوفی سنہ ۱۰۶ھ احد فقہاء المدینۃ۔ تمرًا: کھجور۔ واحد تمرۃ ج تمور۔ تمر (ن) تمرًا۔ ہ: کھجور کھلانا۔ یعدون (ن) عدوًا: دوڑنا۔ دار: گھر۔ ج دُوْرٌ، دیار، ادوُرٌ۔ دار، دورًا، دورانًا: چکر لگانا۔ ما یدرینی۔ ما استفہامیہ ہے۔ دری (ض) دریًا، درایۃً: جاننا۔ حقا (ن ض) ثابت ہونا۔ سچ ہونا۔

توضیح

کہا جاتا ہے کہ ایک دن اشعب گذرا تو بچے اس سے کھیلنے لگے تو بچوں سے انھوں نے کہا تمہارا ناس ہو، سالم بن عبداللہ حضرت عمر کے صدقہ میں سے کھجوریں بانٹ رہے ہیں، تو بچے بھاگ کر جانے لگے حضرت سالم کے مکان پر اور اشعب بھی ان کے ساتھ دوڑنے لگے اور کہنے لگے کیا پتہ شاید یہی سچ ہو۔

كَفُّ اللِّسَانِ عَنِ الْوُقُوعِ فِي عِرْضِ الْإِنْسَانِ

انسان کی بے عزتی سے زبان کا روکنا

مریز آبروئے برادر بگوئے کہ دہرت نریزد بشہر آبروئے ؛ بہ بدگفتن خلق چوں دم زدی اگر راست گوئی سخن ہم بدی

لمّا دخل الحسنُ البصری علی الحجاج فقال لہ: ما تقول فی علیٍ و عثمانَ؟ قال: اقول فیھما اَلّما قال من ھو خیرٌ منّی بین یدی مَنْ ھو شرٌّ منك، قال، ومن ذلك؟ قال موسیٰ و فرعونُ، فما بالُ القرونِ الاولی۔ قال علمُھا عند ربّی فی کتاب۔

لغوی تحقیق

کفّ اللسان (ن)، عن الامر: باز رہنا۔ ۂ۔ باز رکھنا۔ کفّ: ہتھیلی۔ ج اکف۔ الوقوع۔ وقیعۃً فی فلانٍ، غیبت کرنا، عیب نکالنا، گالی دینا۔ وقوعًا: گرنا۔ وقعًا من کذا وعن کذا، باز رہنا عِرض: آبرو۔ ج اعراض۔ عَرَضٌ، سامان۔ ج عروض۔ عرض (ض) عرضًا، پیش کرنا (س)، ظاہر ہونا۔ دخل (ن) دخولاً: داخل ہونا، اندر آنا۔ علیہ ملاقات کرنا۔ الحسن البصری: ابو سعید ابن ابی الحسن یسار۔ پیدائش ۲۱ھ میں ہوئی اور وادی القری میں نشو و نما پائی اور ۱۱۰ھ میں بصرہ میں انتقال فرما گئے، ان کے جمیع اوصاف ابن سعد نے ایک سطر میں جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ فرماتے ہیں "کان عالمًا رفیعًا ثقۃً حجۃً مامونًا عابدًا ناسکًا کثیر العلم فصیحًا جمیلاً وسیمًا۔ آپ عالم عالی مرتبہ، قابل اعتماد حجت، نیک سیر، عبادت گذار، وافر العلم، فصیح، خوبصورت اور خوش رو تھے۔ آپ علوم ظاہریہ کے علاوہ علوم باطنیہ سے بھی بھرپور تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے نامور اربابِ تصوف نے بھی آپ کا اسم گرامی جلی عنوان سے تحریر کیا ہے۔ حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کہ آپ نے ۱۳۰ صحابہ سے ملاقات کی ہے۔ الحجاج۔ ابو محمد ابن یوسف بن الحکم الثقفی۔ فرعون: عمالقہ شاہان مصر کا لقب ہے۔ جیسے کسریٰ ملوک فارس کا، قیصر ملوک روم کا، خاقان ملوک چین کا، تبع ملوک یمن کا، خیل ملوک عرب کا، نجاشی ملوک حبشہ کا، خلیفہ ملوک بغداد کا اور سلطان آل سلجوق کا لقب ہے۔ یہاں فرعون سے مراد ولید بن مصعب بن ریان ہے جو قبطی نسل سے تھا، اس کی عمر چار سو سال سے زیادہ ہوئی ہے۔ حضرت سعید بن جبیر ناقل ہیں کہ تین سو سال تک اس کے سر میں درد تک نہیں ہوا۔ بال: حال۔ قرون جمع قرن: ایک گروہ کے بعد ایک گروہ، سینگ، آفتاب کی پہلی شعاع، بارش کا جھلا، سو سال کا زمانہ۔ قرن (ض)، قرنًا: ملی ہوئی بھوں والا ہونا۔ ص اقرن، قرن۔

توضیح

جب حسن بصری حجاج پر داخل ہوئے تو حضرت حسن نے فرمایا کہ تمہارا کیا خیال ہے حضرت علی اور حضرت عثمان کے بارے میں۔ حجاج نے کہا میں ان کے بارے میں وہی کہتا ہوں جو کہا اس شخص نے جو تجھ سے بہتر ہے۔ اس کے سامنے جو تم سے بہتر ہے۔ حضرت حسن نے پوچھا اور وہ کون ہے تو حجاج نے کہا حضرت موسیٰ اور فرعون۔ جب فرعون نے حضرت موسیٰؑ سے کہا تھا فما بال القرون الاولیٰ یعنی پہلے لوگوں کا کیا حال ہوا تو حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا علمھا عند ربی فی کتاب یعنی ان کا علم میرے رب کے پاس ہے رجسٹر میں۔

نوعٌ غریبٌ مِنَ المسابّۃ

بد کلامی کا نرالا انداز

قالَ بعضهم: وجدتُ على قبرٍ مكتوبًا انا ابنُ مَن كانتِ الريحُ طوعَ امرهٖ يحبسها اذا شاءَ ويُطلقها اِذَا شاءَ قالَ فعظمَ فی عینی مصرعُهٗ ثم التفتُّ الی قبرٍ اٰخر قبالتهٗ فاذا علیه مکتوبٌ لا یغترّ احدٌ بقوله فما کان ابوه الا بعض الحدّادین یحبس الریح فی کیرہ ویتصرف فیھا قال فعجبتُ منھما یتسابّانِ میّتینِ۔

لغوی تحقیق

نوعٌ: قسم۔ ج انواع۔ غریبٌ: مسافر، اجنبی، غیر مانوس۔ ج غرباء۔ غرَبَ (ن) غربۃً وغربًا: پردیسی ہونا، وطن سے علیحدہ ہونا۔ غروبًا الرجل: دور ہونا۔ النجم: ڈوبنا۔ (ک) غرابۃً الکلام مخفی و پوشیدہ ہونا۔ مسابّۃ۔ باب مفاعلت سے: باہم گالی گلوچ کرنا، باہمی گالی گلوچ۔ سبَّ (ن) سبًّا: گالی دینا۔ وجدتَ (ض) وجدًا وجدۃً ووجدانًا: پانا۔ علیہ: ناراض ہونا۔ قبرٌ: انسان کے دفن کرنے کی جگہ۔ ج قبور۔ قبَرَ (ن) قبرًا: دفن کرنا۔ قبریۃ: قبر کا کتبہ۔ مکتوبًا (ن) کتابۃً: لکھنا۔ تصنیف کرنا، نقش وغیرہ بنانا۔ لہٗ بکذا: وصیت کرنا اللّٰہ علیہ: فرض کرنا۔ الریحُ۔ جمع ریاح۔ جج اراویح: تیز ہوا۔ محسوس ہوا۔ راح یراح ریحًا: تیز ہوا والا ہونا (ن)، روحًا: شام کے وقت آنا یا جانا۔ طوعٌ: فرمانبردار۔ طاعَ (ن) طوعًا۔ انطاع، اطاع: تابعدار ہونا۔ اشارہ پر چلنا۔ امرہ: حکم۔ ج اوامر: کام۔ ج امور۔ امَرَ (ن) امرًا: حکم کرنا۔ امّرَ تامیرًا: حاکم بنانا۔ اختیار دینا۔ آمرٌ: حکمران۔ صاحبِ اختیار، امیر، شاہزادہ حاکم، صدر۔ ج امراء۔ یحبسہا (ض) حبسًا: قید کرنا۔ عن شیٔ: روکنا۔ الشیٔ: پورے طریقے سے حفاظت کرنا۔ حبسٌ۔ ج حبوس۔ محبس، محابس: قید خانہ۔ یطلقہا الاسیر: قیدی کو آزاد کرنا۔ طلقَ (ن) طلاقًا المرأۃ: عورت کا شوہر سے جدا ہونا۔ ص طالق۔ ج طُلَّق۔ عظمَ (ک)، عظمۃً: بڑا ہونا، شاندار ہونا۔ ص عظیم۔ ج عظماء: بڑا، پر شوکت، عظیم الشان۔ عظمٌ: ہڈی۔ ج عظام۔ عینٌ: آنکھ۔ ج اعین۔ چشمہ۔ ج عیون۔ ذات، شیٔ۔ ج اعیان۔ عان (ض) عینًا: نظر لگانا۔ مصرعہ صرع (ن) صرعًا، مصرعًا: پچھاڑ دینا۔ لایغترّ۔ اغترّ واستغرّ بکذا: دھوکہ کھانا۔ غرّۃ، غُرّۃ وغرارۃ الوجہ: خوبصورت ہونا۔ الحدّادین۔ ج حدّاد: لوہار۔ کیرٌ: لوہاروں کی وہ مشک جس سے وہ بھٹی دھوکتے ہیں۔ ج اکیار، کِیَرہ۔

توضیح

ایک شخص نے بیان کیا کہ میں نے ایک قبر پر یہ لکھا ہوا پایا کہ میں اس شخص کا بیٹا ہوں کہ ہوا جس کے تابع رہتی تھی وہ ہوا کو روک لیتا جب چاہتا تھا اور چھوڑ دیتا تھا جب چاہتا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ میری آنکھوں میں اس کا پچھاڑنا بہت بھاری بھر کم معلوم ہوا پھر میں دوسری قبر کی جانب متوجہ ہوا جو اس کے سامنے تھی تو اس پر یہ لکھا ہوا کہ کوئی اس کی بات کی وجہ سے دھوکہ نہ کھائے۔ کیونکہ اس کا باپ ایک لوہار تھا کہ جو ہوا کو اپنی مشک میں محبوس کر لیتا تھا اور اس میں تصرف کرتا تھا۔ راوی کا بیان ہے میں نے ان دونوں پر تعجب کیا کہ دونوں مردے گالی گلوچ کر رہے ہیں۔

معنی قولہم فلان اشأم من طویس

اہل عرب کے قول فلان اشأم من طویس کا مطلب ہے

ھو طویس المغنی لانہ قال: وُلدتُ یومَ تُوُفّی رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وفُطِمتُ یومَ تُوُفّی ابوبکر رضی اللہ عنہ وبلغتُ الحُلُمَ یومَ قُتِلَ عمرُ رضی اللہ عنہ وتزوجتُ یومَ قُتِلَ عثمانُ رضی اللہ عنہ وجاءَ نی ولدٌ یومَ قُتِلَ علیٌّ وآخر یوم مات الحسن مسموماً قال: وما دُمتُ بین اظہرِکم لا تامنوا من ظہورِ الدجّالِ۔

لغوی تحقیق اشأم۔ اسم تفضیل ہے۔ شوم (ک)، شامۃً: نامبارک ہونا۔ طُوَیس: طاؤس کی تصغیر ہے۔ (قالہ الجوہری) بمعنی مور۔ ج اطواس، طواویس۔ طاسَ (ن) طوسًا۔ الوجہ: خوبصورت ہونا۔ یہاں طویس سے مراد ایک گویا ہے۔ وُلدتُ۔ ولدت (ض) لِدۃً ولادۃً: جننا۔ وُلِدَ، وَلَد: بچہ (مذکر و مؤنث) توُفّی۔ توفاہ اللہ: موت دینا، وفات، موت۔ ج وفیات۔ فطمتُ (ض) فطمًا۔ الولد: بچہ سے دودھ چھڑانا۔ فطم الرضیع: دودھ پیتا بچہ، دودھ چھڑانے کے وقت پر پہنچ گیا۔ فطم: دودھ چھڑایا ہوا۔ ج فُطُم۔ الحلم (ن) حلمًا الصبیّ: بالغ ہونا۔ مسمومًا۔ سُمّ: زہر، سوئی کا ناکہ۔ ج سِمام، سموم۔ سَمّ (ن) سَمًّا: زہر دینا۔ سمومًا۔ الریح جھلسنا۔ مادمتُ (ن، س) دومًا، دوامًا: ہمیشہ رہنا۔ اظہرکم۔ ج ظہر: پیٹھ۔

توضیح وہ طویس گویا ہے چونکہ اس نے کہا کہ میں پیدا ہوا جس دن حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔ اور میرا دودھ چھڑایا گیا جس روز حضرت ابوبکرؓ کا انتقال ہوا، اور میں جوان ہوا جس دن حضرت عمرؓ کا انتقال ہوا، اور میں نے شادی کی جس روز حضرت عثمانؓ مقتول ہوئے اور میرا بچہ پیدا ہوا جس دن حضرت علیؓ کا قتل ہوا۔ اور دوسرا بچہ پیدا ہوا جس دن حضرت حسنؓ زہر کھا کر انتقال کر گئے اور طویس نے کہا کہ جب تک میں تمہارے درمیان ہوں گا، تم دجال کے ظہور سے مامون نہیں ہو سکتے۔

من قال ما لا ینبغی سمع ما لا یشتھی

جو نامناسب بات کہے گا وہ نامناسب بات سنے گا

؎ بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے ❊ ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

یُروی انّ ابا دُلف قصدہ شاعرٌ تمیمیّ، وقال لہ: ممن انت؟ فقال من تمیم فقال ابو دلف ؎ تمیم بطرق اللؤم اھدیٰ من القطاء ❊ ولو سلکتْ سُبُلَ الھدایۃ ضلّتِ

فقال لہ التمیمی، نعم بتلك الھدایۃ جئت الیك فأفحمہ۔

لغوی تحقیق یروی: روایۃ، نقل کرنا، بیان کرنا۔ ص راوٍ۔ ج رواۃ (س) ریًّا، ریّا من الماء: سیراب ہونا۔ ص ریان۔ ج رواء۔ ابودلف: قاسم بن عیسٰی بن ادریس عجلی متوفی ۲۲۶ھ عرب کا امیر مامون الرشید کا مشہور سپہ سالار اور بہت سی خوبیوں کا مالک تھا، کتاب البزاۃ، کتاب الصید، کتاب السلاح، کتاب النزہ، کتاب سیاست ملوک وغیرہ آپ کی یادگار ہیں۔ ایک بار معتصم کے سپہ سالار اعظم افشین نے ابودلف پر از راہ عداوت خون کا الزام قائم کرکے چاہا کہ اس کو قصاص میں قتل کردے۔ احمد بن دؤاد دایادی جس کا رتبہ معتصم کے دربار میں وہی تھا جو مامون کے یہاں قاضی یحیٰی بن اکثم کا تھا، اس کو یہ خبر معلوم ہوئی فوراً سوار ہوکر افشین کے یہاں پہنچا، دیکھا تو جلاد تلوار لئے ہوئے ابودلف کو قتل کرنے کے واسطے تیار ہے، جلدی سے آگے بڑھ کر افشین سے کہا، مجھ کو امیر المومنین نے یہ پیغام دیکر بھیجا ہے کہ تم ابودلف کو قتل نہ کرو بلکہ میرے سپرد کردو اور حاضرین کو اس پر گواہ بنالیا کہ میں نے امیر المومنین کا پیغام پہنچا دیا اس کے بعد معتصم کے پاس گیا اور سارا ماجرا سنا کر کہا کہ تنگی کے باعث میں نے دریافت کئے بغیر یہ جرأت اس لئے کی کہ مجھے آپکی حسن نیت پر کامل اعتماد تھا۔ معتصم نے آدمی بھیجکر ابودلف کو بلایا اور اس کو رہا کرکے انعام بخشا۔ قصدہ: قصدًا (ض) ارادہ کرنا۔ انشآء قصائد بنانا۔ الیہ متوجہ ہونا۔ ہٗ کسی کے پاس جانا۔ قصیدہ: لاٹھی، سات یا دس اشعار سے زائد نظم۔ ج قصائد، قصید۔ طُرق۔ جمع طریق: راستہ۔ طرق (ن) طرقًا، طروقًا: رات کے وقت آنا۔ ص طارق۔ ج اطراق۔ الباب، کھٹکھٹانا۔ اطرق راسہ: سر جھکایا یعنے خاموش رہا اور سوچتا رہا۔ اللوم۔ لوم (ن) لومًا، ملامًا، ملامۃً ہٗ، ملامت کرنا۔ ص لائم۔ ج لوام۔ اھدیٰ زیادہ راہ یاب، ہدی (ض) ہدایۃً، ہدیٌ: رہنمائی کرنا۔ ص ہادٍ۔ ج ہداۃ۔ ہداءٌ۔ العروس، دلہن کو شوہر کے پاس بھیجنا۔ اہتدآء: راہ پانا۔ ہدیّۃ: تحفہ۔ ج ہدایا۔ قطاۃ، ایک پرندہ ہے جس کو کونج کہتے ہیں۔ سلکت (ن) سلوکًا، راستہ چلنا۔ مسلک: راستہ۔ ج مسالک، سلک: لڑی ج سلوک۔ سُبُل۔ سبیل: راستہ۔ ج سُبُل۔ ضلّت (ض) ضلالا، ضلالۃ: گمراہ ہونا۔ ص ضال۔ ج ضلّال۔ ضلّٰ، ضلال، ضلالۃ: گمراہی۔ فافحمہٗ۔ فحم (ف) فحمًا۔ جواب سے ساکت ہونا (ک، فحومۃ: کالا ہونا۔ فحم، فحیم: کوئلہ۔ افحمہٗ: خاموش کردینا۔ الجواب المفحم: خاموش کن جواب۔

توضیح مروی ہے کہ ابودلف کا ایک تمیمی شاعر نے ارادہ کیا اور ابودلف نے اس سے پوچھا کہ تو کس قبیلہ سے ہے اس نے جواب دیا کہ تمیم سے، تو ابودلف نے کہا۔ شعر ؎ تمیم کمینگی کی راہوں پر زیادہ ہدایت پاتے ہیں قطاۃ پرندہ سے بھی، اور اگر وہ ہدایت کے راستہ پر چلیں تو گمراہ ہو جائیں گے۔ تو تمیمی نے اس سے کہا ہاں وہی ہدایت میں تمہارے پاس لے کر آیا ہوں اور اسے خاموش کردیا۔

تنبیہ:۔ امام بخاریؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ جب سے میں نے تین باتیں حضورؐ سے سنی ہیں اس وقت سے میرے دل میں بنو تمیم کی محبت اور بڑھ گئی ہے (۱) حضورؐ نے فرمایا دجال کیلئے میری امت

میں سب سے زیادہ سخت بنو تمیم ہوں گے (۲)، حضرت عائشہؓ کے پاس بنو تمیم کی ایک لونڈی تھی۔ آپؐ نے فرمایا اے عائشہ! اسکو آزاد کردو کیونکہ یہ اولاد اسمٰعیلؑ سے ہے (۳)، آپ کے پاس بنو تمیم کے صدقات آئے، آپؐ نے فرمایا یہ میری قوم کے صدقات ہیںؑ۔ علامہ ابن الاثیر فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے بنو تمیم کی وہ مذمت دور ہو جاتی ہے جو ان اشعار میں کی گئی ہے۔

تمیم بطرق اللوم اھ ؛ ولو انّ برغوثا علیٰ ظہر قملۃ ؛ رأتہ تمیم من بعید لولّت ؛

نیز ایک مرتبہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن اناہتم سے زبرقان حصین بن بدر تمیمی کے متعلق دریافت کیا، اس نے ان کی شان میں ناشائستہ الفاظ استعمال کئے۔ زبرقان نے اس کا رد کیا اور اپنی شرافت ظاہر کی۔ اس پر آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا "اِنّ من البیان لسحراً"۔ اسی طرح ایک مرتبہ احنف بن قیس حضرت معاویہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے گدّے پر بیٹھنے کیلئے اشارہ کیا مگر یہ زمین پر بیٹھ گئے۔ حضرت معاویہؓ نے دریافت کیا کہ گدے پر کیوں نہیں بیٹھتے، انھوں نے کہا کہ قیس بن عاصم منقری نے اپنے صاحبزادے کو جو وصیت کی تھی اس میں یہ بھی تھا کہ شاہِ وقت کے پاس اتنی دیر مت بیٹھنا جس سے وہ تنگ دل ہو جائے اور اس سے اتنا قطع تعلق بھی نہ کرنا کہ وہ تجھے بھلا دے، اور اس کے گاؤ تکیہ اور گدے پر مت بیٹھنا۔ نیز اس کے اور اپنے درمیان ایک دو آدمیوں کی جگہ چھوڑ کر بیٹھنا کیونکہ ممکن ہے اثناء مجلس میں کوئی ایسا شخص آ جائے جو اس جگہ کے لائق تر ہو اور اس کی وجہ سے تمہیں اس جگہ سے اٹھنا پڑے۔ اس پر حضرت معاویہؓ نے فرمایا "لقد اُوتیت تمیم الحکمۃ مع رقتہ حواشی الکلام"۔ اور یہ اشعار پڑھے ۔ یا ایہا السائل عما مضیٰ ؛ وعلم ہٰذا الزمن العائب ؛ ان کنت تبغی العلم اواہلہ ؛ اوشاہدا یخبر عن غائب فاعتبر الارض بسکانہا ؛ واعتبر الصاحب بالصاحب۔

التضرّع الی اللہ تعالیٰ شانہٗ

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گریہ وزاری

نقیر وخستہ بدرگاہت آمدم رحمے ؛ کہ جز دعائے توام نیست ہیچ دست آویز

حکیٰ ابراھیم بن عبد اللہ الخراسانی حججتُ مع ابی سنۃ حج الرشید، فاذا نحن بالرشید واقف حاسرٍ حافٍ علی الحصباء وقد رفع یدیہ وھو یرتعد ویبکی ویقول، یارب انت انت، وانا انا۔ انا العوّاد بالذنب وانت العواد بالمغفرۃ اغفرلی فقال لی ابی، انظر الیٰ جبار الارض کیف یتضرع الیٰ جبار السماء۔

لغوی تحقیق

التضرّع۔ ضرع وتضرع، گڑگڑانا، اظہار عجز کرنا۔ تضرع الی اللہ: عاجزی کے ساتھ دعا کرنا۔ حکیٰ۔ حکایۃً عنہ الکلام: نقل کرنا، الخبر بیان کرنا۔ علیہ۔ چغلخوری کرنا۔ حکیٰ: چغلخور، حجت۔

عہ ولکذا رواہ مسلم عن زہیر بن حرب رضی اللہ عنہ ۔ ۱۲ منہ

حج (ن) حجًا : دلیل میں غالب آنا۔ الاماکن : زیارت کرنا۔ ص حاج۔ ج حجیج ، حجاج۔ سَنَة : سال۔ ج سنوات۔ الرشید۔ ہارون ابو محمد بن مہدی، خیزران کے بطن سے ۱۴۵ھ میں مقام رَے میں پیدا ہوئے اور ہادی کے انتقال کے بعد ربیع الاول ۱۷۰ھ میں ۲۵ رسال کی عمر میں تخت نشین ہوئے اور ۲۳ رسال ۲ رماہ ۱۸ ردن تک امورِ خلافت انجام دیئے۔ اور ۱۳ رجمادی الثانیہ ۱۹۳ھ کو وفات پائی، اور طوس میں سپرد خاک کئے گئے۔ اس نے اپنے دورِ خلافت میں ۹ حج کئے اور ہر دفعہ اپنے ساتھ ایک سو علماء اور فقہاء کو مع ان کے اہل و عیال لے گئے جس سال حج کیلئے نہیں جا سکتے اس سال اپنے عوض تین سو آدمیوں کو بھیجتے۔ واقف (ض) وقفًا، وقوفًا : ٹھہرنا علی الامر : مطلع ہونا۔ فی المسئلۃ : شک کرنا۔ عن الشیء : منع کرنا۔ ص واقف۔ ج وقفٌ۔ حاسر (ن، ض) حسورًا : ننگے سر ہونا۔ البصر : نگاہ کا تھک جانا (ن، ض، حسرًا، الشیء۔ کھولنا (س) حسرۃ : افسوس کرنا۔ حاف (س) حیفًا : ننگے پاؤں ہونا۔ ص حاف۔ ج حفاۃ۔ الحصباء : سنگریزہ، کنکر۔ حصب (ن، ض) کنکری سے مارنا۔ یرتعد : کانپنا، اضطراب کرنا (ف، ن) رعدًا اور رعودًا۔ السحاب : بادل کا گرجنا۔ الرعد : بادل کی گرج۔ العوّاد۔ عاد (ن) یعود عودًا : لوٹنا۔ عیادًا وعیادۃ۔ المریض : بیمار پرسی کرنا۔ المغفرۃ : بخشش۔ (ض) غفرانًا، مغفرۃ معاف کرنا۔ ص غافر۔ ج غفرۃ، غفار، عفور : بہت بخشنے والا۔ جبّار : زبردست۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔

توضیح ابراہیم بن عبداللہ خراسانی نے نقل کیا کہ میں نے اپنے والد کے ساتھ ہارون رشید کے حج کے سال حج کیا، ہم ہارون رشید سے ملے تو دیکھا کہ وہ کھڑا تھا ننگا سر، ننگے پاؤں سنگریزہ پر اور اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھا اور رو کانپ رہا تھا اور رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا اے رب تو تو ہے اور میں میں ہوں۔ میں گناہوں کا عادی ہوں اور تو بخشش کا عادی ہے میری بخشش کر دے تو مجھ سے۔ میرے اباجان نے فرمایا کہ دیکھ جبار ارض کو کیسے وہ گڑگڑا رہا ہے جبار سماء کے سامنے۔

صحبۃ الاحداث

نوعمروں کی صحبت

چو خواہی کہ قدرت بماند بلند ❁ دل اے خواجہ در سادہ رویاں مبند (سعدیؒ)

عن ابی سعید الخزّاز، قال : رأیت ابلیس فی النوم وھو یمرّ عنّی ناحیۃ فقلت تعال فقال : ایّ شیءٍ اعمل بکم ؟ انتم طرحتم عن نفوسکم ما اخادع بہ الناس، قلت ما ھو ؟ قال : الدنیا فلمّا ولّی التفت الیّ فقال : غیر انّ لی فیکم لطیفۃً، قلت ما ھی ؟ قال صحبۃ الاحداث۔

لغوی تحقیق

صحبۃ: صحب (س) صحبۃً: ساتھی ہونا۔ صاحب: ساتھی، مالک۔ ج صحبٌ، اصحاب۔ صحابہ، صحبان۔ جج اصاحیب۔ صحابہ وہ حضرات ہیں جو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے بحالتِ ایمان مشرف ہوئے ہوں اور ایمان ہی پر خاتمہ ہوا ہو۔ احداث۔ جمع حدث: نوجوان، نوعمر۔ حدث (ک) حداثۃً: نیا ہونا، نوعمر ہونا (ن) حدوثًا: پیدا ہونا، پیش آنا۔ حدّث عن فلان، روایت کرنا۔ احدثہٗ واستحدث: ایجاد کرنا۔ حدث: پاخانہ۔ ج احداث۔ حادثہ: مصیبت۔ ج حوادث۔ ابوسعید بغدادی مدرس مدرسہ نظامیہ جن کو لسان التصوف کہا جاتا ہے، کیونکہ آپ نے تصوف میں چار سو کتابیں لکھی ہیں۔ آپ نے ذوالنون مصریؒ کو دیکھا ہے اور بشر حافیؒ کی صحبت میں رہے ہیں۔ توفی فی اواخر قرن الخامس من الہجرۃ۔ الخزاز: ریشم فروش۔ خزّ: ریشم ج خزوز۔ النوم۔ نام نیامًا: اونگھنا، سونا۔ ص نائم۔ ج نیام، نوم۔ یمرّ۔ مر (ن) مرورًا: گذرنا۔ ناحیۃ: جانب، کنارہ۔ ج نواحی۔ تعالَ۔ بفتح لام۔ بمعنی ہلُم۔ اگر اس کے ساتھ ضمیریں ہوں تب بھی لام مفتوح ہی رہتا ہے۔ فیقال تعالَ یارجلُ، تعالیا یارجلان، وربما ضمت اللام مع جمع المذکر وکسرت مع المؤنث۔ طرحتم (ف) طرحًا: پھینک دینا۔ مطرح: ڈالنے کی جگہ۔ ج مطارح۔ نفوسکم۔ جمع نفس، روح۔ نفُس (ک) نفاسۃً: مرغوب ہونا۔ (ن) نفسًا بعین: نظر بد لگانا۔ نفست (س) نفسًا، نفاسًا المرأۃ: زچہ ہونا۔ نفَس: سانس۔ ج انفاس۔ اخادع۔ خداعًا وخدع (ف) خدعًا: دھوکہ دینا۔ ص خادع۔ الدنیا۔ دُنی۔ دَنِیَ (س) دنایۃً: کمینہ ہونا ص۔ دنی۔ ج ادنیاء۔ دنا (ن) دنوًا: قریب ہونا۔ ولّی: پیٹھ پھیرنا۔ لطیفہ: نکتہ۔ ج لطائف۔ لطف (ک) لطافۃً: باریک ہونا۔ ص لطیف۔ (ن) لطفًا: مہربان ہونا۔

توضیح

ابوسعید خزاز سے منقول ہے انھوں نے کہا کہ میں نے ابلیس کو خواب میں دیکھا وہ مجھ سے ایک کنارہ ہو کر گذر رہا تھا تو میں نے اس سے کہا کہ آ، تو اس نے کہا کہ کون سی چیز میں تمہارے ساتھ کروں تم نے اپنے پاس سے پھینک دیا اس چیز کو کہ میں جس کے ذریعہ لوگوں کو دھوکہ دیتا ہوں۔ تو میں نے کہا کہ وہ کیا ہے کہا کہ دنیا۔ تو جب وہ پیٹھ پھیرا تو میری جانب متوجہ ہوا اور کہا کہ مگر میرے لئے تمہارے اندر ایک لطف کی بات ہے، میں نے کہا کہ وہ کیا ہے۔ اس نے کہا نوعمروں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، رہنا سہنا۔

یجب علی السائل ان یتفکر فی سؤالہ

سائل پر ضروری ہے کہ وہ اپنے سوال میں غور و فکر کرے

؎ سخن داں باندیشہ راند کلام ٭ کہ بے فکر باشد سخن ناتمام

دخل بشارٌ علی المھدی وعندہٗ خالہ یزیدُ بن منصورِ الحمیری فانشدہٗ قصیدۃً یمدحہ

بها فلمّا اتمها قال له يزيد ما صناعتك ؟ ايها الشيخ ، فقال له اثقب اللؤلوء۔ فقال المهدى اتهزأ بخالى ؟ فقال يا امير المؤمنين ! ما يكون جوابى له ؟ وهو يرانى شيخا اعمٰى ، ينشد شعرًا فضحك المهدىّ واجازه۔

لغوی تحقیق

یجب (ض)، وجوبًا الشئ : لازم ہونا۔ یقال وجب البیع : بیع لازم ہوگئی۔ السآئل (ف) سوالًا دریافت کرنا۔ سائل۔ ج سألہ۔ مسئلہ : حاجت، مطلب۔ ج مسائل۔ سوآل۔ ج اسئلہ۔ یتفکر (ض) فکرًا و تفکر فی الامر : غور کرنا، سوچنا۔ فکر۔ ج افکار۔ بشار۔ ابوالعاذ ابن برد، مولود ۹۵ھ، متوفی ۱۶۸ھ دولت عباسیہ وامویہ کا مشہور مخضرمی شاعر ہے، مادرزاد نابینا تھا، اس کی آنکھ کی پتلیاں ابھری ہوئی تھیں اور ان پر سخت گوشت چڑھا ہوا تھا۔ وکان اقبح الناس عمی بکلام منثور۔ مزدوج، مسجع اور اشعار میں تفنن، توسع، تصرف، ابداع ہر صنف میں مہارت تامہ رکھتا تھا۔ المھدی۔ ابو عبد اللہ محمد بن ابی جعفر منصور۔ مولود ۱۲۷ھ متوفی ۱۶۹ھ۔ سیأتی ذکرہ ان شاء اللہ۔ خال : ماموں۔ فانشدہ۔ الشعر : پڑھنا۔ بالقوم : ہجو کرنا۔ نشد (ن، ض) نشدًا الضالۃ : گمشدہ کو تلاش کرنا۔ یمدحہ (ف) مدحًا : تعریف کرنا۔ صناعتک۔ صناعۃ : پیشہ، کاریگری۔ ج صنائع۔ صنع (ف) صنعًا الشئ : بنانا۔ الیہ : احسان کرنا۔ الشیخ : بوڑھا۔ ج شیوخ، اشیاخ۔ ج مشائخ۔ شیخ کا اطلاق ہر اس شخص پر ہوتا ہے جو لوگوں میں علم وفضل کے اعتبار سے بڑا ہو چاہے عمر میں چھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔ شاخ (ض) شیخًا۔ شیوخۃ : بوڑھا ہونا۔ اثقب الشئ : سوراخ کرنا۔ النجم : چلنا۔ الدر : روشن ہونا۔ نجم ثاقب : چمکدار ستارہ ثقب : ستارہ۔ ج اثقب، ثقوب۔ اللؤلوء : موتی۔ ج لآلی اتھزأ (س)، ہزءً وتہزأ واستہزأ : ٹھٹھا کرنا۔ جوابی ج اجوبۃ۔ ضحک (س) ضحکًا : ہنسنا۔ السحاب : بادل کا چمکنا۔ الضحاک۔ بہت زیادہ ہنسنے والا، درمیان راستہ۔ اضحوکہ۔ جس پر ہنسی آئے۔ ج اضاحیک۔ اجازہ : انعام دینا۔ الشئ : جائز کرنا۔ جائزہ : عطیہ بخشش۔ ج جوائز۔

توضیح

بشار مہدی پر داخل ہوا اور مہدی کے پاس مہدی کا ماموں یزید بن منصور حمیری بھی تھا۔ بشار نے مہدی کو قصیدہ سنایا۔ مہدی کی اس کے ذریعہ تعریف کر رہا تھا تو جب اس نے مکمل کر لیا تو اس سے یزید نے کہا کہ تیرا کیا مشغلہ ہے اے بوڑھے تو بشار نے جواب دیا کہ موتی میں سوراخ کرتا ہوں تو مہدی نے کہا کہ کیا تم میرے ماموں کے ساتھ مذاق کرتے ہو؟ تو اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین میرا کیا جواب ہو گا ان کیلئے وہ مجھے دیکھ رہے ہیں کہ بوڑھا اندھا شعر کہہ رہا ہے تو مہدی ہنس پڑا اور اسے انعام دیا۔

كَلامُ العربِ خالٍ عَن الحشو

اہل عرب کا کلام حشو و زائد سے خالی ہے

رُوِی ان ابا العباس الکِندیَّ المتفلسف رکب الی المبرّد، قال : انی اَجِدُ حشوًا فی کلام العرب،

اَجِدِ العربَ تقول" عبداللّٰہ قائمٌ" ثم تقول " ان عبداللّٰہ لقائمٌ ومعنے الجمیع واحد فقال المبرّد بل المعانی مختلفۃ لاختلاف الالفاظ فقولہم" عبداللّٰہ قائمٌ" اخبار عن قیامہ وقولہم"ان عبداللّٰہ قائمٌ" جواب عن سوال سائلٍ متردد، وقولہم" ان عبداللّٰہ لقائمٌ" جواب عن انکار منکر لقیامہ

لغوی تحقیق

کلام۔ کلمہ۔ کلمًا: زخمی کرنا۔ اس کا مادہ کلم ہے۔ کلام کو کلام اسلئے کہتے ہیں کہ اس سے بسا اوقات دل زخمی ہو جاتے ہیں ؎ چھری کا تیر کا تلوار کا زخم بھرا ؛ لگا جو زخم زباں کا رہا ہمیشہ ہرا۔

عرب: مراد باشندگانِ عرب ہیں۔ عَرُب (ک) عرابًا عرابۃً وعروبۃ: فصیح عربی بولنا، فصیح عربی ہونا (ض) عربًا۔ الطعام: کھانا (س) عَرَبًا۔ المعدۃ۔ معدہ کا فاسد ہونا۔ عرب الکتاب ونحوہ: عربی میں ترجمہ کرنا۔ اعراب الکلام: فصاحت سے نہ بولنا۔ الکلمۃ۔ اعراب لگانا۔ خالٍ: اسم فاعل ہے۔ خلا یخلو خلوًا: خالی ہونا۔ خلوۃ: تنہائی اختیار کرنا۔ الحشو: بے ضرورت کلام میں زیادتی کرنا۔ رُوِیَ۔ یروی (ض) روایۃً: نقل کرنا۔ راوٍ۔ ج رواۃ (س) ریًّا۔ من الماء: سیراب ہونا۔ ص رَیّان۔ ج رواءٌ۔ رکب (س) رکوبًا: سوار ہونا۔ راکب۔ ج رُکبان۔ المبرّد۔ ابو العباس محمد بن یزید ازدی سن ولادت ۲۱۰ھ سن وفات ۲۸۵ھ آپ نے ابو حاتم سجستانی، ابو عثمان مازنی، ابو عمر جرمی وغیرہم سے شرف تلمذ حاصل کیا لیکن اساتذہ میں مازنی کو سب سے زیادہ مانتے تھے۔ موصوف نے کتاب سیبویہ جرمی سے شروع کی اور مازنی سے فاتحہ فراغ پڑھا۔ مبرد مناظر فصیح وبلیغ لطیف وظریف بھی تھے۔ یہ ہمیشہ ثعلب سے مناظرہ کی تاک میں لگے رہتے تھے مگر ملاقات کا اتفاق نہ ہوتا۔ کتاب الکامل الروضۃ، القوافی وغیرہ آپ کی یادگار ہیں۔

توضیح

مروی ہے کہ ابو العباس کندی متفلسف مبرد کے پاس سوار ہو کر آیا اور کہا کہ میں اہل عرب کے کلام میں حشو پاتا ہوں، عرب کو یہ کہتے ہوئے پاتا ہوں" عبداللّٰہ قائم"[1] پھر وہ کہتے ہیں" اِنّ عبداللّٰہ لقائم"[2] اور تمام کے معنے ایک ہیں تو مبرد نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ معانی الگ الگ ہیں الفاظ کے اختلاف کیوجہ سے تو ان کا قول عبداللّٰہ قائم خبر دینا ہے اس کے قیام کی اور ان کا قول ان عبداللّٰہ قائم جواب ہے تردد کرنیوالے سائل کا اور ان کا قول اِنّ عبداللّٰہ لقائم" جواب دینا ہے اس کے قیام کے منکر کے انکار کا۔

طول الامل

امید کی درازی

؎ ہر کرا خوابگہ آخر بدو مشت خاک است ؛ گو چہ حاجت کہ برافلاک کشد ایواں را

کان طاشکین قد جاوز تسعین سنۃً، فاستأجر ارضًا وقفًا مدۃ ثلاث مائۃ سنۃ علی جانب دجلۃ لیعمرھا دارًا وکان فی بغداد رجلٌ محدّث یحدّث فی الحلق یسمّٰی فنیحۃ، فقال:

[1] ان عبداللّٰہ قائم ثم تقول۔ اھ مصحح ۱۲۔ [2] پھر وہ کہتے ہیں" ان عبداللّٰہ قائم"۔

یا اصحابنا: نهنئكم مات ملك الموت، فقالوا كيف ذالك فقال طاشتكين عمره تسعون سنة وقد استأجر ارضا ثلاث مأة سنة، فلولم يعلم ان ملك الموت قد مات، ما فعل هذا، فتضاحك اصحابه۔

لغوی تحقیق طول (ن) طولاً: لمبا ہونا۔ علیہ: غالب ہونا، فخر کرنا، احسان کرنا۔ ص طویل۔ طوال وطیال۔ الامل: امید۔ ج آمال۔ أملۃ۔ املاً: امید کرنا۔ تامل الامرفیہ: غور کرنا، دیر تک سوچنا۔

طاشتکین: عراقی امیر حاج۔ مولود ۶۰۲ھ لقب مجیر الدین ہے، اس نے اپنی زندگی میں انتیس ۲۹ حج کئے تھے۔ نہایت بہادر، سخی، بردبار اور رحم گو شخص تھا، ایک ایک ہفتہ گذر جاتا مگر بات نہیں کرتا تھا۔ فاستاجر: کرایہ پر لینا۔ اجرًا۔ (ن، ض) اجرًا: بدلہ دینا۔ اجیر: مزدور۔ ج اجراء۔ ارضًا: زمین۔ ج اراض، اروض۔ دجلہ: عراق کا مشہور دریا جس پر شہر بغداد واقع ہے۔ لیعمرہا۔ عمر (ن) عمرًا۔ المنزل باہلہ: آباد ہونا۔ المنزل۔ آباد کرنا۔ خلق: مخلوق ج خلائق (ن) خلقًا: پیدا کرنا۔ نہنئکم۔ مضارع جمع متکلم ہے: مبارکباد دینا۔

توضیح طاشتکین نوے سال سے تجاوز کر گیا تھا تو اس نے ایک موقوفہ زمین تین تین سو سال تک دجلہ کے کنارے کرایہ پر لی تاکہ وہاں گھر بسائے اور بغداد میں ایک محدث لوگوں کے سامنے حدیث بیان کیا کرتے تھے، نام ان کا فتیحہ تھا تو انھوں نے فرمایا۔ اے میرے ساتھیو! میں تمہیں خوشخبری سناتا ہوں کہ ملک الموت مرگیا تو تلامذہ نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تو فرمایا کہ طاشتکین کی عمر نوے سال کی ہے اور اس نے ایک زمین تین سو سال تک کیلئے کرایہ پر لی ہے، تو اگر وہ نہ جانتا کہ ملک الموت مرگیا تو ایسا نہ کرتا، تو ان کے تلامذہ ہنس پڑے۔

نصيحة السلطان ولزوم طاعته

بادشاہ کی خیرخواہی اور اس کی اطاعت گذاری

روى الشعبي عن ابن عباس رضي الله عنهما قال، قال لي ابي ارى هذا الرجل (يعني عمر بن الخطاب) يستفهمك ويقدمك على الاكابر من اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم واني موصيك بخلال اربع لاتفشين له سرًّا ولايجربن عليك كذبا ولاتطوعنه نصيحة ولاتغتابن عنده احدا: قال الشعبي، فقلت لابن عباس كل واحدة خيرٌ من الف قال: اي والله ومن عشرة الاف

لغوی تحقیق نصیحۃ۔ اسم مصدر ہے: خیر وصلاح کیطرف بلانا، اور شر وفساد سے روکنا۔ ج نصائح۔ نصح (ف) نصحًا: نصیحت کرنا۔ ص ناصح۔ ج نصحۃ، نصیح۔ ج نصحاء۔ نصوحًا، خالص ہونا۔ پختہ توبہ کرنا۔ السلطان: بادشاہ۔ ج سلاطین۔ لزوم (س) لزومًا، لزامًا۔ الشیٔ، لازم ہونا، ہ المال: واجب کرنا

الامر: حکم واجب ہونا۔ طاعة: فرمانبرداری۔ طوع، طاع، طیع: فرمانبردار۔ طاعَ (ن)، طوعًا: فرمانبردار ہونا ص طائع ج طُوّع ۔ الشعبی ۔ ابوعمر بن شراحیل، جلیل القدر تابعی اور مشہور محدث ہیں، انکو پانچ سو صحابہ کی زیارت کا شرف حاصل ہے، عاصم کہتے ہیں کہ کوفہ، بصرہ، حجاز میں شعبی سے زیادہ کوئی عالم نہ تھا، خود فرمایا کرتے تھے کہ بیس سال سے آجتک کوئی روایت کسی محدث سے ایسی نہیں سنی جس کا مجھے علم نہ ہو۔ صحابہ کے سامنے درس دیتے تھے اور صحابہ بھی شریک درس ہوتے تھے۔ آپ ہی نے سب سے پہلے امام اعظمؒ کی غیر معمولی صلاحیتوں کا اندازہ کرکے انکو علم حاصل کرنیکا شوق دلایا تھا اور امام صاحبؒ برسوں ان کے حلقۂ درس میں شریک رہے۔ آپ ۱۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۰۳ھ میں وفات پائی۔ وقیل وُلد فی خلافة عمر سنة ۲۰ھ ومات سنة ۱۰۴ھ ۔ ابن عباس: عبداللہ بن عباسؓ بن عبدالمطلب حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں، ہجرت سے تین سال بیشتر پیدا ہوئے اور صغر سنی ہی میں علم وفضل کے اعتبار سے ائمۂ مجتہدین میں شمار ہونے لگے، وفور علم اور کثرت فہم کیوجہ سے آپ کو حبر الامة کہا جاتا ہے۔ جو احادیث آپ سے مروی ہیں انکی تعداد تقریبًا ایک ہزار ہے، توفی سنة ۶۸ھ ۔ یستفهمک الامر: دریافت کرنا۔ فہم (س)، فہمًا: سمجھنا فہم: سمجھ۔ ج افہام۔ فہیم: سمجھدار۔ ج فہماء۔ الاکابر۔ اکبر (اسم تفضیل) کی جمع ہے۔ کبُر (ک) کبُرًا: مرتبہ میں بڑا ہونا۔ ص کبیر۔ ج کُبراء، کبار۔ علیه الامر: دشوار ہونا۔ (س) کِبَرًا: عمر رسیدہ ہونا۔ کبر: غرور۔ کبُر: شئی کا بڑا حصہ۔ موصیک ۔ ایصاء: وصیت کرنا۔ وصیة ج وصایا۔ وَصِیّ: وصیت کرنیوالا۔ ج اوصیاء۔ بخلال۔ جمع خُلّة: دوستی، عادت۔ خلّ: دوست۔ ج اخلال۔ خلیل: خالص دوست۔ ج اخِلّاء، خُلّان ۔ لا تجربَنّ ۔ تجربة: آزمانا کَذِبًا (ض)، جھوٹ بولنا۔ ص کاذب۔ ج کَذَبہ، اُکذوبہ: جھوٹ بات۔ ج اکاذیب۔ کذوب: بڑا جھوٹا۔ ج کَذَبان لا تطو (ض)، طیًا۔ الحدیث: بات چھپانا۔ لا تغتابن ۔ اغتیابًا: پیٹھ پیچھے بدگوئی کرنا۔ ای بکسر ہمزہ وسکون یا حرف جواب ہے بمعنی نعم۔ علماء نحو کا قول ہے کہ یہ بجز اس کے کہ قسم سے پہلے آئے اور کسی موقع پر نہیں آتا مگر ابن حاجب نے کہا ہے کہ استفہام کے بعد بھی آتا ہے جیسے آیت ویستنبؤنک احق ہو قل ای وربی۔

توضیح شعبی نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا۔ فرمایا کہ مجھ سے میرے والد صاحب نے فرمایا کہ میں اس شخص کو (مراد لے رہے تھے حضرت عمرؓ کو) دیکھتا ہوں کہ وہ تجھ سے رائے لیتے ہیں اور تمہیں مقدم رکھتے ہیں اجلۂ صحابہ پر اور میں تمہیں چار خصلتوں کی وصیت کرتا ہوں اس کے راز کو کبھی نہ ظاہر کرنا، اور کبھی جھوٹ کے ذریعہ تجھے وہ نہ آزمائے، اور تو نہ لپیٹنا (چھپانا) اس سے اسکی خیر خواہی کو، اور اس کے پاس کسی کی غیبت نہ کرنا۔ شعبی نے کہا کہ تو میں نے ابن عباس سے کہا کہ ہر بات ایک ہزار روپئے سے بہتر ہے تو کہا قسم خدا کی دس ہزار روپئے سے بہتر ہے۔

الهزل

مذاق

بیت من بیت نیست اقلیمست ❊ ہزل من ہزل نیست تعلیمست (رومیؔ)

حُکِیَ عن اشعب انہ حضر ولیمۃ بعض وُلاۃ المدینۃ وکان رجلاً بخیلا فدعا الناسَ ثلاثۃ ایام وھو یجمعھم علیٰ مائدۃٍ فیھا جدیٌ مشویٌ فیحوم الناس حولہ ولا یمسُّہ احدٌ منھم لعلمھم بِبُخلہ واشعبُ کان یحضر مع الناس ویری الجدی فقال فی الیوم الثالث زوجتہ طالق ان لم یکن عمر ھٰذا الجدیِ بعد ان ذُبح وشُوِیَ اطول من عمرہ قبل ذٰلک۔

لغوی تحقیق

الھزل (ض) ھزلاً فی کلامہ: ٹھٹھا کرنا، بکواس کرنا۔ الھزالۃ: خوش طبعی۔ الھیزلۃ: بڑا جھنڈا حکیٰ۔ حکایۃ۔ عنہ الکلام: نقل کرنا۔ الخبر: بیان کرنا۔ بتانا۔ ذکر کرنا۔ حضر (ن) حضورًا: موجود ہونا (س) المجلس: حاضر ہونا۔ عن المکان: منتقل ہونا۔ حضرۃ الامر: دل میں گذرنا۔ ولیمۃ: ہر وہ کھانا جو کسی خوشی کے موقع پر کھلایا جائے۔ ج ولائم۔ ولاۃ جمع والی: حاکم۔ مدینۃ: شہر۔ ج مُدُن۔ یہاں مراد مدینہ منورہ ہے جس کا نام ہجرت نبوی سے قبل یثرب تھا۔ بخیلاً: کنجوس۔ ج بخلاء۔ بخل (س) بخیلا (ک) بُخلا: بخیل ہونا۔ کنجوس ہونا۔ فدعا (ن) دعوۃ: کھانے کے لئے بلانا۔ دعاءً: پکارنا۔ صفت۔ داعی۔ ج دُعاۃ۔ لہ: دعائے خیر کرنا۔ علیہ: بددعا کرنا۔ مائدۃ: دسترخوان۔ ج موائد۔ مشویّ: بھنا ہوا گوشت۔ شوی (ض) شَیًّا الماء: پانی گرم کرنا۔ اللحم: گوشت بھوننا۔ فیحوم (ن) وحوما۔ علی الشئ: منڈلانا، چکر لگانا۔ ص حائم۔ ج حُوّم۔ یمسّہ (ن) مسًّا: چھونا۔ ص ماس۔ ذبح (ف) ذبحا۔ ذبح کرنا، گلا گھونٹنا۔ ذبیحہ۔ ج ذبائح: قربانی، قربانی کا جانور۔ ذبح شدہ جانور۔ مذبح۔ ج مذابح: ذبح کرنے کی جگہ۔

توضیح

اشعب سے منقول ہے کہ وہ مدینہ کے کسی والی کے ولیمہ میں حاضر ہوئے اور وہ والی بخیل آدمی تھا۔ تو لوگوں کو تین روز تک بلایا اور ان کو ایک دسترخوان پر جس میں بھنا ہوا بکری کا بچہ تھا جمع کرتا تھا تو لوگ اس کے ارد گرد چکر لگاتے تھے اور اسے چھوتے نہیں تھے اس کے بخل کا علم ہونے کی وجہ سے اور اشعب لوگوں کے ساتھ شریک ہو کر بکری کا بچہ دیکھتا تھا تو اشعب نے تیسرے روز کہا کہ اس کی بیوی کو طلاق اگر اس بکری کے بچہ کی عمر ذبح کے بعد اور بھونے جانے کے بعد اس کی عمر سے زائد نہ ہو جو اس سے قبل تھی۔

اعاذنا اللّٰہ من کثرۃ الاکل

زیادہ کھانے سے اللہ بچائے

بانداز خور زاد اگر مردمی ؛ چنیں پر شکم آدمی یا خمی ؛ ندارند تن پروراں آگہی ؛ کہ پر معدہ باشد ز حکمت تہی (سعدیؒ)

قال صدقۃ بن عبد اللّٰہ المازنی، اولم علیَّ ابی لمّا تزوجتُ فعملنا عشر جفانٍ ثریدًا من جزورٍ فاول من جاءنا ھلالٌ (وھو ھلال بن اسعد المازنی من شعراء الدولۃ

الامویۃ) فقد مت الیہ جفنۃ فاکلھا، ثم اخریٰ، حتیٰ اتیٰ علیٰ عشر جفان ثم استسقیٰ فاُوتی بقربۃ من نبیذ فوضع طرفھا فی شدقہ، فافرغھا فی جوفہ ثم خرج فاستأنفنا عمل الطعام۔

لغوی تحقیق

اعاذ نا: پناہ دینا۔ عاذ (ن) عوذاً وعیاذاً ومعاذاً وتعوّذ واستعاذ بفلان من کذا: پناہ لینا۔ ص عائذ۔ ج عُوّذ۔ اولم: شادی بیاہ کا کھانا تیار کرنا۔ جفان۔ جمع جفنۃ: بڑا پیالہ، وہ برتن جس میں شراب رکھی جائے اور بنائی جائے۔ کسائی نے کہا قصعۃ جس میں دس آدمی سیر ہو سکتے ہوں۔ صحیفہ وہ پیالہ جو ایک کیلئے کافی ہو۔ ثرید۔ ج ثرائد۔ ثرد (ن) ثرداً۔ الخبز: روٹی توڑ کر شوربے میں تر کرنا۔ جزور: ذبح کیلئے اونٹنی یا بکری۔ ج جُزُر۔ جزر (ض) جزراً۔ الشاۃ: ذبح کرنا۔ جزّار: قصاب۔ اتیٰ (ض) علیہ: پورا کرنا۔ بہ: لانا۔ اتیانا: آنا۔ استسقیٰ: پانی طلب کرنا۔ سقیٰ (ض) سقیاً: پلانا، سیراب کرنا۔ ص ساقی۔ ج سُقاۃ۔ سقاء: مشک۔ ج اسقیہ۔ قربۃ: مشک۔ ج قِرب۔ قربہ اور سقاء پانی کی مشک کو کہتے ہیں اور زق سرکہ اور شراب کی مشک کو اور رکوہ شہد کی مشک کو کہتے ہیں (قالہ فی الفرائد) نبیذ: شراب جو نشہ آور نہ ہو۔ انگور، کھجور، کشمش، شہد اور گیہوں وغیرہ سے بنائی جاتی ہے۔ وضع: وضعاً: رکھنا۔ ضعۃ۔ نفسہ: اپنے آپکو ذلیل کرنا۔ وضیع: خسیس۔ المرأۃ: جننا۔ شدقۃ: جبڑا۔ ج اشداق۔ افرغھا: برتن خالی کرنا۔ جوف: پیٹ، اندرونی حصہ۔ ج اجواف۔ جوِف (س) جوفاً: کھوکھلا ہونا۔ اجوف: کھوکھلا۔ فاستأنفنا: از سر نو کرنا۔

توضیح

صدقہ بن عبداللہ مازنی نے کہا کہ میرا ولیمہ کیا میرے والد نے جب میں نے شادی کی تو ہم نے دس پیالے ثرید کے اونٹ کے گوشت کے تیار کئے۔ تو اول شخص جو ہمارے پاس آیا وہ ہلال تھا۔ (وہ ہلال بن اسعد مازنی دولت امویہ کے شعراء میں سے) تو اس کے سامنے ایک پیالہ پیش کیا، اسے اس نے کھالیا، پھر دوسرا پیالہ پیش کیا یہانتک کہ وہ صاف کر گیا ان پیالوں کو، پھر اس نے پانی مانگا تو نبیذ کی ایک مشک لائی گئی تو اس کے کنارہ کو اپنے جبڑے میں رکھا اور اسے اپنے پیٹ میں گیر لیا پھر چلا گیا پھر ہم نے دوبارہ کھانا تیار کیا۔

وَکَان سببُ موتِ سُلیمان بن عبد الملک انّ نصرانیا اتاہٗ وھو بدابق بزنبیل مَملُوءٍ بیضًا واٰخَرَ مَملُوءٍ تینًا قَالَ قشّرُوا فقشّروا فجعل یاکلُ بیضۃً وَتینۃً حتّٰی اتیٰ علی الزنبیلَین ثم اَتَوہٗ بقصعۃٍ مَملُوءَۃٍ مُخًّا بِسُکّرٍ فاَکَلہٗ فاتخَمَ فمرِضَ، فمَاتَ۔

لغوی تحقیق

دابق: حلب کے قریب ایک بستی ہے۔ زنبیل: ٹوکرا۔ تین: انجیر۔ مخ: مغز استخوان۔ اتخم: بدہضمی ہونا۔ مرض (س) مرضاً: بیمار ہونا۔

توضیح

اور سلیمان بن عبد الملک کی موت کا سبب یہ ہوا کہ ایک نصرانی اس کے پاس آیا اور وہ دابق مقام میں تھا ایک ٹوکرا لیکر جو انڈوں سے پُر تھا اور دوسرا ٹوکرا انجیر سے پُر تھا۔ کہا اس نے کہ چھیلو، تو جب لوگوں نے چھیلا تو ایک انڈا اور ایک انجیر کھاتا گیا یہانتک کہ دو ٹوکرے صاف کر دیئے پھر اس کے پاس ایک پیالہ لوگ لائے جو بھرا ہوا تھا مغز استخواں سے چینی کے ساتھ تو اس نے اسے بھی کھالیا، پھر بدہضمی ہوئی وہ بیمار ہوا اور مر گیا۔

وَلَمَّا حَجَّ سُلَيْمَانُ تَأَذّٰى بِحَرِّ مَكَّةَ فقالَ لهٗ عُمَرُ بْنُ عبدِ العَزِيْزِ: لَوْ اتيتَ الطَّائِفَ فأتاها، فلمّا كَانَ بِسُحُقٍ لقيَهُ ابنُ ابي الزبير فقالَ يا اميرَ المُؤمنينَ: اِجْعَلْ منزِلَكَ عَلَيَّ قالَ: كُلٌّ منزلي فرمىٰ بنفسِهٖ على الرَّمْلِ فقيلَ لهٗ: يُسَاقُ اليكَ الوِطَاءُ؟ فقالَ: الرملُ احبُّ اِلَيَّ وَاعجبَهُ بَرْدُهٗ فالزَقَ بالرَّمْلِ بطنَهٗ قالَ فَأُتِيَ اِلَيهِ بخمسِ رُمَّانَاتٍ فأكلَهَا فقالَ أعِنْدَكُمْ غيرُ هٰذه؟ فجعلوا يأتونَهٗ بخمسٍ بعدَ خمسٍ حتّٰى اكلَ سبعينَ رُمَّانَةً ثم اتوهُ بِجَدْيٍ وَسِتِّ دَجَاجَاتٍ فأكلَهُنَّ وَاَتَوْهُ بِزَبِيْبٍ مِنْ زبيبِ الطائفِ فَنَثَرَهٗ بينَ يَدَيْهِ فأكلَ عامَّتَهٗ وَنَعَسَ فلمّا انتبَهَ اَتَوْهُ بالغَدَاءِ فأكلَ كما اكلَ الناسُ فأقامَ يومَهٗ وَمِنْ غدٍ قالَ لعُمَرَ: أُرَانَا قَدْ اَضْرَرْنَا بالقومِ وَقالَ لابنِ ابي الزبيرِ اِتْبَعْنِي اِلى مكّةَ فلم يَفْعَلْ فقالوا لهٗ لو اَتَيْتَهٗ فقالَ: اقولُ ماذا؟ اَعْطِنِي قِرَى الّذي قَرَيْتُكَهٗ۔

لغوی تحقیق

تأذّی: تکلیف اٹھانا۔ اذیٰ (س)، اذًی، اذاۃً: تکلیف پانا۔ ص آذ۔ حَرّ: سیاہ سنگلاخ زمین۔ حرّ (س، ن، ض) حَرًّا، حَرَّۃً، حرارۃً: گرم ہونا، طائف مکہ کے قریب نہایت خوشگوار شہر ہے جس کو حسین ابن سلام نے تقریباً سنہ ۴۳ھ میں آباد کیا تھا، بہت ہی اچھا شہر ہے۔ سُحُق۔ جمع سحوق۔ سَحُق (ک)، سحوقۃً النخلۃ: درخت خرما کا طویل ہونا (ف) سحقا۔ ہٗ: باریک کوٹنا۔ الثوب: کپڑے کا بوسیدہ ہونا۔ سحقًا: دوری۔ الوطاء: فرش۔ الرمل: ریت۔ برد: خنکی۔ فالزق: چپٹا لینا۔ رُمّان: انار۔ جدی: یکسالہ بکری کا بچہ۔ دجاجۃ: مرغی۔ زبیب: کشمش۔ نعس: اونگھنا۔ غداء: ناشتہ۔ قِرای: مہمان نوازی۔

توضیح

اور جب سلیمان نے حج کیا تو مکہ کی گرمی کی وجہ سے اذیت محسوس کی تو اس سے عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ اگر تو طائف آئیگا تو بہتر ہوگا۔ تو وہ طائف آیا جب وہ کھجوروں کے لمبے لمبے درختوں کے باغ میں تھا تو ابن ابوزبیر نے اس سے ملاقات کی تو کہا اے امیر المؤمنین اپنا قیام میرے یہاں کیجئے۔ کہا کہ تمام جگہ میری قیام گاہ ہے تو پھر اس نے اپنے کو ریت میں ڈالدیا تو اس سے کہا گیا آپ کے پاس گدا لایا جائیگا تو اس نے کہا ریت زیادہ محبوب ہے میرے نزدیک اور اس کو اس کی ٹھنڈک اچھی معلوم ہوئی پھر اس نے اپنا پیٹ ریت میں ملالیا۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے پاس پانچ انار لائے گئے اس نے انکو کھالیا پھر کہا۔

کیا تمہارے پاس اور بھی ہیں ...... تو وہ اس کے پاس یکے بعد دیگرے پانچ پانچ انار لاتے تھے یہانتک کہ وہ ستر انار کھا لئے، پھر اس کے پاس ایک بھنا ہوا بکری کا بچہ اور چھ مرغیاں لائی گئیں اس نے ان سب کو کھا لیا اور اس کے پاس لوگ طائف کی کشمش لائے اور اسے اس کے سامنے پھیلا دیا تو وہ تمام کھا گیا اور سو گیا، جب بیدار ہوا تو اس کے پاس دوپہر کا کھانا لائے تو وہ کھانا کھاتا رہا جس طرح لوگ کھاتے رہے تو اس دن اس نے قیام کیا اور اگلے روز عمر سے کہا ہم دیکھ رہے ہیں کہ شاید ہم نے نقصان پہنچایا ہو لوگوں کو اور ابن ابی زبیر سے کہا میرے ساتھ مکہ تک چلئے تو انھوں نے ایسا نہیں کیا، لوگوں نے کہا کاش آپ اس کے ساتھ آئیں، تو انھوں نے کہا میں کیا کہوں؟ تو مجھے میری مہمان نوازی کی قیمت دیدے جو تیری میں نے مہمان نوازی کی ہے۔

رَوَى العتبي عَنْ أَبِيهِ عَنِ الشَّمَرْدَلِ وَكِيلِ عَمْرِو بنِ العَاصِ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ سُلَيْمَانُ بْنُ عَبدِ الملكِ الطائفَ دَخَلَ هُوَ وَعُمَرُ بنُ عبدِ العزيزِ وَأَيُّوبُ ابنُهُ بُستَانًا لعمرٍو قال فجالَ في البستانِ ساعةً ثم قال: ناهيكَ بمالِكُم هذا مالاً ثم ألقى صدرَهُ على غُصنٍ وقالَ ويلكَ يا شمردلُ ما عندكَ شئٌ تطعمُني؟ قُلتُ: بلى، وَاللهِ عندي جدىٌ كانت تغدو عليهِ بقرةٌ وتروحُ أخرى، قال عَجِّلْ بهِ وَيْحَكَ فأتيتُهُ بهِ كأنَّهُ عُكَّةُ سَمْنٍ فأكلَهُ وما دعا عمرَ ولا ابنَهُ حتى إذا بقي الفخذُ قال: هَلُمَّ أبا حفصٍ، قال: أنا صائمٌ فأتى عليهِ۔

لغوی تحقیق

العتبی: ابو عبد الرحمن محمد بن عبید اللہ متوفی ۲۲۸ھ مشہور ادیب اور فصیح و بلیغ شاعر تھے، کتاب الخیل کتاب اشعار الاعاریب، کتاب الاخلاق وغیرہ آپکی یادگار ہیں۔ شمردل بن شریک بن عبد یربوعی شعراء دولت امویہ میں سے ہیں اور جریر و فرزدق کے ہمعصر ہیں۔ وفات ۸۰ھ میں ہوئی۔ ایوب بن سلیمان بن عبد الملک متوفی ۹۸ھ۔ جال: چکر لگانا۔ ناہیک: کلمۂ تعجب ہے۔ غصن: شاخ۔ عکۃ سمن: گھی کا ڈبہ۔ الفخذ: ران۔ ہلم: بمعنی تعال۔

توضیح

عتبی نے اپنے والد سے نقل کیا، اس کے والد عمرو بن العاص کے وکیل شمردل سے نقل کرتے ہیں۔ کہا جب سلیمان بن عبد الملک طائف آیا تو وہ عمر بن عبد العزیز اور ایوب اس کا لڑکا حضرت عمرو کے باغ میں داخل ہوا۔ شمردل نے بیان کیا کہ تھوڑی دیر وہ باغ میں گھوما پھر اس نے کہا کہ تمہیں کافی ہے یہ تمہارا مال پھر اس نے اپنے سینہ کو ایک ٹہنی پر لگا یا اور کہا تیرا ناس ہو اے شمردل! کیا تمہارے پاس کوئی چیز نہیں ہے جو تو مجھے کھلائے میں نے کہا کیوں نہیں قسم خدا کی میرے یہاں ایک بکری کا بچہ ہے جس پر ایک گائے صبح کو اور ایک گائے شام کو آتی تھی، سلیمان نے کہا افسوس ہے تم پر جلدی کرو تو میں نے اس کے سامنے پیش کیا گویا کہ وہ گھی کا کپا ہے تو اس نے اسے کھا یا اور نہ عمر کو بلا یا اور نہ اپنے بیٹے کو بلا یا یہانتک کہ جب ایک ران باقی رہ

گئی تو اس نے کہا ابو حفص تشریف لائیے! تو انھوں نے کہا کہ میں روزہ سے ہوں تو اس نے اسے صاف کر دیا۔

ثم قالَ ویلكَ یا شمردلُ! مَا عندكَ شئٌ تُطعِمُنی؟ قُلتُ: بلیٰ واللہِ، دجاجتانِ ہندیَّتانِ کأنهما رالا النعامِ، فأتیتُہ بهما فكانَ یأخذُ برجلِ دجاجةٍ فیُلقی عظامَہا نقیةً حتیٰ أتیٰ علیهما ثم رفعَ رأسَہ فقالَ: ویلكَ یا شمردلُ مَا عندكَ شئٌ تطعمنی؟ قلتُ بلیٰ عندی حریرةٌ كأنها قراضةُ ذهبٍ قالَ عجّل بها ویلكَ فأتیتُ بعسٍّ یغیبُ فیہِ الرأسُ فجعلَ یقلعُها بیدہٖ ویشربُ فلمّا فرغَ تجشّأ فكأنما صاحَ فی جُبٍّ ثم قالَ یا غلامُ أفرغتَ من غذائی؟ قالَ، نعم۔ قالَ: وما ہوَ؟ قالَ، ثمانونَ قدرًا قالَ ائتنی بها قدرًا قدرًا قالَ فأكثرُ ما أكلَ من كلِّ قدرٍ ثلاثُ لقمٍ وأقلُّ ما أكلَ لقمةٌ ثم مسحَ یدَہ واستلقیٰ علیٰ فراشِہ ثم أذنَ للناسِ ووُضعتِ الخواناتُ وقعدَ وأذنَ للناسِ فما أنكرَ شیئًا من أكلِہ۔

لغوی تحقیق رالا النعام: رال رالا کا تثنیہ ہے: بچہ شتر مرغ۔ ج ارول، رئال۔ رِجْلٌ: پاؤں۔ عظام۔ جمع عظم: ہڈی۔ نقیۃ: صاف۔ حریرہ: ایک قسم کا کھانا جو آٹا دودھ اور روغن ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔ قراضہ: سونے چاندی کا برادہ۔ عس: بڑا پیالہ۔ ج عساس، اعساس۔ تجشأ: ڈکار لی۔ جب: کنواں قدر: ہانڈی۔ ج قدور۔ الخوانات۔ جمع خوان: دستر خوان۔

توضیح پھر کہا اے شمردل تجھ پر افسوس ہے کیا تیرے پاس کوئی چیز نہیں ہے جو تو مجھے کھلائے تو میں نے کہا کیوں نہیں۔ قسم خدا کی دو مرغیاں ہیں ہندوستانی گویا کہ وہ دونوں شتر مرغ کے بچے ہیں۔ میں ان کے پاس وہ دونوں مرغیاں لایا۔ تو سلیمان مرغی کی ایک ایک ٹانگ اٹھاتا تھا اور صاف کرتا ہوا ہڈیاں ڈالدیتا تھا یہانتک کہ ان دونوں مرغیوں کو صاف کر دیا پھر اس نے سر اٹھایا اور کہا کہ اے شمردل! تجھ پر افسوس ہے کیا تیرے پاس کوئی چیز نہیں جو تو مجھے کھلائے تو میں نے کہا ضرور حریرہ ہے گویا کہ وہ سونے کا برادہ ہے تو اس نے کہا افسوس ہے تم پر جلدی لاؤ تو میں ایک بڑا پیالہ لایا جس میں سر ڈوب جائے تو وہ اس کو ہاتھ سے چاٹتا رہا۔ جب وہ کھا چکا تو اس نے ڈکار لی گویا کہ وہ کوئیں میں چیخ رہا ہے پھر اس نے کہا اے لڑکے کیا تو ناشتہ تیار کر چکا اس نے کہا ہاں، کہا کیا ہے۔ غلام نے کہا اسی ہانڈیاں۔ سلیمان نے کہا ایک ایک ہانڈی لاتے جاؤ۔ تو وہ ہر ہر ہانڈی کو زیادہ سے زیادہ تین لقمہ بناتا گیا اور کم سے کم ایک لقمہ۔ پھر اس نے ہاتھ پونچھا اور بستر پر لیٹ گیا پھر لوگوں کو بلایا گیا اور دستر خوان بچھا دیئے گئے اور وہ بیٹھ گیا اور لوگوں کو بھی اجازت دے دی گئی تو اس نے اس کے کھانے سے کسی چیز کا بھی انکار نہ کیا۔

مَا تورثه الحكمة اليونانية

فلسفہ یونانی کی پیدا کردہ خرابی

يُحكىٰ ان المامونَ لما هَادَنَ بعضَ ملوك الروم طلبَ منه خزانةَ كتب اليونان وَكانت عنده مجموعة فى بيتٍ لا يظهر عليه احد فجمع الملك خاصتهُ من ذوى الرائ وَاستشارهم فى ذٰلك فكلهم اشار بعدم تجهيزها الامطرانا واحدًا فانهُ قالَ جهزهَا اليهم فما دخلت هٰذه العلوم علىٰ دولةٍ شرعية الا افسدتها وَاوقعت بين علمائها وَكان الشيخ تقى الدين ابن تيمية يقول ما اظن ان الله يغفل عن المامون ولا بد ان يقابله علىٰ ما اعتمده مع هٰذه الامة من ادخال هٰذه العلوم الفلسفية بين اهلها۔

لغوی تحقیق

ہادَنَ۔ مہادنۃ: صلح کرنا (ض)، ہدونا: آرام پانا، بزدل ہونا۔ ہدنا: آرام دینا۔ الصبی: خوش کرنا۔ ہُدنۃ: مصالحت۔ ج ہُدَن۔ بیتٌ: گھر۔ ج بیوت، ابیات۔ مطرانٌ: پادریوں کا بہت بڑا بزرگ ج مطارنۃ۔ مطارین۔ دولۃ: حکومت۔ غلبہ۔ تقی الدین ابن تیمیہ: شیخ تقی الدین ابوالعباس احمد بن شہاب الدین عبدالحلیم بن مجد الدین عبدالسلام ابن عبداللہ بن ابی قاسم۔ مولود ماہ ربیع الاول ۶۶۱ھ مشہور حافظ و ناقدِ حدیث صاحب تصانیفِ کثیرہ، عابد و زاہد ہیں۔ وفات ۲۰ ذی قعدہ ۷۲۸ھ میں قیدخانہ میں ہوئی۔ بُدٌّ: چارہ، علاج۔

توضیح

منقول ہے کہ مامون نے جب شاہ روم سے مصالحت کی تو یونانی کتابوں کا خزانہ شاہِ روم سے مانگا اور شاہِ روم کے پاس ایک ایسے گھر میں وہ ذخیرہ تھا جس پر کوئی غالب نہیں آسکتا تھا۔ بادشاہ نے اپنے ذی رائے لوگوں میں سے مخصوصین کو جمع کیا اور ان سے مشورہ لیا، اس سلسلہ میں تمام نے ذخیرہ نہ دینے کا مشورہ دیا مگر ایک بزرگ پادری نے۔ تو اس نے کہا آپ وہ ذخیرہ بھیج دیجئے چونکہ یہ علوم کسی اسلامی حکومت میں شامل نہیں ہوئے مگر ان علوم نے اس حکومت کو تباہ کر دیا اور اس کے علماء کے درمیان تفرقہ پیدا کر دیتے ہیں۔ اور شیخ تقی الدین تیمیہ کہا کرتے تھے کہ میں نہیں سمجھتا کہ خداوند قدوس مامون سے غافل ہیں اور ضروری ہے کہ وہ ان سے پوچھیں ان چیزوں کے بارے میں جن پر اس نے اعتماد کیا تھا اس قوم کے ساتھ ان فلسفی علوم کو داخل کرنے میں اس کے باشندہ کے درمیان۔

فائدہ:۔ دول اسلامیہ میں علم فلسفہ اور علم نجوم کا چرچا سب سے پہلے خلیفہ ابوجعفر منصور کے زمانہ میں ہوا ہے۔ ابوجعفر علم فقہ اور دیگر علوم کے ساتھ علم فلسفہ اور علم نجوم کا بھی بڑا دلدادہ تھا۔ جب ہارون رشید کے بیٹے مامون کے ہاتھ میں خلافت کی باگ آئی تو وہ بھی اپنے دادا ابوجعفر کے قدم بقدم چلا اور بیش بہا تحائف و ہدایا کے ذریعہ شاہانِ روم سے کتب فلاسفہ کا مطالبہ کیا۔ شاہِ روم کے یہاں افلاطون، ارسطاطالیس، بقراط، جالینوس، اقلیدس، بطلیموس وغیرہم کی جو کتابیں موجود تھیں وہ سب انھوں نے مامون کے یہاں بھیج دیں، مامون نے ماہر مترجمین سے ان کتابوں کے ترجمے کرائے اور لوگوں کو ان کے پڑھنے پڑھانے کی دعوت دی لوگوں نے منازلِ رفیعہ و مراتب سنیہ اور مامونی بارگاہ میں تقرب حاصل کرنے کی غرض سے علم فلسفہ سے غیر معمولی دلچسپی لی۔

لان الناس علیٰ دین ملوکہم۔ حتیٰ کہ مامون کے دور میں علم فلسفہ کا بازار گرم ہو گیا اور اس فن کی اس درجہ خدمت کی گئی کہ دولتِ عباسیہ دولتِ رومیہ کے ہم پلہ ہو گئی۔

قِلّۃُ الطّعام
کم خوراکی

آں حکیمے کہ در حکمت سفت ٭ کل قلیلاً تعش کثیرا گفت

یُحکیٰ اَنَّ الرشید کان لہٗ طبیبٌ نصرانی فقال لعلی بن الحسین بن واقد لیس فی کتابکم من علم الطبِّ شیءٌ والعلم علمان، علم الابدان وعلم الادیان فقال لہٗ علیُّ بن الحسین قد جمع اللّٰہ تعالیٰ الطبَّ کلّہٗ فی کلمۃٍ واحدۃٍ من کتابہ، قال، وماھی؟ قال، وَلا تُسرِفوا فقال النصرانی وَلا یُؤثر عن نبیکم فی الطب شیٌٔ فقال جمع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الطبَّ فی خبرٍ واحدٍ، قال، وما ھو؟ قال المعدۃ بیت الادواءِ واعطِ کُلَّ بدنٍ ما عوّدتہ فقال النصرانی ما ترک کتابکم ولا نبیُّکم لجالینوسَ طبًّا۔

لغوی تحقیق

طعام: کھانا، خوراک۔ ج اطعمۃ۔ طعم: مزہ۔ ج طعوم۔ طبیب۔ ج اطباء: حکیم، معالج، ڈاکٹر۔ علی بن حسین بن واقد، مروزی مولود ۱۳۵ھ متوفی ۲۱۱ھ ضعیف محدثین میں سے ہیں۔ الابدان۔ ج بدن: جسم، بَدُنَ۔ (ن)، بدنًا۔ بُدنًا (ک)، بدانۃ۔ موٹے بدن والا ہونا (صفت)، بادن، ج بُدّن۔ بدنۃ: اونٹ یا گائے جس کی قربانی حج کے موقع پر مکہ میں کی جائے۔ ادیان۔ جمع دین: مذہب۔ دانَ (ض) دینا۔ دیانۃً: مذہب اختیار کرنا۔ بدلہ دینا۔ ولاتسرفوا۔ اسرافًا: بے جا خرچ کرنا۔ فی کذا: حد سے تجاوز کرنا۔ سرِفَ (س) سرفًا۔ الامر: بیکار چھوڑنا۔ القوم: تجاوز کرنا۔ لایوثر (ن، ض) اثرًا۔ اثارۃ۔ الحدیث: نقل کرنا۔ اثر: نشان۔ ج آثار۔ الادواء۔ جمع داءٍ: بیماری۔ دوی (س) دوی: بیمار ہونا۔ عودتہٗ: عادی وخوگر بنانا۔ جالینوس: حکیم مشہور یونانی فلسفی ہے جو حضرت عیسیٰؑ کے دو سال بعد اور حکیم بقراط کے چھ سو سال بعد اور اسکندر کے پانچ سو سال بعد ہوا ہے (طبقات الامم) بمقام برغامس پیدا ہوا اور یہیں نشوونما پائی۔ اس کے والد نے اولاً اس کو علم ہندسہ، علم حساب، علم ریاضی کی تعلیم دی۔ اس وقت اس کی عمر پندرہ سال کی تھی بعدہٗ علم منطق، علم فلسفہ پڑھایا۔ اس کے بعد اس کے والد نے ایک خواب دیکھا جس میں تعلیم طب کیطرف اشارہ تھا۔ اس لئے سترہ سال کی عمر میں جالینوس کو ایک معلم کے پاس چھوڑ دیا گیا جس نے کامل التفات کے ساتھ علمِ طب کی تعلیم دی۔ جالینوس نے پوری جدوجہد کے ساتھ علمِ طب حاصل کیا، اس کی گہرائیوں کو پہونچا اور اتنی مہارت حاصل کی کہ سرآمد روزگار ہو گیا۔ ابن اصیبعہ کہتے ہیں کہ علم طب جالینوس پر ختم ہو گیا۔ علامہ صاعد نے ابوالحسن علی بن حسین مسعودی کا قول نقل کیا ہے کہ ارسطاطالیس کے بعد بقراط اور جالینوس سے زیادہ علمِ طب کا جاننے والا کوئی نہیں ہوا۔ جالینوس نے اپنی تصنیفات میں حکماء سوفسطائین،

شعاویس، اراسطراطیس، لوقس، بولیس وغیرہم کی غلطیوں پر جا بجا تنبیہ اور رجح صحیحہ کے ساتھ رد کیا ہے۔ جالینوس نے سبتیموس ساویروس کے زمانہ میں وفات پائی ہے۔

توضیح منقول ہے کہ ہارون رشید کے پاس ایک نصرانی طبیب تھا۔ اس نے علی بن حسین واقد سے کہا تمہاری کتاب میں علم طب کی کوئی چیز نہیں حالانکہ علم تو دو ہی ہیں۔ علم الابدان اور علم الادیان تو علی بن حسین نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سارے طب کو اپنی کتاب کے ایک کلمہ میں جمع کر دیا۔ کہا وہ کیا ہے فرمایا "ولا تسرفوا" تو نصرانی نے کہا کہ تمہارے نبی سے طب کے متعلق کچھ بھی منقول نہیں ہے تو انھوں نے کہا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں طب کو جمع کر دیا ہے۔ کہا وہ کیا ہے۔ فرمایا المعدۃ بیت الداء والحمیۃ راس الدواء واعط کل بدن ما عودتہ[1] تو نصرانی نے کہا کہ تمہاری کتاب اور تمہارے نبی نے جالینوس کیلئے کچھ طب نہیں چھوڑا۔

عَدْلُ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ وَتَوَقِّیْہِ عَنِ التَّجَاوُزِ عَنْ حُدُوْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا انصاف اور حدود اللہ کے تجاوز سے پرہیز۔

ے اعدل تکن من صروف الدہر ممتنعا ؛ فالنصف ممتنع للعدول فی عمر

قال کثیرُ الحضرمی: دخلت مسجد الکوفۃ مِنْ قِبَلِ ابواب کندۃ فاذا نفرٌ خمسۃ یشتمون علیًا رضی اللہ عنہ وفیہم رجلٌ علیہ برنسٌ یقول اُعاھد اللہَ لاقتلنّہ فتعلقتُ بہ وتفرّقتْ اصحابُہ عنہ فاتیتُ بہ علیًا رضی اللہُ عنہ فقلت انی سمعتُ ھٰذا یعاھد اللہ لیقتلنک فقال اُدنُ ویحک من انت فقال انا سوار المنقری فقال علیؓ خَلِّ عنہ فقلت اُخلِی عنہ وَقد عاھد اللہ لیقتلنک قال افاقتلہ ولم یقتلنی قلت فانہ قد شتمک قال فاشتمہ ان شئت اودَعْہ۔

لغوی تحقیق عدَلَ (ض)، عدلاً، معدلۃً: انصاف کرنا۔ ص عادل۔ ج عدول (ک)، عدالۃً: عادل ہونا (س)، عدلاً: ظلم کرنا۔ توقّیہ: بچنا۔ تقی: پرہیزگار۔ ج اتقیاء۔ وقی (ض)، وقایۃً: حفاظت کرنا۔ حدود۔ جمع حد: احکام شرعیہ۔ نفرٌ: تین سے دس تک مردوں کی جماعت۔ ج انفار۔ نفرَ (ض)، نفراً: نفرت کرنا۔ نفیراً: چل پڑنا۔ نفیر: کوچ کرنیوالی جماعت۔ برنس: لمبی ٹوپی جو عرب میں پہنی جاتی ہے، ہر وہ لباس جو ٹوپی کی جگہ کام دے سکے۔ اُدنُ، خلِّ، دعہ۔ تینوں امر حاضر کے صیغے ہیں۔ دنوّ۔ قریب ہونا۔ خلیتُ عنہ: راستہ چھوڑ دینا۔ ودَعَ: چھوڑ دینا۔

توضیح کثیر حضرمی نے کہا کہ میں مسجد کوفہ میں داخل ہوا ابواب کندہ کی جانب سے تو پانچ اشخاص حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا

[1] قال السخاوی فی المقاصد الحسنۃ لایصح رفعہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بل ہو من کلام الحارث بن کلدۃ طبیب العرب وغیرہ (شیخ زادہ بر بیضاوی)

کہہ رہے تھے اور ان میں ایک شخص تھا کہ اس پر لمبی ٹوپی تھی، وہ کہہ رہا تھا کہ میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ علی کو ضرور قتل کرونگا تو میں اس پر جھپٹ گیا اور اس کے ساتھی اس سے جدا ہو گئے تو میں اسے حضرت علی کے پاس لایا۔ میں نے کہا کہ میں نے یہ سنا کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر یہ کہہ رہا ہے کہ وہ آپ کو ضرور قتل کریگا تو انھوں نے فرمایا قریب آجاؤ تم پر افسوس ہے کون ہو تم تو اس نے کہا کہ میں سوار منقری ہوں۔ تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو۔ میں نے کہا کہ میں اسے چھوڑ دوں گا۔ اور اس نے اللہ کی قسم کھائی کہ وہ آپ کو ضرور قتل کریگا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ کیا میں اسے قتل کر دوں اور اس نے مجھے قتل نہیں کیا تو میں نے کہا: اس نے آپ کو برا بھلا کہا۔ تو کہا تو بھی اسے برا بھلا کہہ اگر چاہے ورنہ چھوڑ دے۔

وَرُوِیَ فِی هٰذَا عَنْهُ کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ اَنَّهٗ قَالَ کَیْفَ اَقْتُلُ قَاتِلِی مَعْنَاہُ اَنَّهٗ لَا یَجُوْزُ لِیْ اَنْ اَقْضِیَ عَلَیْهِ بِالْقِصَاصِ فَاِنَّهٗ اِنْ اُرِیْدَ بِالْقَتْلِ اِرَادَةُ الْقَتْلِ مَجَازًا فَهُوَ مُرِیْدُ الْقَتْلِ لَا الْقَاتِلُ وَلَا یُقْتَصُّ مِمَّنْ اَرَادَ قَتْلَ اَحَدٍ وَاِنْ اُرِیْدَ بِالْقَتْلِ الْقَتْلُ حَقِیْقَةً فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَتْلِیْ فَالْاَمْرُ مُفَوَّضٌ اِلٰی اَوْلِیَائِیْ لَا اِلَیَّ فَلَا یُمْکِنُ لِیْ قَتْلُهٗ۔

توضیح اور اسی سلسلہ میں حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ میں اپنے قاتل کو کیسے قتل کروں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے لئے جائز نہیں ہے کہ اس پر قصاص کا فیصلہ کروں چونکہ اگر قتل سے قتل کا ارادہ مجازاً کیا جائے تو وہ قتل کا ارادہ کرنیوالا ہے نہ کہ قاتل کا اور اس سے قصاص نہیں لیا جائیگا اس شخص سے جو کسی کے قتل کا ارادہ کرے اور اگر قتل سے قتل حقیقی مراد ہو تو جب وہ میرے قتل سے فارغ ہو چکا تو معاملہ میرے اولیاء کے سپرد ہو جاتا ہے نہ کہ میرے تو میرے لئے اس کا قتل ناممکن ہے۔

اِسْتِمَاعُ الْاِغْتِیَابِ

غیبت کا سننا

قَالَ الْعُتْبِیُّ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ سَعِیْدِ الْقَصْرِیِّ قَالَ، نَظَرَ اِلَیَّ عَمْرُو بْنُ عُتْبَةَ وَرَجُلٌ یَشْتِمُ بَیْنَ یَدَیَّ رَجُلًا فَقَالَ لِیْ: وَیْلَكَ (وَمَا قَالَ لِیْ وَیْلَكَ قَبْلَهَا) نَزِّهْ سَمْعَكَ عَنْ اِسْتِمَاعِ الْخَنَا کَمَا تُنَزِّهُ لِسَانَكَ عَنِ الْکَلَامِ بِهٖ فَاِنَّ السَّامِعَ شَرِیْكُ الْقَائِلِ وَاِنَّهٗ عَمَدَ اِلٰی شَرِّ مَا فِیْ وِعَائِهٖ فَافْرَغَهٗ فِیْ وِعَائِكَ وَلَوْ رُدَّتْ کَلِمَةُ جَاهِلٍ فِیْ فِیْهِ لَسَعِدَ رَادُّهَا کَمَا شَقِیَ قَائِلُهَا وَقَدْ جَعَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی شَرِیْكَ الْقَائِلِ فَقَالَ سَمّٰعُوْنَ لِلْکَذِبِ اَکّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ۔

لغوی تحقیق اغتیاب: پیٹھ پیچھے بدگوئی کرنا۔ عمرو بن عتبہ بن سفیان بن حرب المتوفی فی حدود ۱۹۰ھ۔ یہ بنو امیہ

میں سے تھے، انتہائی نیک وصالح، فصیح اللسان، شیریں بیان، عادل کبیر، ظلم کو ناپسند کرنیوالے تھے۔ جب عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث حجاج کے ظلم واستبداد کیوجہ سے مقابلہ کیلئے اٹھے تو ان کے ساتھ حضرت عمرؓ بھی نکلے اور سخت مقابلہ ہوا۔ یہاں تک کہ جان بحق ہوگئے۔ یشتم۔ شتم (ض) شتماً: گالی دینا۔ شتماً: گالی دینے میں غالب ہونا۔ شتیمۃ۔ ج شتائم: گالی۔ مذمت لفظ ویل دراصل کلمۂ تحسر ہے جو بوقت وصیت بولا جاتا ہے جیسے ویلی یا ویلتنا، لیکن جب متکلم دوسرے کیلئے استعمال کرے تو بددعا کیلئے ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ نکرہ ہونیکی صورت میں بتدا ہو سکتا ہے کیونکہ کلمات دعائیہ میں اس کی گنجائش ہے خواہ دعائے خیر ہو یا بددعا ہو کقولہ تعالےٰ فویل للذین یکتبون الکتاب۔ ہر امر عجیب کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے آیت یا ویلتا أالد وانا عجوز۔ اور شیخ ابن حبان نے اپنی صحیح میں حدیث ابو سعید سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ ویل جہنم کی ایک وادی ہے۔ یہ عدم اضافت کی صورت اضمار فعل کی بناء پر منصوب اور ابتداء کیوجہ سے مرفوع ہوتا ہے اور بصورت اضافت صرف منصوب ہوتا ہے۔ پھر یہ ان الفاظ میں سے ہے جن سے اکثر اوقات ان کے حقیقی معنے مراد نہیں ہوتے جیسے تربت یداک، قاتلہ اللہ، لا ام لہ، لااب لک، ثکلتہ امہ وغیرہ۔ نزہ۔ تنزیہۃ سے امر حاضر ہے: اپنے آپ کو گناہ سے پاک رکھنا۔ نزہ (س،ک) نزاہۃ: برائی سے دور رہنا۔ الخناء: بری بات خنا (ن) خنوا، خنی (س) خنیً: بدزبانی کرنا۔ وعاء: برتن (ویطلق علی الصدر تشبیھا) ج اوعیہ۔ ج اوع۔ وعیٰ یعی وعیا جمع کرنا۔ فیہ: فی بمعنے منہ، ہاء ضمیر حالت جری میں ہے۔ سعد (ف) سعادۃ: نیک بخت ہونا۔ ص سعید ج سعداء۔ شقی (س) شقاوۃ، شقوۃ: بدبخت ہونا۔ ص شقی۔ ج اشقیاء۔ سحت: حرام بردہ کمائی جو خبیث وقبیح ہو۔ سحت (ف) سحتا: حرام مال کھانا۔

توضیح عتبی نے کہا مجھ سے میرے والد نے سعید قصری سے نقل کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ مجھے عمر بن عتبہ نے دیکھا اس حال میں کہ ایک شخص میرے سامنے ایک شخص کو برا بھلا کہہ رہا تھا تو انھوں نے مجھ سے کہا تیرا ناس ہو (اور مجھ سے اس سے پہلے کبھی نہیں کہا تھا)، تم اپنے کانوں کو بھی پاک رکھا کرو غیبت کے سننے سے جس طرح سے اپنی زبان کو پاک رکھتے ہو غیبت کرنے سے۔ چونکہ سننے والا کہنے والے کا شریک رہتا ہے اور وہ ارادہ کرتا ہے اس چیز کے برائی کا جو اس کے ظرف میں ہے کہ اسے وہ ڈالے تیرے ظرف میں، اور اگر جاہل کی بات لوٹا دی جائے اس کے منہ پر تو نیک بخت ہوگا اس کا لوٹانے والا جس طرح بدبخت ہے اس کا لینے والا۔ اور تحقیق کہ بنا دیا اس کو اللہ تعالےٰ نے قائل کا شریک چنانچہ فرمایا سماعون للکذب اکالون للسحت (غلط باتیں سننے والے ہیں حرام کھانے والے ہیں)

قوۃ الفصاحۃ
فصاحت کی طاقت

؎ نازک کلامیاں مری توڑیں عدو کا دل ⁂ میں وہ بلا ہوں کہ شیشے سے پتھر کو توڑ دوں (ذوق)

قال صاحب الاغانی ان رجلاً قال لجریر: من اشعر الناس؛ قال: قم حتی اُعَرِّفك الجواب فاخذ بیدہٖ وجاء الی ابیہ عطیۃ وقد اخذ عنزًا فاعتقلھا وجعل یمص ضرعھا فصاح بہ اُخرج یا ابت فخرج شیخ ذمیم رث الھیأۃ وقد سال لبن العنز علی لحیتہ فقال تری ھٰذا؟ قال نعم، قال: او تعرفہ؟ قال لا قال ھٰذا ابی تدری لم کان یشرب من ضرع العنز؟ قال لا قال مخافۃ ان یسمع صوت الحلب فیطلب منہ ثم قال اشعر الناس مَنْ فاخَرَ بھٰذا الاب ثمانین شاعرا وقارعھم فغلبھم جمیعًا۔

لغوی تحقیق

صاحب الاغانی: ابوالفرج علی بن حسین اصبہانی ماہر انساب، صاحب تاریخ اور مشہور ادیب ہیں۔ کتاب الدیارات، کتاب ایام العرب، کتاب التعدیل والانتصاف وغیرہ سب آپ ہی کی تصانیف ہیں۔ اور اغانی جیسی مایۂ ناز کتاب بھی آپ ہی کی ہے جس کے بارے میں اہل علم کا اتفاق ہے کہ لم یعمل فی بابہ مثلہ، اس کتاب کی تالیف میں آپ نے پچاس سال صرف کئے ہیں۔ یہی وہ کتاب ہے جس کے صلہ میں آپ نے سیف الدولہ سے ایک ہزار اشرفیوں کا انعام پایا تھا، صاحب ابن عباد کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے ساتھ سفر میں بھی برائے مطالعہ کتب ادبیہ کا اتنا عظیم ذخیرہ ہوتا تھا کہ تیس اونٹوں پر لادا جاتا تھا لیکن جب ان کے پاس الاغانی پہنچی تو سفر میں صرف یہی کتاب ہوتی تھی۔ جریر: ابوحرزہ بن عطیہ تمیمی مولود ۴۲ھ متوفی ۱۱۰ھ مشہور اسلامی شاعر ہے، فرزدق اور اخطل کا ہمعصر ہے جریر اور فرزدق کی باہمی نوک جھونک مشہور ہے لیکن اہل ادب کے نزدیک جریر فرزدق سے اشعر ہے۔ ایک اعرابی سے دریافت کیا گیا ان میں زیادہ شاعر کون ہے۔ اس نے کہا قصر شعر تین چیزوں پر مبنی ہے۔ فخر، مدیحہ، ہجاء جریر تینوں میں غالب ہے۔ عنزًا: بکری۔ ج عنوز۔ عنز (ن) عنزًا۔ ہ نیزہ مارنا۔ فاعتقلھا: بکری کی ٹانگ کو اپنی ران اور پنڈلی کے درمیان دبا کر دوہنا۔ یمص (س، ن) چوسنا۔ ضرعھا: تھن۔ صاح (ض) صیحۃ، صیاحًا، چیخنا، پکارنا۔ علیہ: ڈانٹنا۔ یاابت۔ اصل میں یاابی تھا یاء متکلم کو تاء سے بدل دیا گیا۔ ذمیم: برا۔ ذمہ (ن) ذمًا مذمۃ: برا کہنا۔ ذمام: حق حرمت۔ ج اذمۃ۔ ذمہ امان، عہد۔ ج ذمم۔ رث: کہنہ۔ رث (ض) رثاثۃ۔ الثوب: بوسیدہ ہونا۔ ص رث۔ ج رثائث۔ کلام رث غث، گھٹیا درجہ کا کلام۔ ہیئۃ: حالت، شکل۔ ج ہیئات۔ سال (ض) سیلًا سیلانًا: بہنا۔ سیل، سیلاب۔ ج سیول۔ لبن: دودھ ج البان۔ لبن (ض، ن) لبنًا: دودھ پلانا۔ لبون: دودھ والی۔ ج لبان، لبن، لبانہ: حاجت۔ ج لبان۔ لحیۃ: ڈاڑھی۔ ج لحی۔ لِمَ۔ ما استفہامیہ ہے جس پر حرف جار داخل ہے۔ اس صورت میں الف کو حذف کرنا اور میم پر فتحہ دینا ضروری ہے جیسے فیم، الامَ، علامَ، بمَ۔ شعر گوئی کی وجہ سے میم کو ساکن بھی کر دیتے ہیں۔ جیسے مصرعہ یا ابالاسود لم خلفتنی؛ واما قول حسان ؓ مصرعہ علیٰ ماقام یشتمنی لئیم؛ فضرورۃ۔ حلب (ن، ض) حلبًا، حلابًا: دوہنا۔ ص حالب۔ ج حلبہ۔ حلب: دوہا ہوا دودھ، حلاب: دودھ دوہنے کا برتن۔ الدہر اشطرہ: زمانہ کے امور خیر و شر کو آزمایا ہے۔

توضیح صاحب اغانی نے کہا ہے کہ ایک شخص نے جریر سے کہا کہ کون لوگوں میں سب سے بڑا شاعر ہے۔ جریر نے کہا کھڑے ہو جاؤ تاکہ میں تمہیں جواب پہنچاؤں تو اس نے ہاتھ پکڑا اور اپنے والد عطیہ کے پاس لایا اور وہ ایک بکری پکڑے ہوئے تھا اس نے بکری کو باندھا اور اس کے تھن کو چوسنے لگا۔ جریر نے اسے آواز دی۔ ابا جان نکل آیئے! تو ایک خستہ حال بدشکل بوڑھا نکلا جس کی ڈاڑھی پر بکری کا دودھ بہہ رہا تھا۔ جریر نے کہا تم دیکھ رہے ہو اس نے رکتے ہوئے کہا ہاں۔ جریر نے کہا کیا اسے پہچانتے ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ جریر نے کہا یہ میرے والد ہیں کیا تم جانتے ہو کہ بکری کے تھن سے کیوں پی رہے تھے۔ اس نے کہا نہیں۔ جریر نے کہا اس ڈر سے کہ دوہنے کی آواز سن لی جائے گی پھر ان سے مانگا جائیگا پھر جریر نے کہا لوگوں میں سب سے بڑا شاعر کون ہے جو اسّی شاعروں کے مقابلہ میں اس باپ پر فخر کرتا ہے اور سب پر غالب آچکا ہے۔

قوة الحفظ

قوتِ حافظہ

رُوِیَ عَنِ ابن المدینی انہ سأل اعرابیٌ علی باب قتادة (ھو تابعی جلیل، یقال وُلد اکمہ قد اتفقوا علی انہ احفظ اصحاب الحسن البصری) والصرف ففقد واقدحًا فحج قتادة بعد عشر سنین، فوقف اعرابی، فسألھم فسمع قتادة کلامہ فقال صاحب القدح ھذا فسألوہ فاقر بہ۔

لغوی تحقیق ابن المدینی ابوالحسن علی بن عبداللہ بن جعفر المدینی البصری المتوفی ۲۳۴ھ سرتاج ائمۂ حدیث ہیں۔ آپ نے علم حدیث میں دو سو کے قریب کتابیں تصنیف کیں، بڑے بڑے علماء آپ کے حلقۂ درس میں شرکت فرماتے جن کو آپ حدیث کا املا کراتے تھے۔ قال البخاریؒ ما استصغرت نفسی عند احد قط الا عند علی ابن المدینی۔ اکمہ: مادرزاد نابینا۔ فقدوا۔ فقد: گم کرنا۔ قدح: پیالہ۔

توضیح ابن مدینی سے منقول ہے کہ ایک اعرابی نے حضرت قتادہ کے دروازہ پر سوال کیا (یہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ مادرزاد نابینا تھے، علماء کا اتفاق ہے اس پر کہ حضرت حسن بصری کے تلامذہ میں سے سب سے زائد حافظہ والے تھے) اور وہ چلا گیا تو انھوں نے پیالہ گم پایا۔ حضرت قتادہ دس سال کے بعد حج کو تشریف لے گئے تو اعرابی کھڑا ہوا اور لوگوں سے پوچھا تو حضرت قتادہ نے اس کی بات سن لی اور پھر فرمانے لگے پیالہ والا یہی ہے۔ لوگوں نے اس سے پوچھا تو اس نے اقرار کیا۔

ذکاوة ایاس

ایاس کی ذکاوت

هو ابو واثلة بن معاوية بن قرة بن اياس بن هلال بن رباب المزني قاضي البصرة ومن ذكاوته انه اختصم اليه رجلان في قطيفتين، حمراء وخضراء فقال احدهما دخلت الحوض لاغتسل ووضعت قطيفتي ثم جاء هذا ووضع قطيفته بجنب قطيفتي، ثم دخل، واغتسل، فخرج قبلي واخذ قطيفتي فتبعته فزعم انها قطيفته فقال ألك بينة؟ قال، لا، قال ايتوني بمشط، فأتي به، فسرح رأس هذا ثم هذا فخرج من رأس احدهما صوف احمر ومن رأس الآخر اخضر فقضى بالاخضر لصاحب الاخضر و بالاحمر لصاحب الاحمر۔

لغوی تحقیق

ذکاوۃ: (س، ف، ک) ذکاءً: تیز خاطر ہونا۔ ذکی۔ ج اذکیاء: ذہین، زود فہم (ن) ذکاۃً۔ الذبیحۃ: ذبح کرنا۔ ذکاءُ۔ آفتاب کا اسم علم غیر منصرف۔ ابن ذکاء: صبح۔ ایاس: آپ کی کنیت ابو واثلہ ہے۔ باپ کا نام معاویہ ہے۔ قبیلہ مزینہ مضر سے تعلق رکھنے کیوجہ سے نسبتاً مزنی کہلاتے تھے، منجانب عمر بن عبد العزیز قاضی بصرہ تھے، نہایت کثیر التکلم تھے، انکی کثرت کلامی ہی کیوجہ سے عبداللہ بن شبرمہ ضبی نے کہا تھا کہ ہم دونوں آپس میں متفق نہیں ہوسکتے اس لئے کہ آپ خاموش رہنا نہیں چاہتے اور میں سننا نہیں چاہتا، انتہائی حاضر جواب تھے۔ ایک بار ان سے کسی نے کہا کہ سوائے اس کے کہ آپ میں اپنے قول کے متعلق خود بینی وعجب کثیر کے علاوہ کوئی عیب نہیں ہے، انھوں نے پوچھا بتاؤ میری بات تمہیں تعجب خیز معلوم ہوئی ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں، تو انھوں نے کہا: فأنا احق بان اعجب بما اقول وبما يكون مني منكم۔ نیز آپ زود فہم ہونے میں بے نظیر اور ضرب المثل ہیں۔ توفی ۱۲۲ھ وهو ابن ست وسبعين۔ اختصم۔ القوم وخصم (ض) خصماً: جھگڑا کرنا۔ خصم: مد مقابل۔ ج خصوم، خصیم: جھگڑالو۔ ج خصماء۔ قطیفۃ: جھوردار چادر۔ ج قطف، قطائف۔ قطف الثمر: پھل چننا۔ قطف: توڑا ہوا پھل، انگوروں کا خوشہ۔ ج قطوف۔ جنب: پہلو، کنارہ۔ جنب (ن) جنباً۔ ہ: دفع کرنا (ن، ض، س) جنابۃً: ناپاک ہونا۔ فتبعتہ (س) تبعاً: پیچھے چلنا۔ ص تابع۔ ج تبعہ۔ توابع۔ تبع: یمن کے بادشاہوں کا لقب۔ ج تبابعہ۔ فزعم (ن، ف) زعماً: سچ یا جھوٹ کہنا۔ اس کا استعمال اکثر مشکوک ایسی چیزوں میں ہوتا ہے جس کے جھوٹ ہونیکا یقین ہو۔ مشط: کنگھی ج مشاط، امشاط۔ سرح الشعر: کنگھا کرنا۔ مسرحۃ: کنگھی۔ ج مسارح۔ المواشی: جانوروں کو چرنے کیلئے چھوڑنا۔ مسرح: چراگاہ۔ ج مسارح۔ الزوجۃ: طلاق دینا۔ عنہ: کشادگی کرنا۔ صوف، اون۔ ج اصوف۔ صاف (ن) صوفاً صوفاً وس، صوفاً، الکبش: مینڈھے کا بہت اون والا ہونا۔ صوفان: بہت اون والا۔

توضیح

وہ ابو واثلہ بن معاویہ بن قرہ بن ایاس بن ہلال بن رباب مزنی ہیں جو بصرہ کے قاضی ہیں اور اس کی ذکاوت میں سے یہ ہے کہ دو آدمی مقدمہ لیکر آئے ان کے پاس دو چادر کے بارے میں، ایک سرخ اور دوسری زرد تھی تو ان میں سے ایک نے کہا میں حوض میں غسل کیلئے داخل ہوا اور اپنی چادر رکھدی پھر یہ آیا اور اپنی چادر میری چادر کے بغل میں رکھدی پھر داخل ہوا اور غسل کیا اور مجھ سے قبل نکل گیا۔

اور میری چادر اس نے لے لی، میں اس کے پیچھے ہوا تو اس نے دعویٰ کیا کہ یہ اس کی چادر ہے۔ حضرت ایاس نے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس بینہ ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا کہ میرے پاس ایک کنگھی لاؤ، کنگھی لائی گئی تو انھوں نے اس کی پھر اس کی کنگھی کی۔ ان میں سے ایک کے سر سے سرخ اون اور دوسرے کے سر سے زرد اون نکلا تو حضرت ایاس نے فرمایا زرد کا زرد والے کیلئے اور سرخ کا سرخ والے کیلئے فیصلہ فرمایا۔

قضاء علي كرم الله وجهه

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فیصلہ

عن زر بن حبيش قال: جلس رجلان يتغديان مع احدهما خمسة ارغفة ومع الآخر ثلثة ارغفة فلما وضعا الغداء بين ايديهما مر بهما رجل فسلم فقالا: اجلس للغداء فجلس واكل معهما واستوفوا في اكلهم الارغفة الثمانية فقام الرجل وطرح اليهما ثمانية دراهم وقال: خذا هذا عوضا مما اكلت لكما ونلته من طعامكما فتنازعا وقال صاحب الخمسة الارغفة لي خمسة دراهم ولك ثلاثة فقال صاحب الثلاثة: لا ارضى الا ان تكون الدراهم بيننا نصفين وارتفعا الى امير المؤمنين علي بن ابي طالب رضي الله عنه فقصا عليه قصتهما فقال لصاحب الثلاثة الارغفة: قد عرض عليك صاحبك ما عرض وخبزه اكثر من خبزك، فارض بثلاثة فقال لا والله لا رضيت الا بمر الحق فقال علي رضي الله عنه: ليس لك في مر الحق الا درهم واحد وله سبعة فقال الرجل سبحان الله يا امير المؤمنين! هو يعرض علي ثلثة فلم ارض واشرت علي باخذها فلم ارض وتقول لي الآن: انه لا يجب في مر الحق الا درهم واحد فقال له علي: عرض عليك الثلاثة صلحا فقلت: لم ارض الا بمر الحق الا واحد فقال الرجل تعرفني بالوجه في مر الحق حتى اقبله فقال علي رضي الله عنه اليس الثمانية الارغفة اربعة وعشرين ثلثا اكلتموها وانتم ثلثة انفس ولا يعلم الاكثر منكم اكلا ولا الاقل فتحملون في اكلكم الى السواء قال: بلى، قال فاكلت انت ثمانية اثلاث وانما لك تسعة اثلاث واكل صاحبك ثمانية اثلاث وله خمسة عشر ثلثا، اكل منها ثمانية ويبقى له سبعة واكل لك واحدة من تسعة فلك واحد بواحدك وله سبعة بسبعة فقال له الرجل رضيت الآن۔

لغوی تحقیق زر بن حبیش ابو مریم اسدی کوفی عراق کے مشہور قاری حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے اصحاب میں سے ہیں،

آپکی ساٹھ سالہ زندگی جاہلیت میں گذری اور ساٹھ ہی سال آپنے اسلام کے دور میں گذارے۔ ارغفۃ۔ جمع رغیف: روٹی۔ طرح (ف) طرحًا الشئ: پھینک دینا۔ نلتہ۔ نال ینیل نیلاً: پانا، حاصل کرنا۔ خبز: روٹی۔ مرۃ: رسی۔

توضیح زر بن حبیش سے منقول ہے کہ انھوں نے کہاکہ دو آدمی دوپہر کا کھانا کھانے کے لئے بیٹھے، ان میں سے ایک کے پاس پانچ چپاتیاں تھیں، اور دوسرے کے پاس تین چپاتیاں تھیں۔ جب دونوں نے کھانا اپنے سامنے رکھا ایک شخص ان کے پاس سے گذرا تو اس نے سلام کیا۔ تو ان دونوں نے کہا کھانے کیلئے بیٹھ جاؤ۔ تو وہ بیٹھ گیا اور ان کے ساتھ کھانے لگا اور انھوں نے مل جل کر کل آٹھ چپاتیاں کھائیں تو وہ شخص کھڑا ہوا اور ان دونوں کی جانب آٹھ درہم پھینک کر کہاکہ تم دونوں اسے لے لو اس کھانے کے بدلہ میں جو میں نے تمہارا کھایا ہے وہ دونوں جھگڑنے لگے۔ اور پانچ چپاتی والے نے کہاکہ میرے پانچ درہم ہیں اور تیرے لئے تین۔ تین چپاتی والے نے کہاکہ میں بغیر نصف نصف کے راضی نہیں ہو سکتا اور دونوں نے اپنا مقدمہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں پیش کیا اور سارا واقعہ بیان کیا تو حضرت علیؓ نے تین چپاتی والے سے کہا تمہارے سامنے تمہارے ساتھی نے وہ سب کچھ پیش کیا جو اسے پیش کرنا تھا اور حال یہ ہے کہ اس کی دو روٹی تمہاری دو روٹی سے زیادہ تھی تو تو تین درہم پر راضی ہو جا۔ تو اس نے کہا قسم خدا کی نہیں راضی ہوں گا۔ میں راضی نہیں ہو سکتا مگر تین سے زیادہ پر حق کے اعتبار سے تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حق کے ہر اعتبار سے تمہارے لئے صرف ایک درہم ہے، اور اس کے لئے سات۔ تو اس شخص نے کہا سبحان اللہ اے امیر المؤمنین وہ میرے سامنے تین پیش کر رہا تھا جس پر میں راضی نہیں ہوا اور آپ نے مجھے اس کے لینے کا مشورہ دیا لیکن میں راضی نہ ہوا اور اب آپ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ حق کے اعتبار سے صرف ایک درہم واجب ہے۔ تو حضرت علیؓ نے اس سے فرمایا کہ اس نے تمہارے سامنے تین درہم مصالحت کے طور پر پیش کئے تو تم نے کہاکہ میں راضی نہیں ہوں گا مگر حق کے مطابق اور تیرے لئے حق کے مطابق صرف ایک درہم ہے تو اس شخص نے کہاکہ آپ دلیل سے مجھے بتلائیے حق کے مطابق تاکہ میں اسے قبول کروں تو حضرت علیؓ نے فرمایا کیا آٹھ چپاتیاں چوبیس کی تہائی نہیں ہوتیں۔ تم سبھوں نے اسے کھایا اور تم تین آدمی تھے اور تم میں سے زیادہ کھانیوالے کا علم نہیں اور نہ کم کھانے والے کا، تو تمہیں کھانے میں برابری پر محمول کیا جائے گا۔ اس شخص نے کہا کیوں نہیں، تو حضرت علیؓ نے فرمایا تو تو نے آٹھ تہائی کھائی اور تمہارے لئے تو ثلث تھے اور تمہارے ساتھی نے آٹھ تہائی کھائی اور اس سے پندرہ تہائی تھے۔ ان میں سے آٹھ تہائی اس نے کھائی اور اس کے سات تہائی بچ گئے اور تیری ایک تہائی اس نے نو میں سے کھائی تو تمہارے لئے ایک درہم ہے تمہارے ایک تہائی کے بدلہ میں اور اس کے لئے سات درہم ہیں اس کے سات تہائی کے بدلے میں تو اس شخص نے کہاکہ اب میں راضی ہو گیا۔

عدم القناعۃ

بے صبری

قناعت کن اے نفس بداندکے ❊ کہ سلطان و درویش بینی یکے

اگر انسان قانع ہو غنی ہووے دو عالم سے ❊ ہوا و حرص لیکن اس کی مٹی خوار کرتی ہے

حُکِیَ ان بعض الارقاء کان عند مالك یاکل الخاصّ ویطعمه الخشکار، فانف الرقیق من ذلك، فطلب البیع فباعه وشراه من یاکل الخشکار ویطعمه النخالة فطلب البیع فباعه وشراه من لا یاکل شیئاً وحلق راسه وکان فی اللیل یجلسه ویضع السراج علی راسه بدلا من المنارة فاقام عنده ولم یطلب البیع فقال له النخاس: لای شئ رضیت بهذه الحالة عند هذا المالك فی هذه المدة؟ فقال اخاف ان یشتری بنی فی هذه المرة من یضع الفتیلة فی عینی عوضا عن السراج۔

لغوی تحقیق

قناعة: تھوڑی سی چیز پر راضی ہونا۔ ص قانع۔ ج قُنُع۔ ارقاء۔ جمع رقیق: غلام۔ رق (ض) رقا: غلام بننا۔ رقة: پتلا ہونا۔ لہٗ: رحم کرنا۔ خشکار: بے چھنا آٹا۔ الف (س) انفا من العار: خود دار ہونا۔ ناپسند کرنا (ن، ض) انفا: ناک پر مارنا۔ النخالة: بھوسی۔ نخل (ن) نخلاً: آٹا چھاننا۔ النصیحة: خیر خواہی کرنا۔ نخیلة: خالص خیر خواہی، طبیعت۔ ج نخائل۔ حلق۔ (ض) حلقاً: مونڈنا۔ حلاق: نائی۔ سراج: چراغ۔ ج سُرُج المنارة: روشنی کی جگہ، ڈیوٹ۔ ج منائر۔ نار (ن) نورا: روشن ہونا۔ نخاس: غلاموں، جانوروں کی تجارت کرنیوالا۔ نخس (ف، ن) نخسا: چونکا لگانا۔ الفتیلة: بتی۔ ج فتائل۔ فتل (ض) فتلاً: رسی بٹنا۔

توضیح

بیان کیا گیا ہے کہ ایک غلام ایسے مالک کے پاس تھا جو میدہ (کی روٹی) کھاتا تھا اور اسے بے چھنا آٹا کھلاتا تھا، تو اس نے تنگی محسوس کی اس وجہ سے نتیجۃً اس نے فروخت کی درخواست کی تو مالک نے اسے بیچ دیا اور ایسے شخص نے اسے خریدا کہ جو بھوسی کھاتا تھا اور اسے کچھ بھی نہیں کھلاتا تھا۔ پھر اس نے فروخت کی درخواست کی۔ مالک نے اسے بیچ دیا تو اسے ایسے شخص نے خریدا جو کچھ بھی نہیں کھاتا تھا اور اس کا سر مونڈ کر رات میں اسے بٹھا دیتا تھا اور اس کے سر پر ڈیوٹ کے بدلے میں چراغ رکھدیتا تھا تو وہ اس کے پاس مقیم رہا اور پھر بیچنے کا مطالبہ نہیں کیا۔ تو غلام فروش نے کہا کس چیز پر تو راضی ہو گیا ایسی حالت میں اس مالک کے پاس اس مدت میں تو اس نے کہا مجھے اندیشہ ہے کہ اس دفعہ مجھے ایسا آدمی خریدیگا جو میری آنکھ میں بتی ڈالدے گا چراغ کے بجائے۔

المسمّٰی بالملك لا یخضع لغیرہ

بادشاہ نامی کسی کے سامنے گھٹنہ نہیں ٹیکتا

لمّا استولی الاسکندر علی ملك فارس کتب الی معلّمه ارسطو یاخذ رایه فی ذلك فکتب الیه

الرای ان توزّع ملکھم بینھم وکلٌّ من ولّیتہ ناحیةً سمّہٗ بالملك لا لغایرٍ فلا بدّ ان یقع بینھم تغالبٌ علی الملك فیعود حربھم لك حربًا بینھم فان دنوت منھم دانوالك وان نأیت عنھم تعزّزوا بلك وفی ذٰلك شاغل لھم عنك وامان لاحد انھم بعدك شیئًا فعلم انہ الصواب وفرّق القومَ فی الممالك فسُمّوا ملوكَ الطوائف فیقالُ انھُم ما زالو مختلفین اربعمأة سنۃ -

لغوی تحقیق

استولی: غالب ہونا- الاسکندر ابن فیلفوس المقدونی الرومی یونانی حکمرانوں میں سے ایک مشہور بادشاہ تھا جو بلادِ کثیرہ و ممالکِ بعیدہ کو فتح کرتا ہوا اقصیٰ ہندو اوائل حدود چین و ترک تک پہنچ گیا تھا اس کی حکومت شرق و غرب دونوں جانبوں کو محیط تھی اسی لئے اس کو ذوالقرنین کہا جاتا ہے۔ اس نے داریوش، دارا ابن دارا ابن بہمن بن اسفندیار بن بشتاسف بن لہراسف کو قتل کرنے سے چھ سال قبل اور قتل کے چھ سال بعد بارہ سال تک حکومت کی ہے اور ۳۵ بادشاہوں کو قتل کیا ہے، بارہ شہر تعمیر کئے ہیں، ہراۃ، مرو (بلادِ خراسان میں) سمرقند (بلادِ صغد میں) اسکندریہ (بلادِ قبط میں) اسی کے آباد کئے ہوئے ہیں۔ جب یہ ہندوستان سے بابل کیطرف واپس ہوا تو راستہ میں کسی نے زہر دیکر ختم کر دیا (وقیل ان بعض خدامہ اصابہ بسھم) اس کے انتقال کے بعد بطلیموس بن لافوس- اریداوس، انطبوخوس، سلوقوس چاروں نے اس کے ملک کو چوتھائی (¼) چوتھائی (¼) تقسیم کر لیا- فارس- فارس ابن کیورث کیطرف منسوب ہے۔ ارسطو: ارسطاطالیس کا مخفف ہے۔ ارسطاطالیس نیقوما خیشا غوری کا لڑکا ہے- نیقوماخوش کا ترجمہ "قاہر الخصوم" اور ارسطاطالیس کا ترجمہ "تام الفضیلة" ہے۔ ارسطو افلاطون کا شاگرد ہے اور وہ فیثاغورث کا اور وہ اصحاب سلیمان بن داؤد علیہما السّلام کا۔ ارسطو کو سترہ سال کی عمر میں اس کے باپ نے افلاطون کے پاس چھوڑ دیا تھا چنانچہ یہ تقریبًا بیس سال تک افلاطون کے پاس رہا اور اس سے علم حاصل کرتا رہا۔ حتیٰ صار حکیمًا مبرزًا یشتغل علیہ۔ افلاطون کی توجہ اپنے تلامذہ میں سب سے زیادہ ارسطو ہی کیطرف رہتی تھی اور وہ اس کو "عاقل" کے لقب سے پکارتا تھا، اسی کا نتیجہ تھا کہ ارسطو اپنے سب ساتھیوں پر فائق رہا۔ کہا جاتا ہے کہ فلسفہ یونان ارسطو ہی پر ختم ہوگیا۔ ارسطو سے مختلف لوگوں نے علم حاصل کیا مگر اس کے تلامذہ میں سب سے زیادہ فلسفہ حاصل کرنیوالا اسکندریہ ہے جس نے ارسطو کے یہاں پانچ سال تک تعلیم پائی ہے، ارسطو نے ایک سو سے زائد کتابیں لکھی ہیں۔ کتاب المناظر، کتاب الخطوط، کتاب الحیل، سمع الکیان، کتاب السماء والعالم، کتاب الآثار العلویہ، کتاب الحیوان، کتاب النبات، کتاب النفس، کتاب الحس والمحسوس، کتاب الشباب والھرم وغیرہ اسی کی ہیں، کتاب النفس ایک نسخہ کسی کے ہاتھ لگا جس کا حکیم ابونصر فارابی نے سو مرتبہ مطالعہ کیا تھا اور اس پر حکیم موصوف کی یہ عبارت تحریر تھی "انی قرأت ہذا الکتاب مأة مرة"۔ توزّع: پراگندہ ہونا۔ القوم المال، آپس میں تقسیم کرنا- وزّعَ (ف، ض) وضعًا فلانا بفلانٍ: رکنا، منع کرنا- افردہٗ، یکسو ہونا- فرد (ن، ض، ک) فرودًا- والفرد: اکیلا ہونا- عقد- (ض) عقدًا: باندھنا گرہ لگانا- تاج: ٹوپی- ج تیجان- حربھم: لڑائی- ج حروب- حربة: چھوٹا نیزہ- ج حراب- نأیت- نای ینای نایا دور رہنا- ص- ناء

توضیح

جب اسکندر ملک فارس کا والی بن گیا تو اس نے اپنے استاذ ارسطو کے پاس لکھا، اس سے مشورہ لے رہا تھا اس بارے میں۔ ارسطو نے اپنی رائے لکھی کہ آپ اپنی سلطنت کو اصل فارس کے درمیان تقسیم کر دیجئے اور جسکو بھی کسی خطہ کا والی بنائیں اسے ملک کا خطاب دیدیجئے پھر اسے اس خطہ کی سلطنت میں الگ چھوڑ دیجئے اور اپنے سر پر تاج باندھے رہیئے اگرچہ اس کی سلطنت چھوٹی ہو چونکہ بادشاہ نامی کسی کے آگے نہیں جھکتا۔

(**تنبیہ**) بعض حضرات کو یہ سخت مغالطہ ہو گیا ہے کہ سکندر مقدونی ہی وہ ذوالقرنین ہے جس کا ذکر قرآن کی سورۂ کہف میں کیا گیا ہے، یہ قول باتفاق جمہور علمائے سلف قطعاً باطل ہے کیونکہ قرآن کی تصریحات کے مطابق ذوالقرنین صاحب ایمان اور مرد صالح بادشاہ تھا، اور سکندر مقدونی مشرک و جابر تھا جس کے شرک وظلم کی صحیح تاریخ خود اس کے بعض امراء دربار نے بھی مرتب کی ہے۔ حافظ ابن حجر شارح بخاری فرماتے ہیں کہ سکندر یونانی کسی طرح بھی قرآن میں مذکور ذوالقرنین نہیں ہو سکتا۔ حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ اسحاق بن بشر نے بہ روایت سعید بن بشیر قتادہ سے نقل کیا ہے کہ ذوالقرنین کا نام سکندر تھا اور یہ سام بن نوح علیہ السلام کی نسل سے تھا لیکن اسکندر بن فیلبس مقدونی کو ذوالقرنین کہنے لگے ہیں جو رومی اور بانی اسکندریہ ہے مگر واضح رہے کہ یہ دوسرا فرق ذوالقرنین پہلے سے بہت زمانہ بعد پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ سکندر مقدونی حضرت مسیح علیہ السلام سے تقریباً تین سو سال قبل ہوا ہے جس کا وزیر مشہور فلسفی ارسطاطالیس تھا اور اول ذوالقرنین مسلمان اور عادل بادشاہ تھا اور اس کے وزیر خضر علیہ السلام تھے اور ان دونوں کے درمیان تقریباً دو ہزار سال سے بھی زیادہ کا فصل ہے۔ پس کہاں یہ مقدونی اور کہاں وہ عربی سامی (قصص القرآن)

التضمین العجیب

عجیب وغریب بندش

یُحکیٰ اَنَّ الحَیْصَ بیص الشاعر قتَلَ جِروَ کلبۃٍ فاخذ بعضُ الشعراء کَلْبَۃً وعَلّقَ فی رقبتہا رقعۃً واطلقہا عند باب الوزیر فاخذت الرقعۃُ فاذا مکتوبٌ فیہا ؎

یا اہل بغداد ان الحیص بیص اتیٰ	بجراءۃِ البستہ العارَ فی البلد
اَبدیٰ شجاعۃً ، باللیل مجترئاً	علیٰ جُرَیْوٍ ضعیف البطش وَالجلد
فانشدت اُمُّہ مِن بعدِ ما احتسبتُ	دَمُ الاُبیلق عند الواحد الصمد
اَقولُ للنفس تأساءً وَّ تعزیۃً	اِحدیٰ یَدَیَّ اصابتنی ولم تُرِد
کلاہما خلفٌ من بعدِ صاحبہ	ہٰذا اخی حین ادعوہ وَذا ولدی

لغوی تحقیق

التضمین، شاعر کا دوسرے کے شعر کا اپنے کلام میں شامل کر لینا۔ حیص بیص: ابوالفوارس شہاب الدین

سعید بن محمد بن سعد بن صیفی تمیمی متوفی ۵۷۴ھ فصیح و بلیغ شاعر ہونیکے ساتھ ساتھ ایک بہترین شافعی فقیہ بھی تھے۔ مقام رَیّ میں قاضی محمد بن عبدالکریم الوازن کے پاس اس نے فقہ حاصل کیا تھا مگر طبیعت پر شعر و شاعری غالب تھی۔ حیص بیص کے معنی شدت و اختلال کے ہیں۔ یقول العرب: وقع فی حیص بیص" وہ ایسی گڑبڑی میں پڑ گیا جس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں۔ قال امیۃ بن ابی عائذ ـ قد کنت خراجا ولوجا صیرفا ؛ لم تلتحصنی حیص بیص لحاص ـ اس نے ایک بار لوگوں کو سخت پریشانی میں مبتلا پایا تو کہنے لگا: ماللناس فی حیص بیص؟ اسی وقت سے اس کا عرف حیص بیص ہو گیا ومن محاسن شعرہ ـ یاطالب الرزق فی الآفاق مجتہدا ؛ اقصر عناک فان الرزق مقسوم ؛ الرزق یسعی الی من لیس یطلبہ ؛ وطالب الرزق یسعی وہو محروم ـ ولہ ایضا ـ یاطالب الطب من داء اصیب بہ ؛ ان الطبیب الذی ابلاک بالداء ـ ہو الطبیب الذی یجری لعافیۃ ؛ لامن یذیب لک التریاق فی الماء ـ ولہ ایضا ـ الہ عماء ستأ ثر اللّٰہ بہ ؛ ایہا القلب ودع عنک الحرق ؛ فقضاء اللّٰہ لایدفعہ ؛ حول محتال اذا الامر سبق ـ ولہ ایضا انفق ولاتخش اقلا لافقد قسمت ؛ علی العباد من الرحمٰن ارزاق ؛ لاینفع البخل مع دنیا مولیۃ ؛ ولایضر مع الاقبال انفاق ـ جَرْوٌ: درندہ کا بچہ جیسے کتا بھیڑیا، شیر وغیرہ ـ ج اجریۃ ـ کلبۃ: کتیا ـ جرأۃ: دلیری ـ جرؤ (ک) جراءۃ جرءۃ علیہ: دلیری کرنا ـ ص جریٔ ـ ج اجراء ـ عارٌ: ننگ و شرم ـ جرَیو جرو کی تصغیر ہے ـ البطش (ن ض) بطشا بہ: سختی کے ساتھ پکڑنا ـ الجلد (ک) جلادۃ جلودۃ: چالاک ہونا ـ احتبست ـ ثواب کی امید رکھنا ـ دَمٌ: خون ـ ج دماء ـ ابیلق ابلق کی تصغیر ہے: چتکبرا ـ الصمد: بے نیاز، ازل سے ابد تک باقی رہنے والی ذات، وہ ذات جس کے تمام لوگ محتاج ہوں اور وہ کسی کا محتاج نہ ہو ـ صمد (ن، ض) صمدا لہ الیہ: قصد کرنا ـ تاسائ ـ تعزیۃ ـ تعلیل یا حالیت یا مفعول مطلق کیوجہ سے منصوب ہے ـ

توضیح منقول ہے کہ حیص بیص شاعر نے ایک کتیا کے پلّے کو مار دیا تو ایک شاعر نے ایک کتیا کو پکڑ کر اس کی گردن میں ایک پرچہ لٹکا دیا اور وزیر کے دروازہ کے پاس چھوڑ دیا۔ پرچہ نکالا گیا تو اس میں لکھا ہوا تھا ـ اے بغداد والو بیشک حیص بیص نے ایسی جرأت دکھائی جس نے عار پہنا دیا شہر میں اس نے رات شجاعت ظاہر کی، جرأت دکھاتا ہوا ایک کمزور اور ناتواں پلّہ پر۔ پلّہ کی ماں نے اپنے بچہ کے خون کو ثواب کا ذریعہ سمجھتے ہوئے کہا کہ میں اپنے جی کو تسلی دلانے کے لئے کہتی ہوں چونکہ میرے ایک ہاتھ کی تکلیف بلا ارادہ پہنچی ہے وہ دونوں ایک دوسرے کا خلیفہ ہے جب میں اسے کسی پریشانی میں بلاؤں تو میرا بھائی ہے اور یہ میرا لڑکا ہے۔

(فائدہ) تضمین فن بدیع کی ایک عمدہ ترین صنعت ہے جس سے کلام میں ملاحت آجاتی ہے۔ تضمین کا مطلب یہ ہے کہ ایک شاعر دوسرے شاعر کے کلام کو (زائد ہو یا کم) اپنے کلام کے ساتھ اس طرح پیوند کرلے کہ سامع یہ امتیاز نہ کرسکے کہ یہ کلام کسی اور کا ہے۔ مذکورہ بالا اشعار میں آخری دو شعر ایک عربیہ عورت کے ہیں جس کے بھائی نے اس کے لڑکے کو قتل کر دیا تھا۔ شاعر ثانی نے ان دو شعروں کی تضمین کر کے حیص بیص کی مذمت کی ہے۔ کیونکہ تضمین کے بعد مطلب یہ ہو گیا کہ وہ کتیا اس کی بہن ہے اور جس پلّے کو اس نے قتل کیا ہے وہ اس کا بھانجہ ہے۔

اختلاف العلماء رحمۃ

علماء کا اختلاف باعثِ رحمت ہے

قال المتوکلُ یومًا لجلسائہٖ أتعلمون اولُ ما عتب المسلمون علی عثمان رضی اللہ عنہ؟ فقال احدھم: نعم یا امیرالمؤمنین إنہ لمّا قبض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قام ابوبکرٍ رضی اللہ عنہ علی المنبر دون مقام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بمرقاۃ ثم قام عمر رضی اللہ عنہ دون مقام ابی بکرٍ رضی اللہ عنہ بمرقاۃ ثم لمّا ولیَ عثمان رضی اللہ عنہ صعد ذروۃ المنبر فانکر المُسلمون علیہ ذٰلک وارادوا ان ینزل دون مقام عمر بمرقاۃ فقال عبادۃ للمتوکل: یا امیرَ المؤمنین: ما احدٌ اعظم منہ علیک من عثمان، فقال: وکیف ذٰلک؟ ویلک قال لانہ صعد ذروۃ المنبر فلوانہ کلما قام خلیفۃٌ نزل عن مقام من تقدّم بمرقاۃ کنت انت تخطب علینا فی بئرٍ۔

لغوی تحقیق

المتوکل۔ ابوالفضل متوکل باللہ ابن معتصم باللہ، مولود ۲۰۶ھ مشہور عباسی خلیفہ ہے۔ جلساء جمع جلیس ہمنشین عتبَ (ن،ض) عتبا۔ علیہ کسی فعل پر سرزنش کرنا۔ قبضَ۔ المریض: قریب المرگ ہونا۔ (ض) قبضًا بیدہٖ، پکڑنا۔ قبضۃ: مٹھی بھرلینا۔ منبر۔ ج منابر۔ مرقاۃ: سیڑھی کا پایہ۔ ج مراق۔ رَقِیَ (س) رقیًا: چڑھنا، منترکرنا۔ ص راق۔ ج رقاۃ۔ صعد۔ ج صعود: چڑھنا۔ ص صاعد۔ صعید: مٹی، زمین کا بلند حصہ۔ ذروۃ: بلندی۔ ج ذریٰ۔ ذری (ن) ذروًا: ہوامیں اڑجانا۔ تخطب (ن) خطبۃً: تقریر کرنا، خطبہ دینا (ک) - خطابۃً: لیکچرار ہونا۔ صفت خطیب

توضیح

متوکل نے ایک روز اپنے ہم نشینوں سے کہا کیا تمہیں معلوم ہے سب سے پہلی بات کہ مسلمان حضرت عثمانؓ پر خفا ہوئے تو ان میں سے ایک نے کہا ہاں اے امیرالمومنین کہ جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو حضرت ابوبکرؓ منبر پر حضورؐ کے مقام سے نیچے تشریف فرما ہوئے سیڑھی پر۔ اور حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ سے نیچے سیڑھی پر کھڑے ہوئے، پھر جب حضرت عثمانؓ کو والی بنایا گیا تو منبر کی چوٹی پر چڑھ گئے تو مسلمانوں نے اس پر نکیر کی اور انھوں نے حضرت عمرؓ کی سیڑھی سے نیچے اتارنے کا ارادہ کیا تو عبادہ نے متوکل سے کہا اے امیرالمومنین آپ پر حضرت عثمانؓ سے بڑا کوئی اور محسن نہیں ہے تو اس نے کہا اور یہ کس طرح ہے تم پر افسوس ہے، تو حضرت عبادہؓ نے فرمایا کہ چونکہ وہ منبر کی بلندی پر چڑھے اگر ہر آنے والا خلیفہ پہلے خلیفہ کے مقابلہ میں ایک سیڑھی نیچے کھڑا ہوتا تو آپ ابھی کنوئیں میں تقریر کرتے ہوتے۔

(فائدہ) اختلاف کی دو قسمیں ہیں۔ مذموم اور مستحسن۔ مذموم وہ ہے جو عقائد اور اصول دین کی بابت ہو جیسے یہود و نصاریٰ کا اختلاف، اور مستحسن وہ ہے جو اعمال اور فروع دین میں ہو۔ کما قال علیہ السلام اختلاف الامۃ رحمۃ۔ ایک مرتبہ ایک یہودی نے از راہ طعن حضرت علیؓ سے کہا کہ تم لوگ اپنے نبی کو ابھی دفن

بھی نہ کرپائے تھے کہ اختلاف میں پڑ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم نے اپنے نبی کے کسی اصول میں اختلاف نہیں کیا بلکہ آپکی ہدایات کی بقاء کیلئے اختلاف کیا ہے۔ تم اپنی کہو کہ دریا کے پانی سے تمہارے پاؤں سوکھنے بھی نہ پائے تھے کہ اپنے نبی سے کہنے لگے "اجعل لنا الٰہا کما لہم اٰلہۃ" وہٰذا من الاجوبۃ المسکۃ۔

ضبط النفس عند کلام الاوغاد والارذال

رذیل اور کمینہ لوگوں کیساتھ بات چیت کرتے وقت نفس کو قابو میں رکھنا

ے وفا کنیم و ملامت کشیم و خوش باشیم ؎ کہ در طریقتِ ما کافریست رنجیدن

قال محمد بلغنا عن علی رضی اللہ عنہ انہ بینما ہو یخطب یوم الجمعۃ اذ حکّمت الخوارج من ناحیۃ المسجد فقال علیؓ کلمۃُ حقٍ اُریدَ بہا الباطل، لن نمنعکم مساجد اللہ ان تذکروا فیہا اسم اللہ، ولن نمنعکم الفئ ما دامت ایدیکم مع ایدینا ولن نقاتلکم حتیٰ تقاتلونا ثم اخذ فی خطبتہ ومعنیٰ قولہ حکمت الخوارج نداؤہم بقولہم "ان الحکم الا اللہ" وکانوا یتکلمون بذٰلک اذا اخذ علیؓ فی الخطبۃ لیشوّشوا خاطرہٗ، فانہم کانوا یقصدون بذٰلک نسبتہ الی الکفر لرضاہ بالتحکیم فی صفین ولہٰذا قال علیؓ رضی اللہ عنہ کلمۃ حق ارید بہا الباطل یعنے تکفیرہٗ۔

لغوی تحقیق

ضبط (ن، ض) قوی ہونا۔ العمل: خوب مضبوط کرنا۔ اوغاد جمع وغد: کمینہ۔ وغد (ک) وغادۃً: ضعیف العقل ہونا۔ ارذال جمع رذیل: حقیر۔ رذل (ک، س) رذالۃً: قابلِ حقارت ہونا۔ ص رذل۔ ج رُذال۔ حکّمۃ: ان الحکم الا اللہ کہنا۔ خوارج جمع خارجی۔ ایک فرقہ ہے جو حضرت علیؓ کو حق پر نہیں مانتا۔ رافضی بھی ایک فرقہ ہے جو حضرت علیؓ کے علاوہ دیگر خلفاء کو حق پر نہیں مانتا۔ یہ دونوں فرقے گمراہ ہیں۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

ایک ہی بس لفظ سے ہے دونوں فرقوں کا خروج ؎ خاءِ خر سے خارجی اور رائے خر سے رافضی

الفئ: مالِ غنیمت، سایہ، خراج۔ فاءَ (ض) فیئًا۔ لوٹنا۔ سایہ کا ہٹ جانا۔ الغنیمۃ۔ غنیمت حاصل کرنا۔ لیشوّشوا۔ الامر: مخلوط کرنا۔ التحکیم: حَکَم بنانا۔ صفّین: نہر فرات کے کنارے جانبِ غرب میں مقام رقہ کے قریب ایک جگہ ہے جہاں حضرت علیؓ اور معاویہؓ کے درمیان جنگ ہوئی تھی۔

توضیح

محمد نے بیان کیا کہ ہمیں حضرت علیؓ کے متعلق خبر پہنچی ہے کہ وہ جمعہ کے دن تقریر فرما رہے تھے کہ اچانک خارجیوں نے "ان الحکم الا اللہ" کا نعرہ بلند کیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ ایسی حق بات ہے کہ جس سے باطل کا ارادہ کیا گیا ہم ہرگز نہیں روکیں گے تمہیں اللہ کی مسجدوں میں ذکر کرنے سے اور تمہیں

ہم نہیں روکیں گے مالِ غنیمت سے جبتک تم ہمارے ساتھ رہو اور ہم تم سے قتال نہیں کریں گے یہانتک کہ تم ہم سے قتال کرو پھر انھوں نے تقریر جاری کی۔ اور حکمت الخوارج کا مطلب یہ ہے کہ خارجین کا اپنے قول ان الحکم الا اللہ کے ساتھ نعرہ لگانا اور وہ اس کا تکلم کیا کرتے تھے۔ حضرت علیؓ کی تقریر کے وقت تاکہ ان کے دل کو تشویش میں ڈالدیں چونکہ خوارج اس قول سے حضرت علیؓ کو کفر کی جانب منسوب کیا کرتے تھے چونکہ حضرت علیؓ جنگ صفین میں حکم بنانے پر راضی تھے اسی بنیاد پر حضرت علیؓ نے فرمایا "کلمۃ حق ارید بہا الباطل" مراد اس سے لے رہے تھے اپنی تکفیر۔

﴿فائدہ﴾ جنگ صفین کا وقوع حضرت عثمانؓ کے قصاص کے داعیہ میں ہوا ہے۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت سودان بن حمران کی تلوار کے وار سے ۱۸ رذی الحجہ ۳۵ھ کو ہوئی ہے۔ اسی تاریخ سے امت میں فتنہ کا آغاز ہوا ہے۔ صورت یہ ہوئی کہ اہلِ شام جن پر ایک مدت سے امیر معاویہؓ حکومت کرتے چلے آرہے تھے ان کے ذہنوں میں یہ بات اتاردی گئی تھی کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلین اصحابِ علیؓ ہیں چنانچہ شام کے رؤسا، سردار اور سپاہیوں نے یہ قسم کھالی تھی کہ جب تک خلیفہ مقتول کا قصاص نہ لے لیں گے اس وقت تک نہ فرش پر سوئیں گے نہ اپنی بیویوں سے ملیں گے۔ حضرت علیؓ نے بصرہ سے کوفہ میں آکر جریرؓ بن عبداللہ بجلی کو امیر معاویہ کے پاس بیعت کیلئے بھیجا، امیر معاویہ نے کچھ جواب نہیں دیا اور اہلِ شام نے تو صاف طور سے حضرت علیؓ کی بیعت سے نہ انکار کیا بلکہ یہ الزام لگایا کہ وہ خود خلیفۂ مظلوم کے قتل میں شریک یا ان کے قاتلین کے حامی ہیں۔ جریر نے واپس آکر حضرت علیؓ کو شام کی کیفیت سنائی تو آپ کیلئے اب بجز اس کے کوئی چارہ کار نہ تھا کہ لشکر کشی کریں چنانچہ آپ فوج لیکر نکلے اور مقام نخیلہ میں قیام کیا۔ جب امیر معاویہ کو معلوم ہوا تو وہ بھی شامی فوجوں کو لیکر روانہ ہوئے۔ حضرت علیؓ جزیرہ کے راستہ سے رقہ پہنچے وہاں دریائے فرات کو عبور کیا، جب آگے بڑھے تو شامی فوجیں سامنے آگئیں۔ دونوں لشکروں کے طلایوں میں ایک خفیف سی جنگ ہوکر رک گئی، اس کے بعد فریقین ایک دوسرے کے بالمقابل خیمہ زن ہوگئے اور دونوں طرف سے نمائندے آتے جاتے رہے لیکن ہر بار گفتگو بے نتیجہ رہی یہانتک کہ ۸ رصفر ۳۷ھ کو حضرت علیؓ نے عام حملہ کا حکم کردیا، فریقین پوری طاقت کے ساتھ میدانِ جنگ میں آگئے اور ہولناک جنگ شروع ہوگئی۔ شامیوں کے پیاپے حملوں سے عراقیوں کے میمنہ نے شکست کھائی۔ حضرت علیؓ نے میسرہ کو اپنا قرارگاہ بنادیا۔ وہاں سے بھی اہلِ مصر تاب نہ لاکر بھاگ گئے۔ حضرت علیؓ نے اشتر سے کہا، ان لوگوں سے کہو کہ موت سے بھاگ کر کہاں جاتے ہو؟ اشتر کے جوش دلانے سے مصری پھر پلٹے اور ایسا سخت حملہ کیا کہ شامیوں کی صفیں الٹ دیں۔ خونریز جنگ ہورہی تھی کہ یکایک نیزوں پر قرآن اٹھاکر اہلِ شام پکارنے لگے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان میں کتاب اللہ ہے۔ عراقیوں نے قرآن دیکھ کر ہاتھ روک لیا اور کہا کہ ہم کو کتاب اللہ کا فیصلہ منظور ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا: اللہ کے بندو! تم حق پر اپنا ہاتھ نہ روکو، فتح میں اب دیر نہیں ہے۔ انھوں نے قرآن اس نیت سے نہیں اٹھایا کہ اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہیں بلکہ یہ ان کی ایک چال ہے جس سے تم کو فریب دینا چاہتے ہیں۔ اہلِ عراق بولے کہ ہم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ کوئی کتاب اللہ کیطرف بلائے اور ہم انکار کردیں، مسعر اور اس کے ہمراہیوں نے

کہا کہ آپ کتاب اللہ کے فیصلہ کو منظور کر لیجئے ورنہ ہم ساتھ چھوڑ دیں گے۔ مجبوراً لڑائی بند کر دی گئی اور حضرت علیؓ نے اشعث بن قیس کو بھیجا کہ معاویہ کا مقصد دریافت کریں۔ امیر معاویہ نے کہا: ہم یہ چاہتے ہیں کہ ایک پنچ تمہاری طرف سے اور ایک پنچ ہماری طرف سے مقرر ہو۔ وہ دونوں کتاب اللہ کی رو سے ہماری اور تمہاری نزاع کا فیصلہ کر دیں اور ہر فریق ان کے فیصلہ پر رضامند ہو جائے۔ اشعث بن قیس نے واپس آکر حضرت علیؓ کو اطلاع کی، عراقیوں نے یک زبان ہو کر کہا یہ صورت نہایت مناسب ہے۔ چنانچہ رؤسائے عراق نے اپنی طرف سے ابو موسیٰ اشعریؓ امیر کوفہ کو پنچ منتخب کیا اور اہلِ شام کیطرف سے عمرو بن عاص مقرر ہوئے اور دونوں پنچوں نے فریقین سے عہد لکھوالیا اسی طرح اس تباہ کن جنگ کا خاتمہ ہوا جس میں نوے ہزار جانباز مسلمان مقتول ہو چکے تھے۔ عہدنامہ ثالثی کے لکھے جانے کے بعد امیر معاویہ اپنی فوج کو لیکر دمشق روانہ ہو گئے، ادھر عراقیوں میں جس وقت اشعث بن قیس اس عہدنامہ کو سنانے کیلئے نکلے تو بنی تمیم کے ایک سردار عروہ بن ادیہ نے کہا: قرآن کے فیصلہ میں تم نے آدمیوں کو کیوں ثالث مانا؟ ہم سوائے اللہ کے کسی کا حکم نہیں مانیں گے۔ جب کوفہ کے قریب آئے تو بارہ ہزار آدمی فوج سے الگ ہو کر مقام حروراء میں خیمہ زن ہو گئے اور اعلان کر دیا کہ ہمارا امیر شیث بن ربعی ہے۔ عبداللہ بن عباسؓ ان کی فہمائش کیلئے بھیجے گئے ان لوگوں نے ان کے ساتھ بحث شروع کر دی، پھر حضرت علیؓ بھی پہنچ گئے اور پوچھا کہ تم لوگ کیوں ہماری جماعت سے خارج ہو گئے؟

خوارج:۔ اس لئے کہ آپ نے اللہ کے حکم میں انسانوں کو ثالث بنایا۔ حضرت علیؓ:۔ کیا میں نے تم کو پہلے اس ثالثی کو قبول کرنے سے منع نہیں کیا تھا۔ تم لوگوں نے تو خود اصرار کر کے مجھے اس پر مجبور کیا ہے۔ خوارج:۔ مسلمانوں کے خون کے معاملہ میں اشخاص کو ثالث بنانا کہاں سے درست ہے۔ حضرت علیؓ:۔ ہم نے اشخاص کو کب حکم مانا ہے؟ ہمارا فیصلہ تو قرآن پر ہے۔ اشخاص اس کی رو سے حکم دیں گے۔ خوارج:۔ پھر اس فیصلہ کیلئے مدت مقرر کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ حضرت علیؓ:۔ تاکہ اتنے عرصہ میں امت اس سے واقف ہو جائے، لوگوں کو غور و فکر کا موقع مل سکے اور صحیح راستہ پر آجائیں۔ خوارج:۔ ہم اقرار کرتے ہیں کہ اس معاملہ میں ہمارا ثالثی قبول کرنا کفر تھا ہم اس کفر سے توبہ کرتے ہیں آپ بھی اگر تائب ہو جائیں تو ہم ساتھ چلنے کیلئے تیار ہیں۔ حضرت علیؓ:۔ صرف چھ مہینے کی بات ہے شہر میں چلو اس درمیان میں خراج کی وصولیابی ہو جائیگی اور رسواریاں بھی توانا ہو جائیں گی اس کے بعد دشمن کے مقابلہ کیلئے نکلیں گے۔ الغرض بڑی مشکلوں سے ان کو کوفہ میں لائے۔ (تاریخ امت مختصراً)

شؤمُ الدار
گھر کی نحوست

قَالَ عبدُ الملكِ بنُ عُمَيرٍ الكوفيُّ: كنتُ عندَ عبدِ الملكِ بنِ مروانَ بقصرِ الكوفةِ المعروفِ بدارِ الامارةِ

حِيْنَ جِيْءَ بِرَاسِ مَصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ فَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَرَاٰنِيْ قَدْ ارْتَعْتُ فَقَالَ: مَالَكَ؟ فَقُلْتُ أُعِيْذُكَ بِاللّٰهِ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، كُنْتُ بِهٰذَا الْقَصْرِ بِهٰذَا الْمَوْضِعِ مَعَ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ فَرَأَيْتُ رَأْسَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ (رضی اللہ عنہما) بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ بَيْنَ يَدَيْهِ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ، ثُمَّ كُنْتُ فِيْهِ مَعَ الْمُخْتَارِ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ الثَّقَفِيِّ فَرَأَيْتُ رَأْسَ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ كُنْتُ فِيْهِ مَعَ مُصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ فَرَأَيْتُ رَأْسَ الْمُخْتَارِ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ هٰذَا رَأْسُ مُصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ بَيْنَ يَدَيْكَ قَالَ، فَقَامَ عَبْدُ الْمَلِكِ مِنْ مَوْضِعِهِ وَأَمَرَ بِهَدْمِ الطَّاقِ الَّذِيْ كُنَّا فِيْهِ۔

لغوی تحقیق

شوم: نحوست (ک) شامہ: منحوس ونامبارک ہونا۔ عبدالملک بن عمیر بن سوید لخمی کوفی حلیف بنی عدی متوفی ۱۳۶ھ عبدالملک بن مروان متوفی ۸۶ھ، ایک خلیفہ کا نام جس کے ہاتھ پر لوگوں نے ۶۵ھ میں بیعت کی تھی۔ قصر: محل۔ ج قصور۔ مصعب بن الزبیر: انکی کنیت ابوعیسیٰ ہے۔ یہ حضرت عبداللہ بن الزبیر بن العوام کے بھائی ہیں۔ جب حضرت عبداللہ مکہ کے والی تھے اس وقت انھوں نے ان کو عراق کا والی بنادیا تھا۔ ۶۶ھ میں عبیداللہ اور ابراہیم اشتر نخعی کے درمیان لڑائی ہوئی ہے اشتر کے ساتھ سات آٹھ ہزار کوفی تھے اور عبیداللہ کے ہمراہ چالیس ہزار شامی، موصل کے قریب فریقین کا مقابلہ ہوا، اہل شام ہزیمت سے دوچار ہوگئے اور عبیداللہ شہید ہوگئے۔ ہدم (ض) ہدما: عمارت ڈھانا۔ الطاق: محراب۔ ج طیقان۔

(فائدۂ اولیٰ) ابن ماجہ کے علاوہ ارباب صحاح نے امام مالک کی حدیث عن الزہری عن سالم وحمزۃ ابنی عبداللہ بن عمر عن ابیہما روایت کیا ہے، ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال ان یکن الخیر فی شئ ففی ثلاث المرأۃ والدار والفرس (اگر کسی چیز میں خیر ہے تو عورت اور گھوڑے اور گھر میں ہے) ایک روایت میں ہے "الشوم فی ثلاث المرأۃ والدار والفرس" کہ نحوست تین چیزوں میں ہے عورت میں گھر میں اور گھوڑے میں۔ ایک اور روایت میں ہے "الشوم فی اربع المرأۃ والدار والفرس والخادم"۔ امام ابوداؤدؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے "قال قال رجل یارسول اللہ انا کنا فی دار کثر فیہا عددنا واموالنا فتحولنا الی دار قل فیہا عددنا واموالنا فقال ذروہا ذمیمۃ" (ایک شخص نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ ہم ایک مکان میں رہتے تھے وہاں ہمارے افراد اہل وعیال بھی کثرت سے تھے اور ہمارے پاس مال بھی کافی تھا ہم اس مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہوگئے تو ہمارے افراد بھی کم ہوگئے اور مال بھی کم ہوگیا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا: اس گھر کو چھوڑ دو اس حال میں کہ وہ بُرا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض اماکن میں نحوست ہوتی ہے۔ علماء کی ایک جماعت جن میں امام مالکؒ بھی ہیں حدیث کو اسی پر محمول کرتی ہے اور کہتی ہے کہ بعض گھروں میں رہنا سہنا من جانب اللہ باعث ضرر اور باعث ہلاکت ہے۔ بخاری ومسلم کی روایت "انما الشوم فی ثلاث الفرس والمرأۃ والدار" سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض گھوڑے اور بعض عورتیں بھی منحوس ہوتی ہیں لیکن جمہور علماء اس کے قائل نہیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ ان چیزوں میں نحوست کا اعتقاد شیوۂ اہل جاہلیت ہے۔ جیساکہ حضرت

ع ہذہ الدار کانت دار الاسود بن عوف اخی عبدالرحمٰن بن عوف وہو السائل۔ ۱۲

عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ناطق ہے۔

مسند ابو داؤد طیالسی میں ہے کہ کسی نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بیان کرتے ہیں "الشوم فی ثلاث المرأۃ والدار والفرس" حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ابو ہریرہ پوری بات محفوظ نہیں کر سکے۔ کیونکہ وہ آپکی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جب آپ فرما رہے تھے قاتل اللہ الیھود یقولون الشوم فی ثلاث المرأۃ والدار والفرس۔ پس ابو ہریرہؓ نے حدیث کا آخری حصہ سنا، شروع کا حصہ سننے سے رہ گیا۔ نیز عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں دیگر اشیاء کیطرح ان چیزوں میں بھی نحوست کی نفی موجود ہے۔ حضرت سعد بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا "ہامہ، عدویٰ بدشگونی کوئی چیز نہیں ہے، اگر ہوتی تو گھر میں گھوڑے میں عورت میں ہوتی کہ یہ اس کے قابل ہیں لیکن ان میں نحوست نہیں ہے۔ رہا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا گھر چھوڑ دینے کو فرمانا سو امام خطابی اس کا جواب دیتے ہیں کہ اس مکان میں رہنے کے سبب سے نقصان اور خرابی کی جو بات ان کے دلوں میں جم گئی تھی اس کا ازالہ مقصود ہے تاکہ وہ شرکِ خفی میں مبتلا نہ ہوں، بدشگونی مقصود نہیں۔

(فائدہ ثانیہ) بعض اوضاع بعض احوال پر اور بعض اسماء بعض امور پر دال ہوتے ہیں، تو اگر بعض کلمات صالحہ سے نیک فالی لی جائے مثلاً کوئی طالب امر کسی سے سنے یا واجد یا نجیح یا کوئی مسافر سنے یا راشد یا واجد الطریق یا کوئی بیمار سنے یا سالم تو ان امور مشروعہ سے نیک فالی میں کوئی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ نیک فالی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے ایک شخص سے دریافت کیا: تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا جمرہ (بمعنی چنگاری) آپ نے پوچھا: کس کا لڑکا ہے؟ اس نے کہا شہاب کا (بمعنی شعلہ) آپ نے پوچھا: کہاں سے آیا ہے؟ اس نے کہا حرقہ سے آپ نے پوچھا: کہاں رہتا ہے؟ اس نے کہا حرّہ میں (بمعنی سیاہ پتھریلی زمین گویا وہ جل کر کوئلہ ہوگئی ہے) آپنے فرمایا

---

[1] قال الحافظ الدمیاطی ومن اعزب ما وقع فی تاویلہ مارویناہ بالاسناد الصحیح عن یوسف بن موسیٰ القطان عن سفیان بن عیینۃ عن الزھری عن سالم عن ابیہ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال "البرکۃ فی ثلاث فی الفرس والمرأۃ والدار" قال یوسف سألت سفیان بن عیینۃ عن معنے ہذا الحدیث فقال سفیان سألت عن الزہری سألت عنہ سالماً فقال سالم سألت عنہ ابی عبداللہ بن عمر سألت عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال اذا کان الفرس فروبا فہو مشؤوم واذا کانت المرأۃ قد عرفت زوجًا غیر زوجہا فحنت الی الزوج الاول فہی مشؤومۃ واذا کانت الدار بعیدۃ عن المسجد فلا یسمع فیہا الاذان والاقامۃ فہی مشؤومۃ واذا کن بغیر ہذہ الصفات فہن مبارکات۔

وفی سنن ابی داؤد من حدیث فروۃ بن مسیک قال قلت یارسول اللہ! ارض عندنا یقال لہا ارض ابین ہی ارض ریفنا ومیرتنا وانہا وبئۃ او قال وباؤہا شدیدۃ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دعہا عنک فان من القرف التلف، قال ابن الاثیر القرف ملابسۃ الداء ومداناۃ المرض والتلف الہلاک، وہذا لیس من باب العدوی وانما ہو من باب الطب فان استصلاح الہواء من اعون الاشیاء علی صحۃ الابدان وفساد الہواء من اسرع الاشیاء الی الاسقام۔

گھر واپس جا کیونکہ تیرے گھر والے سب جل چکے ہیں۔ اس نے جا کر دیکھا تو واقعی سب جل چکے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک امیر کے زمانہ میں آسمان سے کچھ ستارے ٹوٹ کر گر گئے جس سے امیر کو بہت دہشت ہوئی۔ تو جمیل شاعر نے کہا ؎

ہذی النجوم تساقطت ؛ لرجوم اعداء الامیر۔ اس سے امیر نے نیک فالی لی اور جمیل کو انعام واکرام سے نوازا۔

(فائدۂ ثالثہ) قصر مذکور میں عبید اللہ بن زیاد کے سامنے امام حسینؓ کا سر کٹ کر آیا، اور عبید اللہ کا سر مختار کے سامنے اور مختار کا سر مصعب کے سامنے اور مصعب کا سر عبد الملک کے سامنے۔ یہ سارے انقلابات ۶۱ھ سے ۷۱ھ تک یعنی صرف دس سال کے اندر اندر واقع ہوئے ہیں۔

توضیح عبد الملک ابن عمیر کوفی نے بیان کیا کہ میں عبد الملک ابن مروان کے پاس کوفہ کے مشہور محل دار الامارۃ میں تھا جس وقت کہ حضرت مصعب ابن زبیر کا سر لایا گیا اور عبد الملک ابن مروان کے پاس رکھا گیا عبد الملک نے مجھے دیکھا کہ میں کانپ رہا ہوں تو اس نے کہا: تجھے کیا ہو گیا۔ میں نے کہا اے امیر المومنین، میں آپ کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ میں اس محل میں اس جگہ پر عبید اللہ ابن زیاد کے ساتھ تھا تو میں نے حسین بن علیؓ کے سر کو اس کے سامنے اسی جگہ دیکھا تھا۔ پھر میں اس جگہ مختار بن عبید ثقفی کے ساتھ تھا تو عبید اللہ بن زیاد کے سر کو اس کے سامنے دیکھا، پھر مصعب ابن زبیر کے ساتھ تھا تو میں نے مختار کے سر کو ان کے سامنے دیکھا۔ پھر یہ حضرت مصعب ابن زبیر کا سر آپ کے آگے ہے۔

راوی نے بیان کیا کہ عبد الملک بن مروان اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور اس محراب کو ڈھا دینے کا حکم دیا جہاں ہم تھے۔

مَنْ عَادیٰ لِی وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ

جو میرے دوست کے ساتھ دشمنی کرے گا میں اسے اعلانِ جنگ دیتا ہوں

یہ حدیث قدسی کا ایک ٹکڑا ہے جو بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ چنانچہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حق سبحانہٗ وتعالےٰ کا ارشاد ہے کہ جو شخص میرے دوست کو اذیت دیگا تو میں اس کو اپنی لڑائی سے خبردار کرتا ہوں۔ حضرات ائمہ نے کہا ہے کہ کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جس کے مرتکب کے متعلق اللہ رب العزت نے یہ فرمایا ہو کہ میں اس سے لڑوں گا سوائے اولیاء اللہ کو تکلیف دینے کے اور سود خوری کے کہ اس کے بارے میں بھی فرمایا ہے فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (اگر تم سود خوری سے باز نہ آئے تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کو تیار ہو جاؤ)

ذکر الشیخ الصفوری ان المنصور بلغہ ان سفیان الثوری ینقم علیہ فی عدم اقامۃ الحق فلما توجہ المنصور الی الحج وبلغہ ان سفیان بمکۃ ارسل جماعۃ امامہ وقال لھم حیثما

وجدتم سفیانَ خذوه واصلبوه، فنصبوا الخشبَ لیصلبوا سفیانَ علیہ وکان سفیان بالمسجد الحرام ورأسہ فی حجر الفضیل بن عیاض ورجلاہ فی حجر سفیان بن عیینۃ فقیل لہ خوفاً علیہ باللّٰہ لا تشمت بنا الاعداءَ قُم فاختفِ فقام ومشیٰ حتیٰ وقف بالملتزم وقال ورب ھذہ الکعبۃ لا یدخلہا (یعنی مکۃ) المنصور وکان وصل الی الحجون فزلقتْ بہ راحلتہ فوقع عن ظہرہا ومات مِن فورہ، فخرج سفیانُ وصلّی علیہ ھذا کلامہ ؛

لغوی تحقیق

عادیٰ۔ معاداۃ، جھگڑا کرنا، دشمنی کرنا۔ ولیًّا ؛ دوست۔ ج اولیاء۔ لفظ ولی فعیل فاعل کا مبالغہ ہے جیسے رحیم بمعنیٰ راحم۔ علیم بمعنیٰ عالم۔ اس صورت میں ولی وہ ہے جو عبادتِ خداوندی میں اسطرح مستغرق ہو کہ عصیان وفتور کا نام تک نہ آئے۔ ولایت کیلئے یہ دونوں معنیٰ ضروری ہیں چنانچہ ولی من جانب اللہ معصوم ہوتا ہے پس جس شخص کا عمل از روئے شرع قابلِ اعتراض ہو وہ ہرگز ولی نہیں ہوسکتا بلکہ ایسا شخص کھلا دھوکہ باز اور مغرور ہے۔ ذکرہ الامام ابوالقاسم القشیریؒ۔ اذنتہ : آگاہ کرنا۔ اذن (س) اذنًا : اجازت دینا۔ الحرب : لڑائی۔ ج حروب۔ حرب (ن) حربًا : سب کچھ چھین لینا۔ حاربہ، لڑائی کرنا۔ حربہ : چھوٹا نیزہ۔ ج حروب۔ الصفوی، صلاح الدین ابوالصفا خلیل بن ایبک متوفی ۷۶۴ھ اپنے وقت کے مشہور عالم تھے، التشبہ علی التشبیہ کتاب اعیان المصر فی اعیان المصر فی اعوان النصر۔ جنان الجناس وغیرہ انھیں کی ہیں۔ منصور : ابوجعفر عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ مشہور عباسی خلیفہ ہے۔ اس کی پیدائش حمیمہ میں ۱۰۱ھ میں ہوئی تھی۔ خلافت عباسیہ کیلئے جد وجہد اور اس کے انتظام و اہتمام میں سفاح کا دست راست تھا۔ جس وقت اس کی وفات ہوئی یہ حج کیلئے گیا ہوا تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کے لئے بیعت لی اور اس کو صورتحال سے مطلع کیا۔ وہ واپس آرہا تھا راستہ میں قاصد ملا، عجلت کے ساتھ انبار پہنچکر تخت نشین ہوا۔ منصور شجاعت، بیدار مغزی، علم اور مدبری کے لحاظ سے خلفائے عباسیہ میں سب سے فائق تر تھا، کام سے کبھی تھکتا نہ تھا۔ صبح سے عصر تک انتظام فوج، تدبیر مہمات اور رعایا کے معاملات کے انصرام میں مصروف رہتا تھا، عصر کی نماز کے بعد اپنے خانگی امور کو دیکھتا، شام کو لوگوں کے ساتھ بیٹھتا، عشاء کی نماز کے بعد اطراف ممالک سے جو خطوط اور اطلاعات موصول ہوتی تھیں انکو پڑھتا پھر سو جاتا، رات کے آخری حصہ میں اُٹھکر اطمینان کے ساتھ تہجد کی نماز پڑھتا، جب صبح صادق طلوع ہوتی مسجد میں فجر کی نماز پڑھتا، اس سے فارغ ہوکر ایوان خلافت میں بیٹھ جاتا۔ ۱۸۵ھ میں حج کو جارہا تھا راستہ میں بیمار ہوا اور مکہ کے متصل بر میمون میں پہنچکر ۷ ذی الحجہ کو انتقال کرگیا۔ مدت خلافت چھ دن کم بائیس سال رہی۔ سفیان الثوری : ابوعبداللہ بن سعید کوفی مولود ۹۷ھ متوفی ۱۶۱ھ مشہور ائمہ مجتہدین میں سے ہیں جن کی دینداری، زہد و ورع مجمع علیہ ہے۔ ینقم (ض، س) نقمًا علی فلان عیب لگانا، برا جاننا۔ فی عدم فی تعلیلیہ ہے جیسے حدیث میں ہے" ان امرأۃ دخلت النار فی ہرۃ حبستہا ای لاجل ہرۃ۔ اصلبوہ (ن، ض) صلبًا، سولی دینا۔ صلیب : جس پر سولی جائے۔ ج صلب۔ صلبان (ک) صلابۃً، سخت

ہونا۔ صُلْب: سخت، ریڑھ کی ہڈی۔ ج اصلاب۔ فنصبوا (ض) نصبًا: کھڑا کرنا، گاڑنا (س) نصبًا: تھکنا۔ نُصُبٌ: کھڑی کی ہوئی چیز، بت۔ ج انصاب۔ نصیب: حصہ۔ ج انصبہ۔ انصباء۔ الخشب: موٹی لکڑی۔ ج خشب خشب (ض) خشبًا: ملانا، صاف کرنا۔ حجر: گود۔ ج حجور۔ حجر (ن) حجرًا: روکنا۔ حجر: پتھر۔ ج احجار۔ فضیل بن عیاض: ابوعلی تمیمی یربوعی۔ مشہور عابد و زاہد ہیں۔ سمرقند میں پیدا ہوئے اور ابی ورد میں نشوونما پائی اور ایک مدت تک کوفہ میں رہ کر امام اعظم سے فقہ و حدیث میں تلمذ حاصل کیا۔ آپ کے تلامذہ میں امام شافعیؒ، یحیی القطان، ابن مہدی وغیرہ ہیں۔ پہلے قطاع الطریق تھے پھر ہادی الطریق اور مقتدا بنے اور ایسے باخدا ہوئے کہ علی رازی نے فرمایا کہ میں تیس (۳۰) سال آپ کی صحبت میں رہا مگر کبھی ہنستے نہیں دیکھا مگر اس روز جبکہ آپ کے صاحبزادے علی فوت ہوئے۔ میں نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ خدا نے ایک بات پسند کی، میں نے بھی اسکو پسند کیا، وفات ۱۸۷ھ۔ سفیان بن عیینہ - ابو محمد بن عمران۔ مشہور محدث فقیہ حافظ آٹھویں طبقہ کے کبار و اعیان میں سے تھے۔ ۱۵ر شعبان ۱۰۷ھ میں پیدا ہوئے، چار سال کی عمر میں قرآن پاک پڑھ لیا، والد ماجد کے ساتھ مکہ معظمہ تشریف لے گئے، ۲۰ سال کی عمر میں کوفہ آئے اور امام اعظمؒ سے حدیث اور فقہ حاصل کیا۔ فرمایا کرتے تھے کہ امام صاحب نے ہی پہلے مجھے محدث بنایا۔ امام شافعیؒ کا قول ہے کہ اگر آپ اور امام مالکؒ نہ ہوتے تو حجاز سے علم چلا جاتا۔ آپ نے اپنی عمر میں ستر حج کئے۔ آخری حج کے موقع پر فرمایا کہ ہر مرتبہ دعا کرتا رہا کہ بار الٰہا! یہ حاضری آخری حاضری نہ ہو جائے لیکن اب اتنی دفعہ سوال کے بعد سوال کرنے سے شرم آرہی ہے۔ چنانچہ اسی سال (۱۹۸ھ) وفات ہو گئی۔ لاتشمت: اشمتہ اللہ بعدوہ: دشمن کے غم سے خوش کرنا۔ شمت (س) شماتۃ: کسی کی مصیبت پر خوش ہونا۔ ص شامت۔ ج شمات۔ اختف۔ اختفاء سے امر حاضر ہے پوشیدہ ہونا۔ الملتزم: دیوار کا وہ حصہ جو حجر اسود اور باب کعبہ کے درمیان ہے۔ الحجون: ایک پہاڑی ہے۔ زلقت: (ن،س) زلقًا: پھسلنا۔

توضیح شیخ صفوان نے بیان کیا ہے کہ منصور کو یہ خبر پہنچی کہ سفیان ثوری اس پر طعن و تشنیع کرتے ہیں حق کے قائم نہ کرنے کیوجہ سے۔ جب منصور حج کے لئے گیا اور اسے سفیان کے مکہ میں ہونے کا علم ہوا تو ایک جماعت کو اس نے آگے بھیجا اور ان سے کہا جہاں تم سفیان کو پاؤ اسے پکڑ کر سولی دیدو تو انھوں نے لکڑی گاڑی تاکہ اس پر سفیان کو سولی دیدیں۔ سفیان مسجد حرام میں اس طرح تھے کہ ان کا سر فضیل ابن عیاض کی گود میں اور ران کے دونوں پیر سفیان ابن عیینہ کی گود میں تھے تو ان سے ان پر اندیشہ کرتے ہوئے کہا گیا کہ ہماری وجہ سے دشمنوں کو خوش نہ کیجئے، اٹھ کر چھپ جائیے۔ وہ اٹھ کر چلدیئے یہانتک کہ ملتزم کے پاس جاکر کھڑے ہوگئے اور عرض کیا قسم ہے اس کعبہ کے رب کی کہ یہ نہیں داخل ہوگا یعنی مکہ میں منصور چنانچہ منصور مقام حجون تک پہنچا تھا کہ اچانک اس کی سواری پھسل گئی، وہ اس کی پیٹھ پر سے گر گیا اور فورًا مر گیا۔ سفیان نکلے اور اس پر نماز پڑھی۔ یہ سب شیخ صفوی کا کلام ہے۔

وکتب الیٰ معاویۃ: قد اخذت العراق بیمینی وبقیت شمالی فارغۃ یعرض لہ بالحجاز

فبلغ ذلك عبد الله بن عمر رضي الله عنهما فرفع يديه الى السماء وقال اللهم اكفنا شمال زياد فخرجت في شماله قرحة فقتلت۔

لغوی تحقیق زیاد بن سمیہ۔ اس کی تشریح گذر چکی ہے۔ شمال: بایاں ہاتھ۔ عبداللہ بن عمر ابو عبدالرحمٰن بعثت سے کچھ پہلے پیدا ہوئے، غزوۂ خندق، صلح حدیبیہ میں شریک رہے البتہ غزوۂ احد میں کم عمری کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے تھے۔ آپ کثیر رواۃ میں شمار کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۶۳۰ حدیثیں روایت کی ہیں۔ ۷۳ھ یا ۷۴ھ میں وفات پائی ہے۔ قرحۃ: پھوڑا جس میں پیپ ہو۔

توضیح اور زیاد نے امیر معاویہ کو لکھا کہ میں نے عراق کو اپنے دائیں ہاتھ میں کر لیا ہے اور بایاں ہاتھ خالی ہے۔ وہ حجاز کے بارے میں انھیں تعریض کر رہا تھا۔ اس کی خبر عبداللہ ابن عمرؓ کو پہنچی تو اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے کہ اے اللہ ہماری کفایت فرما زیاد کے بائیں ہاتھ سے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ زیاد کے بائیں ہاتھ میں پھوڑا نکلا جس نے اسے مار ڈالا۔

عرض الحديث على كتاب الله

کتاب اللہ کے سامنے حدیث کا پیش کرنا

دخل الزهري على الوليد بن عبد الملك فقال: ما حديث يحدثنا به اهل الشام؟ قال وما هو يا امير المؤمنين؟ قال يحدثوننا ان الله اذا استرعى عبداً رعيته كتب له الحسنات ولم يكتب له السيئات، قال باطل يا امير المؤمنين! أنبيٌّ خليفة أكرم على الله أم خليفة غير نبي؟ قال بل خليفة نبيٌّ۔ قال: فان الله يقول لنبيه داؤد: يا داؤد انا جعلناك خليفة في الارض فاحكم بين الناس بالحق ولا تتبع الهوى فيضلك عن سبيل الله ان الذين يضلون عن سبيل الله لهم عذاب شديد بما نسوا يوم الحساب" فهذا وعيدٌ يا امير المؤمنين! لنبي خليفة فما ظنك بخليفة غير نبي؟ قال: ان الناس ليغروننا عن ديننا؛

لغوی تحقیق عرض: پیش کرنا۔ عرض: آبرو۔ ج اعراض۔ عرض: سامان۔ ج عروض۔ عرض (ض): پیش کرنا۔ الزہری: ابوبکر محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب بن عبداللہ ابن الحارث بن زہرہ بن کلاب بن مرۃ قرشی، مدنی حجاز اور شام کے کبار علماء میں سے ہیں جن کی جلالت شان پر اہل علم کا اتفاق ہے۔ بقول خلیفہ ۱۲۵ھ میں وفات پائی۔ ولید بن عبدالملک خلفاء بنو امیہ کا چھٹا خلیفہ ہے۔

جس نے مسجد اقصٰی اور جامع دمشق وغیرہ تعمیر کی ہے۔ توفی سنہ ۹۶ھ ۔ استرعیٰ : رکھوالی اور نگہبانی چاہنا ۔ لیغرّونّا ۔ لام برائے تاکید ہے ۔ یغرّونّ ۔ جمع غائب ہے : دھوکہ دینا ۔ اغترارًا ، دھوکہ کھانا ۔ غرّ (ن) دھوکہ دینا ۔ ما غرّک بفلان : تونے اس پر دلیری کیوں کی (س) عزارۃً : شریف ہونا ، ناتجربہ کار ہونا ۔ غرًا ، غرۃً ، غرارۃً : خوبصورت سفید رنگ والا ہونا ۔

توضیح امام زُہری ولید بن عبد الملک پر داخل ہوئے تو ولید نے کہا : کیا یہ حدیث ہے جو اہل شام ہم سے بیان کرتے ہیں ۔ امام زہری نے فرمایا امیر المؤمنین وہ کیا ہے ۔ ولید نے کہا وہ ہم سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جب کسی بندے کو اپنے رعایا کا نگران بناتا ہے تو اس کے لئے بھلائیاں لکھتا ہے اور برائیاں نہیں لکھتا ۔ امام زہری نے فرمایا اے امیر المؤمنین یہ حدیث باطل ہے کیا وہ نبی جو خلیفہ ہو زیادہ باعزت ہے اللہ کے نزدیک یا وہ خلیفہ جو نبی نہ ہو ؟ ولید نے کہا کہ بلکہ وہ خلیفہ جو نبی بھی ہو تو امام زہری نے فرمایا اللہ تعالےٰ اپنے نبی حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں فرمارہے ہیں " یا داؤد انا جعلناک خلیفۃً فی الارض فاحکم بین الناس بالحق " (الآیۃ) یعنے اے داؤد ہم نے تمہیں روئے زمین پر خلیفہ بنایا تو تم لوگوں کے درمیان حق فیصلہ کرنا اور ہوائے نفس کا اتباع نہ کرنا کہ وہ تمہیں ہٹادے اللہ کی راہ سے ، یقینا اللہ کی راہ سے جو بھٹکے ہوئے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے چونکہ انھوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا " تو یہ وعید ہے اے امیر المؤمنین ایسے نبی کیلئے جو خلیفہ ہے ۔ تو آپ کا کیا خیال ہے اس خلیفہ کے بارے میں جو نبی نہ ہو ۔ تو ولید نے کہا کہ بیشک لوگ ہمیں ہمارے دین کے بارے میں دھوکہ دیدیئے ہیں ۔

التلمیح

لطیف اشارہ

حکی صاحب الحدائق ان الفتح بن خاقان ذکر ابن الصائغ فی قلائد العقیان فقال فیہ اُمر مدعین الدین وکمد نفوس المہتدین لایتطہر من جنایۃ ولایظہر مخایل انابۃ فبلغ ذٰلک ابن الصائغ فمرّ یومًا علی الفتح بن خاقان وھو جالس فی جماعۃ فسلم علی القوم وضرب علی کتف الفتح وقال انہا شہادۃ یا فتح ومضی ولم یدر احدٌ ما قال للفتح فتغیر لونہٗ فقیل لہٗ ما قال لک؟ فقال انی وصفتہٗ کما تعلمون فی قلائد العقیان فما بلغت بذٰلک عُشر ما بلغ ھو منی بھذہ الکلمۃ فانہ اشار بہا الی قول المتنبی ؎

واذا اتتک مذمّتی من ناقصٍ	فھی الشہادۃ لی بانی کامل

لغوی تحقیق تلمیح: اشارہ کرنا۔ فتح ابونصر محمد بن عبیداللہ بن خاقان قیسی اشبیلی۔ ایک بہت اچھا ادیب اور تاریخی شخص تھا جس نے قلائد العقیان، مطمح الانفس ومسرح الناس فی ملح اہل الاندلس وغیرہ کتابیں لکھی ہیں۔ ارمد: آشوب چشم والا۔ کمد: سخت اندوہگیں۔ کمد (س) کمدا: غم کی وجہ سے بیمار دل ہونا۔ مخایل۔ جمع مخیلہ: علامت۔ کتف: کندھا۔ ج اکتاف۔ کتف (س) کتفا: بڑے کندھوں والا ہونا۔ الرجل بشکیں کسنا۔ کتیفۃ: دروازے کی چٹخنی۔ ج کتائف۔

توضیح صاحب حدائق نے یہ نقل کیا ہے کہ فتح ابن خاقان نے ابن صائغ کا قلائد العقیان میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ اس کے بارے میں فرمایا کہ اس کے دین کی آنکھ خراب ہے اور یہ ہدایت یافتہ لوگوں کی روحیں غمگین ہیں چونکہ وہ نہ جنایت سے پاک ہوتا ہے اور نہ انابت الی اللہ کی کوئی علامت رونما ہوتی ہے۔ یہ بات ابن صائغ تک پہنچی وہ ایک دن فتح ابن خاقان کے پاس سے گذر رہا تھا اور فتح ابن خاقان مجمع میں بیٹھے ہوئے تھے تو اس نے لوگوں کو سلام کیا اور فتح کے کاندھے پر مارا اور کہنے لگا کہ یہی شہادت ہے اے فتح اور چلتا بنا اور کسی کو معلوم نہیں ہو سکا کہ فتح سے اس نے کیا کہا۔ اس کے بعد فتح کا رنگ متغیر ہوا تو ان سے پوچھا گیا کہ آپ سے اس نے کیا کہا تو ابن خاقان نے کہا جیسا کہ تمہیں معلوم ہے میں نے قلائد العقیان میں اس کے اوصاف بیان کئے ہیں۔ میں اس کے دسویں حصہ کو بھی نہیں پہنچ سکا اپنی باتوں کے ذریعہ جہاں تک وہ میرے متعلق اس بات کے ذریعہ پہنچا ہے چونکہ اس نے اشارہ کیا ہے اپنی بات کے ذریعہ متنبی کے شعر کی جانب۔ شعر

جب مجھ تک میری برائی کسی ناقص آدمی سے پہنچے تو میرے لئے شہادت ہے اس بات کی کہ میں کامل ہوں۔

«فائدہ» اہل بدیع کی اصطلاح میں کسی قصہ معلومہ یا نکتہ مشہورہ یا شعر معروف یا مثل سائر کیطرف اشارہ کرنے کو تلمیح کہتے ہیں جیسے ابوتمام کا یہ شعر ؎ فواللہ ما ادری احلام نائم ٭ المت بنا ام کان فی الرکب یوشع

(ترجمہ شعر) بخدا میں نہیں جانتا کہ سونے والے کے خواب پر نازل ہوگئے یا قافلہ میں حضرت یوشع ہیں۔

شاعر نے رحلت کنندہ احباب کے ساتھ اپنے ملاقاتی ہونے کو اور رات کی تاریکی کے پردے سے محبوب کے سورج جیسے چہرے کے طلوع ہونے کو ذکر کیا ہے پھر اس کو نادر اور عجیب سمجھ کر تجاہلاً بطریق حیرت کہتا ہے کہ کیا یہ کوئی خواب ہے جو میں دیکھ رہا ہوں؟ قافلہ میں حضرت یوشع آموجود ہوئے کہ آپکی دعا سے سورج غروب ہونے سے رک گیا۔

اس میں حضرت یوشع بن نون کے مشہور قصہ کیطرف اشارہ ہے کہ آپ قوم جبابرہ سے جمعہ کے روز جہاد کر رہے تھے، سورج غروب ہونے لگا، فتح میں کچھ دیر تھی۔ آپ نے محسوس کیا کہ اگر سورج فتح سے پہلے غروب ہوگیا تو لڑائی ختم کرنی پڑے گی، کیونکہ سنیچر کے روز لڑائی ممنوع تھی۔ پس آپ نے سورج کے ٹھہر جانے کی دعا کی اور وہ قبول ہوگئی، سورج رک گیا اور آن کی آن میں کفار پر فتح ہوگئی۔

وَأْدُ الْبَنَاتِ
لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا

اوّلُ مَنْ مَنَعَ عَنُ الوأد صعصعۃُ بن ناجیۃَ جَدُّ الفرزدق وَذٰلك انہ اضل ناقتین لہ فخرج فی بغائہما فلمّا اجنۃ اللیل رُفعت لہ نارٌ نامّہا فاذا شیخ وَامرأۃ ماخضٌ فسلم فردّ الشیخُ فسأله عن الناقتین فقال وجدتہما وقد احیانا اللّٰہُ بہما ثم قال الشیخ لنساءٍ کنّ عندہ ان جاءنا غلامٌ فما ادری ما اصنع بہ وان جاءتنا جاریۃ فاقتلنّہا ولا اسمعنّ صوتہا فجاءت جاریۃ فاشتراھا صعصعۃُ بناقتیہ وجملہ الذی رکبہٗ فی طلبہما وجعل ذٰلك سنۃً فکلُّ مَنْ ارادَ اَنْ یَئِدَ اَبنۃً لہ جاءہٗ فاشتراھا منہ بلقحتین وجمل فجاء الاسلام وقد فدی ثلثمائۃ مؤودۃ ۔

لغوی تحقیق

وأد (ض) ائیدوءدًا۔ البنت : لڑکی کو زندہ درگور کرنا۔ وئیدہ، مؤودہ : زندہ درگور کی ہوئی لڑکی ۔ صعصعۃ بن ناجیہ۔ صحابی ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرنے کے بعد کہا: یارسول اللہ! میں نے زمانۂ جاہلیت میں کچھ اچھے کام کئے ہیں کیا مجھے ان کا اجر ملے گا؟ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا کیا کام کئے ہیں؟ انھوں نے کہا تین سو بچیوں کو ایک ایک اونٹ اور دو دو اونٹنیوں کے عوض خرید کر زندہ کیا ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا "ہذا من باب البرّ و لک اجرہٗ اِذْ منّ اللہ علیک بالاسلام" وفیہ یقول الفرزدق مفتخرًا ۔ ومنا الذی منع الوائدا ت واحیا الوئید فلم یؤد۔ جَد : دادا۔ ج اجداد ۔ جدّ (ض) جدًّا : عالی مرتبہ ہونا۔ جدًا : کوشش کرنا۔ الفرزدق: ابو فراس ہمام بن غالب بن صعصعہ۔ مولود ۳۸ھ۔ متوفی سنہ ۱۲۰ھ۔ فرزدق ۔ سفرجل کے وزن پر ہے، اس روٹی کو کہتے ہیں جو تنور میں گر جائے، و برقول بعض پارہ از خمیر۔ فرزدق اور اس کا بھائی اخطل دونوں اچھے شاعر تھے، جب اس کی بیوی کا انتقال ہوا تھا تو اہلِ کوفہ جنازہ میں شریک ہوئے۔ حضرت حسن نے فرزدق سے کہا یا اَبافراس! ما اعددت لہٰذا الیوم؟ قال شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ منذ ثمانین سنۃً۔ ایک مرتبہ سلیمان بن عبدالملک نے اس کو یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا ۔ فبتن بجانبی مصرعات × وبت افض اغلاق الختام ۔ کہا: کمبخت تجھ پر تو حد واجب ہو گئی ۔ اس نے جواب دیا ۔ امیر المؤمنین! خدا کے "وانہم یقولون مالا یفعلون" فرما کر مجھ سے حد معاف کر دی۔ ایک مرتبہ یہ حضرت حسن بصریؒ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کسی نے حضرت حسن سے پوچھا کہ اگر کوئی لا واللہ بلیٰ واللہ کے ساتھ قسم کھائے تو آپ کی کیا رائے ہے؟ فرزدق نے کہا: تم نے اس بارے میں میرا قول نہیں سنا؟ حضرت حسن نے کہا وہ کیا؟ اس نے کہا ۔ فلست بماخوذ بلغو تقولہٗ ÷ اذا لم تعمد عاقدات العزائم ۔ حضرت حسن نے کہا بہت خوب، پھر کسی نے پوچھا کہ ایک عورت کو اس کے خلیل کے ساتھ قید کیا گیا اسکی بابت آپکی کیا رائے ہے؟ فرزدق نے کہا اس کی بابت تم نے میرا قول نہیں سنا؟ حضرت حسن نے کہا: کونسا قول؟ اس نے کہا ۔ وذات خلیل انکحتہا رماحنا ÷ حلال لمن یبنی بہا لم تطلق ۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا: ہم تو آپ کو شاعر سمجھتے تھے مگر آپ صرف شاعر ہی نہیں بلکہ فقیہ بھی ہیں۔ بُغائہما : جستجو، تلاش۔ بغی (ض) بغاءً:

بغیا ۔بغیۃ : طلب کرنا، ظلم کرنا ۔ ص باغ ۔ ج بُغاۃ ۔ بُغیہ : مطلوب ۔ اجنّ اللیل : رات کی تاریکی نے اس کو چھپالیا۔ امّہا (ن) امّا : قصد کرنا ۔ امامۃ : امام بننا ۔ ماخض ۔ مخضت (س) مخاضا المرأۃ : دردزہ میں مبتلا ہونا ۔ ص ماخض ج مواخض ۔ مخض ۔ لقحتین ۔ لقحۃ : بہت دودھ دینے والی اونٹنی ۔ ج لقح ۔ لقاح ۔ لقحت (س) لقحا ۔ الناقۃ حاملہ ہونا ۔ ص لاقح ۔ لقوح ۔ فدی (ض) فداءً : مال دیکر چھڑا لینا ۔

توضیح زندہ درگور کرنے سے سب سے پہلے صعصعہ ابن ناجیہ نے روکا جو فرزدق کا دادا ہے اور وہ اسطرح کہ صعصعہ نے اپنی دو اونٹنی گم پائی ۔ اس بناء پر وہ انکی تلاش کیلئے نکلا ۔ جب رات تاریک ہوگئی تو اس کیلئے بلندی پر ایک آگ دکھائی دی، وہ آگ کے پاس پہونچا تو دیکھا کہ ایک بوڑھا ہے اور ایک دردزہ میں مبتلا عورت ہے اس نے سلام کیا تو اس بوڑھے نے جواب دیا کہ میں نے انھیں دیکھا ہے اور اللہ نے ہمیں ان دونوں کے ذریعہ زندہ کیا ہے ۔ پھر بوڑھے نے اپنے پاس موجود عورتوں سے کہا اگر ہمارا لڑکا پیدا ہو تو مجھے معلوم نہیں کہ میں اس کے ساتھ کیا معاملہ کروں گا ۔ اور اگر لڑکی پیدا ہوئی تو میں اسے قتل کردونگا اور اس کی چیخ و پکار کو نہیں سنوں گا ۔ آخر لڑکی پیدا ہوئی تو اس کو صعصعہ نے اپنی دو اونٹنیوں اور اس اونٹ کے بدلے میں اس لڑکی کو خرید لیا جس پر وہ سوار تھا دو اونٹنیوں کی تلاش کیلئے ۔ اور اس کو طریقہ بنالیا کہ جو شخص اپنی لڑکی کو زندہ درگور کرنیکا ارادہ کرتا تھا وہ اس کے پاس آکر اس سے اس لڑکی کو دو اونٹنی اور ایک اونٹ کے بدلہ میں خرید لیتا تھا پھر اسلام آیا جبکہ وہ تین سو لڑکیوں کو جو زندہ درگور ہونیوالی تھیں فدیہ میں چھڑا چکا تھا ۔

الفصل بين التانيث اللفظي والمعنوي

تانیث لفظی اور تانیث معنوی کے درمیان فرق

ذُكِرَ اَنَّ قتادةَ دخلَ الكوفةَ فالتفَّ عليه الناس فقال سَلُوا عمّا شئتُم وكانَ ابو حنيفةَ حاضرًا وهو غلامٌ حديثُ السنِّ فقال سَلُوه عن نملةِ سليمانَ اكانت ذكرًا امْ اُنثىٰ فسألوه فافحم فقال ابو حنيفة رضي الله عنه كانت انثىٰ فقيل له مِنْ اَيْنَ عرفتَ فقال من كتاب الله وهو قولُه قالت نملةٌ ولو كان ذكرًا لقيل قال نملةٌ وذلك ان النملةَ مثل الحمامةِ والشاةِ في وقوعهما على الذكر والانثىٰ فيميز بينهما بعلامةٍ نحو قولهم حمامةٌ ذكرٌ وحمامةٌ اُنثىٰ يعني ان التانيث لفظي ومعنوي واللفظي لا يعتبر في لحوق علامة التانيث بالفعل البتة بدليل انه لا يجوز قامت طلحةُ ولا حمزةُ علمَي مذكر فتعين ان يكون اللحوق انما هو التانيث المعنوي ۔

لغوی تحقیق فالتفّ عليه القوم : جمع ہونا، اکٹھا ہونا ۔ التفّ النبات : گنجان ہوا ۔ اللِّفّ : پارٹی ، گروہ ،

گنجان باغ۔ ج الفاف (ن) لفّا۔ الشئ: لپیٹنا، جمع کرنا۔ تلاف القوم: باہم ملنا۔ اللفافہ: جو چیز کسی چیز پر لپیٹی جائے دل پر لپیٹی ہوئی چربی۔ ج لفائف۔ ابو حنیفہ: امام الائمہ، سراج الائمہ، حافظ الحدیث۔ سید الفقہاء نعمان بن ثابتؒ فارس کے مشہور صاحب عزت و ثروت خاندان سے تھے، آپ کے دادا حضرت علیؓ کی خلافت میں مسلمان ہو چکے تھے۔ آپ ۸۰ھ میں عبد الملک بن مروان کے زمانۂ خلافت میں کوفہ میں پیدا ہوئے، اس وقت بہت سے صحابہ کو پایا جو کوفہ میں تھے۔ یہ فضیلت آپ کے معاصر ائمہ میں سے کسی کو حاصل نہ ہوئی۔ آپ نے عکرمہ، عطاء بن ابی رباح، سالم بن عبد اللہ، سلیمان، حماد جیسے مایۂ ناز محدثین و فقہاء سے ذخیرہ احادیث جمع کیا ہے۔ حافظ ابن حجر مکی نے "الخیرات الحسان" میں لکھا ہے کہ امام صاحبؒ چار ہزار اساتذہ سے حدیث حاصل کی ہے۔ آپ متوسط قد، خوشرو، شیریں اور بلند آواز، نہایت ذہین، بیحد متقی، خدا ترس، شب بیدار تھے۔ ۱۲۰ھ میں مسند اجتہاد پر جلوہ افروز ہوئے۔ چالیس برس کی عمر میں یہ سلسلہ شروع ہوا تو حماد کے پرانے شاگرد حتیٰ کہ آپ کے بعض استاذ بھی آپ کے درس میں شریک ہونے لگے۔ آپ نے ماہ رجب ۱۵۰ھ میں وفات پائی، کئی مرتبہ نماز جنازہ پڑھی گئی۔ بغداد میں خیزران کے مقبرہ میں دفن ہوئے، سلطان الپ ارسلان سلجوقی نے ۴۵۹ھ میں اس پر ایک قبہ اور اس کے قریب ایک مدرسہ بنوا دیا۔ غلام: نوجوان، حلقہ بگوش۔ ج غلمان۔ نملۃ: چیونٹی۔ ج نمال۔ أفحم: خاموش کر دیا گیا۔ فحم (ن) فحمًا: جواب سے ساقط ہونا (ک) فحومۃ: کالا ہونا۔ فحم، فحیم: کوئلہ۔ افحمۃ: خاموش کر دینا۔ الجواب المفحم: خاموش کن جواب۔ الحمامۃ: کبوتر (نر و مادہ)

توضیح مذکور ہے کہ حضرت قتادہ کوفہ آئے تو ان کے پاس لوگ جمع ہو گئے۔ انھوں نے فرمایا جو چاہو سوال کرو۔ امام ابو حنیفہؒ موجود تھے، اس وقت نو عمر بچہ تھے۔ تو انھوں نے فرمایا کہ حضرت سلیمانؑ کی چونٹیوں کے بارے میں پوچھئے کہ وہ مذکر تھی یا مؤنث۔ لوگوں نے پوچھا تو وہ خاموش ہو گئے تو امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ وہ مؤنث تھی، تو ان سے پوچھا گیا آپ نے کہاں سے جانا تو فرمایا اللہ کی کتاب سے۔ اور اللہ کا ارشاد ہے قالت نملۃ اگر مذکر ہوتا تو کہا جاتا قال نملۃ۔ اور یہ نملۃ مثل حمامۃ کے ہے شاۃ کے ہے۔ ان دونوں کے واقع ہونے میں مذکر و مؤنث پر تو ان کے درمیان علامت ہوتا ہے جیسے ان کا قول حمامۃ مذکر اور حمامۃ مؤنث۔ مقصد یہ ہے کہ تانیث ایک لفظی ہے اور ایک معنوی۔ تانیث لفظی کا اعتبار نہیں ہوتا تانیث کی علامت لاحق ہونے کا فعل کیساتھ بالکل۔ دلیل یہ ہے کہ جائز نہیں ہے قامت طلحۃ اور نہیں جائز ہے قامت حمزۃ، دونوں مذکر کے نام ہیں۔ تو متعین ہو گیا کہ علامت تانیث کا لاحق ہونا تانیث معنوی کی وجہ سے ہے۔

الکنایۃ
کنایہ

لقی شیطان الطاق رجلاً من الخوارج وبیدہ سیف فقال لہ الخارجی واللہ لاقتلنک او تبرأ من علی فقال انا من علی ومن عثمان بریئ ؎

لغوی تحقیق الکنایۃ ۔ کنا یکنو وکنی یکنی کنایۃً بالشیٔ عن کذا؛ کنایہ کرنا، لفظ بول کر اس کے غیر مدلول کا ارادہ کرنا (ض) کنیۃً وکنّی تکنیۃ ؛ کنیت رکھنا ۔ اصطلاح میں کنایہ اس کو کہتے ہیں کہ متکلم شیٔ معین کو کسی ایسے لفظ سے تعبیر کرے جس کے دو معنیٰ ہوں (خواہ دونوں حقیقی ہوں یا ایک حقیقی اور دوسرا مجازی) ایک معنیٰ قریبی ہو جس پر اس لفظ کی دلالت صریح ہو، اور ایک بعیدی کہ اس پر لفظ کی دلالت صریح نہ ہو اور متکلم قریبی معنے کو چھپا کر بعیدی معنیٰ کا ارادہ کرے جیسے آیت الرحمٰن علی العرش استویٰ میں استویٰ کے دو معنے ہیں ۔ قریبی معنے استقرار فی المکان، اور بعیدی معنے استیلاء اور غلبہ اور یہی معنے مقصود ہیں ۔ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ سے بوقت ہجرت حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق کسی نے پوچھا من ہٰذا (یہ کون ہے) آپ نے فرمایا، ہادٍ یہدینی (ایک راہبر ہے میری رہنمائی کرتا ہے) ہادٍ سے مراد ہادیٔ اسلام لیا ہے ۔ شیطان الطاق؛ محمد بن نعمان جہمی معاصر ابو حنیفہ ۔ او تبرأ ۔ کلمۂ او الیٰ یا الا کے معنیٰ میں ہے اور فعل مضارع بتقدیر اَنْ منصوب ہے جیسے لالزمنک او تعطینی حقی ۔

توضیح شیطان طاق ایک خارجی سے ملا، اس کے ہاتھ میں تلوار تھی تو اس سے خارجی نے کہا کہ قسم خدا کی میں تجھ مار ڈالوں گا یہاں تک کہ تو براءت ظاہر کرے حضرت علیؓ سے تو اس نے کہا انا من علیٍ ومن عثمان بریٔ ۔

تشریح انا من علیٍ کے دو معنیٰ ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ میں حضرت علیؓ و حضرت عثمانؓ دونوں سے بری ہوں خارجی نے یہی سمجھ کر اس کو چھوڑ دیا (اس صورت میں لفظ من بریٔ سے متعلق ہوگا) دوسرے یہ کہ انا من علی مستقل جملہ ہو اور من عثمان بریٔ مستقل دوسرا جملہ ہو ۔ شیطان طاق کا مقصد یہی تھا اس صورت میں معنیٰ یہ ہوئے کہ میں حضرت علیؓ کے ساتھ غایت درجہ محبت رکھنے کیوجہ سے گویا حضرت علیؓ کا جزء ہوں اور حضرت عثمانؓ سے بری ہوں ؎

کیا کام تبرّے کو محبت میں علی کی ٭ اے ذوق نہ کر نور میں آمیزش ظلمت

(فائدہ) حجاج بن یوسف نے حضرت سعید بن جبیر کو جب قتل کرنیکا ارادہ کیا تو ان کو بلا کر کہا تو میرے بارے میں کیا کہتا ہے؟ آپ نے فرمایا؛ انک قاسط عادلٌ ۔ حاضرین نے اس کا مطلب یہ سمجھا کہ قاسط قسط سے اور عادل عدل سے ۔ گویا آپ نے حجاج کو عدل، وانصاف کے ساتھ متصف کیا ہے اس لئے سب نے آپکی تعریف کی لیکن حجاج آپ کا مطلب سمجھ گیا ۔ چنانچہ اس نے کہا: جاہلو! اس نے تو مجھے ظالم اور کافر قرار دیا ہے ۔ پھر اس نے یہ آیت پڑھی ۔ واما القاسطون (ای الجائرون عن سنن الہدیٰ) فکانوا لجہنم حطبا، ثم الذین کفروا بربہم یعدلون ای یجعلون لہٗ عدیلا ۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا " انی احب الفتنۃ واکرہ الحق واشہد بما لم ارہ ۔ یہ سنکر حضرت عمرؓ نے اس کو قید کر دیا ۔ پھر یہ قصہ حضرت علیؓ کو معلوم ہوا تو آپنے

فرمایا عمرؓ: تم نے اس کو ظلماً قید کیا ہے؟ حضرت عمرؓ نے کہا: یہ کیسے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: اسلئے کہ وہ اپنی دولت اور اپنی اولاد سے محبت کرتا ہے۔ وقد قال اللہ تعالیٰ "انما اموالکم واولادکم فتنۃ"۔ نیز وہ موت کو ناگوار سمجھتا ہے حالانکہ موت حق ہے۔ قال اللہ تعالیٰ "وجاءت سکرۃ الموت بالحق" اور وہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ ایک ہے حالانکہ اس نے خدا کو نہیں دیکھا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا "لولا علیٌّ لہلک عمر"

ایضاً دخل مُعَلّی الطائیُ علی ابن السّری یعودہ فی مرضہٖ فانشد شعراً یقول فیہ:

فاقسمُ ان مَنَّ الالٰہُ بصحّتہٖ	وَنَالَ السریّ بن السری شفاءً
لارتحلنَ العِیْسَ شہراً بحجّۃٍ	ویعتق شکرًا سالمٌ وجفاءُ

فلما خرج من عندہ قال لہ اصحابہ: واللہ ما نعلم عبدک سالمًا ولا عبدک جفاءً فمَنْ اردتَ ان تعتق؟ قال، ہما ہرتان عندی والحج فریضۃ واجبۃٌ فما علیّ فی قولی شیٌ ان شاء اللہ تعالیٰ

لغوی تحقیق ایضاً۔ مفعول مطلق ہونے کی بنا پر منصوب ہے اور عامل محذوف ہے۔ یعنی آض ایضاً۔ یا ضمیر سے حال ہے یعنی قال راجعًا۔ آض (ض) ایضاً: لوٹنا۔ متکلم کا ایک مضمون کے بعد اسی کے مناسب دوسرا مضمون لانا۔ یعودہ۔ عاد (ن) عودًا: بار بار کرنا۔ عیادۃً: بیمار پرسی کرنا۔ عود: لکڑی سارنگی ج عیدان، اعواد۔ مَنَّ (ن) منًا، منۃً۔ علیہ: احسان کرنا۔ علیہ بما صنع: احسان جتانا۔ منون: موت۔ ریب المنون: حوادث زمانہ۔ یعتق (ض) عتقًا: آزاد ہونا۔ ص عتیق۔ ج عتقاء (ن) عُتقًا (ک) عتقاً (ک) عتاقۃً: پرانا ہونا۔ ہرتان۔ ہرۃ: بلی۔ ج ہرر۔ تصغیر ہریرۃ۔ ہر (ض) ہریرًا: کتے کا بھونکنا۔

توضیح معلّی طائی ابن السری پر عیادت کیلئے داخل ہوا اور اس نے یہ شعر پڑھا کہ میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر اللہ نے صحت عطا کی اور سری ابن سری نے شفاء پائی تو میں حج کے لئے ایک ماہ تک بھورے رنگ کے اونٹوں پر سفر کروں گا اور شکریہ میں آزاد کردیا جائیگا سالم اور جفاء کو۔ جب معلی اس کے پاس سے نکلا تو اس سے اس کے ساتھیوں نے کہا کہ بخدا ہمیں نہیں معلوم تمہارے غلام سالم اور جفاء کے بارے میں کہ تم نے کس کو آزاد کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ تو اس نے کہا کہ میرے پاس دو بلیاں ہیں اور حج فریضہ واجب ہے۔ تو مجھ پر میری قسم کی وجہ سے کچھ بھی واجب نہیں ہے۔ ان شاء اللہ تعالی۔

جُودُ سَیِّدِ المُرسَلِینَ صلی اللہ علیہ وسلم

سردارِ انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی سخاوت

روی حمّادُ بنُ زیدٍ عن المعلّٰی بن زیادٍ عن الحسن انّ رجلاً جاءَ الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم یسألہٗ فقال: اجلس سیرزقک اللہ، ثم جاء اٰخرُ فقال لهُم اجلسوا فجاء رجل باربع اواقی فاعطاہ ایاھا وقال لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ھٰذہٖ صدقۃ فدعا الاولَ فاعطاہ اُوقیۃً ثم دعا الثانی فاعطاہ اوقیۃً، ثم دعا الثالثَ فاعطاہ اوقیۃً وبقیت معہٗ اوقیۃٌ فعرض بہا للقوم فما قام احدٌ فلما کان اللیل وضعہا تحت راسہ وفراشہٗ عباؤہٗ فجعل لایاخذہٗ النوم فیرجع فیصلّی فقالت لہٗ عائشۃُ یارسولَ اللہِ: حلّ بکَ شئٌ؟ قال لا: قالت فجاءک امرٌ من اللہِ، قال لا: قالت: انکَ صنعتَ منذ اللیلۃ شیئًا، لم تکن تفعلہٗ فاخرجہا وقال ھٰذہٖ التی فعلتْ بی ماترینَ، انی خشیتُ ان یحدُثَ امرٌ من اللہ ولم امضہا؛

لغوی تحقیق جود: کرم بخشش۔ اواقی۔ جمع اوقیہ: ایک وزن ہے جو سات مثقال کا ہوتا ہے۔ اور ایک مثقال تقریبًا ڈیڑھ درہم کے وزن کا ہوتا ہے۔ فراشہ: بچھونا۔ ج فُرُش۔ عباءۃ: کملی، چوغہ۔ ج اَعْبِیَۃ۔ النوم۔ نام نیامًا: اونگھنا یا سونا۔ ص نائم۔ ج نیام، نُوَّم۔ حلّ (ن، ض) حلولا: نازل ہونا۔ (ض) حلاً: حلال ہونا۔ لم امضہا (ف، ض) مضًا: عطا کرنا۔ منحہ: عطیہ۔ ج منح۔

توضیح حماد ابن زید معلّٰی ابن زیاد سے اور وہ حسن سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سوال کرتے ہوئے تو آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ عنقریب اللہ تجھے رزق دے گا۔ پھر دوسرا آیا، پھر تیسرا آیا تو ان سے حضورؐ نے فرمایا، بیٹھ جاؤ تو ناگاہ ایک شخص چار اوقیے لیکر پہونچا۔ اور وہ چاروں حضورؐ کو دیدیئے اور کہا یہ صدقہ ہے۔ حضورؐ نے پہلے کو بلاکر ایک اوقیہ دیا اور دوسرے کو بلاکر دوسرا اوقیہ دیا اور تیسرے کو بلاکر تیسرا اوقیہ دیا۔ اور آپؐ کے پاس ایک اوقیہ باقی رہ گیا تو آپ نے اسے لوگوں کے سامنے پیش کیا لیکن کوئی کھڑا نہیں ہوا، جب رات ہوئی تو اوقیہ کو سر کے نیچے رکھ لیا۔ آپ کا بچھونا آپکی کملی تھی، آپکو نیند نہیں آرہی تھی آپ لوٹتے تھے اور نماز پڑھتے رہے۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا کوئی معاملہ پیش آگیا ہے؟ فرمایا نہیں۔ عرض کیا: کیا اللہ کا کوئی حکم آگیا ہے۔ فرمایا: نہیں۔ عرض کیا کہ آج رات آپنے ایسا کام کیا جو آپ نہیں کرتے تھے۔ تو حضورؐ نے وہ اوقیہ نکال دیا اور فرمایا: یہی اوقیہ ہے جس نے میرے ساتھ وہ معاملہ کر رکھا ہے جو تم دیکھ رہی ہو۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی اللہ کا حکم آجائے اور میں اسے ہبہ نہ کروں۔

قصۃ سیّدنا نوح علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

ہمارے آقا حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ

گرت چو نوح صبر ہست بر غم طوفاں ❊ بلا بگردد و کام ہزار سالہ بر آید (حافظ)

ارسل اللّٰہ نوحًا الٰی قومہٖ وکانوا یعبدون الاصنام فأمرھم ان یعبدوا اللّٰہ فلم یسمعوا قولہ واتفقوا علٰی اذاہ وکان کلما ینصحھم جعلوا اصابعھم فی اذانھم لئلا یسمعوا ویغطون وجوھھم کراھۃ النظر الیہ واستمر علٰی ھٰذہ الحالۃ تسعمائۃ وخمسین سنۃ ثم امرہ اللّٰہ ان یصنع الفلک فعملھا طبقات علٰی حسب الحیوانات من خشب الآبنوس۔ ثم بعد ذٰلک دعا نوح علٰی قومہٖ فاجاب اللّٰہ دعائہ وامرہ ان یاخذ من جمیع الحیوانات ذکرًا وانثٰی وان یاخذ کل صنف من النباتات وان یاخذ من اٰمن بہٖ ففعل کما امر واخذ ما یکفیھم من الزاد مدۃ ستۃ اشھر واوحی اللّٰہ الیہ ان یرکب فی السفینۃ وقت ما یفور الماء من التنور فعند ذٰلک خرج ورکب ونادیٰ من اٰمن فحضروا وکانوا اربعین نفسًا۔

لغوی تحقیق

قصہ: واقعہ۔ ج قصص۔ قصّ (ن) قصصًا علیہ الخبر: بیان کرنا۔ الشعر: قینچی سے بال کاٹنا نوح بن لامک بن متوشلخ بن اخنوخ (ادریس) ابن بیارد بن مہلائیل بن قینان بن شیث بن آدم علیہ السلام۔ آپ کا اصلی نام شاکر تھا، کثرت گریہ وزاری کیوجہ سے نوح ہوگیا۔ آپ حضرت آدم علیہ السلام کے دنیا میں تشریف لانے کے ایک ہزار چھ سو چالیس سال بعد پیدا ہوئے۔ اور چالیس سال کی عمر میں نبوت سے سرفراز ہوئے، ساڑھے نو سو سال تک قوم کو دین کی دعوت دیتے رہے۔ طوفان کے بعد ساٹھ سال تک زندہ رہے اور کوفہ میں یا کرک میں مدفون ہوئے۔ قومؔ۔ اسم جمع ہے اس کا بلفظہٖ کوئی واحد نہیں ہے، قیاس کے مطابق اس کی جمع بھی نہیں آتی۔ اقاویم جو جمع لائی جاتی ہے وہ شاذ ہے۔ الاصنام۔ جمع صنم: بُت۔ صنم (س) صنمًا: قوی ہونا۔ اذاہ: رنجش، تکلیف۔ اذی: تکلیف پانا۔ اصابعھم: اصبع کی جمع ہے: انگلی۔ آذانؔ۔ جمع اُذن: کان۔ یغطون۔ تغطیۃ: چھپانا۔ وجوہ۔ جمع وجہ: چہرہ۔ الفلک: کشتی۔ الآبنوس: ایک پھلدار درخت ہے جس کی لکڑی سخت کالی اور پتے صنوبر کیطرح ہوتے ہیں۔ الزاد: توشہ۔ ج ازودہ۔ مزود: توشہ دان۔ ج مزاود۔ زاد (ن) زودًا، توشہ لینا۔ السفینۃ: کشتی۔ ج سفن۔ یفور (ن) فورًا۔ الماء: پانی کا زمین سے ابلنا۔ القدر: ہانڈی کا جوش مارنا۔ التنور۔ ج تنانیر۔ یہ لفظ عجمی ہے جس کو اہل عرب نے معرب کر لیا کیونکہ اس کی اصلی بناء تنر ہے اور کلام عرب میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس میں راء سے پہلے نون ہو۔ ذکرہٗ القرطبی۔

توضیح

اللہ نے حضرت نوح علیہ السلام کو انکی قوم کی جانب رسول بنا کر بھیجا، ان کی قوم بتوں کی پرستش کرتی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے انھیں حکم دیا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں لیکن انھوں نے ان کی بات نہ سنی۔ اور ان کو اذیت پہنچانے پر متفق ہوگئے اور جب وہ ان کو نصیحت کرتے تھے تو وہ اپنی انگلیوں کو اپنے کانوں میں ڈال لیتے تھے تاکہ وہ سن نہ سکیں اور اپنے چہروں کو چھپا لیتے تھے ان کو دیکھنا ناپسند کرنے کیوجہ سے۔ یہی حالت ساڑھے نو سو برس تک رہی۔ پھر اللہ نے حضرت نوح علیہ السلام کو حکم

دیا کہ وہ ایک کشتی بنائیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے طبقوں کے اعتبار سے تمام جانوروں کے مطابق آبنوس کی لکڑی سے کشتی تیار کی، پھر اس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کیلئے بددعا فرمائی۔ اللہ نے انکی بددعا قبول کی اور انھیں حکم دیا کہ وہ تمام مذکر اور مؤنث جانوروں کو پکڑ لیں اور ان پر ایمان لانیوالوں کو لے لیں اور انھوں نے حکم کے مطابق کیا اور چھ مہینہ تک کا فی ہونیوالا توشہ لیا اور اللہ نے وحی بھیجی کہ وہ کشتی پر اس وقت سوار ہوں جبکہ پانی جوش مارنے لگے تنور سے۔ تو اس وقت وہ نکلے اور تمام مومنین کو آواز دی سب حاضر ہوئے ان کی تعداد چالیس تھی۔

(فائدہ) دوسری روایت یہ ہے کہ صرف آٹھ آدمی تھے، تیسری روایت حضرت مقاتل کی ہے کہ ۷۰ آدمی تھے، چوتھی روایت حضرت ابن عباسؓ سے ہے کہ کل اسّی آدمی تھے۔ کہتے ہیں کہ موصل کی جانب ایک بستی ہے جس کو قریۃ الثمانین کہتے ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہی ہے کہ اس کو اسی آدمیوں نے آباد کیا تھا۔

مراتب الاصدقاء

دوستوں کے مرتبے

اقلّ الاصدقاءِ حالۃً مَنْ تشکو الیہ ولم یکن عندہ غیرسماعِ الشکویٰ والاصغاءِ الیہا لان سماعَ الشکویٰ وبثّہا فیہ تخفیفٌ عن المکروب والنفس تستروح الیہ ولھٰذا قال الشاعرُ ؎

ولا بد من شکویٰ الیٰ ذی مروأۃٍ	یُواسیك او یُسلیك او یتوجّعُ

لان المشکوَّالیہ اما یُواسیك فی ھمّك وھٰذہ الرتبۃ العُلیا وھو الصدیق الکریم ذوالمروأۃ وَاما ان یسلیك وَھی الرتبۃ الوسطیٰ وھو الصدیق الحکیم المھذّبُ ذوالتجارب الذی حَلَبَ اشطرَ الدھر واما ان یتوجع وھٰذہ الرتبۃ السفلیٰ وھو الصدیق العاجز فان خلا الصدیق من احدیٰ ھٰذہ المراتب کان وجودہ وعدمُہٗ سواءً بل عدمہٗ خیرٌ من وجودہٖ۔

لغوی تحقیق مراتب جمع مرتبہ: درجہ۔ الاصدقاء۔ جمع صدیق، دوست۔ تشکو (ن) شکوی، شکایۃً: شکایت کرنا۔ ص شاک۔ الاصغاء: بغور سننا۔ صغا (ن، س) صغوًا، صغی الیہ: جھکنا۔ بثّہا (ن) بثّا الخبر: پھیلانا۔ مکروب: غمزدہ۔ کرب (ن) کربًا: سخت غمزدہ ہونا۔ کُرَب: غم۔ ج کروب۔ کربۃ: مشقت ج کُرَب۔ تستروح: آرام پانا۔ مروآۃ: مروت۔ یواسیک۔ مواساۃ: غمخواری کرنا۔ یسلیک۔ اسلاۃ: بےغم کرنا۔ سلا (ن) سلوًا: بےغم ہونا۔ یتوجع۔ توجعًا۔ وجع (س) وجعًا: دردمند ہونا۔ المشکوالیہ: جس کے پاس شکایت کیجائے۔ ہمک۔ ہم: غم۔ ج ہموم۔ ہمّ (ن) ہمًّا: رنجیدہ کرنا۔ بالشئ: ارادہ کرنا۔ ہمام: کرگذرنے والا۔

توضیح سب سے کمتر دوست حالت کے اعتبار سے وہ ہے جس سے تو شکایت کرے اور اس کے پاس شکایت سننے اور اس کی جانب توجہ کے علاوہ کچھ نہ ہو۔ چونکہ شکایت سننا اور اسے پھیلانا اس میں تخفیف ہوتی ہے غم زدہ کے غم میں اور روح کو آرام ملتا ہے۔ اسی بناء پر شاعر نے کہا ہی

شعر:۔ ضروری ہے کسی ذی مروت سے شکوہ کرنا کہ وہ تمہاری غمخواری کریگا یا تمہیں تسلی دیگا یا تکلیف محسوس کریگا چونکہ مشکو الیہ یا تو تمہارے غم میں غمخواری کریگا اور یہ اونچا مرتبہ ہے اور یہی شریف اور صاحب مروت دوست ہے، یا تمہیں وہ تسلی دے گا اور یہ درمیان کا درجہ ہے اور یہ ہوشمند صاحب تہذیب اور تجربہ کار ہے جس نے زمانہ کے حوادثات کو آزمایا اور یا وہ تکلیف محسوس کریگا اور یہ ادنیٰ درجہ ہے اور یہ عاجز دوست ہے۔ اگر کوئی دوست ان میں سے کسی ایک درجہ سے بھی خالی ہو تو اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ بلکہ اس کا نہ ہونا ہی بہتر ہے

(فائدہ) ربیعہ بن مقروں نے سچے دوست کی یہ پہچان بتائی ہے ؎

اخوک اخوک من یدنوا وترجو × مودتہ وان دعی استجابا × اذا حاربت حارب من تعادی × وزاد سلاحہ منک اقترابا

(تیرا بھائی (دوست) حقیقت میں وہ ہے جو تجھ سے قریب ہو اور جس کی دوستی کی تجھ کو امید ہو اور اگر وہ مصیبت کے وقت بلایا جائے تو وہ تیرے بلانے کو مان لے اور فوراً حاضر ہو جائے، جب تو دشمن سے لڑے تو وہ بھی اس سے لڑے اور اس کے ہتھیار تجھ سے قربت اور محبت بڑھادیں) یعنے وہ تیرے دشمنوں کو مارے اور اس سے تیری محبت زائد ہو۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں سچا دوست مثل عنقا ہے۔ ایک فیلسوف سے کسی نے پوچھا: ما الصدیق۔ دوست کے کیا معنےٰ؟ اس نے کہا اسمٌ بلا مسمیٰ صرف ایک اسم ہے جس کے مسمیٰ کا کچھ پتہ نہیں۔ فضیل نے حضرت سفیان سے کہا کسی قابل اعتماد دوست کو بتائیے۔ آپ نے جواب دیا: یہ تو ایسی گم شدہ چیز ہے جو تلاش کرنے سے بھی نہیں ملتی۔

ولنعم ما قال ابو اسحاق الشیرازی ؎

سالت الناس عن خل وفی ⁂ فقالوا ما الی ہذا سبیل ⁂ تمسک ان ظفرت بود حر ⁂ فان الحر فی الدنیا قلیل

الابرام

تنگدل کرنا

؎ اذا دخل الثقیل بارض قوم ⁂ فما للساکنین سوی الرحیل

اهدیٰ رجلٌ من الثقلاء الیٰ رجلٍ من الظرفاءِ جملاً ثم نزل علیہ حتی ابرمہٗ فقال فیہ ؎

یا مبرمًا اهدیٰ جمل ⁺ خذ وانصرف الفی جمل	قال وما اوقارُها قلتُ زبیبٌ وعسل
قال ومن یقودها قلتُ لہٗ الفا رجل	قال ومن یسوقها قلتُ لہٗ الفا بطل

قَالَ وَمَا لِبَاسُهُمْ قُلْتُ حُلِيٌّ وَحُلَلٌ
قَالَ وَمَا سِلَاحُهُمْ قُلْتُ سُيُوفٌ وَاَسَلٌ
قَالَ عَبِيدٌ لِي اِذًا قُلْتُ نَعَمْ ثُمَّ خَوَلٌ
قَالَ بِهٰذَا فَاكْتُبُوا اِذًا عَلَيْكُمْ لِي سِجِلٌّ
قُلْتُ لَهُ اَلْفَيْ سِجِلٍّ فَاضْمَنْ لَنَا اَنْ تَحْتَمِلْ
قَالَ وَقَدْ اَضْجَرْتُكُمْ قُلْتُ اَجَلْ ثُمَّ اَجَلْ
قَالَ وَقَدْ اَبْرَمْتُكُمْ قُلْتُ لَهُ الْاَمْرُ جَلَلٌ
قَالَ وَقَدْ اَثْقَلْتُكُمْ قُلْتُ لَهُ فَوْقَ الثِّقَلِ
قَالَ فَاِنِّيْ رَاحِلٌ قُلْتُ الْعَجَلَ ثُمَّ الْعَجَلَ
يَا كَوْكَبَ الشُّؤْمِ وَمِنْ اَرْبَى عَلَى نَحْسِ زُحَلْ
يَا جَبَلًا مِنْ جَبَلٍ
فِي جَبَلٍ فَوْقَ الْجَبَلِ

لغوی تحقیق

الابرام۔ برم (س) برمًا: تنگدل ہونا۔ برم: بخیل۔ الثقلاء۔ جمع ثقیل: بوجھل۔ ثقل (ک) ثقلاً: بھاری ہونا۔ ثقل: بوجھ۔ ج اثقال۔ دفینے، مردے، مثقال، تولنے کے اوزان۔ ج مثاقیل۔ الظرفا۔ جمع ظریف۔ زیرک خوش طبع۔ ظرف (ک) ظرافۃ: خوش طبع ہونا۔ جملاً، اونٹ۔ ج جمال (ک) جمالاً: خوبصورت ہونا۔ ص جمیل۔ اوقار۔ جمع وقر: بوجھ۔ وقر (ض) وقرًا: بوجھل ہونا۔ زبیب، کشمش۔ عسل، شہد۔ ج عسل اعسال عسل (ن، ض) عسلاً: کھانے میں شہد ملانا۔ عسال: شہد فروش۔ یقود (ن) قودًا: چوپائے کو آگے سے کھینچنا۔ قیادۃ، سالارِ جیش ہونا۔ ص قائد۔ ج قادہ۔ یسوق (ن) سوقًا: پیچھے سے ہانکنا۔ سائق۔ ج ساقہ۔ ساق: پنڈلی ج سیقان۔ سوق: بازار۔ ج اسواق، سیاقِ کلام، اسلوب کلام۔ بطل: بہادر۔ ج ابطال۔ بطل (ک) بطالۃ: بہادر ہونا۔ حلی۔ جمع حلی: زیور۔ حلی (ض) حلیًا المرأۃ: آراستہ کرنا۔ حلل۔ جمع حلہ: کپڑوں کا جوڑا۔ سلاح: ہتھیار۔ ج اسلحہ۔ اسل: نیزہ۔ ہر تیز اور پتلی تلوار۔ خول، غلام، کنیز۔ سجل: چک مہر، معاہدات کا رجسٹر۔ سجیل، کنکر۔ اضجرتکم، ملول کرنا۔ ضجر (س) ضجرًا بہ منہ: تنگدل ہونا۔ جلل: بڑا یا آسان معاملہ (من الاضداد) زحل: ایک سیارہ کا نام ہے جس کو بلندی اور بُعد کیلئے بطور مثال کے بیان کرتے ہیں۔ عدل اور علمیت کیوجہ سے غیر منصرف ہے۔ زحل (ف) زحولاً: دور ہونا، زائل ہونا۔ جبل: پہاڑ۔ ج جبال۔

توضیح

ایک ثقیل آدمی نے ایک ظریف الطبع انسان کے پاس ہدیہ میں ایک اونٹ بھیجا پھر وہ ثقیل الطبع انسان اس کے یہاں آیا یہانتک کہ اسے تنگ کر دیا تو ظریف الطبع انسان نے اس کے بارے میں کہا۔

شعر:۔ اے تنگدل کرنیوالے ایک اونٹ ہدیہ بھیجکر دو ہزار اونٹ لے لے اور چلا جا۔ تو اس نے کہا کہ اس کا بوجھ کیا ہوگا۔ تو میں نے کہا کشمش اور شہد، تو اس نے کہا اسے کون ہانکے گا تو میں نے کہا دو ہزار آدمی۔ اس نے کہا اسے کون چلائے گا تو میں نے کہا دو ہزار پہلوان۔ اس نے کہا ان کا لباس کیا ہوگا۔ میں نے کہا زیورات اور جوڑے تو اس نے کہا ان کا ہتھیار کیا ہوگا تو میں نے کہا تلوار اور نیزے۔ اس نے کہا اس کے بارے میں لکھدو اس وقت تم پر میرے لئے ایک دستاویز ہے۔ میں نے اس سے کہا دو ہزار دستاویز ہے لیکن تو ہمارے لئے ضامن ہو جا کہ تو سدھارے گا۔ اس نے کہا کہ میں نے تم کو پریشان کر دیا میں نے تم پر بوجھ ڈالا۔ تو میں نے کہا بوجھ سے زیادہ

تو اس نے کہا میں جانو الا ہوں۔ تو میں نے کہا جلدی جلدی اے نحوست کے ستارے جو زحل کی نحوست سے بڑھی ہوئی ہے۔ اے پہاڑوں کے پہاڑ جو ایسے پہاڑ میں ہے جو پہاڑ کے اوپر ہے۔

الشجاعة الدينية

دینی بہادری

مِنْ خُطَبِ امیرِ المؤمنینَ وَثانی الخلفاءِ الراشدینَ ابی حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبتہُ التی قال فیھا: یا ایھا الناس مَنْ رأی منکم فِیَّ اعوجاجًا فلیقومہ، ای یُعدلہ فقام الیہ اعرابیٌّ مِنَ المسجد وقال، وَاللہِ لو رأینا فیك اعوجاجًا لقومناہ بسیوفنا فقال عمرُ الحمدُ للہ الذی جعل فی ھٰذہ الامۃِ مَنْ یقوّم اعوجاجَ عمر بسیفہ فرحمك اللہ یا عُمَرُ فقد عددتَ جوابَ ھٰذا الاعرابی وھو واحدٌ من رعایاك، وفردٌ مِن افرادِ شعبك عددتہٗ نعمۃً تحمدُ اللہ علیھا ونختمُ لك المقالَ بوصیّۃٍ وصیٰ بھا الرسول صلوات اللہ وسلامہٗ علیہ احدَ اصحابہٖ، وَھو ابوذر الغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اوصانی خلیلی بصفات من الخیر، اوصانی لا اخاف فی اللہ لومۃَ لائمٍ واوصانی ان اقولَ الحقَّ وَانْ کانَ مُرًّا۔

لغوی تحقیق

الشجاعۃ: بہادری۔ خُطَب۔ جمع خطبہ۔ اعوجاج: کجی، ٹیڑھاپن۔ عوج (س) عوجًا۔ اعوج تعوّج العود: لکڑی کا ٹیڑھا ہونا۔ رعایا۔ جمع رعیۃ: حاکم کے ماتحت عام لوگ۔ شعب جمع شعبہ: گروہ، فرقہ۔ شعب (ف) شعبًا: جمع کرنا، متفرق کرنا، سنوارنا، بگاڑنا (من الاضداد) المقال: گفتگو خلیل۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ خل: دوست۔ ج اخلال۔ مُرًّا: کڑوا۔ مرّ (س) مرارۃً کڑوا ہونا۔

توضیح

امیر المؤمنین اور دوسرے خلیفۂ راشد ابو حفص حضرت عمر بن الخطابؓ کی تقریروں میں سے ان کی یہ تقریر ہے جس میں انھوں نے فرمایا اے لوگو! جو تم میں سے مجھ میں کوئی کجی دیکھے وہ سیدھا اور برابر کردے۔ مسجد میں ایک اعرابی کھڑا ہوا اور وہ کہنے لگا قسم خدا کی اگر ہم آپ کے اندر کوئی کجی دیکھیں گے تو اپنی تلوار سے اسے درست کردینگے۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے اس امت محمدیہ میں اس شخص کو پیدا کیا ہے جو عمر کی کجی کو اپنی تلوار سے سیدھی کرے گا۔

(راوی نے بیان کیا) اے عمر! اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ نے اس اعرابی کے جواب کو نعمت سمجھا حالانکہ وہ آپ کی رعایا میں سے ایک آدمی ہے اور آپ کی قوم میں سے ایک فرد ہے آپ اس کے جواب کو نعمت سمجھ کر خدا کا شکر بجالائے اور ہم آپ کے گفتگو ختم کرتے ہیں ایک وصیت پر کہ جو وصیت فرمائی تھی حضورؐ نے

ایک صحابی کو اور وہ حضرت ابو ذر غفاری ؓ ہیں۔ انھوں نے فرمایا مجھے میرے دوست نے بھلائی کی چند صفتوں کی وصیت کی ہے۔ مجھے انھوں نے وصیت فرمائی کہ میں اللہ کے معاملہ میں خوف نہ کروں ملامت کرنیوالے کی ملامت کا اور مجھے وصیت کی کہ حق بات کہوں اگرچہ وہ تلخ ہو۔

الذکاوۃ

ذہانت

کتب عمرُ بن عبد العزیز الی عدیّ بن ارطاۃ ان اجمع بین ایاس بن معاویۃ و القاسم بن ربیعۃ الجرشی فوَلِّ القضاءَ الفذ ھما فجمع بینھما فقال لہ ایاس ایھا الرجل سَلْ عنی وعن القاسم فقیھی البصرۃ الحسن وابن سیرین و کان القاسم یاتی الحسنَ وابنَ سیرین و کان ایاس لا یاتیھما فعلم القاسمُ انہ ان سألھما اشارا بہ فقال القاسمُ لا تسأل عنّی ولا عنہ فواللّٰہِ الذی لا الٰہ الا ھو ان ایاسَ بنَ معاویۃ افقہُ منی و اعلمُ بالقضاءِ فان کنتُ کاذبًا فما ینبغی اَنْ تُولِّیَنی و اِنْ کنتُ صادقًا فینبغی لک ان تقبل قولی فقال لہ ایاس انک جئتَ برجلٍ فاوقفتَہ علی شفیر جھنم فنجی نفسہ منھا بیمینٍ کاذبۃٍ یستغفرُ اللّٰہَ منھا وینجو ممّا یخاف فقال لہ عدیّ اما اذ فھمتَھا فانت لھا فاستقضاہُ۔

لغوی تحقیق

عمر بن عبدالعزیز بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبدشمس ابو حفص قریشی، مدنی، دمشقی، فقیہ، پرہیزگار، انصاف پسند امیر تھے۔ سلیمان بن عبدالملک نے ماہ صفر ۹۹ھ میں اپنی وفات کے دن خلافت کیلئے آپ کا انتخاب آپ کی چالیس برس کی عمر میں کیا، آپنے فرائض خلافت کو اپنے ڈھائی سال میں انجام دیا اور رجب ۱۰۱ھ میں دنیا سے رخصت ہوگئے۔ قال انس ؓ ما رأیت اشبہ صلوٰۃ برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من ہذا الفتیٰ۔ عدی بن ارطاۃ فزاری حضرت عمر بن عبدالعزیز کے گورنر تھے۔ ۱۰۲ھ میں شہید ہوئے ہیں۔ قاسم بن ربیعہ بن جوشن غطفانی بصری۔ ولّ۔ امر حاضر ہے۔ تولیا، خودداری لینا۔ کسی کام کیلئے تیار ہونا۔ الفذ، نافذ تر۔ نفذ (ن) نفوذا الامر، جاری ہونا۔ پورا ہونا۔ ایھا الرجل۔ ای منادیٰ مبنی برضم ہے اور یا ندائیہ مقدرہ کیوجہ سے محلاً منصوب ہے۔ کلمہ ایّ معرف باللام کی ندا کا آلہ ہے جیسے یا ایھا الناس یا ایھا النبی اور ہاء برائے تنبیہ ہے۔ فقیھی۔ فقیہ کا تثنیہ ہے۔ فقہ (ک) فقاہۃً: فقیہ ہونا (س) دانشور ہونا ص فقیہ۔ ج فقہاء۔ ابن سیرین۔ ابوبکر محمد بن سیرین۔ ان کے والد سیرین" جرا جریا" عراق کے باشندے تھے اور "عین التمر" کے معرکہ میں حضرت خالد بن ولید کے ہاتھ گرفتار ہوئے اور کسی کو تقسیم کر دیئے گئے بعد میں

انس بن مالکؓ کی غلامی میں آئے جنھوں نے بیس ہزار درہم پر مکاتبت کر کے آزاد کر دیا۔ ابن سیرین کی والدہ صفیہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی باندی تھیں لیکن اس شان کی کہ جب ان کے نکاح کا وقت آیا تو تین ازواج مطہرات نے انکی مشاطگی کا کام انجام دیا اور اٹھارہ بدری صحابہ کرام جن میں ابی بن کعبؓ بھی تھے تقریب میں شامل ہوئے سیرین کثیر الاولاد تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ صرف امہات الاولاد سے ان کے تیس لڑکے تھے لیکن محمد حضرت صفیہ کے بطن سے ۳۳ھ میں پیدا ہوئے۔ محمد بن سیرین فارس میں مدت تک حضرت انسؓ بن مالک کے ساتھ کاتب کی حیثیت سے رہے اور اس تقریب سے ان کو حضرت انسؓ سے علمی استفادہ کا بہت کافی موقع ملا۔ علاوہ ازیں حضرت ابوہریرہؓ ابن عمرؓ، عمران بن حصینؓ جیسے جلیل القدر صحابہ کے فیضِ صحبت سے مشرف ہوئے جن کی وجہ سے آپ علم کے پیکر ہو گئے تھے، علمی کمالات اور زہد و ورع کے ساتھ ابن سیرین بہترین معبر خواب کی حیثیت سے عوام و خواص میں زیادہ شہرت رکھتے ہیں۔ اس فن میں کمال کیوجہ وہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت یوسفؑ کو خواب میں دیکھا اور درخواست کی کہ مجھ کو خواب کی تعبیر سکھا دیجئے۔ آپ نے فرمایا، منہ کھولو۔ میں نے منہ کھولا۔ آپ نے اس میں لعاب دہن ڈال دیا۔ اس واقعہ کے بعد سے میں خواب کی تعبیر بیان کرنے لگا۔ آپ ماہ شوال ۱۱۰ھ میں فوت ہوئے۔ اوقفتہ۔ ایقافاً: ٹھیرانا، کھڑا کر دینا۔ شفیر: ہر چیز کا کنارہ۔ مشفر: ہونٹ۔ ج مشافر۔ جہنم: دوزخ (غیر منصرف ہے) نجی نجا (ن) نجاۃ: رہائی پانا۔ ص ناج۔ ج نواج۔ نجوا۔ نجوی: سرگوشی کرنا۔

توضیح حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے عدی ابن ارطاۃ کے پاس لکھا کہ تم جمع کرلو ایاس ابن معاویہ اور قاسم ابن ربیعہ جرشی کو پھر منصب قضاء کا مالک بناؤ ان میں سے ہوشیار کو۔ انھوں نے دونوں کو جمع کیا تو اس سے ایاس نے کہا کہ اے شخص آپ میرے متعلق اور قاسم کے متعلق بصرہ کے دونوں فقیہ حضرت حسن بصری اور محمد ابن سیرین سے پوچھ لیجئے۔ اور قاسم حسن اور ابن سیرین کے پاس آتے جاتے تھے، اور ایاس نہیں آتے تھے تو اس نے جان لیا کہ اگر ان دونوں سے پوچھے گا تو قاسم کے بارے میں وہ مشورہ دینگے تو قاسم نے کہا میرے بارے میں مت پوچھئے اور نہ اس کے بارے میں۔ قسم ہے اس ذات کی کہ کوئی معبود نہیں سوائے اس کے، یقیناً ایاس بن معاویہ مجھ سے زیادہ فقیہ ہیں اور منصب قضاء کے معاملہ کو زیادہ جاننے والے ہیں۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو مناسب نہیں ہے کہ آپ مجھے قضاء کا مالک بنائیں۔ اور اگر میں سچا ہوں تو آپ کے لئے مناسب ہے کہ میری بات مان لیں تو ایاس نے عدی سے کہا کہ آپ نے ایک شخص کو لاکر جہنم کے کنارے کھڑا کر دیا پھر اس نے اپنے آپ کو اس سے بچالیا جھوٹی قسم کے ذریعہ۔ وہ اللہ سے مغفرت طلب کر رہا تھا اور وہ نجات پا جائے گا جس سے اسے خوف تھا۔ تو اس سے عدی نے کہا کہ جب آپ نے اس معاملہ کو سمجھ لیا تو آپ ہی اس کے لئے موضوع ہیں۔

آخر کار ایاس کو قاضی بنا دیا۔

الوفاءُ وَ المُحافظۃ والامانۃ

وفاداری ، حفاظت اور امانت

وفا و عہد نکو باشد ار بیاموزی وگرنہ ہر کہ تو بینی ستمگری داند (حافظ)

کان ابوالعاص بنُ الربیع بن عبد العزی بن عبدشمس ختن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ابنتہٖ زینبَ تاجرًا تضارِبُہ قریش بأموالھم فخرج الی الشام سنۃَ الھجرۃ فلما قدم عرض لہ المسلمون وأسرُوْہُ ، واخذوا ما معہٗ وقدموا بہ المدینۃَ لیلاً فلما وصلوا الفجر قامت زینبُ علی بابِ المَسجدِ فقالتْ یارسول اللہِ قد أجرتُ ابا العاصِ وما معہٗ فقال رسول اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم قد أجرنا منْ أجرتِ، ودفع الیہِ ما اخذ ولامنہ وعرض علیہ الاسلام فابیٰ وخرج الیٰ مکۃ ودعا قریشًا فاطعمہم ثم دفع الیھم اموالھُمْ ثم قال ھل وفیتُ ؟ قالوا نعم، قد ادّیتَ الامانۃَ ووفیتَ قال : اشھدوا جمیعًا ، انی اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وانّ محمدًا رسولُ اللہِ ، وما منعنی ان اُسلم اِلّا اَن یقولوا اخذ اموالنا ثم ھاجرفاقرّہٗ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی النکاح وتوفی فی سنۃ اثنتی عشرۃ ۔

لغوی تحقیق

الوفاء (ض) بالوعد : پورا کرنا۔ الامانۃ (ک) امین ہونا۔ ص امین ۔ ج اُمناء۔ ختن : داماد عورت کیطرف سے رشتے جیسے سسر، سالا ۔ ج اختان ۔ ختن (ن، ض) ختناً الصبی ختنہ کرنا ۔ (ن) ختونًا ، داماد بننا ۔ تضاربہ : کسی کے مال سے تجارت کرنا اور نفع میں شریک ہونا ۔ اسرُوہ (ض) اسرًا : قید کرنا ۔ اسیر : قیدی ۔ ج اُساریٰ ۔ اسرکل کا کل یقال ہذا لک باسرہٖ ، یہ کل تمہارے لئے ہے ۔ اجرتُ : اجارۃ : پناہ دینا ۔ اَبیٰ (ف، ض) اباءً : انکار کرنا ۔ ص آب ۔ ج اُباۃ ۔

توضیح

ابوالعاص بن ربیع ابن عبدالعزیٰ ابن عبدشمس داماد رسولؐ تجارت کیا کرتے تھے ۔ قریش ان کے ساتھ مضاربت کا معاملہ کرتے تھے ۔ وہ شام ہجرت کے سال آئے ۔ جب وہاں سے واپس ہوئے تو مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا اور انھیں قید کردیا اور ان کے پاس جو تھا وہ لے لیا ۔ اور ان کو مدینہ رات میں لے آئے ۔ جب انھوں نے فجر کی نماز پڑھ لی تو حضرت زینبؓ مسجد کے دروازے پر کھڑی ہوگئیں اور کہنے لگیں یارسول اللہ ! میں نے ابوالعاص کو پناہ دیدی اور اس کو جو ان کے ساتھ ہے تو حضورؐ نے فرمایا ہم نے بھی پناہ دیدی جس کو تم نے پناہ دی اور ان کو وہ مال واپس دیدیا جو ان سے لیا تھا ۔ اور ان پر اسلام پیش کیا انھوں نے انکار کرتے ہوئے مکہ کا رخ کیا اور قریش کو بلا کر انھیں کھلایا پھر انھیں ان کا مال دیدیا پھر کہا کیا میں نے پورا پورا دیدیا ؟ تو انھوں نے کہا ہاں ۔ تم نے امانت مکمل طور پر ادا کردی ۔

تو انھوں نے کہا: تم سب گواہ رہنا کہ میں اللہ کی وحدانیت اور محمدؐ کے رسالت کی شہادت دیتا ہوں۔ اور یہ مسلمان ہونے کیلئے سوائے اس کے کوئی چیز مانع نہیں تھی کہ وہ یہ کہتے کہ اس نے ہمارا مال لے لیا۔ پھر ہجرت کی۔ حضورؐ نے ان کو نکاح پر برقرار رکھا۔ ۱۲ھ میں انکی وفات ہوئی۔

موعظۃ النملۃ

چیونٹی کی نصیحت

؎ نظر کردن بدرویشاں منافی بزرگی نیست ✽ سلیماں با چناں حشمت نظرہا بود با مورش (حافظ)

رُوِیَ اَنَّ سلیمان لما سَمِعَ قول النملۃ (لا یحطمنکم سلیمانُ وجنودُہ) قال ائتونی بھا فاتوہ بھا فقالَ لہ لِمَ حذّرتِ النمل من ظلمی اما علمتِ انی نبیٌّ عدلٌ فلِمَ قلتِ لا یحطمنکم سلیمان وجنودہ فقالتِ النملۃ اما سمعت قولی وھم لا یشعرون ومع ذٰلک انی لم ارد حطم النفوس وانما اردتُ حطم القلوب خشیتُ ان یروا ما انعم اللّٰہُ بہ علیک من الجاہ والملکِ العظیم فیقعوا فی کفران النعم فلا اقلَّ من ان یشتغلوا بالنظر الیک عن التسبیح فقال لھا سلیمان عِظِینی فقالتِ النملۃ اَعلمتَ لِمَ سُمِّیَ ابوک داؤد قال لا قالت داوی جرحۃ قلبہ وھل تدری لم سُمِّیتَ سلیمان قالَ لا قالت لانک سلیمُ الصدر والقلب ثم قالت اتدری لِمَ سخّر اللّٰہُ لک الریح قال لا قالتْ اَخبرَکَ اللّٰہُ تعالیٰ بذٰلک ان الدنیا کلھا ریح فمَن اعتمدَ علیھا فکانما اعتمد علی الریح۔

لغوی تحقیق

لا یحطمنکم (ض) حطماً: جدا جدا کرنا۔ حطمۃ: جہنم، بھڑکدار آگ۔ جنود۔ جمع جند: لشکر۔ حذرت، تحذیراً ڈرانا۔ حذر (س) حذراً: بچنا، ہوشیار رہنا۔ جاہ: مرتبہ۔ کفران: ناشکری۔ نِعَم۔ جمع نعمۃ۔ داوی۔ مداواۃ۔ المریض: علاج کرنا۔ دوی (س) دوی: بیمار ہونا۔ جرحۃ: زخم۔

توضیح

منقول ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب چیونٹی کی بات سنی کہ لا یحطمنکم سلیمان وجنودہ (الآیۃ) یعنی نہ تمہیں پیس ڈالیں حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے لشکر۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا لاؤ چیونٹی کو میرے پاس۔ چیونٹی کو لایا گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی سے کہا کیوں تم نے تمام چیونٹیوں کو میرے ظلم سے ڈرایا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں منصف نبی ہوں کیوں تو نے کہا لا یحطمنکم الخ تو چیونٹی نے جواب دیا کیا آپ نے میری بات نہیں سنی وھم لا یشعرون اور اس کے باوجود میں نے جانوروں کا کچلنا مراد نہیں لیا بلکہ میں نے دلوں کا کچلنا مراد لیا ہے۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ دیکھیں گے ان تمام چیزوں کو جن کا اللہ نے آپ پر انعام کیا ہے یعنی جاہ و جلال اور عظیم سلطنت پھر وہ کفران نعمت میں مبتلا ہو جائیں اور اس سے کم نہیں

ہو سکتا کہ وہ آپ کو دیکھ کر تسبیح سے رک جائیں۔ تو حضرت سلیمانؑ نے چیونٹی سے فرمایا تو مجھے نصیحت کر تو چیونٹی نے کہا کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے والد کا نام داؤد کیوں رکھا گیا۔ تو سلیمانؑ نے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا چونکہ انھوں نے اپنے دل کے زخم کا علاج کیا اور کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کا نام سلیمان کیوں رکھا گیا آپ نے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا چونکہ آپ سلیم الصدر و القلب ہیں۔ پھر اس نے کہا کیا آپ جانتے ہیں کہ کیوں اللہ نے ہوا کو آپ کیلئے مسخر کیا۔ فرمایا نہیں۔ تو اس نے کہا اللہ تبارک وتعالےٰ نے آپ کو اس کے ذریعہ بتایا کہ ساری دنیا ہوا ہے۔ جس نے دنیا پر اعتماد کیا تو گویا اس نے ہوا پر اعتماد کیا۔

(فائدہ) چیونٹی کے قول کی حکایت میں حق تعالیٰ کا ارشاد" یاایہا النمل ادخلوا مساکنکم لا یحطمنکم سلیمان وجنودہ وہم لایشعرون" کلام کی گیارہ اجناس ندا، کنایہ، تنبیہ، تسمیہ، امر، قصہ، تحذیر، خاص، عام، اشارہ اور عذر پر مشتمل ہے پس یا ندا ہے اور آیّ کنایہ اور ہا تنبیہ ہے اور النمل تسمیہ ہے اور ادخلوا امر ہے اور مساکنکم قصہ ہے اور لا یحطمنکم تحذیر ہے اور سلیمان تخصیص ہے اور جنودہ تعمیم ہے اور ہم اشارہ ہے اور لایشعرون عذر ہے پھر اس آیت میں پانچ حقوق کی ادائیگی کیطرف اشارہ بھی ہے یعنی اللہ کا حق، رسول کا حق، اپنا حق، رعیت کا حق اور سلیمانؑ کے لشکر کا حق (الاتقان)

(تنبیہ) علمائے حیوانات نے سالہا سال جو تجربے کئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حقیر ترین جانور اپنی حیات اجتماعی اور نظام سیاسی میں بہت ہی عجیب اور شئون بشریہ سے بہت قریب واقع ہوا ہے، آدمیوں کیطرح چیونٹی کے خاندان اور قبائل ہیں، ان میں تعاون باہمی کا جذبہ، تقسیم عمل کا اصول اور نظام حکومت کے ادارت نوع انسانی کے مشابہ پائے جاتے ہیں۔ محققین یورپ نے مدتوں ان اطراف میں قیام کرکے جہاں چیونٹیوں کی بستیاں بکثرت ہیں بہت قیمتی معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ (حاشیہ عثمانی)

الشرّ یبدؤہ فی الاصل اصغرہ

دراصل چھوٹا شر بڑے شر کا آغاز کرتا ہے

یہ عنوان ایک شعر کا مصرعہ ہے۔ پورا شعر یوں ہے ؎ الشر یبدأہ فی الاصل اصغرہ ✿ ولیس یصلی بنار الحرب جانیہا
لڑائی کو اول دفعہ تھوڑا تکرار و فساد پیدا کرتا ہے اور لڑائی کی آگ میں وہ شخص جو لڑائی کا باعث ہوتا نہیں گرتا یعنی وہ بچ رہتا ہے اور دوسروں پر مصیبت آتی ہے ؎

حذر کن ز پیکار کمتر کسے ✿ کہ از قطرہ سیلاب دیدم بسے

من العجائب انّ اہل قریتین تقتلوا بالسیف عن اٰخرہم بسبب قطرۃ من عسل، و سبب ذٰلک ان رجلاً نحّالاً فی قریۃ اخذ ظرفا من العسل لیبیعہ فی قریۃ اخریٰ فجآء الی زیّات وفتح الظرف لیریہٗ العسلَ فقطرت من العسل قطرۃ علی الارض وانقضّ علیہا زنبور فخطفتہ قطۃ

فخطف القطۃ کلبٌ وکانت القطۃُ للزیّاتِ والکلبُ للعسّال فلما رأی الزیّاتَ ان الکلبَ افترس القطۃَ ضربَ الزیّاتُ الکلبَ فقتلہٗ فلما رأی العسّالُ کلبَہٗ قد قُتِلَ ضربَ الزیّاتَ فقتلہٗ فلمّا رأی ولدُ الزیّاتِ ان اباہٗ قد قُتِلَ ضربَ العسّالَ فقتلہٗ فلمّا سمعَ اھلُ القریتین بقتلِ الرجلین لبسوا عُدّۃَ حربھم ولازالوا یقتتلون حتی فنوا تحت السیفِ عن آخرھم وکان سببہٗ قطرۃَ عسلٍ کما قیل ومعظم النار من مُستَصغرِ الشَّرَرِ۔

لغوی تحقیق

یبدأ (ف) بدأ: ابتداء کرنا۔ ابدأ اللہ: پیدا کرنا۔ ص بادی۔ مبدی۔ عن آخرہم۔ حال ہونیکی بناء پر محل نصب میں ہے۔ اسی حال کو فنوا ناشئین عن اولہم الیٰ آخرہم۔ جار اول اور مجرور ثانی کو تخفیفاً حذف کردیا گیا۔ نحّالاً۔ نحل کیطرف منسوب ہے جیسے تمار، لبان۔ نحل شہد کی مکھی۔ نحّال: شہد فروش زیّات: زیتون کا تیل بیچنے والا۔ زیت: زیتون کا تیل۔ ج زیوت۔ زات (ض) زیتاً الطعام: کھانے میں روغن زیتون ڈالنا۔ لیریہ۔ لام امر کی ہے اور یری ارارۃ سے مضارع کا واحد غائب ہے۔ ارارۃ: دکھانا۔ قطرت (ن) ٹپکنا۔ انقض۔ الجدار: دیوار کا پھٹنا۔ زنبور: بھڑ۔ خطفتہ (س، ن) خطفاً: اچک لینا۔ البرق البصر: چندھا کردینا۔ السمع: چوری سے سننا۔ خطّاف: چور۔ قطّۃ: بلی۔ قط بلاؤ۔ ج قطاط۔ قطط۔ کلب: کتا۔ عسّال: شہد فروش۔ افترس الاسد فریستہ: گردن توڑ دینا۔ عُدّۃ: سامان جنگ۔ ج عُدد۔ عدوان۔ عدًا: شمار کرنا۔ فنوا (س) فناءً: معدوم ہونا۔ شرر: چنگاری۔

توضیح

عجیب بات ہے کہ دو گاؤں والے اول سے آخر تک صرف ایک قطرہ شہد کیوجہ سے فنا ہوگئے۔ صورت یہ ہوئی کہ ایک شہد فروش شہد سے بھرا ہوا برتن گاؤں میں فروخت کرنے کیلئے گیا اور کسی زیت فروش کے پاس آکر شہد دکھانے کیلئے برتن کھولا تو شہد کا ایک قطرہ زمین پر ٹپک گیا۔ بھڑ نے شہد کا قطرہ دیکھا تو اس پر ٹوٹ پڑی، بھڑ کو بلی نے اچک لیا، بلی کو کتے نے جھپٹ لیا۔ بلی زیات کی تھی اور کتا شہد فروش کا۔ جب زیات نے دیکھا کہ کتے نے بلی کی گردن مروڑ ڈالی تو اس نے کتے کو ختم کردیا۔ شہد فروش نے دیکھا کہ کتا ختم کردیا گیا تو اس نے زیات کو مار ڈالا، زیات کے لڑکے نے دیکھا کہ میرا باپ قتل کردیا گیا تو اس نے شہد فروش کو ختم کردیا۔ جب گاؤں والوں نے دو آدمیوں کے قتل کی خبر سنی تو سب جنگی سامان پہن کر تیار ہوگئے اور آپس میں لڑتے رہے یہاں تک کہ اول سے آخر تک سب تہ تیغ ہوگئے۔ اس پوری جنگ کا سبب صرف ایک قطرہ شہد تھا۔ سچ ہے بیشتر آگ کے شعلے چھوٹی سی چنگاری سے بھڑک اٹھتے ہیں ؎

لا تحقرن صغیرۃ
ان الجبال من الحصیٰ

النجابۃ

شرافت

نعم الالٰہ علی العباد کثیرۃ ۔۔۔ واجلّہن نجابۃ الاولاد

قال الیزیدی: اول ماظہر من نجابۃ المامون وسدادہ انی کنت اُؤدّبہ فوجہت الیہ یوما لیخرج فابطاء، فقلت لسعید الجوہری وہو فی حجرہٖ: ان ھٰذا الفتیٰ قد اشتغل بالبطالۃ، فقال سعید قوّمہ بالادب فلما خرج ضربتہ ثلاث دِرِفاتٍ لیبکی، اذا بجعفر بن یحییٰ قد استاذن علیہ فوثب الی فراشہ مسرعا وھو یمسح عینیہ لجلس، ثم قال لیدخل فدخل فقمت من المجلس وخشیتُ ان یشکونی الی جعفرٍ، فالقی منہ ما اکرہ، فاقبل علیہ بوجہٍ طلقٍ وحادثہ وضاحکہ فلما ھمّ بالحرکۃ قال یا غلام: دابتَہ، ورجعتُ فقال: ماحملک ان قمت عنّا فقلتُ خِفتُ ان تشکونی الیہ فیوبخنی، فقال: اناللّٰہ، یا ابا محمد ماکنتُ اُطلع الرشیدَ علیٰ ھٰذا، فکیف اطلع جعفرًا علیٰ انی احتاج الیٰ ادب، یغفر اللّٰہ لک، فکنتُ اھابہ بعد ذٰلک۔

لغوی تحقیق

النجابۃ (ک) شریف النسب ہونا۔ ص نجیب۔ سَداد: درستی وراستی درکردار وگفتار سدّ (س، ض) سدّا، سدادًا: موزوں ہونا۔ انسدّ: بند ہونا۔ سدّ مسدّہٗ: قائم مقام۔ ادّبہ تادیبًا: ادب سکھلانا۔ ادب (ک) ادبًا: دانشمند ہونا (ض) دعوت کا کھانا تیار کرنا۔ اُدْبۃ، مأدبۃ: کھانا جو دعوت کیلئے تیار کیا جائے۔ ج مآدب۔ ادب: اخلاقی ملکہ جو نا شائستہ باتوں سے روکے۔ ج آداب۔ البطاء وبطاء (ک) بطائً بطوءً: دیر کرنا۔ ص بطیٔ۔ الفتیٰ: نوجوان، غلام۔ ج فتیان۔ فتِیَ (س) فتیً: جوان ہونا۔ البطالۃ: بیکاری کام سے فراغت۔ دِرَر: کوڑا۔ ادر علیہ الضرب: لگاتار مارنا۔ جعفر بن یحییٰ: ابو الفضل برمکی ہارون الرشید کا وزیر تھا انتہائی ذکی وذہین، فصیح وبلیغ، جود وسخا کا پیکر۔ قتل ببغداد ۱۸۷ھ۔ وثب (ض) وثبًا: اٹھنا، کودنا دابتہ فعل محذوف کا مفعول ہے۔ اے احضر دابتہ۔ دابۃ: چوپایہ، سواری۔ ج دواب۔ دبّ (ض) دبًّا، دبیبًا رینگنا، ہاتھوں یا پیروں کے بل چلنا۔ فیوبخنی۔ توبیخًا: جھڑکنا۔ اہابۃ: ہیبت، ڈر

توضیح

یزیدی نے بیان کیا کہ سب سے پہلی چیز جو مامون کی شرافت اور راستی کے متعلق ظاہر ہوئی۔ وجہ یہ ہے کہ میں اسے ادب سکھلاتا تھا۔ ایک دن میں نے اس کے پاس آنے کیلئے کہلا بھیجا لیکن اس نے تاخیر کی۔ میں نے سعید جوہری سے کہا مامون اسی کی تربیت میں تھا کہ یہ لڑکا بیکاری میں مشغول ہونے لگا۔ سعید نے جواب دیا ادب کے ذریعہ اس کو درست کر دیجئے۔ جب سعید باہر نکلا تو میں نے تین قمچیاں لگائیں وہ رونے لگا اتنے میں جعفر بن یحییٰ نے اس سے اجازت چاہی تو وہ جلدی اپنے بستر

کی جانب کو دا اور اپنی آنکھوں کو پونچھ کر بیٹھ گیا اور کہا اندر آجائیے۔ جعفر اندر آیا اور میں مجلس سے اٹھ گیا اور مجھے جعفر سے شکایت کا اندیشہ ہوا جس کے نتیجہ میں کچھ تلخ باتیں مجھے سنی پڑیں، مگر مامون جعفر کی جانب خندہ پیشانی سے متوجہ ہو کر بات چیت کرنے لگا اور ہنسی مذاق میں مشغول ہو گیا۔ جب جعفر نے چلنے کا ارادہ کیا تو کہا اے لڑکے سواری لاؤ اور میں واپس ہو گیا تو مامون نے کہا کس چیز نے آپ کو آمادہ کیا ہمارے پاس سے اٹھنے پر تو میں نے کہا مجھے تمہاری شکایت کا اس سے اندیشہ ہوا جس کے نتیجہ میں وہ مجھے ڈانٹ ڈپٹ کرتا۔ تو مامون نے کہا اے ابو محمد انا للہ میں تو ہارون رشید کو بھی اس کی اطلاع نہیں دے سکتا چہ جائیکہ میں جعفر کو اطلاع کروں مزید برآں یہ کہ میں ادب کا محتاج ہوں۔ اللہ آپ کی بخشش کرے۔ میں اس سے اس کے بعد ڈرتا رہتا تھا۔

قَالَ ابْنُ الْكَلْبِيُّ: قَدِمَ أَوْسُ بْنُ حَارِثَةَ بْنِ لَأْمٍ الطَّائِيُّ وَحَاتِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الطَّائِيُّ عَلَى النُّعْمَانِ بْنِ الْمُنْذِرِ، فَقَالَ لِإِيَاسِ بْنِ قَبِيصَةَ الطَّائِيِّ: أَيُّهُمَا أَفْضَلُ؟ فَقَالَ: أَبَيْتَ اللَّعْنَ أَيُّهَا الْمَلِكُ إِنِّي مِنْ أَحَدِهِمَا وَلٰكِنْ سَلْهُمَا عَنْ أَنْفُسِهِمَا، فَإِنَّهُمَا يُخْبِرَانِكَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَوْسٌ فَقَالَ أَنْتَ أَفْضَلُ أَمْ حَاتِمٌ؟ فَقَالَ: أَبَيْتَ اللَّعْنَ، إِنَّ أَدْنَى وُلْدِ حَاتِمٍ أَفْضَلُ مِنِّي وَلَوْ كُنْتُ أَنَا وَوَلَدِي وَمَالِي لِحَاتِمٍ لَأَنْهَبَنَا فِي غَدَاةٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِ حَاتِمٌ فَقَالَ لَهُ: أَنْتَ أَفْضَلُ أَمْ أَوْسٌ؟ فَقَالَ: أَبَيْتَ اللَّعْنَ، إِنَّ أَدْنَى وُلْدٍ لِأَوْسٍ أَفْضَلُ مِنِّي فَقَالَ النُّعْمَانُ هٰذَا وَاللهِ السُّؤْدُدُ، وَأَمَرَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ۔

لغوی تحقیق ابن الکلبی ابو نصر محمد بن السائب بن بشیر علم تفسیر اور علم نسب میں اپنے زمانے کے امام گذرے ہیں۔ ۱۴۶ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ اوس بن حارثہ بن لام الطائی ابو جبیر عربوں میں ایک سخی، جری شخص تھا۔ مات ۶۰ء۔ حاتم بن عبداللہ الطائی۔ اس کا تذکرہ عنقریب آئیگا۔ نعمان ابن منذر اور ایاس بن قبیصہ ان دونوں کے حالات مقدمہ میں بیان ہو چکے ہیں۔ ابیت اللعن، ایام جاہلیت کے بادشاہوں کا تحیہ ہے۔ سب سے پہلے اس تحیہ کے ساتھ قحطان کو یاد کیا گیا ہے۔ لانہبنا، لام کلمہ لو کا جواب ہے۔ انہب۔ انہاب سے ماضی کا صیغہ واحد غائب ہے اور نا ضمیر جمع متکلم مفعول ہے اے لوہبنا کلنا مرۃ واحدۃ۔ السودد، سرداری، بلند مرتبہ ساد (ن) سیادۃ سُوددًا، شریف بزرگ ہونا۔ سید، سردار۔ ج سادات۔

توضیح ابن کلبی نے بیان کیا ہے کہ اوس بن حارثہ طائی اور حاتم بن عبداللہ طائی نعمان بن منذر کے پاس آئے تو نعمان نے ایاس بن قبیصہ طائی سے پوچھا ان میں سے کس کو فضیلت حاصل ہے تو اس نے کہا اللہ تعالے آپ کو لعنت کی چیزوں سے دور رکھے۔ میں بھی انھیں میں سے ایک ہوں۔ آپ انھیں سے سوال کر لیجئے وہ آپ کو بتا دیں گے۔ نعمان پر اوس داخل ہوا تو نعمان نے کہا تم افضل ہو یا حاتم تو اس

نے کہا ابیت اللعن۔ حاتم کا ادنیٰ بچہ بھی مجھ سے افضل ہے۔ اگر میں اور میری اولاد اور میرا مال حاتم کا ہوتا تو وہ ہبہ کر ڈالتا ہم کو ایک ہی دن میں۔ پھر حاتم داخل ہوا تو نعمان نے کہا تم افضل ہو یا اوس؟ تو حاتم نے جواب دیا ابیت اللعن۔ اوس کا ادنیٰ بچہ بھی مجھ سے بہتر ہے تو نعمان نے کہا قسم خدا کی یہ اونچے پایہ کے سردار ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کیلئے سوسو اونٹ کا حکم دیا۔

لا تنقي من نباح الكلب الا بكسرة خبزة تلقي اليه

کتے کے بھونکنے سے تو نہیں بچ سکتا مگر روٹی کے ٹکڑے سے جسے تو اسکی طرف ڈالے

جلس المهدى هو ابن المنصور ثالث خلفاء بنى العباس مولده سنة سبع وعشرين ومائة وكان ملكه عشر سنين وشهرا ونصفا۔ مات فى سنة تسع وستين ومائة وعاش ثلاثا واربعين سنة وصلى عليه ولده هارون الرشيد جلوسا عاما، فدخل عليه رجل وبيده منديل فيه نعل، فقال يا امير المؤمنين هذه نعل رسول الله صلى الله عليه وسلم قد اهديتها لك فاخذها منه وقبلها ووضعها على عينيه واعطاه عشرة الاف درهم فلما خرج قال لجلسائه، ما ترون؟ انى اعلم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يرها فضلا عن ان يكون قد لبسها ولو كذبناه لقال للناس اتيت امير المؤمنين بنعل رسول الله صلى الله عليه وسلم فردها علىّ وكان من يصدقه اكثر ممن يكذبه اذ كان من شان العامة الميل الى اشكالها والنصرة للضعيف على القوى وان كان ظالما فاشترينا لسانه وقبلنا هديته وصدقنا قوله وكان الذى فعلناه ارجح وانجح۔

لغوی تحقیق

لا تنقي۔ الانقاء: رہائی پانا، محفوظ رہنا، بچنا۔ نباح: کتے کی آواز۔ نبح (ف، ض) نباحا: کتے کا بھونکنا۔ ص نابح۔ ج نوابح۔ کسرۃ: ٹکڑا۔ لقمہ۔ ج کسر (ض) کسرا: جدا جدا کرنا۔ کسر ایک سے کم جیسے تہائی چوتھائی۔ ج کسور۔ خبزۃ: روٹی۔ خبز (ض) خبزا روٹی پکانا۔ القوم۔ روٹی کھلانا۔ کہا جاتا ہے خبزتہم وتمرتہم، میں نے ان کو روٹی کھجور کھلائی۔ خباز: روٹی پکانے والا، نان بائی۔ مندیل: رومال۔ ج منادیل تمندل وتندل، رومال سے صاف کرنا۔ نعل: جوتا۔ ج نعال۔ نعل (س) نعلا: جوتا پہننا۔ الدابۃ: نعل لگانا۔ قبل تقبیلاً: چومنا، بوسہ دینا۔ فضلاً مصدر ہے جو اہل عرب کے قول فضل عن المال کذا اذا ذہب اکثرہ وبقی اقلہ سے ماخوذ ہے۔ یہ ادنیٰ اور اعلیٰ دو چیزوں کے درمیان اس امر پر تنبیہ کرنے کیلئے واقع ہوتا ہے کہ نفی اعلیٰ کے وقوع سے ادنیٰ کی نفی ہو جائے اسلئے اس کا نفی کے بعد واقع ہونا ضروری ہے خواہ نفی صریحی ہو یا نفی ضمنی۔ ابو علی فارسی کے نزدیک اس کے منصوب ہونیکی وجہ یہ ہے کہ یہ فعل مقدر سے مفعول مطلق ہو۔ نحی کی وجہ سے منصوب ہے

تقدیر عبارت یوں ہے فضل انتفاء الرویۃ فضلاً عن انتفاء اللبس۔ بعض حضرات نے یہ بیان کیا ہے کہ جس ترکیب میں فضلاً واقع ہو وہ فما تنفعہم شفاعۃ الشافعین کے قبیل سے ہوتی ہے بایں معنیٰ کہ جیسے اس میں قید اور مقید دونوں کی نفی ہے یعنی نہ ان کیلئے شفاعت کرنے والے ہیں اور نہ نفع شفاعت ہے۔ اسی طرح مثال فلان لا یملک درہما فضلاً عن دینار کا مطلب یہ ہے کہ فلاں درہم ہی کا مالک نہیں ہے چہ جائیکہ وہ دینار کا مالک ہو۔ ارجح: عمدہ۔ انجح: زیادہ مناسب بہت ٹھیک۔ نجح (ف)، نجحاً: سہل اور آسان ہونا۔ نجیح: عمدہ رائے، درست رائے۔

توضیح مہدی بن منصور جو بنی عباس کے خلفاء میں سے تیسرا خلیفہ ہے، بیٹھا۔ جس کی پیدائش ۱۲۷ھ میں ہوئی۔ اور اس کی سلطنت دس برس اور ڈیڑھ ماہ رہی۔ ۴۳ سال کی عمر میں ۱۶۹ھ میں انتقال کر گیا۔ نماز اس کے لڑکے ہارون رشید نے پڑھائی۔ بیٹھا وہ مجلس عام میں تو داخل ہوا اس پر ایک آدمی جس کے ہاتھ میں رومال تھا اور اس میں جوتا تھا تو کہا اے امیر المؤمنین یہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے جوتے ہیں، میں اسے آپ کو ہدیہ میں پیش کرتا ہوں۔ مہدی نے جوتے اس سے لیکر جوتوں کو بوسہ دیا اور آنکھوں پر رکھا اسے دس ہزار درہم دیدیئے۔ جب وہ نکلا تو اس نے ہم نشینوں سے کہا تم خوب جانتے ہوگے کہ مجھے معلوم ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان جوتوں کو دیکھا نہیں ہے چہ جائیکہ آپ نے اسے پہنا ہو لیکن اگر ہم اسے جھٹلاتے تو لوگوں سے کہتا کہ میں امیر المؤمنین کے پاس حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے جوتے مبارک لے گیا اس نے قبول کرنے سے انکار کیا اور اس کو سچا سمجھنے والے زیادہ ہوتے بہ نسبت اسے جھٹلانے والوں کے چونکہ عام لوگوں کا حال اس طرح کی چیزوں کیطرف میلان کا ہے اور ضعیف کی مدد کا ہے قوی کے مقابلہ میں اگرچہ وہ ضعیف ظالم ہی ہو۔ تو ہم نے اس کی زبان خرید لی اور اس کا ہدیہ قبول کیا اور اس کی تصدیق کی اور جو ہم نے کیا وہ زیادہ راجح اور کامیاب شکل ہے

فضل العلماء على الملوك

بادشاہوں پر علماء کی فضیلت

حكى المسعودي في شرح المقامات ان المهدي لما دخل البصرة رأى اياس بن معاوية وهو صبي وخلفه اربع مائة من العلماء واصحاب الطيالسة واياس يقدمهم فقال المهدي أُفٍّ لهؤلاء اما كان فيهم شيخ يقدمهم غير هذا الحدث ثم ان المهدي التفت اليه وقال كم سنك يافتي! سني (اطال الله بقاء امير المؤمنين) سن اسامة بن زيد بن حارثة لما ولاه رسول الله صلى الله عليه وسلم جيشا فيهم ابوبكر وعمر فقال تقدم بارك الله فيك قلت: الصواب ان اياسا لم يدرك زمان المهدي قال الحافظ الذهبي في التاريخ الكبير ان اياسا قاضي البصرة توفي زمان بني امية ستة مائة وتسع عشرة ولم يلحق

دولۃ بنی العباس ويقال سنه اذ ذاك سبع عشرة سنة، وَلّاه قضاء البصرة عمر بن عبد العزيز رضی اللہ عنہ وحسبك بمن يختاره عمر بن عبد العزيز لهذا المنصب ؂

لغوی تحقیق المسعودی - عبدالرحمٰن بن عتبہ بن عبداللہ بن مسعود کوفی جلیل القدر تبع تابعین میں سے ہیں۔ اور تصنیف میں مہارت کاملہ رکھتے ہیں - مروج الذہب، شرح مقامات آپ ہی کی تصنیف کردہ ہیں۔ صبی: بچہ، طفل، نادان شخص - الطيالسة: ہری چادر جس کو مشائخ علماء شرفاء استعمال کرتے تھے۔ افّ - لغۃً ناخن کا کترنا، یا کان کے گرد کو کہتے ہیں۔ عرفاً بدحواس ہونے یا کسی چیز کو ناگوار سمجھنے کے وقت استعمال میں آتا ہے۔ مؤلف نے اس میں ۳۹ لغتیں درج کی ہیں۔ قرآن میں یہ لفظ اُفٍّ، افِّ ہر طرح پڑھا گیا ہے - افّ (ض) افًّا: بیقراری کیوجہ سے اف اف کہنا۔ سنک - سن: عمر۔ اسامۃ بن زید بن حارثہ ابوزید کلبی تنوخی مشہور و معروف صحابی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بلقاء کیطرف ایک دستہ کا امیر بنا کر روانہ کیا تھا اس وقت آپکی عمر بیس سال سے بھی کم تھی - پچھتر سال کی عمر میں ۵۴ھ میں اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے - الحافظ الذہبی - شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد بن قایماز دمشقی ۶۷۳ھ میں پیدا ہوئے اور بہت بڑے محدث اور مؤرخ تھے - فنِ رجال میں مہارتِ کاملہ رکھتے تھے - یوں تو آپ کی تمام تصانیف علمی شاہکار ہیں لیکن تاریخ النبلاء ۲۰ جلد، تاریخ اسلام ۲۰ جلد مختصر تاریخ ابن عساکر دس جلد، طبقات الحفاظ، الدول الاسلامیہ خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہیں۔ آپنے ۷۴۸ھ میں وفات پائی۔

توضیح مسعودی نے شرح مقامات میں یہ نقل کیا ہے کہ جب مہدی بصرہ میں داخل ہوا تو یہ دیکھا کہ ایاس بن معاویہ دراز تھا لیکہ اس کے پیچھے چار سو علماء اور مشائخ ہیں اور ایاس ان کے آگے آگے ہیں تو مہدی نے کہا ان پر افسوس ہے کیا ان میں کوئی معمر شخص نہیں ہے جو ان کے آگے آگے ہوتا اس نوجوان کے علاوہ - اس کے بعد مہدی ایاس کی جانب متوجہ ہوا اور سوال کیا کہ تمہاری کیا عمر ہے اے لڑکے؟ تو ایاس نے کہا میری عمر (اللہ امیرالمؤمنین کی حیات دراز کرے) اسامہ بن زید بن حارثہ کی عمر کے برابر ہے جبکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایسے لشکر کا کمانڈر بنایا جس میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے - تو مہدی نے کہا تقدم بارک اللہ فیک میں کہتا ہوں صحیح یہ ہے کہ ایاس نے مہدی کا زمانہ نہیں پایا۔

حافظ ذہبی نے تاریخ کبیر میں لکھا ہے کہ ایاس نے جو بصرہ کے قاضی تھے - بنی امیہ کے زمانے میں ۱۱۹ھ میں وفات پائی اور بنی عباس کی حکومت کو نہیں پایا اور کہا جاتا ہے کہ اس وقت ایاس کی عمر ستر سال کی تھی - بصرہ کا قاضی ایاس کو عمر بن عبدالعزیز نے بنایا تھا اور تیرے لئے کافی ہے کہ ایاس کو عمر بن عبدالعزیز نے اس منصب قضاء کے لئے منتخب کیا تھا۔

وَیذکر عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ انّہٗ مرّ یومًا فی السّوق علی المشتغلین بتجاراتہم فقال: انتم ھٰھُنَا؟ ومیراثُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یُقسم فی المسجد، فقاموا سِراعًا فلم یجدوا فیہ الا القرآن اوالذکر او مجالس العلم فقالوا: این ما قلت یا اباھریرۃ؟ فقال: ھٰذا میراث محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقسم بین ورثتہٖ ولیس مواریثہٗ دنیاکم قیل للخلیل ابن احمد: ایھما افضلُ؟ العلم او المالُ قال: العلم قیل لہٗ: فمابال العلمآء؟ یزدحمون علی ابواب الملوک والملوک لا یزدحمون علی ابواب العلماء قال: ذٰلک لمعرفۃ العلمآء بحق الملوک وجھل الملوک بحق العلمآء۔

لغوی تحقیق

ابوہریرہ: مشہور صحابی ہیں رضی اللہ عنہ۔ آپ کے نام میں تقریبًا ۳۰ قول ہیں۔ صحیح قول یہ ہے کہ آپ کا نام عبدالرحمٰن ابن صخر ہے، ابوہریرہ آپ کی کنیت ہے۔ ایک مرتبہ آپ بلی کے بچے کو آستین میں لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا اے عبدالرحمٰن آستین میں کیا لئے ہو؟ تو انھوں نے فرمایا: بلی کا بچہ اور دکھلا دیا۔ اسی وقت حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خطاب دیا ابوہریرہ۔ ہریرہ بلی کے بچے کو کہتے ہیں۔ اب بمعنیٰ والا۔ بلی کے بچے والے۔ زمانۂ جاہلیت میں آپ کا نام عبدشمس تھا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ نام بدل کر عبدالرحمٰن رکھا تھا۔ امام شافعیؒ کا کہنا ہے کہ آپ کے زمانہ میں آپ سے زیادہ حافظِ حدیث کوئی نہ تھا۔ آپ نے ۷۸ سال کی عمر میں ۵۷ھ یا ۵۹ھ میں وفات پائی اور بقیع میں دفن کردیئے گئے۔ خلیل بن احمد آپ کے احوال مقدمہ میں بیان کردیئے گئے ہیں، وہاں مراجعت کرلی جائے۔

توضیح

اور حضرت ابوہریرہؓ کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہؓ بازار میں تجارت میں مشغول حضرات کے پاس سے گذرے تو فرمانے لگے تم یہاں ہو اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی میراث مسجد میں تقسیم کی جارہی ہے، وہ جلدی اٹھ کھڑے ہوئے۔ انھوں نے مسجد میں قرآن، ذکر اور علم کی مجلس کے سوا کچھ نہیں پایا۔ تو لوگوں نے کہا اے ابوہریرہ کہاں ہے جو تم کہہ رہے تھے تو فرمایا یہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی میراث ہے جو ان کے ورثاء میں تقسیم کی جاتی ہے۔ ان کی وراثت تمہاری دنیا نہیں۔ خلیل بن احمد سے پوچھا گیا ان میں سے کون افضل ہے علم یا مال؟ تو انھوں نے کہا علم تو ان سے کہا گیا علماء کا کیا حال ہے کہ وہ بادشاہوں کے دروازوں پر بھیڑ لگا دیتے ہیں اور بادشاہ علماء کے دروازوں پر بھیڑ نہیں لگاتے۔ فرمایا یہ بادشاہوں کے حق کو علماء کے پہچاننے کی وجہ سے اور بادشاہوں کے علماء کے حق نہ جاننے کی وجہ سے۔

لاتعملوا بقول احدٍ من غیر تدبّرٍ

بلا سوچے سمجھے کسی کی بات پر عمل نہ کرو

حدث الشعبی قال: صاد رجلٌ قمریۃً فقالت: ما ترید ان تصنع؟ قال اذبحُکِ، وآکلک

فقالت، واللہ مَا اَشبِعُ مِن جُوعٍ وَخیرٌ لك من اكلي ان اُعلمكَ ثلث خصالٍ واحدۃٌ وانا في يدك والثانيةَ وانا على الشجرۃ، والثالثةَ وانا على الجبل، قال، هاتِ، قالت لاتلهفنَّ على ما فات فخلّى سبيلها فلما صارت على الشجرۃ قالت لاتصدقنَّ بما لا يكونُ انّہٗ سيكون، فلما صارت على الجبل، قالت لہٗ، ياشقيُّ لو ذبحتني، اخرجتَ مِن حوصلتي دُرّتَين، كلُّ واحدۃٍ عشرونَ مثقالاً قال: فعضّ الرجلُ على شفته تلهُّفاً ثم قالَ هاتِ الثالثَ، فقالت: انتَ قد نسيتَ ثنتين فكيف اخبرك بالثالثة، الم اَقُلْ لكَ لاتلهفنَّ على ما فاتَ، ولاتصدقنَّ بما لايكونُ انّہٗ سيكونَ انا ولحمي، ودمي وريشي لايكون في عشرون مثقالا فكيف يكون في حوصلتي دُرّتان كلّ واحد عشرون مثقالاً، ثم طارتْ و ذهبت ؎

لغوی تحقیق

الشعبی. جلیل القدر تابعی اور مشہور و معروف محدث ہیں۔ صادَ (ض) صیدًا: شکار کرنا۔ صیّاد شکار کرنے والا۔ قُمریّۃ: فاختہ کے مانند ایک مشہور پرندہ ہے۔ ج قماری۔ اذبحکَ۔ ذبح (ف) ذبحًا: ذبح کرنا، شرعی طور پر جانور کو حلال کرنا۔ اشبعَ، اشباعًا۔ ؤ کھلاکر شکم سیر کرنا۔ شبع (س) شبعًا: شکم سیر ہونا۔ شبعان: آسودہ۔ شبَع: کھانے کی وہ مقدار جو آسودہ کردے۔ جوعٌ: بھوک۔ جاعَ (ن) جوعًا: بھوکا ہونا۔ صفت جائعٌ۔ ج جیاع ہاتِ۔ اسم فعل ہے بمعنیٰ اعطنی۔ بعض لوگوں کی رائے ہے کہ اس کی اصل آت ہے، ہمزہ کو ہاء سے بدل دیا گیا جیسے ہیا اور ہراق۔ اس کی تائید اہلِ عرب کے قول ما ہاتیک سے ہوتی ہے۔ لاتلہفنَّ (س) لہفًا: اداس ہونا، غمگین ہونا۔ افسوس کرنا۔ صفت لہف، لہیف، لہفان: افسوس کرنیوالا۔ ملہوف: رنجیدہ، جس کا مال برباد ہوگیا ہو۔ حوصلتی: حوصلہ پوٹا، جانوروں کا معدہ۔ مثقالٌ: تولنے کے اوزان۔ ج مثاقیل۔ عضّ (س) عضًّا: دانت سے کاٹنا، پکڑنا۔ درّۃ: موتی۔ ج در، درر۔ شفتۃ۔ ج شفاہ، شفۃ (ف) شفہًا: ہونٹ پر مارنا۔ نسیتَ (س) نسیًا، نسیانًا: یاد نہ رہنا۔ بھولنا۔ دمی۔ دم: خون۔ ج دماء۔ طارت (ض) طیرًا، طیرانًا۔ الطائر۔ اڑنا۔ صیتۃ: مشہور ہونا۔ طیر، طائر: چڑیا طیارہ: ہوائی جہاز ؎

توضیح

شعبی نے بیان کیا کہ ایک شخص نے قمری شکار کی تو اس قمری نے کہا تیرا کیا کرنیکا ارادہ ہے۔ اس نے کہا کہا تجھے ذبح کروں گا اور کھاؤں گا تو قمری نے کہا قسم خدا کی میں بھوک سے تیرا پیٹ نہیں بھر سکتا اور مجھے کھانے سے تیرے لئے بہتر یہ ہے کہ میں تجھے تین عادت بتادوں۔ پہلی اس حال میں کہ میں تمہارے ہاتھ میں رہوں۔ دوسری اس حال میں کہ میں درخت پر رہوں، تیسری پہاڑ پر۔ شکاری نے کہا کہ بتاؤ اس نے کہا فوت شدہ چیز پر افسوس نہ کرنا۔ جب اس نے اس کے راستہ کو خالی کردیا (اسے چھوڑ دیا) اور وہ درخت پر چلی گئی تو اس نے کہا کہ تو کبھی تصدیق نہ کرنا اس بات کی جو ہونے والی نہ ہو کہ وہ عنقریب ہو جائے گی۔ جب وہ پہاڑ پر گئی تو اس نے کہا کہ اے بدبخت اگر تو مجھے ذبح کرتا تو میرے پوٹے سے دو موتی نکالتا، ہر ایک بیس مثقال کا ہے۔ شعبی کہتے ہیں کہ وہ شخص افسوس کی وجہ سے اپنا ہونٹ کاٹنے لگا۔ پھر کہا کہ تیسری بات بتا تو اس نے کہا کہ تونے

تو دو باتیں بھلادیں تو کیسے میں تجھے تیسری بات بتادوں۔ کیا میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا کہ کسی چیز کے جانے پر افسوس نہ کرنا، اور ایک ناممکن کے بارے میں تصدیق نہ کرنا کہ وہ ہو جائیگا۔ میں، میرا گوشت، میرا خون، میرے پر میرے اندر بیس مثقال کے برابر نہیں ہے تو کیسے میرے پوٹہ میں دو موتی ہوں گے کہ ہر ایک بیس بیس مثقال کا ہو، پھر وہ اڑ کر چلی گئی۔

اغراءُ الصَّدیق علی الصَّدیق

دوست کو دوست پر ابھارنا

وَجَّہ عبد الملک الشعبیَّ الیٰ مَلِکِ الروم فی بعض الامور فاستکبر الشعبیَّ فقال لہٗ من اھل بیت الملک انتَ؟ قال، لا فلما ارادَ الرجوعَ الیٰ عبد الملکِ حمَّلہٗ رقعۃً لطیفۃً وقال لہٗ، اذا بلّغتَ صاحبکَ جمیع ما یحتاج الیٰ معرفتہٖ من ناحیتنا فارفع الیہِ ھٰذہ الرقعۃ فلمّا رجع الیٰ عبد الملک ذکر لہٗ ما احتاج الیٰ ذکرہٖ ونھض فلمّا خرجَ ذکر الرقعۃَ فرَجَعَ فقال یا امیر المؤمنین انَّہٗ حمَّلنِی الیکَ رقعۃً اُنسیتُھَا فدفعھَا الیہ ونھض فقرأھا عبد الملک و امر بردّہٖ فقالَ اَعلمتَ ما فی الرقعۃ؟ قال لا، قال، فیھا، عجبتُ من العرب کیفَ ملّکتْ غیر ھٰذا؟ افتدری لِمَ کتبَ الیّ بھٰذا؟ قال: لا، قال حسَدَنی علیکَ فاراد ان یُغرِیَنی بقتلکَ فقال الشعبیُّ لو راٰکَ یا امیر المؤمنین ما استکبرنی فبلغ ذٰلکَ ملکَ الروم فذکر عبد الملک وقال، للہ ابوہٗ، وَاللہِ ما اردتُ الا ذٰلک :

لغوی تحقیق اغرآء: ابھارنا۔ استکبر: بزرگ جاننا۔ نھض (ف) نھضًا، نھوضًا: اٹھنا، کھڑا ہونا۔ ناھض مقابلہ کرنا۔ حسّد: حسد دلانا۔ حسد (ض ن) حسدًا دوسرے سے نعمت کے زوال اور اپنے لئے حصول کی تمنا کرنا۔ صفت حاسد۔ ج حُسّاد۔

توضیح عبد الملک نے شعبی کو شاہِ روم کے پاس کسی معاملہ میں بھیجا، شاہِ روم نے شعبی کو بڑا سمجھا اور کہا شعبی سے کہ آپ شاہی گھرانے سے ہیں۔ شعبی نے کہا جی نہیں۔ جب شعبی نے عبد الملک کے پاس لوٹنے کا ارادہ کیا تو شاہِ روم نے ان کو ایک لطیف پرچی دی اور کہا جب تو پہنچا دے اپنے ساتھی کو ہمارے علاقے متعلق تمام ان ضروری چیزوں کو جن کو جاننے کی ضرورت ہے تو اسے یہ پرچی دینا۔ جب شعبی عبد الملک کے پاس لوٹے تو تمام ضروری باتوں کا تذکرہ کیا اور اٹھ گئے۔ جب نکلنے کا ارادہ کیا تو پرچی یاد آئی تو لوٹ کر کہا اے امیر المومنین مجھے آپ کے لئے ایک پرچی دی ہے جس کو میں بھول گیا تھا چنانچہ شعبی نے عبد الملک کو وہ پرچی دی اور اٹھ گئے تو اسے عبد الملک نے پڑھا اور شعبی کو واپس کرنیکا حکم کیا اور کہا کیا تجھ کو معلوم ہے جو پرچی میں ہے کہا نہیں

عبدالملک نے کہا اس میں یہ لکھا ہے کہ مجھے عربوں پر تعجب ہے کہ انھوں نے اسکے علاوہ کو کیسے بادشاہ بنایا۔ کیا تم جانتے ہو کہ میرے پاس کیوں لکھا شعبی نے کہا نہیں۔ عبدالملک نے کہا مجھے تم پر حاسد بنایا اور مجھ کو تیرے قتل پر آمادہ کرنا چاہا تو شعبی نے کہا اگر آپ کو دیکھتا اے امیرالمؤمنین تو وہ مجھے بڑا خیال نہیں کرتا۔ یہ بات شاہ روم کو معلوم ہوئی تو اس نے عبدالملک کا ذکر کیا اور کہا قسم خدا کی میں نے نہیں ارادہ کیا تھا مگر اسی کا۔

ظرافۃ ادبیۃ

ادبانہ چٹکلہ

قَالَ اَبُو عثمَانَ بنُ بَحْرٍ الجاحِظُ، اَخبَرَنِی رَجُلٌ مِنْ رُؤُسَاءِ التُّجَّارِ قَالَ: کَانَ مَعَنَا فِی السَّفِینَۃِ شَیْخٌ شَرِسُ السَّیِّءِ الْخُلُقِ طَوِیْلُ الاَطْرَاقِ، وَکَانَ اِذَا ذُکِرَ لَہُ الشِّیْعَۃُ غَضِبَ وَارْبَدَّ وَجْھُہٗ، وَزَوٰی مِنْ حَاجِبَیْہِ، فَقُلْتُ لَہٗ یَوْمًا: یَرحَمُكَ اللهُ مَا الَّذِیْ تَکْرَھُہٗ مِنَ الشِّیْعَۃِ؟ فَاِنِّیْ رَأَیْتُكَ اِذَا ذُکِرُوْا غَضِبْتَ، وَقَبَضْتَ قَالَ: مَا اَکْرَہُ مِنْھُمْ اِلَّا ھٰذِہِ الشِّیْنَ فِیْ اَوَّلِ اسْمِھِمْ فَاِنِّیْ لَمْ اَجِدْھَا قَطُّ اِلَّا فِیْ کُلِّ شَرٍّ وَشُؤْمٍ وَشَیْطَانٍ وَشَغْبٍ وَشَقَاءٍ وَشَنَارٍ وَشَرَرٍ وَشَیْنٍ وَشَکْوٰی وَشُھْرَۃٍ وَشَتْمٍ وَشُحٍّ قَالَ اَبُو عُثْمَانَ فَمَا ثَبَتَ لِشِیْعِیٍّ بَعْدَھَا قَائِمَۃٌ۔

لغوی تحقیق

ظرافۃ: خوش طبعی، مذاق، دلگی، تمسخر، چٹکلہ۔ ابوعثمان عمرو بن بحر بن محبوب الجاحظ الاصفہانی۔ امام الادباء، صاحب القلم ۲۵۵ھ میں وفات پائی۔ عقیدۃً معتزلی تھا، فرقۂ جاحظیہ اسی کی طرف منسوب ہے، امام جاحظ اگرچہ بدصورتی میں ضرب المثل ہے اور کسی نے یہانتک کہدیا ہے ؎

لو یمسخ الخنزیر مسخاً ثانیا ٭ ما کان الا دون مسخ الجاحظ

نیز خلیفہ متوکل علی اللہ نے جب اس کو اپنی اولاد کی تعلیم کیلئے بلایا تو اس کی بدصورتی سے نہایت منقبض ہوا اور دس ہزار درہم دے کر واپس کر دیا مگر اللہ تعالےٰ نے دولتِ علم سے بھی ایسا نوازا تھا کہ فضل و کمال میں ان کی مثال نہ تھی۔ کتاب الحیوان، کتاب المرجان، کتاب البیان والتبیین وغیرہ اس کا کھلا ہوا ثبوت ہے۔ اطراق۔ اطرق، اطراقاً: خاموش رہنا۔ اربد۔ اربداداً: خاکستر ہونا، شرعی بدخصلت۔ شرس (س) شرساً۔ شراسۃ: بدخصلت ہونا۔ الشیعۃ: پیرو مددگار۔ ج شیع، اشیاع۔ اس لفظ کا غالب استعمال ان لوگوں کے لئے ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے طرفدار ہیں۔ زوی۔ یزوی۔ زیا، زویا الشئ: جمع کرنا، قبضہ کرنا۔ شوم: منحوس، شیطان، شریر و نافرمان۔ ج شیاطین۔ شطن۔ (ن) شطناً سے ہے بمعنیٰ مخالفت کرنا۔ کیونکہ شیطان نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی ہے۔ یا سطنت الدار شطوناً سے ہے بمعنیٰ دور ہونا۔ اسلئے کہ شیطان اللہ کی رحمت سے دور ہے۔ شغب (ف، س) شغبا، فساد مچانا۔ شقاء۔ شقی (ض)

شقًا: بدبخت ہونا۔ شنارٌ: عار، بدترین عیب۔ شین: عیب۔ شتم (ض) شتمًا: گالی دینا۔ شح: کنجوسی۔ شح (ن، ض، س) شحا: بخل کرنا، کنجوسی کرنا۔

توضیح ابوعثمان بن بحر جاحظ نے کہا مجھے بڑے تاجروں میں سے ایک شخص نے بتایا کہ ہمارے ساتھ کشتی میں ایک بوڑھا تھا جو بہت خاموش اور نہایت بدخلق تھا۔ اس کے سامنے جب شیعہ کا تذکرہ ہوتا تو وہ غصہ ہوتا اور اس کا چہرہ متغیر ہو جاتا اور بھنویں چڑھا لیتا۔ تو میں نے اس سے ایک دن کہا اللہ تجھ پر رحم کرے تجھے کس بناء پر شیعہ سے چڑ ہے۔ میں نے تمہیں دیکھا کہ جب شیعہ کا ذکر ہوتا ہے تو تم غصہ ہو جاتے ہو اور منقبض ہو جاتے ہو۔ کہا ان کے نام کے شروع میں شین ہے مجھے اس سے چڑ ہے اسلئے کہ وہ شین میں نے نہیں پایا مگر ہر شر اور شوم اور شیطان اور شغب اور شنار اور شر اور شین اور شوک اور شکوی اور شہرہ اور شتم اور شح۔ ابوعثمان نے کہا اس کے بعد کسی شیعہ کا پاؤں ثابت نہ رہ سکا

وَقَالَ رَجُلٌ لِبَعْضِ وُلَاةِ بَنِي الْعَبَّاسِ: أَنَا أَجْعَلُ فِي هِشَامِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ أَنْ يَقُولَ فِي عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِنَّهُ ظَالِمٌ، قَالَ لَهُ: نَشَدْتُكَ اللهَ أَبَا مُحَمَّدٍ! أَمَا تَعْلَمُ؟ إِنَّ عَلِيًّا بَارَزَ الْعَبَّاسَ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ فَمِنَ الظَّالِمُ مِنْهُمَا؟ فَكَرِهَ أَنْ يَقُولَ الْعَبَّاسُ فَيُوَاقِعَ سَخَطَ الْخَلِيفَةِ أَوْ يَقُولَ عَلِيٌّ فَيَنْقُضَ أَصْلَهُ قَالَ: مَا مِنْهُمَا ظَالِمٌ، قَالَ: فَكَيْفَ يَتَنَازَعُ اثْنَانِ فِي شَيْءٍ لَا يَكُونُ أَحَدُهُمَا ظَالِمًا؟ قَالَ قَدْ تَنَازَعَ الْمَلَكَانِ عِنْدَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَا فِيهِمَا ظَالِمٌ وَلٰكِنْ لِيُنَبِّهَا دَاوُدَ عَلَى الْخَطِيئَةِ وَكَذٰلِكَ هٰذَانِ أَرَادَا تَنْبِيهَ أَبِي بَكْرٍ مِنْ خَطِيئَتِهِ، فَأَسْكَتَ الرَّجُلَ وَأَمَرَ الْخَلِيفَةُ لِهِشَامٍ بِصِلَةٍ.

لغوی تحقیق ولاۃ جمع والی، بادشاہ، حاکم۔ ہشام بن عبدالحکم: آپ کے حالات مقدمہ میں بیان کر دیئے گئے ہیں نشدتک (ن، ض) نشدًا، نشدۃً: اللہ کی قسم دینا۔ الضالۃ: گمشدہ کو تلاش کرنا۔ بارز: جنگ کیلئے مقابلہ پر نکلنا۔ برز (ن) بروزًا: میدان کیطرف نکلنا (ک) برازۃ: فضیلت یا بہادری میں اپنے ساتھیوں سے بڑھ جانا۔ سخط: غیض و غضب، غصہ۔ اسکت: خاموش کر دیا۔

توضیح ایک شخص نے بنی عباس کے کسی والی سے کہا کہ میں ہشام بن عبدالحکم کو مجبور کر دوں گا کہ وہ حضرت علیؓ کے بارے میں کہے کہ وہ ظالم ہے۔ اس نے ہشام سے کہا میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں اے ابومحمد! کیا تو نہیں جانتا کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے پاس حضرت عباسؓ سے جھگڑا کیا تھا۔ کہا ہاں۔ کہا ان میں سے کون ظالم ہے۔ تو ہشام نے ناپسندیدہ سمجھا کہ وہ حضرت عباس کا نام لے جس کی بناء پر خلیفہ کی ناراضگی میں مبتلا ہوتا۔ یا حضرت علی کا نام لیتا کہ اس کے اعتقاد پر ضرب آتی تو ہشام نے کہا ان میں سے کوئی ظالم نہیں۔ اس نے کہا تو دو شخص ایک چیز کے بارے میں کیسے لڑ سکتے ہیں جب تک کہ ان میں سے کوئی ایک ظالم نہ ہو۔ کہا کہ دو فرشتوں نے

اپنا جھگڑا پیش کیا تھا حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس اور ان میں سے کوئی بھی ظالم نہیں تھا، لیکن یہ حضرت داؤد علیہ السلام کی غلطی پر تنبیہ کیلئے تھا اور اسی طرح ان دونوں نے حضرت ابوبکر کو ان کی غلطی پر تنبیہ کرنے کا ارادہ کیا تو ہشام نے اس شخص کو خاموش کردیا اور خلیفہ نے ہشام کو انعام دینے کا حکم دیا۔

(وَسَمِعَ) اَعْرَابِيٌّ اَبَا المَكْنُونِ النَّحْوِيَّ وَهُوَ يَقُولُ فِي دُعَاءِ الاسْتِسْقَاءِ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَاِلٰهَنَا وَمَوْلَانَا صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ نَبِيِّنَا، وَمَنْ اَرَادَ بِنَا سُوْءً فَاَحِطْ ذٰلِكَ السُّوْءَ بِهٖ كَاِحَاطَةِ القَلَائِدِ بِاَعْنَاقِ الوَلَائِدِ ثُمَّ اَرْسِخْهُ عَلٰى هَامَتِهٖ كَرُسُوْخِ السِّجِّيْلِ عَلٰى هَامِ اَصْحَابِ الفِيْلِ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا مُرِيْعًا مُجَلْجِلًا مُسْحَنْفِرًا سَحًّا مَسْفُوْحًا طَبَقًا غَدَقًا مُنْفَجِرًا نَافِعًا لِعَامَّتِنَا وَغَيْرَ ضَارٍّ لِخَاصَّتِنَا، فَقَالَ الاَعْرَابِيُّ، يَا خَلِيْفَةَ نُوْحٍ هٰذَا الطُّوْفَانُ وَرَبِّ الكَعْبَةِ، دَعْنِيْ حَتّٰى اٰوِيْ اِلٰى جَبَلٍ يَعْصِمُنِيْ مِنَ المَاءِ؛

لغوی تحقیق استسقاء، بارش طلب کرنا۔ اَحِطْ۔ احاطہ سے امر حاضر ہے۔ قلائد۔ جمع قلادۃ: ہار، مالا۔ اعناق۔ جمع عنق: گردن، گلا۔ الولائد۔ جمع ولیدۃ: مادہ۔ ولدت لدۃً: جننا۔ ارسخہ۔ ارساخ سے امر حاضر ہے ثابت اور پختہ کرنا۔ رسخ (ن) رسوخًا: گڑھ جانا۔ ہامۃ بتخفیف میم: بمعنی پیشانی اور ہامّۃ بتشدید میم: ہر زہریلا جانور جیسے سانپ بچھو وغیرہ۔ ج ہوام اور کبھی ہوام کا اطلاق ان کیڑوں پر بھی ہوتا ہے جو زہریلے نہیں ہوتے ہیں مثلاً حدیث شریف میں ہے ایوذیک ہوام راسک۔ یہاں ہوام راس سے مراد جوئیں ہیں۔ السجیل: کنکر۔ فریابی نے مجاہد سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ سجیل فارسی زبان کے دو کلمے ہیں۔ جن کو اہل عرب نے ایک کلمہ بنا دیا۔ ایک کلمہ ان میں سج بمعنی پتھر اور دوسرا کلمہ جیل بمعنی مٹی۔ پس اس کے معنے سنگ گل یعنے کنکر ہوئے۔ ابن جنی نے کتاب المحتسب میں ذکر کیا ہے کہ حبش کی زبان میں سجل کے معنے کتاب کے ہیں بعض نے سجیل کو اسی سے ماخوذ مانا ہے۔ اصحاب الفیل: ابرہہ کے ساتھی۔ جن لوگوں نے مکہ پر چڑھائی کی تھی۔ غیثًا: مراد بارش۔ مغیثًا: فریاد سننے والا۔ مریعًا۔ امرع الوادی و مرع (س) مرعًا (ک) مراعۃً: ہرا بھرا ہونا۔ مجلجلًا: گرجنے والا بادل۔ مسحنفرًا۔ اسحنفر المطر: بکثرت ہونا۔ سحًّا (ن) وسحوحًا: بہت بہنا۔ طبقًا: عام بارش۔ غدقًا: بڑی بڑی بوندوں والی بارش۔ الطوفان: ڈبو دینے والا سیلاب۔ اخفش نے کہا ہے کہ قیاس کے مطابق اس کا واحد طوفانۃ ہے۔ دعنی۔ ودع یدع: چھوڑنا۔ آوی (ض) اویا، اوائ الیہ: پناہ لینا۔ ماوی۔ جائے پناہ۔ یعصمنی (ض) عصمۃً: حفاظت کرنا (س) عصمًا۔ الظبی: سفید ٹانگوں والا ہونا۔ عصم: وہ جانور جس کا ایک یا دونوں اگلا پیر سفید ہو۔

توضیح ایک اعرابی نے ابوالمکنون نحوی کو سنا کہ وہ کہہ رہا ہے دعاء استسقاء میں اے اللہ، اے ہمارے رب، اے ہمارے مولیٰ ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر رحمت کاملہ نازل فرما اور ہمارے ساتھ جو کوئی برائی کا ارادہ کرے تو احاطہ کر اس برائی کا جس طرح ہار کا احاطہ ہوتا ہے عورتوں کی گردنوں میں، پھر اسکی

کھوپڑی پر اس کو راسخ کر دے جس طرح کنکریاں راسخ ہو گئی تھیں اصحاب فیل کی کھوپڑیوں پر، اے اللہ ہمیں ایسی بارش سے سیراب کر دے جو فریاد رسنے والی ارزانی کا سبب ہو، بہت زیادہ گرج کر برسنے والی ہو، خوب بہنے والی ہو، عام ہو، موسلا دھار بارش ہو، ہم سبھوں کیلئے مفید ہو کسی کیلئے مضر نہ ہو۔ تو اعرابی نے کہا۔ اے نوح کے خلیفہ یہ طوفان ہے قسم ہے رب کعبہ کی تو مجھے چھوڑ دے تاکہ میں ایسے پہاڑ میں جا کر پناہ لے لوں جو مجھے پانی سے بچا لے۔

الاستقسام بالازلام

تیروں کے ذریعہ فال نکالنا

معنی الاستقسام بالازلام طلبُ معرفۃِ ما قُسِمَ مِنَ الخیرِ والشرِّ بواسطۃ ضربِ الاقداح وقیل معنی الاستقسام بالازلام طلبُ معرفۃِ قسمۃِ الجزورِ باقداحٍ وھی عشرۃ اقداحٍ الفذُّ ثم التوأمُ ثم الرقیبُ ثم الحلسُ ثم النافسُ ثم المُسْبِلُ ثم المُعلّٰی وھٰذہ الاقداحُ السبعۃ لھا انصباءٌ مِن جزورٍ ینحرونھا ویقسمونھا علی العادۃ بینھم والثلٰثۃ الاُخر لانصیبَ لھا وھو السفیح والمنیح والوغد کان اھل الجاھلیۃ یجمعون عشرۃ انفس ویشترون جزوراً ویجعلون لحمہ ثمانیۃ وعشرین جزءً ویجعلون لکلِّ واحدٍ من صاحب الازلام نصیباً معلوماً للفذ سھمٌ وللتوأم سھمانِ وللرقیب ثلاثۃ اسھم وللحلس اربعۃ اسھم وللنافس خمسۃٌ وللمسبل ستۃٌ وللمعلّٰی سبعۃٌ ویجعلون الازلام فی خریطۃٍ ویضعونھا علی یدِ رجلٍ ثم یجعل ذٰلک الرجل یحرکھا فیحرّہ باسم کل رجلٍ قدحاً منھا ومَن خرج لہ قدحٌ من اربابِ الانصباءِ یجعلہ الی الفقراءِ ولا یاکل منہ شیئاً ویفتخرون بذٰلک ویذمّون من لم یدخل فیہ ویسمّونہ البرمَ یعنی اللئیمَ۔

لغوی تحقیق ازلام جمع زلم: فال نکالنے کا تیر۔ اقداح۔ جمع قدح، بے پھل اور بے پر کا تیر۔ خریطۃ، بیگ، سیاہی کا تھیلا۔ ج خرائط۔ خرط (ن) خرط الجواھر: تھیلے میں جمع کرنا۔ الورق: ہاتھ سے مار کر پتے جھاڑنا۔ العود: کھرادسے برابر کرنا۔ الجزور۔ جمع جزار: قصاب۔ انصباء۔ جمع نصیب: حصہ۔ یذمون۔ ذم (ن) ذماً: برا کہنا، تنقید کرنا۔ البرم: کنجوس۔ برم (س) برماً: تنگدل ہونا۔

توضیح الاستقسام بالازلام کا مطلب خیر اور شر میں سے جو تقسیم کی گئی ہے اس کا پہچاننا ہے تیروں کے مارنے کے ذریعہ اور کہا گیا ہے الاستقسام بالازلام کا مطلب اونٹ کے گوشت کی تقسیم کا طریقہ جاننا ہے تیروں کے ذریعہ اور وہ دس تیر ہیں فذ، پھر توأم پھر رقیب پھر حلس پھر نافس پھر مسبل پھر معلّٰی۔ اور یہ سات تیر اس کے حصہ ہیں ان اونٹوں میں سے جنھیں وہ ذبح کرتے ہیں اور ان کو حسب عادت تقسیم کرتے ہیں اپنے درمیان۔

اور دوسرے تین تیروں کا کوئی حصہ نہیں ہے، سفیح، منیح، و غد۔ جاہلیت والے دس آدمیوں کو جمع کرتے تھے اور اونٹ خریدتے تھے اور اس کے گوشت کو اٹھائیس جگہ تقسیم کرتے تھے اور تیروں ہی سے ہر ایک کیلئے ایک مقررہ حصہ رکھتے تھے۔ فذ کا ایک حصہ، توأم کے دو حصے، اور رقیب کے تین حصے اور حلس کے چار حصے اور نافس کے پانچ حصے اور مُسبل کے چھ حصے اور معلّی کے سات حصے ہوتے تھے، اور تیروں کو ایک تھیلہ میں ڈال کر کسی آدمی کے ہاتھ میں رکھتے تھے، پھر ہر شخص کے نام پر اس میں سے ایک تیر نکالتے تھے اور جس کے لئے حصہ والوں میں سے تیر نکلتا تھا اس کو فقراء کیلئے متعین کر دیتے تھے اور اس میں سے کچھ نہیں کھلاتے تھے اور اس کام پر وہ فخر کرتے تھے اور جو شریک نہ ہو اس کی مذمت کرتے تھے اور اسے برم یعنی بخیل کہتے تھے۔

نصیحۃ سیدنا نوح علیہ السلام لابنہ ونتیجۃ مخالفۃ اوامر الوالدین

ہمارے آقا حضرت نوح علیہ السلام کی نصیحت اپنے بیٹے کو اور والدین کے حکم کی مخالفت کا نتیجہ

وَخرجَ عَن طاعتہ ولدہٗ کنعان نقال لہٗ یا بُنَیَّ ارکبْ مَعَنا ولاتکن مع الکافرینَ فاجابَہٗ بقولہٖ سَاٰوِی اِلیٰ جبلٍ یعصمنی من المَاءِ قال لاعَاصِمَ الیومَ مِنْ اَمْرِ اللہِ الاَمَنْ رَحِمَ وَحَالَ بینھما الموج فکانَ مِنَ المغرقین، ثم نبع المَاءُ مِنَ الارضِ وَنزلَ المَطرُ مِنَ السَّماءِ حتّٰی علا المَاءُ فوقَ الجبالِ وَمکثَ الطوفانُ ستۃَ اشھُرٍ ثم اوحی اللہُ تعالیٰ الی الارضِ وَالسَّماءِ بقولہٖ یا اَرْضُ ابْلَعِی مَاءَكِ وَ یاسَمَاءُ اَقلعی وَغیضَ المَاءُ وقُضِیَ الاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَی الجودی وَکانَ ھٰذا الاستواءُ عَلٰی جَبَلِ الجودی یوم عَاشوراءَ وَبعد ان جفّتِ الارضُ قیل یانوحُ اھْبِطْ بسلامٍ مِنّا وَبرکاتٍ علیك وَعلٰی اُمَمٍ ممّن معك ثم انّ من کانَ مَعَ نوحٍ مِنَ المؤمنین عَاشُوا بعد ذٰلِكَ قلیلاً فلم یبق الانوح وَاولادہٗ الثلاثۃ سَام وحَام وَیافث ونسَاؤُھم ففرّق بینھم ابوھم نوح حتّٰی ذھب کلٌّ الیٰ ناحیۃ فعمّرھا باولادہٖ حتّٰی صار الادمیون کما تریٰ من عھدِ نوحٍ اِلیٰ وقتنا من نسلہٖ علیہ السّلام وَلذا سُمّیَ ابا البشر الثانی بعد سیدنا اٰدمُ علیہ السّلامُ ؛

لغوی تحقیق

نصیحۃ۔ اسم مصدر: اخلاص خیر و صلاح کیطرف بلانا اور شر و فساد سے روکنا۔ ج نصائح۔ نَصَحَ (ف) نصحًا ونُصحًا ونصاحۃً فلانا و بفلانٍ: نصیحت کرنا۔ مخلص ہونا۔ صفت ناصح۔ ج نُصّاح۔ نصح (ف) نصحًا ونصوحًا الشیئ خالص ہونا، صاف ہونا۔ ساٰوی۔ مضارع متکلم ہے (ض) الیہ، پناہ دینا۔ یعصمنی (ض)، بچانا۔ محفوظ رکھنا۔ نبع (ن ض، ک) نبعًا ونبوعًا ونبعانًا۔ الماء، چشمہ سے نکلنا۔ حال۔ حیلولۃً، حائل ہونا۔ علا (ن) علوًا، اونچا ہونا۔ مکث (ن)، مکثًا (ک) مکاثۃً: اقامت کرنا۔ صفت ماکث، مکیث۔ ابلعی امر حاضر ہے۔ بلع (ف)

بلعًا: نگلنا۔ یہاں زمین کا پانی کو جذب کرلینا، خشک کردینا مراد ہے۔ اقلعی عن کذا: باز رہنا اور چھوڑنا۔ قلع (ف) قلعًا الشیٔ: جڑ سے اکھاڑنا۔ غیض۔ غاض (ض) غیضًا: پانی کا کم ہونا، نیچے چلا جانا۔ الجودی: ایک پہاڑ کا نام ہے جو بعض کے نزدیک موصل میں تھا اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ شام میں تھا اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ بابل میں تھا۔ تورات میں جودی کو ارارا ط کے پہاڑوں میں سے بتایا گیا ہے۔ ارارا ط دراصل جزیرہ کا نام ہے یعنی اس علاقہ کا نام ہے جو فرات ودجلہ کے مابین دیار بکر سے بغداد تک لگاتار چلا گیا ہے۔ عاشوراء: محرم کی دسویں تاریخ یہ اسلامی نام ہے جفت (س، ض، ف) جفافًا وجفوفًا: سوکھ جانا۔ صفت جاف۔ جف، لوگوں کی جماعت۔ جففٌ: خشک زمین۔ اہبط (ن، ض) ہبوطًا: پہاڑ سے اترنا، نقصان یا برائی میں پڑنا۔ اللّٰھم غبطًا لا ہبطًا: اے اللہ لوگ ہم پر حسد کریں نہ یہ کہ ہم اپنی حالت سے پستی میں آجائیں۔ ہبوط: ڈھلوان جگہ، نشیب کی زمین۔ امم۔ جمع امت: جماعت، گروہ عاشوا (ض) عیشًا، معیشۃً: زندگی گذارنا۔ صفت عائش۔ معاش: جس چیز سے زندگی گذر جائے۔ ج معائش۔

توضیح حضرت نوح علیہ السلام کی فرمانبرداری سے ان کا لڑکا کنعان نکل گیا تو حضرت نوح علیہ السلام نے کنعان سے کہا یابنی ارکب معنا ولاتکن مع الکافرین۔ یعنی اے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہوجا اور کافروں کے ساتھ نہ رہ۔ تو کنعان نے جواب دیا اپنے قول کے ذریعہ سآوی الیٰ جبل یعصمنی من الماء یعنی میں ایسے پہاڑ میں پناہ لے لوں گا جو مجھے پانی سے بچالے گا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا "لا عاصم الیوم من امر اللّٰہ الآیۃ" یعنی آج کوئی بچانے والا نہیں ہے اللہ کے حکم سے مگر جس پر رحم کرے اور ان دونوں کے درمیان موج حائل ہوگئی تو وہ ڈوبنے والوں میں سے ہوگیا پھر زمین سے پانی ابلنے لگا اور بارش آسمان سے ہونے لگی یہانتک کہ پانی پہاڑوں کے اوپر چڑھ گیا۔ طوفان چھ ماہ تک رہا۔ پھر اللہ نے زمین اور آسمان کی جانب وحی بھیجی اپنے قول کے ذریعہ "یا ارض ابلعی ماءک ویاسماء اقلعی وغیض الماء الآیۃ: اے زمین اپنے پانی کو نگل جا اور اے آسمان تھم جا اور پانی کم ہوگیا اور معاملہ صاف ہوگیا اور کشتی جودی پہاڑ پر جا لگی اور جودی پہاڑ پر یہ لگنا عاشوراء کے دن تھا۔ اور زمین کے خشک ہونے کے بعد کہا گیا اے نوح سلامتی کے ساتھ تو اترجا اور اپنے اوپر برکتوں کے ساتھ اور تمہارے ساتھ رہنے والے فرقوں پر برکتوں کے ساتھ پھر جو مومنین حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ تھے وہ اس کے بعد کچھ ہی دنوں تک زندہ رہے۔ حضرت نوح علیہ السلام اور انکی تین اولاد سام اور حام اور یافث کے علاوہ کوئی زندہ نہیں رہا۔ ان میں ان کے والد حضرت نوح علیہ السلام نے تفریق پیدا کردی یہانتک کہ ہر ایک، ایک ایک علاقہ میں جابسا اور وہاں اپنی اولاد کو آباد کیا یہاں تک کہ تمام آدمی جنھیں تم دیکھ رہے ہو حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے سے ہمارے وقت تک سب حضرت نوح علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور اسی بناء پر حضرت نوح مسمّیٰ ہیں ابوالبشر ثانی کے ساتھ ہمارے سردار حضرت آدم علیہ السلام کے بعد۔

ذکاوۃ الملوک وحسن الطلب

بادشاہوں کی ذہانت اور سوال کی خوبی

وَلمّا دخل ابوجعفر المنصور المدينةَ قال للربيع، ابغني رجلاً عاقلاً عالماً بالمدينة ليقفني على دُورِها فقد بعُدَ عهدي بديار قومي: فالتمس له الربيعُ فتًى من اعقل الناس وَاعلمِهم فكان لايبتدئ باخبارٍ حتّٰی يسأله المنصور فيجيبُهُ باحسن عبارةٍ وَاجودِ بيانٍ وَاوفى معنًى فاعجب المنصورُ به وَامر له بمالٍ فتأخّر عنه وَدعتْهُ الضرورةُ الىٰ استنجازِه فاجتاز ببيتِ عَاتكةَ فقال يا امير المؤمنين هٰذا بيتُ عاتكة الذى يقول فيه الاحوص ـــ

يا بيتَ عاتكة الذى اتعزّلُ	حَذَرَ العدا وبه الفؤادُ مُوَكّلُ

ففكّر المنصورُ فى قوله، وقال لم يخالف عادتَهُ بابتداءِ الاخبار دون الاستخبارِ الّا لامرٍ واقبلَ يردّدُ القصيدةَ ويتصفحها بيتاً بيتاً حتّٰی انتهىٰ الى قوله فيها ـــ

واراك تفعل ما تقولُ وبعضهم	مذِقُ اللسانِ يقول ما لايفعلُ

فقالَ يا ربيع: هَلْ اوصلتَ الى الرجلِ ما امرنا له به؟ فقالَ، اخرتُهُ عنه لعلّةٍ ذكرها الربيعُ، فقال عجّل له مضاعفاً وهٰذا الطفُ تعريضٍ من الرجل وَحُسنُ فهمٍ من المنصور۔

لغوی تحقیق

ذکَادۃ (س، ف، ک) ذکاءً: تیز خاطر ہونا۔ صفت ذکیٌّ۔ مؤنث ذکیۃٌ۔ ج اذکیاء۔ (ن) ذکاً وذکاۃً الذبیحۃ: ذبح کرنا۔ ذکاءُ۔ آفتاب کا اسم علم ہے (غیر منصرف) الربیع۔ ابوالفضل بن یونس بن ابی فروۃ کیسان اطفار، حد درجہ ذکی۔ فصیح وبلیغ، نافذ قانون، حساب میں مہارت تامہ رکھتا تھا۔ شروع شروع میں منصور کے یہاں دربان تھا، پھر ابوایوب مرزبانی کے عہدۂ وزارت پر آگیا تھا۔ سنہ۱۷۰ھ میں زہر دیکر مارا گیا۔ البغیُ۔ بغا (ن) بغواً الشیئَ: بغور دیکھنا۔ بغیٰ (ض) بغیاً، بُغیۃً الشیئَ: چاہنا، طلب کرنا علیہ: ستم ڈھانا۔ صفت باغٍ۔ ج بُغاۃٌ۔ بغیٌّ: بدکار، فاحشہ فاجرہ، زانیہ۔ ج بُغایا۔ دُور۔ ج دار۔ فتًی: جوان استنجاز: وفاءِ عہد طلب کرنا۔ اجتاز۔ اجتیازاً: گذرنا۔ احوص: تنگ گوشۂ چشم والا ہونا۔ ابومحمد عبداللہ محمد بن عاصم انصاری کا لقب ہے۔ شعرگوئی میں انتہائی عروج پر تھا لیکن نہایت ہی بے مروت خبیثُ الافعال اور بد خلاق تھا۔ اس کا انتقال سنہ۱۷۹ھ میں ہوا ہے۔ اتعزّل۔ مضارع متکلم ہے۔ تعزّل: یکسو ہونا عزل (ض) عزلاً: علیحدہ کردینا۔ العِدا جمع عدو: دشمن۔ الفؤاد: دل۔ یتصفحہا۔ یصفح الشیئَ: غور وفکر کرنا۔

صفح (ف) صفحًا ، صفاحۃ : اعراض کرنا، گناہ معاف کرنا۔ مذق اللسان : جس کی زبان سچ اور جھوٹ دونوں طرف چلتی ہو۔ مذق (ن) مذقًا : دودھ میں پانی ملانا۔

توضیح جب ابو جعفر منصور مدینہ میں داخل ہوا تو ربیع سے کہا کہ میرے لئے ایک عقلمند آدمی تلاش کرو جو مدینہ کو خوب جانتا ہو تاکہ مجھے وہ مدینہ کے گھروں پر واقف کرائے۔ چونکہ میری قوم کے گھر اور محلوں سے میرا تعلق دور ہو چکا ہے۔ تو ربیع نے ایک عقلمند جوان اور بڑا عالم تلاش کیا تو وہ خبر دہی شروع نہیں کرتا تھا۔ یہانتک کہ منصور اس سے پوچھتا تھا پھر وہ منصور کو شاندار عبارت اور عمدہ بیان کے ذریعہ جواب دیتا تھا اور وہ معنٰی کو مکمل طور پر ادا کرتا تھا۔ منصور نے اسے بہت پسند کیا۔ اس کو مال دینے کا حکم دیا لیکن مال دینے میں تاخیر کی گئی اور اس کو ایک ضرورت نے مجبور کر دیا ایفائے عہد کے مطالبہ کی جانب۔ ایک دن وہ عاتکہ کے مکان سے گذرا تو اس نے کہا اے امیر المومنین یہ عاتکہ کا وہ مکان ہے جس کے بارے میں احوص شاعر کہا کرتا تھا ؎

شعر :۔ اے عاتکہ کا وہ گھر کہ اس سے الگ ہوں دشمنوں کے ذریعہ اور اس پر دل مسلط ہے۔

منصور نے سوچا اس کی بات میں اور کہا کہ اس نے اپنی عادت کے خلاف نہیں کیا۔ پہلے ہی خبر دینے میں بغیر پوچھے مگر کسی معاملہ کی وجہ سے۔ اور منصور بار بار قصیدہ کو دہرانے لگا اور قصیدہ کے ایک ایک شعر کو ٹٹولنے لگا۔ یہانتک کہ وہ پہونچا احوص کے اس شعر تک جو اس قصیدہ میں ہے ؎

شعر :۔ اور میں تجھے دیکھتا ہوں کہ تو کرتا ہے جو تو کہتا ہے اور بعض لوگ جھوٹی زبان والے ہیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔

تو منصور نے کہا اے ربیع کیا تم نے اس شخص کو دیدیا جس کا ہم نے اس کیلئے حکم دیا تھا۔ ربیع نے جواب دیا میں نے کسی بنا پر اسے مؤخر کیا۔ ربیع نے اس وجہ کا بھی تذکرہ کیا تو اس نے کہا جلدی دوگنا دیدو اور یہ اس شخص کی نہایت باریک تعریض ہے اور منصور کا حسن فہم ہے۔

كَانَ ابوجعفرٍ منصورٌ اَيَّامَ بني اُمَيَّةَ إِذا دَخَلَ دَخَلَ مُسْتَتِرًا فكانَ يَجْلِسُ فِي حلقةِ ازهرَ السَّمَّانِ المحدِّثِ فلمَّا افضتِ الخلافةُ قدِمَ عليهِ ازهرُ، فرحَّبَ بهِ وقرَّبهُ وقالَ لهُ : ماحاجتكَ يا ازهرُ! قالَ : داري مُنهدِمةٌ وَعَلَيَّ اربعةُ آلافِ دِرْهَمٍ، وَاُرِيْدُ لو انَّ إبني محمَّدًا ابني بعيالِهِ فوصلَهُ باثني عشرَ الفًا وقالَ : قَدْ قضينَا حاجتَكَ يا ازهرُ! فلا تأتِنَا طالبًا فاخذَهَا وَارتحلَ فلمَّا كانَ بعدَ سنةٍ اتاهُ فلمارآهُ ابوجعفرٍ، قالَ ، مَا حاجتُكَ؟ يا ازهرُ! قالَ ، جئتُكَ مسلِّمًا قالَ اِنَّهُ يقعُ في خَلَدِ اميرِ المؤمنينَ إنكَ جئتَ طالبًا، قالَ : ماجئتُكَ الَّا مُسلِّمًا قالَ : قَدْ اَمَرْنَا لَكَ باثني عشرَ الفًا وَاذهبْ فلا تأتِنا طالبًا وَلا مُسلِّمًا فاخذَها ومضى فلمَّا كانَ بعدَ سنةٍ اتاهُ قالَ ماحاجتكَ يا ازهرُ! قالَ اتيتُ عائِدًا قالَ : إِنَّهُ يقعُ في خلدي انَّكَ جئتَ طالبًا قالَ ماجئتُ الَّا عائدًا قالَ قَدْ اَمرْنا لكَ باثني عشرَ الفًا واذهبْ فلا تأتِنا طالبًا وَلا مُسلِّمًا وَلا عائدًا،

فَاَخَذَهَا، وَانْصَرَفَ فَلَمَّا مَضَتِ السَّنَةُ اَقْبَلَ فَقَالَ لَهٗ: مَا جَاءَ بِكَ؟ يَا اَزْهَرُ! قَالَ، دُعَاءٌ كُنْتُ اَسْمَعُكَ تَدْعُوْ بِهٖ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! جِئْتُ لِاَكْتُبَهٗ فَضَحِكَ اَبُوْ جَعْفَرٍ وَقَالَ اِنَّهٗ دُعَاءٌ غَيْرُ مُسْتَجَابٍ وَذٰلِكَ اِنِّيْ قَدْ دَعَوْتُ اللّٰهَ بِهٖ اَنْ لَا اَرَاكَ فَلَمْ يَسْتَجِبْ لِيْ وَقَدْ اَمَرْنَا لَكَ بِاثْنَيْ عَشَرَ اَلْفًا وَتَعَالَ مَتٰى شِئْتَ فَقَدْ اَعْيَتْنِيْ فِيْكَ الْحِيْلَةُ:

لغوی تحقیق

السَّمَّان: روغن بیچنے والا۔ ابوبکر۔ ازہر بن سعد باہلی محدث کا لقب ہے ۱۱۱ھ میں پیدا ہوئے ۲۰۳ھ میں وفات پائی۔ افضت۔ افضاء سے ماضی ہے: پہنچا۔ رَحَّبَ: خوش آمدید کہنا۔ بنی بعیالہ: اپنی بیوی کو اپنے گھر لے آنا۔ عائد: عیادۃ سے اسم فاعل ہے: تیمارداری کرنا۔ اعیتنی۔ اعیاء سے: ہرا دینا، تھکا دینا۔

توضیح

ابوجعفر منصور بنی امیہ کے دور میں جب داخل ہوتا تھا تو چھپ کر داخل ہوتا تھا اور ازہر سمان محدث کے حلقۂ درس میں شریک ہو جاتا تھا۔ جب خلافت منصور تک پہنچی ازہر اس کے پاس آئے تو منصور نے خوش آمدید کہا اور انھیں قریب بلایا اور ان سے کہا ازہر کیا ضرورت ہے کہا میرا مکان گر گیا اور میرے ذمہ چار ہزار درہم ہیں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ میرا بیٹا محمد اپنے بال بچوں کو اپنے گھر لے آئے تو منصور نے اسے بارہ ہزار درہم دیئے اور کہا ہم نے تمہاری ضرورت پوری کر دی اے ازہر ہمارے پاس مانگنے کیلئے مت آنا ازہر اس کو لیکر چلتے بنے، پھر ایک سال بعد منصور کے پاس آئے۔ منصور نے دیکھ کر کہا اے ازہر کیا ضرورت ہے۔ کہا سلام کرنے کیلئے آیا ہوں۔ کہا امیر المؤمنین کے دل میں یہ آتا ہے کہ تم مانگنے کیلئے آئے ہو۔ کہا صرف سلام کیلئے آیا ہوں۔ کہا ہم نے تمہارے لئے بارہ ہزار کا حکم دیدیا۔ جاؤ پھر مانگنے کیلئے اور سلام کیلئے مت آنا۔ ازہر لیکر چلتے بنے۔ ایک سال کے بعد پھر آئے۔ منصور نے کہا ازہر کیا ضرورت ہے۔ کہا کہ عیادت کے لئے آیا ہوں۔ کہا میرے دل میں آتا ہے کہ تم مانگنے کیلئے آئے ہو۔ ہم نے تمہارے لئے بارہ ہزار کا حکم دیدیا۔ جاؤ نہ مانگنے کیلئے آنا نہ سلام کیلئے اور نہ عیادت کیلئے۔ ازہر لیکر لوٹ گئے، جب سال گذر گیا ازہر آگئے تو منصور نے کہا: کون سی چیز تمہیں لائی اے ازہر۔ کہا امیر المؤمنین آپکو ایک دعا کرتے ہوئے سنتا تھا میں اس کو لکھنے کیلئے آیا ہوں تو منصور ہنسا اور کہنے لگا کہ وہ غیر مقبول دعا ہے۔ وہ دعا یہ ہے کہ میں نے اللہ سے تمہیں نہ دیکھنے کی دعا کی تھی لیکن اللہ نے قبول نہیں کیا اور ہم نے تمہارے لئے بارہ ہزار درہم کا حکم دیدیا اور جب چاہو آتے رہو چونکہ تمہارے متعلق تدبیر نے مجھے تھکا دیا۔

محبۃ العلم

علم سے دوستی

کان ابن الاثیر مجد الدین ابو السعادات صاحب جامع الاصول، والنهایۃ فی غریب الحدیث

من اکابر الرؤساء حظیًا عند الملوك وتولّٰی لهم المناصب الجلیلة فعرض له مرض کف یدیه ورجلیه فانقطع فی منزله، وترك المناصب والاختلاط بالناس وکان الرؤساء یغشونه فی منزله فحضر الیه بعض الاطباء والتزم بعلاجه، فلما طبّه وقارب البرء واشرف علی الصحّة دفع للطبیب شیئًا من الذهب وقال: امض لسبیلك فلامه اصحابه علی ذلك وقالوا هلّا ابقیته الی حصول الشفاء، فقال لهم: انّنی متٰی عوفیت طلبت المناصب ودخلت فیها وکلّفت قبولها واما ما دمت علی هذه الحالة فانی لا اصلح لذٰلك فاصرف اوقاتی فی تکمیل نفسی ومطالعة کتب العلم ولا ادخل معهم فیما یغضب الله ویرضیهم، والرزق لابدّ فاختار رحمه الله تعالٰی عطلة جسمه لیحصل له بذلك الاقامة علی العطلة من المناصب وفی تلك المدة الّف کتاب جامع الاصول والنهایة وغیرهما من الکتب المفیدة۔

لغوی تحقیق

ابن الاثیر۔ مجد الدین لقب۔ ابو السعادات کنیت، مبارک نام، والد کا نام اور کنیت ابو الکرم ہے۔ ابن الاثیر سے پکارے جاتے تھے۔ آپ ۵۴۴ھ میں جزیرہ ابن عامر میں پیدا ہوئے اور یہیں پلے بڑھے۔ بڑے بڑے ائمہ کرام سے علم نحو، علم حدیث اور دوسرے بہت سے علوم حاصل کئے اس کے بعد آپ شہر موصل چلے گئے اور ایک زمانہ تک شاہ مجاہد الدین قائماز کی خدمت میں رہتے رہے اس کے بعد عز الدین مسعود کا قرب حاصل ہوا اور اس کی وفات کے بعد اس کے صاحبزادے نور الدین ارسلان شاہ کے یہاں آپ کو ایک خاص مقام حاصل ہوا، آخر زندگی میں کسی عارض کیوجہ سے معذور ہو گئے تھے اس لئے آپ تمام عہدوں سے دست بردار ہو کر خلوت گزیں ہو گئے اور اسی دوران "النہایہ" چار جلدوں میں لکھی ہے، اس کے علاوہ آپ کی مشہور کتاب جامع الاصول دس اجزاء میں ہے۔ ۶۰۶ھ میں آپ نے وفات پائی۔ غریب الحدیث: وہ علم ہے جس میں احادیث غریبہ سے بحث کی جائے۔ حظیًا۔ حظی (س) حظة، حظوة: حصہ پانا۔ حظی: صاحب مرتبت۔ المناصب جمع منصب: عہدہ۔ یغشونہ، (س) غشیانًا (ن) غشوًا: کسی کے پاس آنا (س) غشیًا، غشایة: چھپانا۔ المرأة: ہم بستری کرنا، وطی کرنا۔ غشوة، غشاوة: پردہ۔ غاشیہ: دل کا پردہ، قیامت، ملاقاتی دوست واحباب، الاطباء۔ جمع طبیب، حکیم۔ البرء۔ برئ (س، ف، ک) برءًا من المرض: تندرست ہونا، اچھا ہونا (س) براءة: چھٹکارا پانا، تہمت سے پاک ہونا۔ بریٔ۔ ج براء: باری، خالق۔ امض۔ مضی (ض، ن) مضوًا، مضیًا: گذرنا۔ هلّا: کلمۂ تحضیض وتندیم ہے۔ مرکب ہے ہل اور لا سے اگر ماضی پر داخل ہو تو ترک فعل پر تنبیہ کیلئے ہے جیسے ہلّا آمنتَ۔ یعنی تم ایمان کیوں نہیں لائے، اور اگر مضارع پر داخل ہو تو ابھارنے کیلئے ہے جیسے ہلّا تؤمن: تم ایمان کیوں نہیں لاتے ہو۔ عطلة: خالی وقت

توضیح

ابن الاثیر مجد الدین ابو السعادات، جامع الاصول والنہایۃ کے مصنف (جو علم غریب الحدیث میں ہی) بڑے رئیسوں میں سے تھے، بادشاہوں کے نزدیک وقعت والے تھے اور بڑے بڑے منصبوں

پر رہ چکے تھے، اچانک ایک مرض لاحق ہوگیا جس نے ان کے پیروں اور ہاتھوں کو روک دیا، وہ اپنے گھر میں الگ تھلگ ہوگئے، منصبوں کو چھوڑ دیا اور لوگوں سے ملنا جلنا بھی اور رئیس لوگ گھر میں انھیں گھیر لیتے تھے۔ ایک طبیب صاحب ان کے پاس آئے اور ان کے علاج کا التزام کیا، ان کا علاج کرنے لگا۔ جب اچھے ہونیکے قریب ہوگئے تو طبیب کو سونا دیکر کہا آپ اپنے راستے پر چلے جائیے۔ ان کے ساتھیوں نے اس پر ملامت کی اور کہنے لگے شفا تک اسے کیوں نہیں رکھا تو ان سے کہا کہ جب میں صحت پا جاؤں گا تو عہدوں کے لئے طلب کیا جائیگا اور مجھے ان عہدوں میں گھس کر انہیں قبول کرنیکا مکلف بنایا جائیگا اور لیکن جب تک اسی حالت میں رہوں گا تو اس کے قابل میں نہیں رہوں گا۔ میں اپنے اوقات کو اپنے نفس کی تکمیل میں صرف کروں گا اور علمی کتابوں کے مطالعہ میں، اور میں ان کے ساتھ اللہ کو ناراض کرنے والی چیزوں اور انکو راضی کرنیوالی چیزوں میں شامل نہیں ہوں گا اور روزی کو ملنا ضروری ہے۔ اور ابن اثیرؒ نے اپنے جسم کی بیکاری کو ترجیح دی تاکہ اس کے ذریعہ انھیں منصبوں سے بیکاری پر قائم رہنا حاصل ہو اور اس مدت میں جامع الاصول اور نہایہ تالیف کی اور دیگر مفید کتابیں۔

خَوْفُ العَبْدِ قَدْرَ التَّقَرُّبِ

تقرب کے بقدر بندہ کا خوف

يقال ان ابا ايوب المورياني وزير المنصور كان اذا دعاه المنصور يصفرّ ويُرعَدُ فاذا خرج من عنده يرجع اليه لونه فقيل له: انا نراك مع كثرة دخولكَ على امير المؤمنين وانسه بك تتغير اذا دخلتَ عليه فقال مثلي ومثلكم مثل بازيٍ وديكٍ تناظرا، فقال البازي للديك ما اعرفُ اقلّ وفاءً منك لاصحابك قال: وكيف؟ قال تؤخذ بيضة وتحضُنُكَ اهلكَ وتخرج على ايديهم فيطعمونك بايديهم حتى اذا كبرتَ، سرتَ لايدنو امنك الاطرتَ من هنا الى هنا وصحتَ، واذا علوتَ على حائط دارٍ، كنت فيها سنينَ طرتَ منها الى غيرها وما انا: فأوخَذُ من الجبال وقد كبر سني، فتُخاط عيني، واُطعم الشئَ اليسيرَ واُساهَرُ فامنعُ من النوم واُنسى اليومَ واليومينِ ثم اُطلَقُ على الصيد وحدي فاطيرُ له واٰخذه واجئُ به الى صاحبي فقال له الديكُ: ذهبت عنك الحجة، اما لو رأيت بازيَين في سفّود على النارِ ما عُدتَ لهم وانا في كل وقتٍ ارى السفافيدَ مملوءةً ديوكًا فلاتكن حليمًا عند غضب غيرك وانتم لوعرفتم من المنصور ما اعرفه للكنتم اسوأحالاً مني عند طلبه لكم؛

لغوی تحقیق

یصفر۔ اصفرارًا، پیلا رنگ ہونا۔ صفر (س) صفرا۔ الاناء: برتن کا خالی ہونا۔ صفر، خالی۔ ج اصفار۔ انس، انسیت۔ انس (س، ض، ک) انسًا، انسۃً: مانوس ہونا۔ بہ والیہ: محبت کرنا

سکونِ قلب پانا۔ انس الشئ ، دیکھنا۔ اِنس ، آدمی۔ ج اُناس۔ انسان : آنکھ کی پتلی۔ بازی : باز۔ ج ابواز۔ بواز۔ دیک : مرغ۔ ج دیوک، دیکۃ۔ تحضنک (ن) حضانۃ الصبی ، بچہ کی تربیت کرنا۔ حِضن ، گود۔ کبرت (س) کبرًا مکبرًا، سن رسیدہ ہونا (ک) کبرًا ، رتبہ میں بڑا ہونا۔ سرت (ض) سیرًا ، چلنا، سفر کرنا۔ صفت سائر ، ہر چیز کا بقیہ لایدنوا (ن) دنوًا : نزدیک ہونا۔ طرت (ض) طیرانًا ، اڑنا۔ صحت (ض) صیحًا صیحۃً ، صیاحًا ، چیخنا چلانا۔ بہ : پکارنا۔ صیحۃ : چیخ ، عذاب۔ حائط : دیوار۔ ج حیطان۔ حاط (ن) حیطۃً ، نگرانی کرنا۔ بہ : احاطہ کرنا۔ تخاط (ض) خیاطۃً : سینا خیاط : درزی۔ خیط ، دھاگہ۔ ج خیوط۔ اساہر۔ مضارع مجہول متکلم ہے۔ سہر (س) سہرًا ، ساری رات بیدار رہنا۔ صفت ساہر ، سہران۔ اسی سے ساہرۃٌ ، خوفناک جنگل۔ سفود : سیخ جس پر گوشت بھونا جاتا ہے۔ ج سفافید۔ عُدت (ن) عودًا ، واپس ہونا۔ مملوۃ ملاءً ملاۃً : بھرنا (ک) ملاءۃً ، مالدار ہونا۔

توضیح کہا جاتا ہے کہ ابوایوب مرزبانی منصور کے وزیر جب اس کو منصور بلاتا تھا تو زرد ہو جاتا تھا اور کانپ اٹھتا تھا جب اس کے پاس سے نکل کر آتا تو اس کا رنگ لوٹ آتا۔ تو اس سے کہا گیا کہ ہم تمہیں امیر المؤمنین کے پاس بہت زیادہ آنے جانے کے باوجود اور ان کو تم سے انسیت کے باوجود تم متغیر ہو جاتے ہو جب تم ان کے پاس داخل ہوتے ہو، تو ابوایوبؒ کہا ہماری اور تمہاری مثال ایک باز اور مرغ کی طرح ہے جنھوں نے مناظرہ کیا تھا آپس میں تو باز نے مرغ سے کہا تم سے زیادہ بیوفا اپنے ساتھیوں میں سے نہیں جانتا ہوں کسی کو۔ مرغ نے کہا یہ کیسے ؟ کہا کہ تجھے انڈے کی حالت میں پکڑا جاتا ہے اور تیرے گھر والے تیری پرورش کرتے ہیں اور تجھے ان کے ہاتھوں نکالا جاتا ہے وہ تجھے اپنے ہاتھوں سے کھلاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب تو بڑا ہو جاتا ہے تو چلنے لگتا ہے، وہ تم سے جب قریب ہوتے ہیں تو ادھر ادھر اڑنے لگتا ہے اور تو چیختا ہے، اور جب تو کسی گھر کی دیوار پر چڑھتا ہے تو تو اس میں چند سال رہ جاتا ہے اور اس سے اُس پر اڑ تا رہتا ہے۔ اور بہر حال میں تو مجھے پہاڑ پر پکڑا جاتا ہے اور میری عمر زیادہ ہوتی ہے تو میری آنکھوں کو سی دیا جاتا ہے، اور تھوڑی تھوڑی چیز کھلائی جاتی ہے۔ اور مجھے جگایا جاتا ہے اور نیند سے روکا جاتا ہے اور مجھے ایک دو روز تک بھلایا جاتا ہے پھر مجھے شکار پر تنہا چھوڑ دیا جاتا ہے میں اسے اڑ کر پکڑ لیتا ہوں اور اپنے مالک کے پاس لے آتا ہوں تو اس سے مرغ نے کہا کہ تیری دلیل ختم ہوگئی۔ بہر حال اگر تو دیکھے دو باز کو سیخوں پر آگ میں تو تو ان کے پاس نہیں لوٹے گا اور ہمہ وقت سیخوں کو بھرا دیکھتا ہو مرغوں سے تو تو بردبار نہیں ہوگا، تیرے غیر کے غصہ کے وقت۔ اور تم اگر منصور کی وہ حیثیت جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم مجھ سے زیادہ ابتر ہو جاؤ گے تمہیں جب وہ طلب کرے۔

الابهامُ

ابہام

هو (بالموحدة التحتية) ان يقول المتكلم كلامًا مبهمًا يحتمل معنيين متضادين لا يتميز احدهما

عن الاخر ولا یاتی فی کلامہ ما یحصل بہ التمییز مثالہ ما حکی عن بعض الشعراء ھنأ الحسن بن سہل باتصال بنتہ بوران بالمامون مع من ھنأہ فاثاب الناس کلھم وحرمہ فکتب الیہ ان انت تمادیت علی حرمانی عملت فیک شیئا لا یعلم بہ احد مدحتک ام ھجوتک فاستحضرہ وسألہ عن قولہ فاعترف فقال، لا اعطیک او تفعل فقال ؎

یا امام الھدی ظفرت ولکن ببنت من		بارک اللہ للحسن ولبوران فی الختن

فلم یعلم ما اراد بقولہ ببنت من فی الرفعۃ او فی الحقارۃ فاستحسن الحسن منہ ذلک وناشدہ، أسمعت ھذا المعنٰی ام ابتکرتہ؟ فقال، لا واللہ انما نقلتہ من شعر شاعر مطبوع کان کثیر العبث بھذا النوع واتفق انہ فصل قباء عند خیاط اعور اسمہ زید فقال لہ الخیاط علی طریق العبث بہ لا تدری اقباء ھو ام دراج؟ فقال لہ لئن فعلت لا نظمن فیک بیتا لا یعلم احد ممن سمعہ ادعوت لک ام دعوت علیک؟ ففعل الخیاط فقال ؎ خاط لی زید قباء + لیت عینیہ سواء

لغوی تحقیق

ابہام، ابہم، الامر علیہ، مشکوک ہونا۔ یہاں ابہام سے مراد فن بدیع کی ایک خاص صفت ہے۔ جس کو توجیہ اور محتمل الضدین بھی کہتے ہیں۔ ہنأہ۔ تہنیہ، مبارک باد دینا۔ الحسن بن سہل ابو محمد سرخسی، مامون رشید کے وزیر تھے ۲۰۲ھ میں وفات پائی۔ بوران، حسن بن سہل کی صاحبزادی کا نام ہے۔ جو مامون الرشید کے نکاح میں تھی، کچھ لوگوں نے اس کا نام خدیجہ کہا ہے۔ اور بوران لقب ہے۔ پہلا قول زیادہ مشہور ہے۔ مامون کے بعد اسی سال کی عمر میں ۲۷۱ھ میں وفات پائی۔ تمادیا۔ فی غیہ، دیر تک رہنا اور اصرار کرنا۔ ابتکرتہ: کسی شے کے ابتدائی حصہ پر قابض ہونا۔ یہاں ابداع اور ایجاد مراد ہے۔ بکر (ن) بکورا۔ صبح کے وقت آنا۔ بکرۃ: صبح (س) بکرا: جلدی کرنا۔ بکر: کنواری۔ ج ابکار۔ باکورہ: پہلا پھل۔ ج بواکیر۔ خیاط: درزی۔ (ض) خیاطۃ: سینا۔ اعور: کانا۔ ج عوراء۔ عور (س) عورا: کانا ہونا۔ قباء: اس قسم کا آگے سے کھلا ہوا لمبا کوٹ ہے جو کپڑوں کے اوپر پہنا جاتا ہے۔ ج اقبیہ۔ دراج۔ اس قسم کا لباس ہے جو قباء کے طرز پر ہوتا ہے۔

توضیح

وہ (موحدہ تحتانیہ کے ساتھ ہے) متکلم کلام مبہم استعمال کرے تو متضاد معنیٰ کا احتمال رکھے، ایک دوسرے سے ممتاز نہ ہو اور امتیاز حاصل ہونیکا ذریعہ اس کے کلام میں نہ آئے۔ اس کی مثال کسی شاعر سے منقول کلام ہے کہ اس نے حسن بن سہل کو مبارکباد پیش کی اس کی لڑکی کی شادی کے موقع پر مامون کے ساتھ، نام اس کا بوران ہے۔ ان لوگوں کے ساتھ جنھوں نے مبارکباد پیش کی تو اس نے تمام لوگوں کو بدلہ دیا اور اس کو محروم کر دیا تو شاعر نے حسن کے پاس لکھا کہ اگر تو میرے محروم کرنے پر اتر جائے میں تیرے لئے ایسی چیز تیار کروں گا کہ کوئی نہیں سمجھے گا کہ میں نے تمہاری تعریف کی یا ہجو کی، تو اس کو حاضر کرایا اور اس کی

بات کے بارے میں پوچھا تو اس نے اعتراف کیا۔ حسن نے کہا میں تجھے نہیں دوں گا یہانتک کہ تو ایسا کر دے، تو شاعر نے کہا ۔ اللہ برکت دے حسن کو اور بوران کو دامادی کے رشتہ میں اے ہدایت کے امام تو کامیاب ہو گیا لیکن کس کی بیٹی کے ساتھ تو نہیں سمجھا جو اس نے ارادہ اپنے قول بنت من سے بلندی میں یا حقارت میں کیا تو حسن نے ان کو شاعر کی جانب سے اچھا سمجھا اور اس کو قسم دی کیا تو نے یہ معنیٰ سنا ہے یا تو نے ایجاد کیا، تو اس نے کہا نہیں۔ قسم خدا کی میں نے اسے ایسے فطری شاعر کے شعر سے نقل کیا ہے جو بہت زیادہ کھیلتا اس قسم کے ساتھ۔ اور اتفاق ایسا ہوا کہ ایک کانا درزی کے پاس اس نے ایک قباء سلوائی جس کا نام زید تھا تو اس سے درزی نے مذاق کے طور پر کہا کہ میں تیرے لئے اسے تیار کر دوں گا کہ تو نہیں سمجھ سکے گا کہ قباء ہے یا دراج۔ اس نے کہا کہ اگر تو نے ایسا کیا تو تیرے بارے میں ایسا شعر کہوں گا کہ کوئی نہیں سمجھے گا کہ میں نے تیرے حق میں دعا کی ہے یا بددعا، تو درزی نے ایسا کیا۔ تو شاعر نے کہا ۔ میرے لئے زید نے قباء سلی ہے کاش اس کی دونوں آنکھیں برابر ہوتیں۔

انّ العصا قرعت لذی الحلم

یقیناً لاٹھی بردبار کے لئے کھٹکھٹائی جاتی ہے

قالَ ابن الکلبی لمّا فتح عمرُو بن العاص قیساریۃ سارَ حتّٰی نزل غزۃ فبعث الیہ علجھا ان ابعَثْ الیّ رجُلاً من اصحابك اُکلّمہٗ ففکر عمرو وقالَ ما لھٰذا احدٌ غیری قال فخرج حتّٰی دخلَ علی العلج فکلّمہ فسمع کلاماً لم یَسْمَعْ قط مثلہٗ فقال العلج حدِّثنی ھَلْ فی اصحابك احدٌ مثلك قال لاتسئل عَنْ ھٰذا انی ھیّن علیھم اذ بعثوا بی الیك وعرضونی لما عرضونی لہٗ ولا یدرون ما تصنع بی قال فامر لہٗ بجائزۃ وکسوۃ وبعث الی البوّاب اذا مرّ بك فاضرب عنقہٗ وخذ ما معہٗ فخرج من عندہٗ فمرّ برجلٍ من نصاری غسّان فعرفہٗ فقال یا عمرو قد احسنت الدخولَ فاحسِن الخروج ففطن لما ارادہٗ فرجع فقال الملك ما رُدّك الینا قال نظرتُ فیما اعطیتنی فلم اجد ذٰلك یسعُ بنی عمی فاردتُّ ان اٰتیك بعشرۃ منھم تعطیھم ھٰذہ العطیۃَ فیکون معروفك عند عشرۃ خیرًا من ان یکون عند واحدٍ فقال صدقتَ اعجل بھم وَ بعث الی البوّاب ان خلّ سبیلہ فخرج عمرو وھو یلتفتُ حتّٰی اذا امِنَ قالَ لاعدتُ لمثلھا ابدًا فلمّا صالحہ عمرو ودخل علیہ العلج قال لہٗ انت ھو قال نعم علیٰ ما کان من غدرك؛

لغوی تحقیق العصا: لاٹھی۔ ج عُصِیّ۔ عِصِیّ (س) عصًا، لاٹھی لینا (ن) عصوًا: لاٹھی سے مارنا (ض) معصیۃ: مخالفت کرنا۔ عصی: نافرمان۔ قرعت (ف) لہ العصا: متنبہ کرنا۔ الباب: دروازہ کھٹکھٹانا

الحلم : عقل ۔ عمرو بن العاص بن وائل ۔ ابو عبداللہ قریشی صحابی ہیں رضی اللہ عنہ، ۸ھ میں مشرف باسلام ہوئے، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ ذات السلاسل میں تین سو سپاہیوں کا امیر بنا کر بھیجا وہاں جاکر مزید مدد کی ضرورت محسوس کی تو مہاجرین کے ایک لشکر سے ان کی مدد کی گئی جن میں حضرت ابو بکر، عمر، ابو عبیدہ بن الجراح وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرات تھے ۔ آپ عمان، شام، فلسطین، مصر وغیرہ کے حاکم بھی رہے ہیں ۔ نوے سال کی عمر میں ۴۳ھ میں وفات پائی ۔ قیساریہ، قیصریہ کی تحریف ہے اور یہ چند شہروں کا نام ہے جو قیاصرہ روم کے ناموں پر رکھے گئے تھے جیسے قیساریہ قیلیس، قیساریہ کیاد کیا ۔ غزہ : فلسطین کا ایک بہت بڑا شہر ہے، یہیں حضرت امام شافعیؒ کی پیدائش ہوئی (بقول صاحب قاموس) اور یہیں ہاشم بن عبد مناف کا انتقال ہوا ۔ بعث (ف) بعثاً و تبعاثاً : تنہا بھیجنا ۔ بہ : دوسرے کے ساتھ بھیجنا ۔ علجاً ۔ علج : موٹا قوی عجمی کافر اور بعض مطلقاً کافر پر اطلاق کرتے ہیں ۔ ج علوج و اعلاج و علجۃ ۔ علج (س) علجاً ، یہاں علج سے مراد ارطبون ہے جو رومیوں کا سب سے بڑا چالاک سردار تھا ۔ قط ۔ ظرف زمان ہے استغراق ماضی کیلئے آتا ہے اور نفی کے ساتھ مخصوص ہے خواہ لفظاً ہو جیسے ما فعلت ہذا قط، یا معنیً ہو جیسے کم سمع قط مثلہ ۔ قط (ن) قطاً القلم : قلم پر قط لگانا (س) قططاً الشعر : بال چھوٹے اور گھنگھریالے ہونا ۔ صفت قط و قطط ۔ ہین : کمزور، ذلیل ۔ ج اہوناء و ہینون و ہینون ۔ جائزۃ : انعام ۔ کسوۃ : پوشاک ۔ ج کسیٌ ۔ بواب : دربان نصاریٰ ۔ ج نصران : حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متبعین ۔ غسان : ایک یمنی قبیلہ تھا جو حوران کے چشمۂ غسان پر وارد ہوا تھا اسی وجہ سے اس کا یہ نام پڑ گیا ۔ فطن (ن، س، ک) فِطناً، فطناً : سمجھنا ۔ فطن : چالاک و ہوشیار ۔ ج فطنٌ ۔ عذر (ض) عذر قبول کرنا ۔ العذر : حجت جس کی بناء پر عذر کیا جائے ۔ ج اعذار : غلبہ، کامیابی ۔

توضیح ابن کلبی نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے قیساریہ کو فتح کیا تو وہ چلے یہاں تک کہ وہ غزہ میں اترے تو وہاں کے سردار نے خبر بھیجی (یعنی ارطبون نے) کہ میرے پاس اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو بھیجو اس سے میں بات کروں گا ۔ تو حضرت عمرو نے سوچا اور کہا اس کیلئے میرے علاوہ کوئی مناسب نہیں ہے ۔ ابن کلبی کہتے ہیں حضرت عمرو نکلے یہاں تک کہ سردار پر داخل ہوئے ۔ اس سے بات چیت کی تو اس نے ایسی بات سنی جو اس طرح کبھی نہیں سنی تھی ۔ تو سردار نے کہا مجھ سے بتلائیے کیا آپ کے ساتھیوں میں آپ کیطرح ہے ۔ فرمایا اس سلسلہ میں مت پوچھو میں ان سے گھٹیا ہوں ۔ اسی بناء پر مجھے تیرے پاس بھیجا اور مجھے پیش کر دیا جس چیز کے لئے پیش کیا اور انھیں معلوم نہیں ہے کہ تو میرے ساتھ کیا کرے گا ۔ ابن کلبی کہتے ہیں سردار نے حضرت عمرو کو انعام اور جوڑا دینے کا حکم کیا اور دربان کے پاس خبر بھیجی کہ جب یہ تیرے پاس سے گذرے تو تو اس کی گردن اڑا کر اس کے ساتھ جو سامان ہے لے لینا ۔ تو اس کے پاس نکلے اور غسان کے نصاریٰ میں سے ایک شخص کے پاس سے گذرے تو اس نے ان کو پہچان لیا ۔ اس نے کہا اے عمرو ! تم اچھی طرح تو داخل ہوئے تھے لیکن نکلنا بھی اچھی طرح ۔ حضرت عمرو نے اس کا مقصد سمجھ لیا تو وہ لوٹ گئے ۔ تو بادشاہ نے کہا کس چیز نے تجھ کو ہماری جانب لوٹایا ۔ حضرت عمرو نے جواب دیا میں نے تمہارے عطیہ کے اندر

غور کیا تو میں نے اسے پایا کہ وہ میرے چچا کی اولاد کیلئے ناکافی ہے کہ میں نے چاہا کہ ان میں سے دس کو آپ کے پاس لاؤں تاکہ آپ انھیں یہ عطیہ دیدیں تو آپ کا احسان دس پر بہتر ہے اس سے کہ ایک پر ہو۔ تو سردار ارطبون نے کہا تم سچ کہہ رہے ہو انھیں جلدی لاؤ۔ دربان کو خبر دی کہ اس کا راستہ چھوڑ دو۔ تو حضرت عمرو نکلے اور وہ مڑ مڑ کر دیکھ رہے تھے۔ جب مامون ہو گئے تو فرمایا کبھی بھی اس طرح کے کام کے لئے دوبارہ نہیں آؤں گا۔ جب حضرت عمرو نے اس سے مصالحت کی اور ان پر سردار ارطبون داخل ہوا تو اس نے حضرت عمرو سے کہا تو وہ ہے۔ کہا ہاں۔ تیری غداری کیوجہ سے۔

الایثار

خود پر دوسروں کو ترجیح دینا

ومن حدیثہ (حدیث الحاتم الطائی) ان ماویۃ امرأۃ حاتم حدثت ان الناس اصابتھم سنۃ فاذھبت الخف والظلف، فبتنا ذات لیلۃ باشد الجوع فاخذ حاتم عدیا (ھو ابن الحاتم) واخذت سفانۃ (بنت الحاتم) فعللنا ھما حتی ناما ثم اخذ یعللنی بالحدیث لانام فرققت لما بہ من الجھد فامسکت عن کلامہ لینام ویظن انی نائمۃ فقال لی انمت مرارا فلم اجبہ فسکت ونظر من وراء الخباء فاذا شیئ قد اقبل فرفع رأسہ فاذا امرأۃ تقول یا ابا سفانۃ قد اتیتک من عند صبیۃ جیاع فقال احضرینی صبیانک، فواللہ لاشبعنھم قالت فقمت سریعا فقلت بماذا؟ یا حاتم فواللہ ما نام صبیانک من الجوع الا بالتعلیل، فقام الی فرسہ فذبحہ ثم اججّ نارا ودفع الیھا شفرۃ وقال، اشتوی وکلی واطعمی ولدک، وقال ایقظی صبیتک فایقظتھما ثم قال واللہ ان ھذا اللؤم ان تاکلوا واھل الصرم حالھم کحالکم فجعل یاتی الصرم بیتا بیتا، و یقول علیکم النار فاجتمعوا واکلوا وتقنع بکسائہ وقعد ناحیۃ حتی لم یوجد من الفرس علی الارض قلیل ولا کثیر ولم یذق منہ شیئا:

لغوی تحقیق

ایثار: اکرام کرنا، دوسرے کے نفع کو اپنے نفع پر ترجیح دینا۔ اثر (س) اثرا للام: پورے محویت کے ساتھ مشغول ہونا۔ الحاتم الطائی۔ ابو سفانہ ابن عبداللہ بن سعد، مذہبا نصرانی تھا لیکن سخاوت میں اپنی مثال آپ تھا۔ مہمان نوازی، قیدیوں کی رہائی، غمزدوں کی غمخواری، عہد وپیمان کی پاسداری اس کا مشغلہ اور فطری چیز تھی۔ اصابتھم سنۃ: قحط سالی۔ الخف والظلف ای ذوا تھما خف: اونٹ کے کھر۔ ظلف: پھٹے ہوئے کھر جیسے گائے بھینس بکری وغیرہ۔ ج اظلاف، ظلوف۔ عللنا بکذا: بہلانا، دھوکہ دینا۔

الجہد: طاقت، استطاعت، مشقت۔ قرآن مجید میں ہے "اقسموا باللہ جہد ایمانہم": انھوں نے بہت زور لگا کر قسم کھائی۔ (ف) جہدًا: بہت کوشش کرنا۔ الخباء: اون یا بالوں کا خیمہ۔ ج اخبیہ۔ خبأ (ف) خباءً الشیئ: ڈھانکنا خبیئہ: پوشیدہ چیز۔ ج خبایا۔ صَبیۃ۔ جمع صبی: طفل، بچہ۔ جیاع۔ جمع جائع: بھوک۔ بم ذا۔ ای بای شیئ تشبعہ جرّی حالت میں ما استفہامیہ کا الف گرادینا اور حرکت فتحہ باقی رکھنا ضروری ہے تاکہ وہ الف کے حذف ہونے پر دال ہو اور ما استفہامیہ کو ما موصولہ سے ممتاز بنا سکے جیسے بم یرجع المرسلون۔ آجج تاجیجًا: آگ جلانا۔ آجّ (ن) اجیجًا: بھڑکنا۔ صفت اجاج: نمکین پانی۔ شفرۃ: بڑی چھری۔ اشتوی۔ امر حاضر کا واحد مؤنث ہے ایقظی ایقاظًا: جگانا۔ یقظ یقظ یقظًا (ک) یقاظۃ: بیدار ہونا۔ صفت مذکر یقِظٌ ویقُظٌ ویقظان۔ ج ایقاظ۔ صفت مؤنث یقظی۔ ج یقاظی۔ الصرآم: جماعت۔ ج اصرام۔ مراد اہل محلہ۔ صرم (ض) صرمًا الشیئ: کاٹنا۔ صرم: کھال معرب چرم۔ تقنّع: کپڑے میں لپٹنا۔

توضیح اور اس کا واقعہ (حاتم طائی کے واقعہ میں سے) یہ ہے کہ حاتم کی بیوی ماویہ نے بیان کیا کہ لوگوں کو قحط سالی پہنچی جس نے گھر والوں کو ختم کردیا۔ تو ایک رات ہم شدید فاقہ میں تھے تو حاتم نے عدی کو پکڑا اور میں نے سفانہ کو پکڑا (حاتم کی بیٹی کو) تو ہم نے ان دونوں کو بہلایا، یہانتک کہ دونوں سو گئے پھر وہ مجھے بہلانے لگا باتوں کے ذریعہ تاکہ میں سو جاؤں، پھر مجھ پر رقت طاری ہوئی اس پر مشقت کیوجہ سے تو میں بات سے رک گئی تاکہ وہ سو جائے اور وہ یہ سمجھے کہ میں بھی سو گئی ہوں۔ تو اس نے کچھ کہا کیا تو سو گئی۔ کئی بار میں نے جواب نہیں دیا پھر وہ خاموش ہو گیا اور خیمہ کے پیچھے سے دیکھا کہ کوئی چیز آ گئی، حاتم نے سر اٹھایا تو ایک عورت کہہ رہی تھی اے ابو سفانہ میں تیرے پاس بھوکے پیاسے بچوں کے پاس سے آئی ہوں تو حاتم نے کہا میرے پاس اپنے بچوں کو لے آؤ قسم خدا کی میں سب کا پیٹ بھر دوں گا۔ ماویہ کہتی ہے کہ میں جلدی اٹھ گئی پھر میں نے کہا کس کے ذریعہ اے حاتم، قسم خدا کی تیرے بچے بھوک کی وجہ سے نہیں سوئے مگر بہلانے پر۔ وہ اپنے گھوڑے کے پاس گیا اس کو ذبح کیا پھر آگ جلائی اور اس عورت کو چھری دیا اور کہا بھونتی رہو اور کھاتی رہو اور اپنے بچوں کو کھلاتی رہو اور مجھ سے کہا تو بھی اپنے بچوں کو جگا دے، تو میں نے انھیں جگایا، پھر حاتم نے کہا قسم خدا کی یہ کمینگی ہے کہ تم کھاتے رہو اور محلہ والوں کی حالت تمہاری طرح ہو، تو محلہ کے گھر گھر پر جا کر یہ اعلان کرتا تھا کہ تم آگ کو لازم پکڑو۔ لوگ جمع ہو گئے اور انھوں نے کھایا اور حاتم اپنی چادر میں لپٹ کر ایک گوشہ میں بیٹھ گیا یہانتک کہ زمین پر گھوڑے کے گوشت میں سے کم نہ زیادہ کچھ نہیں رہا اور حاتم نے اس میں سے کچھ بھی نہیں چکھا۔

لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ خالقہٖ

مخلوق کی اطاعت نہیں ہے اپنے خالق کی نافرمانی کے ساتھ

دخل ابو النضر سالم مولی عمر بن عبید اللہ علی عامل للخلیفۃ، فقال لہٗ ابو النضر انا تاتینا کتب

عن عند الخلیفۃ فیھا و فیھا ولا نجد بدا من انفاذھا، فما ترٰی؟ قال لہ ابو النضر: قد اتاک کتاب من اللہ تعالیٰ قبل کتاب الخلیفۃ فایھما اتبعت کنت من اھلہ؛

توضیح ابو النضر سالم، عمر بن عبد اللہ کے آزاد کردہ غلام داخل ہوئے خلیفہ کے کسی گورنر پر تو اس نے کہا اے ابو النضر ہمارے پاس خلیفہ کے پاس سے ایسے خطوط آتے ہیں جس میں مختلف قسم کے حکم رہتے ہیں اور ہم اس کے نافذ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں پاتے۔ تو آپ کا کیا خیال ہے۔ ابو النضر نے فرمایا کہ تیرے پاس اللہ کی کتاب آچکی ہے خلیفہ کے خط سے پہلے۔ ان میں سے جس کی بھی تم اتباع کروگے ان ہی میں سے تم ہوگے۔

وَنظیرُ ھٰذا القول ما رواہ الاعمش عن الشعبی ان زیادًا کتب الی الحکم بن عمرو الغفاری وکانَ علی الطائفۃ ان امیر المؤمنین کتب اِلیَّ اَن اَصْطَفِیَ لہٗ الصفراء والبیضاء ولا نقسم بین الناس ذھبًا ولا فضۃً فکتب الیہ انی وجدتُ کتابَ اللہ قبل کتاب امیر المؤمنین واللہ لو ان السموات والارض کانتا رتقًا علی عبدٍ فاتقی اللہَ لجعل لہ منھا مخرجًا ثم نادی فی الناس فقسم لھم ما اجتمع من الفیئ؛

لغوی تحقیق اعمش، ابو محمد سلیمان بن مہران تابعی کوفی ہیں، ۶۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۷ھ میں وفات پائی۔ عَمِشَت (س) عَمَشًا عینہ: آنکھ کا چندھا ہونا۔ صفت اعمش۔ ج عُمش۔ زیاد بن سمیہ۔ شیعۂ علیؓ میں سے تھے اور انکی طرف سے فارس کے گورنر مقرر تھے۔ ۴۴ھ میں امیر معاویہؓ نے انکو اپنے خاندان میں شامل کرلیا تھا اس لئے کہ بعض لوگوں نے یہ بیان کیا کہ زیاد کی والدہ سمیہ کے ساتھ ابوسفیان نے زمانۂ جاہلیت میں نکاح کیا تھا اور یہ انھیں کے بیٹے ہیں، اس وقت سے زیاد بن ابی سفیان کہے جانے لگے۔ مگر اکثر لوگ اس نسبت کو تسلیم نہیں کرتے۔ ۴۹ھ میں امیر معاویہؓ نے زیاد کو بصرہ کا گورنر بنادیا اور ۵۱ھ میں مغیرہ بن شعبہ کی وفات کے بعد کوفہ کا بھی گورنر بنا دیا۔ ان کی وفات ۵۳ھ میں مرض طاعون کیوجہ سے ہوگئی۔ الحکم بن عمرو بن المجدرع صحابی ہیں رضی اللہ عنہ، بصرہ میں رہتے تھے، زیاد بن سمیہ نے ان کو خراسان میں اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ اصح قول کے مطابق ۵۰ھ میں بمقام مرو میں اللہ کو پیارے ہوگئے، ان کو حکم بن اقرع بھی کہتے ہیں۔ اصطفیٰ۔ اصطفاء سے مضارع متکلم ہے: چننا۔ الصفراء: سونا۔ البیضاء: چاندی۔ رتق (ن) جوڑنا۔ الشیٔ: بند کرنا۔ الفیئ: بغیر جنگ و جدال کے حاصل ہونیوالا مال، مالِ غنیمت۔

توضیح اور اس قول کی مثال وہ ہے جو نقل کیا ہے اعمش نے شعبی سے کہ زیاد نے حکم بن عمرو غفاریؓ کے پاس لکھا، اور حضرت حکم ایک علاقہ کے گورنر تھے، لکھا کہ بیشک امیر المؤمنین نے میرے پاس لکھا ہے کہ میں اس کے لئے سونا اور چاندی جمع کروں اور لوگوں کے درمیان سونا اور چاندی تقسیم

نہ کروں تو حضرت حکم رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ اس کے پاس میں نے کتاب اللہ کو امیر المومنین کے خط سے پہلے پایا ہے قسم خدا کی اگر زمین و آسمان کسی بندہ پر بند ہو جائیں اور وہ اللہ سے خوف کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس سے کوئی نکلنے کی راہ نکالیں گے۔ پھر لوگوں میں منادی کرایا پھر انھیں جو مالِ غنیمت جمع ہوا تھا سارا تقسیم کرا دیا۔

ومثلہ قول الحسن حین ارسل الیہ ابن ھبیرۃ وَاتی الشعبی فقال لہٗ: ما تری؟ ابا سعید فی کتب تاتینا من عند یزید بن عبد الملک فیھا بعض ما فیھا، فان انفذتھا وافقتُ سخط اللہ وان لم اُنفذھا خشیت علی دمی، فقال لہ الحسن: ھٰذا عندک الشعبی فقیہ الحجاز فسألہ فرفق لہ الشعبی وقال لہٗ قارِبْ وَسَدِّد فانما انت عبدٌ مامورٌ ثم التفت بنُ ھُبَیرۃَ الی الحسن وقالَ ما تقولُ یا ابا سعیدٍ فقال الحسنُ: یا ابن ھبیرۃ لا طاعۃَ لمخلوقٍ فی معصیۃِ الخالِق، فانظر ما کتب الیك فیہ یزیدُ فاعرضہُ علیٰ کتاب اللہِ تعالیٰ فما وافق کتابَ اللہِ تعالیٰ فانفذہٗ وما خالفَ کتابَ اللہ تعالیٰ فلا تُنفذہ فان اللہَ اولیٰ بك مِن یزیدَ وکتاب اللہ تعالیٰ اولیٰ بك من کتابہٖ فضرب ابن ھبیرۃ بیدہٖ علی کتف الحسنِ، وقالَ: ھٰذا الشیخُ صدقنی وربِّ الکعبۃ وَاَمَرَ للحسنِ باربعۃِ اٰلافٍ وللشعبی بالفین فقال الشعبی رفقنا فرُفِقَ لنا فامّا الحسنُ فارسَلَ الی المساکین فلما اجتمعُوا فرّقھا وَ امّا الشعبی فقبلھا وشکر علیھا۔

لغوی تحقیق

ابن ہبیرۃ عمر ابو المثنی الفزاری نے ۱۰۲ھ میں وفات پائی۔ مسلمہ بن عبد الملک کے بعد ہشام کی جانب سے عراق کا امیر تھا، کچھ دن کے بعد کسی ناراضگی کی بنا پر اس کو معزول کر کے خالد بن عبد اللہ قسری کو اس کی جگہ مقرر کر دیا تھا، خالد ایک دن اچانک کوفہ آیا اس وقت ابن ہبیرہ نماز جمعہ کی تیاری میں مصروف تھا، ڈاڑھی میں کنگھا کر رہا تھا خالد کو دیکھ کر ابن ہبیرہ نے کہا: قیامت بھی اسی طرح اچانک آئے گی، اس کے بعد خالد نے اس کو پکڑ کر بیڑیاں پہنا دیں اور قید خانہ میں ڈال دیا۔ ابن ہبیرہ کے غلاموں نے ایک خفیہ سرنگ کھود کر قید خانہ سے نکال لیا۔ یزید بن عبد الملک بن مروان ۷۱ھ میں پیدا ہوا۔ سلیمان بن عبد الملک کے بعد ۱۰۱ھ میں خلیفہ ہوا اور چار سال ایک مہینہ تک خلیفہ رہا۔ ۳۴ سال کی عمر میں ۲۵ رشعبان ۱۰۵ھ میں مقام بلقاء میں وفات پائی اور اپنے بعد اپنے بھائی ہشام اور اپنے بیٹے کو ولیعہد یکے بعد دیگرے بنایا۔ یزید پہلا وہ خلیفہ ہے جس نے شراب نوشی شروع کی اور مغنیات کے راگ سننے میں وقت برباد کیا۔ رَفَق (ن، س، ک) نرمی کرنا۔ قارب۔ قارب فی الامر: ترک غلو اور میانہ روی اختیار کرنا۔ سدّد (س، ض) سدّدًا: ٹھیک ہونا۔ فی قولہ: سچ بات کہنا۔

توضیح

اور اسی طرح حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے جب ان کے پاس ابن ہبیرہ نے قاصد بھیجا اور امام شعبیؒ بھی تشریف لا چکے تھے تو ابن ہبیرہ نے حضرت حسن سے کہا کیا خیال ہے آپ کا اے ابو سعید ان خطوط

کے سلسلے میں جو ہمارے پاس یزید بن عبدالملک کے پاس سے آئے ہیں ان خطوط میں کچھ حکم ہوتے ہیں، اگر میں انھیں نافذ کروں تو اللہ کی ناراضگی سے موافقت کرنیوالا ہوں گا۔ اور اگر انھیں نافذ نہ کروں تو اپنے خون کا خطرہ ہے۔ تو حضرت حسن نے فرمایا یہ حجاز کے فقیہ امام شعبی آپ کے پاس موجود ہیں چنانچہ ان سے سوال کیا تو امام شعبی نے جواب میں نرمی برتی اور کہا کہ راہِ راست پر رہو، درستی اختیار کرو اس لئے کہ تو بندۂ مامور ہے۔ پھر ابن ہبیرہ حضرت حسن کیطرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا اے ابوسعید آپ کیا فرماتے ہیں۔ تو حضرت حسن نے فرمایا اے ابن ہبیرہ ! خالق کی معصیت میں مخلوق کیلئے بالکل طاعت نہیں ہے۔ تو آپ غور کرلیں یزید کے مکتوب میں۔ آپ اسے کتاب اللہ کے سامنے پیش کیجئے کتاب اللہ کے موافق جو ہو اسے نافذ کیجئے، اور جو کتاب اللہ کے خلاف ہو اسے مت نافذ کیجئے چونکہ اللہ تعالےٰ آپ کیلئے یزید سے بہتر ہے، اور کتاب اللہ کتاب یزید سے بہتر ہے۔ تو ابن ہبیرہ نے اپنا ہاتھ حضرت حسن کے شانہ پر مارا اور کہا اس شیخ نے مجھ سے سچی بات کہی۔ قسم ہے رب کعبہ کی، اس کے بعد حضرت حسن کو چار ہزار اور امام شعبیؒ کو دو ہزار درہم دینے کا حکم دیا، تو امام شعبی نے کہا ہم نے نرمی کی تو انھوں نے بھی ہم پر نرمی کی ۔ بہر حال حضرت حسن نے مسکینوں کو وہ دراہم دیدیئے۔ تمام مساکین جمع ہوئے انھوں نے وہ تقسیم کر دیئے اور امام شعبی نے شکریہ کے ساتھ اسے قبول کرلیا۔

وكتب ابوالدرداء الى معاوية اما بعد، فانه من يلتمس رضا الله بسخط الناس كفاه الله مؤنة الناس ومن التمس رضا الناس بسخط الله وكله الله الى الناس۔

لغوی تحقیق

ابوالدرداء، انصاری خزرجی مشہور عظیم الشان صحابی ہیں۔ آپکے نام اور ولدیت میں اختلاف ہے لیکن عامر ابن قیس زیادہ مشہور ہے مگر بہ نسبت نام کے ان کی کنیت مشہور تر ہے۔ ان کے والد کا نام بعض قیس، بعض ثعلبہ، بعض عامر، بعض مالک، بعض زید اور بعض عبداللہ کہتے ہیں۔ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ صحابہ کا علم جن چھ جلیل القدر صحابہ میں منحصر ہو گیا تھا ان میں سے ایک ابوالدرداء بھی ہیں۔ ایک حدیث میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حکیم امت کا لقب دیا ہے۔ حضرت معاویہؓ نے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں آپ کو دمشق کا قاضی مقرر کر دیا تھا، دمشق ہی میں آخر خلافت حضرت عثمان غنیؓ میں غالباً ۳۲ھ میں وفات پائی۔ ان سے ۱۷۰ حدیثیں مروی ہیں جن میں سے تیرہ حدیثیں صحیحین میں ہیں۔ معاویہ، ابو عبدالرحمٰن بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس الاموی القرشی۔ بعثت سے پانچ یا پانچ سال سے زائد پہلے پیدا ہوئے۔ صلح حدیبیہ کے بعد پوشیدہ طور پر ایمان لائے مگر اپنی والدہ کے خوف سے چھپائے رکھا۔ فتح مکہ کے بعد اپنے اسلام لانے کو ظاہر کیا۔ بعض حضرات فتح مکہ میں ایمان لانے کے قائل ہیں بعدہٗ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ مبارک کے کاتب رہے، حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلفاء اربعہ کے زمانہ میں مستقل

جہاد میں حصہ لیتے رہے، خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں دمشق اور شام کے گورنر مقرر کئے گئے اور حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت تک گورنر رہے، حضرت عثمانؓ کے بعد جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلیفہ مقرر ہوئے تو انھوں نے حضرت معاویہؓ کو معزول کردیا مگر حضرت معاویہؓ نے اپنی معزولی سے انکار کردیا، جس کے نتیجہ میں حضرت معاویہ وعلی رضی اللہ عنہما کے مابین جنگ ہوئی جس کو جنگ صفین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، بعدہٗ سیدنا حضرت امام حسنؓ خلیفہ ہوئے، انھوں نے چند ماہ کے بعد حضرت معاویہ سے صلح کرلی، اس کے بعد سے حضرت معاویہ متفقہ خلیفہ ہوگئے اور مسلسل بیس سال تک خلیفہ رہے۔ رجب ۶۰ھ میں تقریباً اسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کی مرویات کی تعداد ۱۳۰ ہے جن میں سے تیرہ احادیث صحیحین میں مروی ہیں۔ اس کے علاوہ تمام کتب صحاح میں بھی آپ سے حدیثیں مروی ہیں۔

توضیح حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہؓ کے پاس لکھا، امابعد! جو اللہ کی رضا کا طالب ہے لوگوں کے ناراض ہونے کے باوجود، تو اللہ اس کیلئے کافی ہے لوگوں کے بوجھ کیلئے، اور جو لوگوں کی خوشنودی کا طالب ہو اللہ کو ناراض کر کے، تو اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے سپرد کردیں گے۔

وَكَتَبَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اِلٰى مُعَاوِيَةَ، اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهُ مَنْ يَعْمَلْ بِمَسَاخِطِ اللّٰهِ يَصِيْرُ حَامِدُهُ مِنَ النَّاسِ ذَامًّا لَهُ، وَالسَّلَامُ

لغوی تحقیق عائشۃؓ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی، ام المؤمنین، ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ محبوبۂ رسول صلے اللہ علیہ وسلم، مشہور فقیہہ، ذہین، فطین صحابیہ ہیں اور خاص کر عورتوں میں تو علم فقہ میں آپ کا ثانی نہیں۔ احادیث نبویہ میں آپ کے فضائل بکثرت منقول ہیں، آپ کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھکو عائشہ کے بارے میں تکلیف نہ دو کیونکہ مجھ کو ان کے علاوہ کسی دوسری بیویوں کے بستر پر وحی نہیں آئی ہے۔ آپ بعثت کے چار یا پانچ سال بعد پیدا ہوئی ہیں، حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد چھ یا سات سال کی عمر میں آپ کا عقد مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں ہوا اور مدینہ منورہ میں ۱ھ یا ۲ھ میں آپکی رخصتی ہوئی اس وقت آپ کی عمر نو یا دس سال تھی۔ حضورؐ کی وفات کے وقت آپکی عمر اٹھارہ سال تھی۔ ۱۷ رمضان المبارک ۵۷ھ یا ۵۸ھ میں آپ کی وفات ہوئی اور بقیع میں دفن ہوئیں۔ روایت حدیث میں ابو ہریرہؓ کے بعد آپ ہی کا درجہ ہے، آپ کی مرویات کی تعداد ۲۲۱۰ ہیں، جن میں سے ۱۹۶ حدیثیں صحیحین میں ہیں۔ آپ کے فضائل محتاج تعارف نہیں ہیں ہم نے یہ چند کلمات تبرکاً لکھدیئے ہیں۔ مساخط جمع مسخط: ناخوشی، رنجیدگی۔ سخط (س) سخطًا الرجل وعلیہ: غضبناک ہونا۔ الشیئ: ناپسند کرنا۔ سُخط، سُخُط وسَخَطٌ: ناراضی۔ اور بقول بعض بڑے لوگوں کی ناراضی۔ ذامًا۔ ذم (ن) برائی بیان کرنا۔

توضیح اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس لکھا: اما بعد! جو اللہ کی ناراضگی والے اعمال کرے گا تو اس کی تعریف کرنے والا آدمی بھی اسکی مذمت کرنے والا ہوگا۔ والسلام

رجل جرى على لسانه في حيوته ما جرى عليه بعد وفاته

ایک شخص کی زندگی میں اس کی زبان پر وفات کے بعد گذرنے والی بات آگئی

رَوَى الانباری باسناده الى هشام الكلبي قال: عاش عبيد بن شرية الجرهمي ثلثمائة وادرك الاسلام فاسلم ودخل على معاوية بالشام وهو خليفة فقال له حدثني باعجب ما رأيت قال، مررت ذات يوم بقوم يدفنون ميتا لهم فلما انتهيت اليهم اغرورقت عيناى بالدموع فتمثلت بقول الشاعر

يا قلب انك من اسماء مغرور ۔۔۔ فاذكر وهل ينفعنك اليوم تذكير

قد بحت بالحب ما تخفيه من احد ۔۔۔ حتى جرت لك اطلاقا محاضير

فلست تدرى وما تدرى اعاجلها ۔۔۔ ادنى لرشدك ام ما فيه تاخير

فاستقدر الله خيرا وارضين به ۔۔۔ فبينما العسر اذ دارت مياسير

وبينما المرء في الاحياء مغتبط ۔۔۔ اذا هو الرمس تعفوه الاعاصير

يبكى الغريب عليه ليس يعرفه ۔۔۔ وذو قرابته في الحي مسرور

قال: فقال لى رجل، اتعرف من صاحب هذا الشعر قلت لا قال: ان صاحبه هذا الميت الذى دفناه الساعة وانت الغريب الذى تبكى عليه ولست تعرفه وهذا الذى خرج من قبره اقرب الناس رحما اليه واسرهم بموته فقال له معاوية لقد رأيت عجيبا فمن الميت؟ قال عثير ابن لبيد العذرى۔

لغوی تحقیق الانباری۔ کمال الدین عبد الرحمٰن بن ابی الوفاء محمد بن انباری، کثیر العلم، معتمد، عابد و پرہیزگار اور علم ادب و نحو کے امام تھے، سادہ زندگی گذارتے تھے، آپ نے علم لغت اور علم ادب ابو منصور جوالیقی سے، اور علم نحو ابو السعادات ہبۃ اللہ بن الشجری سے پڑھا تھا اور اتنی مہارت حاصل کی کہ اپنے وقت کے امام ہوگئے۔ نزہۃ الالباء، اسرار العربیہ شرح دیوان متنبی، شرح حماسہ، حواشی ایضاح، کتاب حیص بیص وغیرہ بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ ۹ رشعبان ۵۷۷ھ میں جمعہ کی رات میں وفات ہوئی اور شیخ ابو اسحٰق شیرازی کے قریب دفن کئے گئے ۔

عبید بن شریۃ الجرھمی، وہی ہے جو عربی نثر کا ماہر مؤلف تھا۔ یدفنون (ض) دفنًا۔ المیت: گاڑنا، دفینہ گاڑا ہوا۔ ج۔ دفائن۔ اغرورقت۔ اغریراقًا۔ العین، آنکھ میں آنسو بھر آنا۔ مادہ غرق۔ الدموع۔ جمع دمع: آنسو۔ دمعت (ف) دمعًا (س) دَمَعًا دموعًا العین: آنسو بہانا۔ بحت (ن) بوحًا۔ الشئ، آشکارا کرنا۔ بواح: برملا۔ بوح آفتاب کا علم ہے۔ اطلاق۔ جمع طلق: گھوڑے کی دوڑ کا ایک چکر۔ محاضیر۔ جمع محضر: دستاویز۔ فبینما العسر۔ العسر مبتدا ہے اور خبر محذوف ہے ای العسر ثابت لک۔ لفظ بین مابعد والے جملہ کیطرف مضاف ہے اور مضاف مضاف الیہ کے درمیان کلمۂ ما فاصل ہے، اور بین کلمہ اذ کیوجہ سے منصوب ہے۔ اس لئے کہ اس میں مفاجاۃ کے معنٰی پائے جاتے ہیں۔ عسر (س) عسرًا، عُسْرًا، عُسارۃً: مشکل ہونا۔ عُسر۔ عُسرۃ: تنگی، سختی۔ میاسیر۔ جمع میسور: آسان کیا ہوا۔ یسر (ض) یسرًا: نرم ہونا، جوا کھیلنا (ک) یُسرًا: کم ہونا۔ صفت یسیر (س) یَسَرًا الامر: آسان ہونا۔ الیَسَر: مالدار ہونا۔ صفت موسر، یسار، یسریٰ: بایاں۔ یسر: جوا۔ مذبوح جانور جن پر جوا کھیلا جائے۔ میسرۃ۔ بائیں طرف کا لشکر فوج (ج) میاسیر مغتبط: خوش، آرام۔ غبط (ض) غبطۃ: کسی کی نعمت کو دیکھ کر ویسا ہی اپنے لئے بھی خواہش کرنا۔ صفت۔ غابط ج غبط: خواہش۔ الرمس: قبر جو زمین کی سطح سے اونچی نہ ہو۔ ج ارماس، رموس۔ رمس (ن، ض) رمسًا۔ ہ: چھپانا تعفوہ۔ عفت الریح: نابود کردینا، مٹا دینا۔ اعاصیر۔ جمع اعصار: بگولہ۔ عصر (ض) عصرًا: نچوڑنا۔ عصیر۔ عصارۃ: نچوڑا ہوا۔ عَصْر، عَصَر: زمانہ۔ ج اعصار۔

توضیح عبد الرحمٰن انباری نے اپنی سند کو ہشام ابن کلبی تک پہنچاتے ہوئے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ عبید ابن شریۃ جرہمی تین سو سال تک زندہ رہے اور اسلام کا زمانہ پایا پھر مسلمان ہوگئے اور شام میں حضرت معاویہؓ کے پاس تشریف لائے جبکہ وہ خلیفہ تھے۔ تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا مجھ سے کوئی عجیب وغریب واقعہ بیان کرو جو آپ نے دیکھا ہے۔ فرمایا ایک دن میں ایسے لوگوں کے پاس سے گذرا جو اپنے مردہ کو دفن کر رہے تھے، جب میں ان تک پہنچا تو میری آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا آئیں تو میں نے شاعر کا یہ شعر پڑھا۔

اے دل تو اسماء سے دھوکہ کھایا ہوا ہے تو نصیحت قبول کر، اور کیا تجھ کو آج نصیحت نفع دے گی تو نے محبت کو ظاہر کردیا کسی سے بھی اسے مخفی نہیں رکھا یہاں تک کہ شہری لوگ تیری محبت کو لے چلے، یا تیری محبت کی دستاویزیں گھوڑوں کی چال کیطرح چل پڑیں، تو نہیں جانتا ہے اور نہ جانے گا کہ دنیا کا قریب ترین زمانہ تیرے رُشد و ہدایت کے قریب ہے یا وہ چیز جس میں دیر ہے تو تو اللہ سے بھلائی طلب کر اور اس پر راضی رہ چونکہ تنگی کے دوران اچانک گھومنے لگتے ہیں جوئے کے پاسے اور اس اثناء میں کہ آدمی خوش رہتا ہے زندوں کے درمیان کہ اچانک اس کی قبر کو آندھیاں یا بگولے مٹا دیتے ہیں۔ اس پر ایک اجنبی آدمی روتا ہے جو اسے پہچانتا نہیں اور اس کی قرابت والے محلہ میں خوش رہتے ہیں۔ عبید ابن شریۃ کہتے ہیں مجھ سے ایک آدمی نے کہا کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس شعر کا کہنے والا کون ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا اس شعر کا کہنے والا یہی وہ مردہ ہے جو ابھی ابھی دفن کیا گیا ہے، اور تو وہ پردیسی آدمی ہے جو اس پر تو رو رہا ہے درانحالیکہ تو اس سے آشنا نہیں اور یہ جو اس کی قبر سے نکلا وہ سب سے زیادہ اس کا قریبی رشتہ دار ہے اور اس کے مرنے پر

بہت زیادہ مسرور ہے۔ اس کے بعد حضرت معاویہؓ نے فرمایا یقیناً آپ نے عجیب و غریب واقعہ دیکھا۔ تو وہ مردہ کون ہے؟ فرمایا عنیز بن لبید عذری ہے۔

الکریم لاینسی من احسن الیہ

شریف آدمی کبھی اپنے محسن کو فراموش نہیں کرتا

حُکی ان الوزیر المھلبی سافر قبل ان یتولی الوزارۃ وکان فقیرا جدا فلقی فی سفرہ مشقۃ عظیمۃ فاشتھی اللحم ولم یقدر علیہ فقال ارتجالا۔

الا موتٌ یُباع فاشتریہ	فھذا العیش ما لا خیر فیہ
الا موتٌ لذیذ الطعم یأتی	یخلصنی من الموت الکریہ
اذا ابصرت قبرا من بعید	وددتُ لواننی مما یلیہ
الا رحم المھیمن نفس حُرٍّ	یفرّجُ بالوفاء علی اخیہ

قال: وکان معہ رفیق یقال لہ عبد اللہ الضبی، فلما سمعہ اشتری لہ لحما بدرھم وطبخہ واطعمہ ایاہ، ثم افترقا وتقلبت بالمھلبی الاحوال واثری وتولی الوزارۃ العظمٰی لمعز الدولۃ وافتقر رفیقہ جدا فبلغہ وزارۃ المھلبی فقصدہ وکتب الیہ فی رقعۃ۔

الا قل للوزیر فدتک نفسی	مقالۃ مُذکرٍ ما قد نسیہ
اتذکر اذ تقول لضنک عیش	الا موتٌ یُباع فاشتریہ

فلما وقف علی رقعتہ، امر لہ بسبع مائۃ درھم، ووقع فی رقعتہ "مثلُ الذین یُنفقون اَموالَھُم فی سَبیل اللہِ کمثل حَبۃٍ اَنبتتْ سبع سنابل فی کل سنبلۃٍ مائۃ حَبۃٍ" ثم دعابہ وخلع علیہ وزادہ فی برّہ وولاّہ علی عملٍ۔

لغوی تحقیق

الوزیر المھلبی۔ یزید بن محمد۔ شیعہ آل علیؓ سے ہے اور بہت بڑا شاعر ہے، متوکل کی تعریف میں بہت سے قصائد لکھے، اس کی وفات ۲۵۹ھ میں ہوئی۔ ارتجالا: برجستہ کہنا۔ الکریہ: ناپسند

وددت، ودّہ، یودّہ، وُدًّا، مودّۃً، محبت کرنا، چاہنا۔ ودود: انتہائی محبت کرنیوالا۔ المہیمن: خوف سے امن دینے والا۔ روزی۔ موت وحیات کا کفیل۔ اثری۔ اثراءً وثریٰ (ن)، ثراءً (س)، ثریٰ، الرجل، دولت مند ہونا۔ ثروۃ: مالداری۔ ضنک: تنگ۔ ضنک (ک) ضنکًا، ضنوکۃً: تنگ ہونا۔ وقع، توقیعًا: شاہی مہر لگانا۔ حبۃ: عقلمند۔ ج حبات۔ انبت۔ انباتًا: اگانا۔ سنابل۔ جمع سنبلۃ: بالی، خوشہ۔

توضیح نقل کیا گیا ہے کہ وزیر مہلبی نے سفر کیا عہدۂ وزارت پر فائز ہونے سے قبل درانحالیکہ وہ بہت زیادہ غریب تھا۔ اپنے سفر میں اس نے زبردست مشقت کا سامنا کیا۔ گوشت کو طبیعت چاہی لیکن اسے قدرت حاصل نہ ہوئی تو اس نے بداہۃً یہ کہا ۔ کیا موت فروخت نہیں ہوتی جسے میں خریدوں تو اس زندگی میں کوئی خیر ہی نہیں ہے۔ کیا خریدار موت نہیں ہے جو آکر مجھے چھڑالے ناگوار موت سے۔ جب میں کسی قبر کو دور سے دیکھتا ہوں تو میں خواہش کرتا ہوں کہ کاش میں اس سے قریب ہوتا۔ خدا اس شریف آدمی پر رحم کرے جو اپنے بھائی پر وفاداری کا سلوک کرکے پریشانی کو دور کرے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ اپنا رفیق سفر تھا جس کا نام عبداللہ ضبی تھا۔ جب اس کو سنا یہ کہتے ہوئے تو اس کے لئے ایک درہم کا گوشت خریدا اور اس کو پکاکر اس نے کھلایا، پھر دونوں منتشر ہوگئے اور مہلبی پر حالات نے پلٹا کھایا اور وہ سیٹھ بن گیا، اور وہ معز الدولہ کا وزیر اعظم بن گیا اور اس کا رفیق سفر بہت ہی تنگ دست ہوگیا، اس کو مہلبی کے وزارت کی خبر پہنچی تو اس نے مہلبی کے پاس آنیکا ارادہ کیا اور ایک پرچہ میں لکھ کر بھیجا۔

شعر۔ وزیر سے کہدو کہ تجھ پر میری جان قربان اس یاد دلانے کے کہنے کیطرح اس چیز کو جسے وہ بھول گیا۔ کیا تمہیں یاد ہے جب تم زندگی کے تنگ ہونے کے وقت کہہ رہے تھے۔ کیا موت فروخت نہیں ہوتی جسے میں خریدوں۔ جب وزیر اس کے پرچہ پر مطلع ہوا تو اسے سات سو درہم دینے کا امر کیا اور اس کے پرچہ پر مثلُ الذین ینفقون الآیہ کی مہر لگادی۔ یعنی مثال ان لوگوں کی جو اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کیطرح ہے جس نے سات بالیاں اگائیں، ہر بالی میں سو دانے ہوں۔ پھر اسے بلایا اور اس کو خلعت دیا اور اس کے ساتھ حسن سلوک میں اضافہ کیا اور کسی کام کا اسے نگراں بنادیا۔

لا تحزن اذا اساؤا بك الظن وكنت محسنًا فانه خير لك

جب تم ٹھیک سے رہو تو لوگوں کی بظنی کا تمہیں غم نہ ہونا چاہئے یہی تمہارے لئے بہتر ہے

اَوْدَعَ تاجرٌ من تجار نیسابور جاریۃً عند الشیخ ابی عثمان الحیری فوقع نظر الشیخ علیھا یومًا فعشقھا وشغف بھا فکتب الی شیخہ ابی حفص الحداد بالحالِ فاجابہ بالامر بالسفر الی الری الی صحبۃ الشیخ یوسف اکثر الناس فی ملامتہ وقالوا کیف یسأل تقیٌ مثلك عن بیت شقیٍ فاسق فرجع الی نیسابور وقصّ علی شیخہ القصّۃ فامرہٗ بالعود الی الرّی وملاقاۃ الشیخ یوسف المذکور فسافر مرۃً ثانیۃً الی الرّی وسأل عن منزل الشیخ یوسف ولم یبال بذم الناس وازدرائھم

به نفيل له: انه في محلة الخمّارة فاتى اليه وسلم عليه، فردّ عليه السّلام وعظّمه وكان الى جانبه صبيٌّ بارعُ الجمال والى جانبه الآخر زجاجة مملوءة من شيءٍ كانّه الخمر بعينه فقال له الشيخ ابوعثمان: ما هذا المنزل في هذه المحلة فقال: ان ظالمًا شرى بيوت اصحابنا وصيّرها خمّارة ولم يحتج الى شراء داري، فقال له: ما هذا الغلام؟ وما هذا الخمر؟ فقال: اما الغلام فولدي من صلبي واما الزجاجة فخلٌّ، فقال: ولم توقع نفسك في مقام التهمة بين الناس؟ فقال: لئلا يعتقد وا انّي ثقة امين ويستودعوني جواريهم فأبتلى بحبهن فبكى ابوعثمان بكاءً شديدًا وعلم قصد شيخه، فهكذا احوال اهل الله نفعنا الله تعالى بهم۔

لغوی تحقیق

اودع۔ ایداعًا: کسی کے پاس امانت رکھنا۔ عشقها (س) عشقًا: محبت میں حد سے تجاوز کرنا۔ صفت عاشق۔ ج عشاق۔ شغف (س، ف) شغفًا به: دلدادہ ہونا۔ حبه: محبت کا دل کے پردہ میں پہنچنا۔ الرّی: مملکتِ ایران میں ایک عجیب و غریب بارونق وخوش منظر قدیم ترین شہر ہے جس کو مسلمانوں نے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں عروہ ابن زید کے ہاتھ پر فتح کیا تھا، خلیفۂ مہدی نے ۱۵۸ھ میں اس کی اصلاح کرائی ہے۔ ازدراء: ذلیل سمجھنا۔ زرٰی (ض) زریًا، زرایۃً علیہ عملہ: عیب لگانا۔ الخمّار: شراب بیچنے والا۔ بارع۔ برع (ن، س، ک) بروعًا، براعۃً علم یا فضیلت یا جمال میں کامل ہونا۔ زجاجۃ: شیشہ کا برتن، شیشہ کا ٹکڑا۔ زجج (ض) زججًا وازدج حاجبہ: لمبی اور باریک ابرو والا ہونا۔ صفت ازج۔ مملوءۃ: بھرا ہوا۔ ملأہ (ف) ملأً و ملاءۃً: بھرنا (ک) ملاءۃً وملاءۃً: مالدار ہونا

توضیح

نیشاپور کے تاجروں میں سے ایک تاجر نے شیخ ابوعثمان حیری کے پاس ایک جاریہ امانت رکھی، تو شیخ کی نظر اس پر پڑ گئی، شیخ اس پر فریفتہ ہو گئے اور بہت زیادہ اسے چاہنے لگے، پھر انھوں نے اپنے شیخ ابوحفص حداد کے پاس فورًا لکھا تو شیخ ابوحفص نے شیخ ابوعثمان کو جواب میں رے کے سفر کا حکم دیا۔ شیخ یوسف کی صحبت اختیار کرنے کیلئے جب وہ رے پہنچے اور لوگوں سے شیخ یوسف کا مکان معلوم کیا۔ لوگوں نے ان کو بہت ملامت کی اور کہنے لگے آپ جیسے پرہیزگار آدمی ایسے فاسق وفاجر آدمی کا مکان معلوم کر رہے ہیں۔ تو شیخ ابوعثمان نیشاپور لوٹ گئے اور اپنے شیخ ابوحفص کو سارا قصہ سنایا تو پھر شیخ ابوحفص نے شیخ ابوعثمان کو دوبارہ رے جانے کا حکم دیا اور شیخ یوسف مذکور سے ملاقات کا حکم دیا تو دوسری بار انھوں نے رے کا سفر کیا اور شیخ یوسف کے مکان کے متعلق پوچھا۔ اور لوگوں کی مذمت کی کوئی پرواہ نہیں کی اور لوگوں کے عیب بیان کرنے کی تو شیخ ابوعثمان سے بتایا گیا کہ وہ شرابیوں کے محلہ میں ہیں۔ تو شیخ ابوعثمان نے آکر انھیں سلام کیا، انھوں نے سلام کا جواب دیا اور بہت تعظیم کی، اور ان کے بغل میں ایک بہت خوبصورت لڑکا تھا اور ان کی دوسری جانب کسی چیز سے بھرا ہوا گلاس تھا، وہ شراب معلوم ہوتی تھی، تو ان سے شیخ ابوعثمان نے کہا اس محلہ میں یہ گھر کیوں ہے؟ تو جواب دیا کہ ایک ظالم نے ہمارے ساتھیوں کے گھروں کو خرید کر ان کو شراب خانہ بنا دیا، اور اسے میرے گھر کے خریدنے

کی ضرورت نہیں ہوئی تو شیخ ابوعثمان نے پوچھا یہ لڑکا کون ہے اور یہ شراب کیسی؟ تو جواب دیا کہ یہ لڑکا میرا حقیقی بیٹا ہے اور رہا گلاس تو اس میں سرکہ ہے۔ تو شیخ ابوعثمان نے کہا اپنے آپ کو تہمت کی جگہ پر لوگوں کے درمیان کیوں ڈال رہے ہیں؟ انھوں نے کہا تاکہ لوگ میرے امانت دار اور ثقہ ہونیکے معتقد نہ ہو جائیں اور پھر میرے پاس اپنی باندیوں کو بطور امانت رکھنے لگیں، پھر میں اس کی محبت میں گرفتار ہو جاؤں۔ تو ابوعثمان بہت روئے اور اپنے شیخ کا مقصد سمجھ گئے۔ تو یہی حال ہوتا ہے بزرگوں کا، اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے فائدہ پہنچائے۔

التواضع

عاجزی وانکساری

قالَ مقاتل بن سُلیمانَ یومًا، وقد دخلته ابهّةُ العلم سلونی عمّا تحت العرش الیٰ اسفل الثریٰ فقال له رجلٌ ما نسألك عن شئٍ مِنْ ذٰلك انما نسألك عما معك فی الارض اخبرنی عَنْ كلب اهل الكهف، ماكان لونه؟ فافحمهُ ولما شُهرت تاليفُ ابن قتيبة ولحظ بعين العالم المتفنّن صعد المنبر وقد غص المحفلُ واعتلیٰ تبريزًا علیٰ علماءِ وقته مع فضل جاهٍ اشتمل به من السلطان فقال ليسألنی من شاءَ عمّا شاءَ، فقام اليه احد الاغفال فقال له ما الفتيلُ والقطمير، فلم يُحرجوابًا وَاُفحِمَ ونزل خجلًا وانصرف الیٰ منزله كسلًا فلما نظر اللفظتين وجد نفسه اَذكرَ الناسِ بهما وهٰذا من عقاب العُجب وَقال قتادة ما سمعتُ شيئًا قط الا حفظتُه و حَفظتُ شيئًا فنسيتُه ثم قالَ يا غلامُ! هاتِ نَعلَيَّ، فقال هما فی رجليك ففضحه اللهُ وَكانَ بشريش رجلٌ من اهل الدين والورع وحجّ فی ايام ابی حامد، وصَحِبَهُ ففاتَتْ صلوٰة الصبح يومًا لاحد اصحابه فلامه علیٰ ذٰلك فلما كانَ فی اليوم الثانی ادرك الحاجّ من صلوٰة الصبح ركعةً واحدةً فلما لقيه صاحبه بعد الصلوٰة قال له: هٰذا كما رأيتَ وانما ذكرتَ عملك علیٰ معنی التبصرة والارشاد فلو ذكرته علیٰ غير ذٰلك لفاتتك الثانيةُ ۞

لغوی تحقیق

مقاتل بن سلیمان، ابوالحسن مشہور مفسر ہیں، اصل کے اعتبار سے بلخی ہیں، بعد میں بصرہ چلے گئے تھے۔ زہری، مجاہد اور ضحاک وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ بعض حضرات نے ان کو غیر ثقہ کہا ہے، حافظ وکیع نے کذاب کہا ہے۔ ۱۵۰ھ میں وفات ہوئی۔ ابہۃ: برتری، گھمنڈ۔ اَبِہ (ف) ابہًا، لہ: بھانپ جانا، سمجھ جانا، قرائن سے پہچاننا۔ تأبہ، علیہ: گھمنڈ کرنا۔ کہف: کھوہ، غار۔ غار اور کھوہ میں فرق یہ ہے کہ غار چھوٹا ہوتا ہے اور کہف بڑا، وسیع ہوتا ہے۔ العرش، شاہی تخت، کنویں کی مینڈ۔ ج عروش، عُرش

عرش (ن، ض) عرشا: لکڑی کا مکان بنانا۔ عریشۃ: جھونپڑی (ض) عروشا: ٹھہرنا۔ شریٰ: تری، نمناک مٹی۔ مراد زمین ہے۔ افحمہ: دلیل دیکر خاموش کردینا (ف) جواب سے ساکت ہونا (ن) فحوما البئر: پانی ٹھہر جانا (س) فحم، فحما و فحاما و فحوما الصبی بچے کا روتے روتے آواز بند ہونا۔ شہرت۔ شہر (س) شہرا، شہرۃ: واضح کرنا۔ ابن قتیبۃ: ابو محمد عبداللہ بن سلمہ بن قتیبہ دینوری ۲۱۲ھ میں پیدا ہوئے، فضل وعلم میں درجۂ عروج کو پہونچے ہوئے ہیں اور صاحب تصانیف بھی ہیں چنانچہ ادب الکاتب، کتاب الجراثیم وغیرہ مختلف کتابیں لکھی ہیں۔ آپ کی وفات ۲۷۰ھ میں ہوئی۔ لحظ: (ف) گوشۂ چشم سے دیکھنا۔ غص (س، ن) غصصا، المکان: پُر ہوجانا اور تنگ ہوجانا۔ المحفل: مجلس۔ ج محافل۔ حفل (ض) حفلا القوم: جمع ہونا۔ صفت حافل۔ ضرع حافل: بھرا ہوا تھن۔ تبرز۔ البزالرجل: ہمسروں سے برتر ہونا۔ برز (ن) بروزا: میدان کیطرف نکلنا۔ مبارزۃ: لڑائی کیواسطے مقابلہ پر نکلنا۔ الاغفال۔ جمع غفل: ناسمجھ۔ الفتیل: کھجور کی گٹھلی کے شگاف کی باریک پتی۔ قلم تحر۔ اجار الجواب۔ اجارۃ: جواب دینا (ن) حورا: لوٹنا، پریشان ہونا۔ نعوذ باللہ من الحور بعد الکور: ہم زیادتی کے بعد نقصان سے اللہ کی پناہ لیتے ہیں۔ کسل: مجبوری۔ کسل (س) کسلا: سست ہونا۔ صفت کسل، کسلان جمع کسالیٰ و کُسالیٰ۔ فضحہ (ن) فضحا: ذلیل کرنا۔ شریش: مملکتِ اندلس میں ایک بڑا شہر ہے۔ الورع: تقویٰ، پرہیز گاری۔

توضیح مقاتل بن سلیمان نے ایک دن کہا اور ان میں علمی نخوت سرایت کرچکی تھی کہ مجھ سے سرایت کردہ اس چیز کیمتعلق پوچھو جو عرش کے نیچے تحت الثریٰ تک ہے۔ تو ایک شخص نے کہا ہم آپ سے ان میں سے کسی چیز کے متعلق نہیں پوچھیں گے۔ ہم تو آپ سے ان چیزوں کے متعلق پوچھیں گے جو آپ کی نظر میں ہے زمین پر۔ آپ ہمیں اصحاب کہف کے کتے کے متعلق بتائیں کہ کیا رنگ تھا۔ تو اس شخص نے ان کو خاموش کردیا، اور جب ابن قتیبہ کی تالیفات مشہور ہوگئیں اور ایک فنکار عالم کی آنکھوں سے گذار دی گئیں تو ممبر پر وہ چڑھے درانحالیکہ محفل کھچا کھچ بھری ہوئی تھی، اور ابن قتیبہ اپنے دور کے علماء پر فوقیت رکھتے تھے جاہ وحشم کی فضیلت کے ساتھ ساتھ جو منجانب بادشاہ حاصل ہوا تھا تو انھوں نے فرمایا جو چاہے جس چیز کے متعلق چاہے مجھ سے پوچھ لے۔ تو ایک بیوقوف کھڑا ہوا، اور اس نے کہا فتیل اور قطمیر کیا ہیں؟ تو ان سے جواب نہ بن پڑا اور اپنے گھر لوٹ گئے سُست کیطرح اور جب دونوں لفظوں پر غور کیا تو اپنے آپ کو زیادہ یاد کرنے والا پایا اور یہ خود پسندی کا نتیجہ تھا۔ اور حضرت قتادہ نے کہا میں نے کبھی کوئی چیز نہیں سنی مگر یہ کہ اسے ضرور محفوظ کرلیا۔ اور کسی چیز کو محفوظ کرنے کے بعد میں نے اسے بھلایا نہیں۔ اور کہا اے لڑکے میرے جوتے لے آؤ تو اس نے کہا کہ وہ تو آپ کے پیروں میں ہے۔ تو اللہ نے ان کو رسوا کردیا۔

شریش نامی جگہ پر ایک دیندار اور پرہیزگار شخص تھا، اور ابو حامد کے دور میں حج کیا اور ان کے ساتھ رہا۔ ایک دن فجر کی نماز چھوٹ گئی کسی ساتھی کی۔ تو اس نے اس کو ملامت کی، جب دوسرا دن ہوا تو حاجی نے فجر کی ایک رکعت پائی، جب اس کا ساتھی نماز کے بعد ملا تو اس سے کہا یہ جیسے کہ تم دیکھ رہے ہو کہ تم نے یاددہانی کے طور پر اپنے عمل کا تذکرہ کیا تھا۔ اگر اس کے علاوہ اور کسی طریقہ پر ذکر کرتے تو دوسری رکعت بھی چھوٹ جاتی۔

وكان ابو ايوب الانصاري (واسمه خالد بن زيد) مع علي بن ابي طالب في حروبه كلها ومات بالقسطنطينية مرابطًا سنة احدى وخمسين وذٰلك مع يزيد بن معاوية لما اعطاه ابوه القسطنطينية خرج معه فمرض فلما ثقل قال لاصحابه اذا انا مُتُّ فاحملوني فاذا صاففتم العدو فادفنوني تحت اقدامكم ففعلوا ودفنوه قريبًا من سورها وهو معروف الى اليوم، معظم يستشفون فيشفون فكان اشارة الى ان من تواضع لله رفعه الله۔

لغوی تحقیق ابوایوب۔ خالد بن زید بن کلیب انصاری خزرجی مشہور صحابی ہیں، عقبہ ثانیہ میں حاضر خدمت ہوکر اسلام لائے، بدر اور تمام غزوات میں شریک رہے۔ ہجرت کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہی کے گھر قیام فرمایا تھا، تمام کتب صحاح میں آپ سے احادیث مروی ہیں اور آپ کی مرویات پچاس حدیثیں ہیں۔ کوفہ جاتے وقت حضرت علیؓ نے آپ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا تھا، آپ کی وفات ۵۱ھ یا ۵۲ھ میں ہوئی۔ یزید بن معاویہ۔ اس کی ولادت ۲۶ھ میں ہوئی جبکہ امیر معاویہؓ حضرت عثمانؓ کی طرف سے پورے ملک شام کے والی ہو چکے تھے۔ امیر معاویہؓ نے اپنی زندگی میں صوبہ جات کے حکام اور وفود سے رائے لیکر یزید کی ولیعہدی کی بیعت لے لی تھی، لیکن مدینہ کے چند ممتاز رؤساء امت عبداللہ بن زبیر، امام حسین، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم اس بیعت کے مخالف تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے جب دیکھا کہ یزید کی خلافت پر اجماع عام ہو گیا تو ان حضرات نے بھی بیعت کرلی، لیکن حضرت امام حسینؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ نے بیعت نہیں کی۔ یہاں تک کہ ۱۰ محرم ۶۱ھ کو معرکۂ کربلا پیش آیا، ایک طرف امام حسین کے اسی آدمیوں کی مختصر جماعت تھی، دوسری طرف عراقی فوج تھی جس میں ایک بھی شامی آدمی نہ تھا، بہت تھوڑے عرصہ میں لڑائی کا فیصلہ ہو گیا۔ امام حسینؓ اور ان کے ۷۱ آدمی شہید ہوئے اور ابن سعد کے ۸۸ آدمی کام آئے، اس کے بعد حصین بن نمیر یزید کے حکم کے مطابق عبداللہ بن زبیر کے مقابلہ کیلئے ۲۶ محرم کو ایک لشکر لے کر مکہ پہنچا۔ ابن زبیرؓ مقابلہ کیلئے نکلے لیکن شکست کھائی اور مکہ میں آگئے، شامیوں نے محاصرہ کیا اور منجنیق سے شہر پر پتھر پھینکے، اسی دوران میں خبر آگئی کہ یزید نے وفات پائی، شامیوں نے محاصرہ اٹھالیا اور جنگ ختم ہو گئی۔ یزید نے ۱۴ ربیع الاول ۶۴ھ کو ۳۹ سال کی عمر میں سرزمین شام کے شہر جوران میں وفات پائی۔ مدت خلافت ۳ سال ۸ مہینے ۱۴ دن رہی۔ حروب۔ ج حرب: جنگ۔ مرابطًا۔ رابط، مرابطۃ الجیش، لشکر کا دشمن کی سرحد کے پاس ہمیشہ قیام رکھنا۔ صاففتم۔ مصافۃ: مقابلہ کیلئے دشمن کے روبرو کھڑا ہونا۔ سور: شہر پناہ۔ ج اسوار۔

توضیح اور حضرت ابوایوب انصاری (ان کا نام نامی خالد بن زید ہے) تمام جنگوں میں حضرت علیؓ ابن ابی طالب کے ساتھ تھے۔ اور قسطنطنیہ میں ۵۱ھ میں پڑاؤ ڈالتے ہوئے انتقال ہوا اور وہ یزید بن معاویہ کے ساتھ تھے جب یزید کو اس کے باپ نے قسطنطنیہ عطا کر دیا تھا۔ حضرت ابوایوبؓ اس کے ساتھ نکلے تھے تو بیمار ہو گئے۔ جب بہت زیادہ بیمار ہوئے تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ جب میں انتقال کر جاؤں تو مجھے منتقل کر دینا، جب تم

دشمنوں کیلئے صف بندی کرلو تو مجھے اپنے پاؤں تلے دفن کر دینا، تو انھوں نے ایسا ہی کیا اور ان کو قسطنطنیہ کی چہار دیواری کے قریب دفن کر دیا اور وہ چہار دیواری آج تک محفوظ اور مشہور ہے، لوگ شفا طلب کرتے ہیں تو شفا پا جاتے ہیں۔ تو گویا اشارہ ہے اس بات کی جانب کہ جو اللہ کیلئے تواضع اختیار کریگا تو اللہ اسے بلند کریگا۔

الجوابُ المُفحمُ

مسکت جواب

قال هشامٌ اسلم عقيل رشقيق علي) سنة ثمانٍ من الهجرة وتوفي سنة خمسين وكان اسرع الناس جواباً ننسبوه الى الحماقة۔ قال ابن عساكر دخل على معاوية بعد ما ذهب بصره فاقعده معه على سريره وقال انتم يا بني هاشم تُصابون في ابصاركم فقال عقيل وانتم يا بني امية تصابون في بصائركم، وقال هشام ان عقيلاً قدم على اخيه علي بالعراق فسأله فقال ما اعطيك شيئاً فقال اني فقير ومحتاج فقال اصبر حتى يخرج عطاءٌ من المسلمين واعطيك فالحّ عليه فقال عليٌّ لرجلٍ خذ بيده وانطلق به الى الحوانيت فافتح اقفالها وخذ ما فيها فقال عقيلٌ انت اردت ان تجعلني سارقاً فقال عليٌّ انت اردت ان آخذ اموال المسلمين واعطيك اياها فقال عقيل لاذهبنّ الى رجلٍ هو اولى منك يعني معاوية فقال انت وذاك فذهب الى معاوية فاعطاه مائة الف درهم وقال اصعد المنبر واذكر ما اولاك عليٌّ وما اوليتك فصعد المنبر وقال ايها الناس اني اخبركم اني اردت علياً على دينه فاختار دينه عليّ واني اردت معاويةَ على دينه فاختارني على دينه فقال معاوية هذا الذي تزعم قريش انه احمق وايما اعقل منه، وكان طالب اسنّ من عقيل بعشر سنين وعقيل اسن من جعفر بعشر سنين وكلهم وُلدوا قبل عليٍّ وهو اكبرهم۔

لغوی تحقیق

عقیل بن ابی طالب ہاشمی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے چچازاد اور حضرت علی وجعفر کے حقیقی بھائی اور صحابی رسول ہیں، غزوۂ موتہ میں شرکت فرمائی تھی، حضرت معاویہؓ کی آخر خلافت میں یا یزید کی اول حکومت میں وفات پائی، ان سے سنن نسائی اور ابن ماجہ میں روایت ہے۔ شقیق، سگا بھائی، نظیر، پھٹی ہوئی چیز کا آدھا حصہ۔ شقہ (ن) شقًا الشیئ: جدا جدا کرنا۔ مشقۃ الامر: دشوار ہونا۔ شق: شگاف۔ ج شقوق۔ شق، طرف، جانب۔ شقۃ دور کا سفر۔ مشقۃ۔ ج مشاق۔ نسبوہ (ن، ض) نسبا، نسبۃ: منسوب کرنا۔ نسب، قرابت ج انساب۔ الحماقۃ: ناسمجھی، بیوقوفی۔ حمق (س، ک) حماقۃ، حمقًا: بیوقوف ہونا۔ صفت حمق۔ ج حمق، حمقی۔ ابن عساکر: ابوالقاسم علی بن ہبۃ اللہ بن عبداللہ بن الحسین بن عساکر الشافعی۔ اعلیٰ درجہ کے محدث اور تاریخی شخص

ہیں۔آپ کی وفات ۵۷۱ھ میں ہوئی۔ اپنے استاذوں سے ۱۳۰۰ روایت رکھتے ہیں۔ انکی انتہائی ذکاوت و فطانت کیوجہ سے اہل بغداد ان کو "شعلۂ نار" کہا کرتے تھے۔ ان کی تاریخ دمشق اسّی جلدوں میں ہے جس کے دیکھنے سے تعجب ہوتا ہے کہ ایک شخص نے اس کو کیونکر تصنیف کیا۔ البصر۔ ج بصر: آنکھ (س،ک) بصرًا بصارۃً، ۂ۔ بہ معلوم کرنا، دیکھنا۔ بصیرۃ: چالاکی، عبرت۔ ج بصائر۔ باصرہ: آنکھ۔ ج بواصر۔ حوانیت۔ ج حانوت: دوکان۔ اقفال۔ ج قفل: تالا۔ اقفل الباب: دروازہ پر تالا لگانا۔ قفل (ن،ض) قفولاً: سفر سے واپس آنا۔ صفت قافل قفال۔ سارقًا: چور۔ ج سرقہ۔ سرق (ض) سرقۃ: چوری کرنا۔ انت وذاک۔ ای کن انت مع ذٰلک۔ اگر بعد واؤ کے بعد معیت پر دلالت کرنیوالا حرف واقع ہو تو خبر محذوف ہوتی ہے جیسے کل رجل وضیعتہ، پس انت مبتدا ہے اور وذاک اس پر معطوف ہے اور خبر محذوف ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے انت مقرون مع ذاک، اور خبر اشارہ کے معنے میں ہے۔ اولاک ایلائۃ: بخشش کرنا۔ اسن: اسم تفضیل ہے: بڑی عمر والا۔

توضیح ہشام نے بیان کیا کہ حضرت عقیل نے اسلام قبول کیا جو حضرت علیؓ کے حقیقی بھائی ہیں ۸ھ میں اور ۵۰ھ میں وفات ہوئی، لوگوں میں سب سے تیز تھے جواب دینے میں۔ لوگوں نے انھیں حماقت کی جانب منسوب کیا۔ ابن عساکر نے بیان کیا کہ حضرت عقیل حضرت معاویہؓ کے پاس انکی نگاہ ختم ہوجانیکے بعد تشریف لے گئے تو حضرت معاویہؓ نے انکو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور فرمایا اے بنی ہاشم! تمہاری آنکھوں میں کچھ خرابی ہوتی ہے، تو حضرت عقیل نے فرمایا اور تم اے بنی امیہ تمہاری بصیرت ختم ہوجاتی ہے اور ہشام نے بیان کیا کہ حضرت عقیل اپنے بھائی حضرت علیؓ کے پاس عراق تشریف لائے تو حضرت عقیل نے کچھ سوال کیا تو حضرت علیؓ نے فرمایا میں تمہیں کچھ نہیں دوں گا۔ تو حضرت عقیل نے فرمایا میں محتاج وغریب ہوں پھر حضرت علیؓ نے فرمایا صبر کرو یہاں تک کہ میرا غازیوں والا حصہ مسلمانوں سے نکلے۔ اور میں تمہیں دوں گا تو حضرت عقیل نے اصرار کیا۔ حضرت علیؓ نے ایک شخص سے فرمایا: اس کا ہاتھ پکڑ کر دوکانوں پر لے جاؤ اور دوکان کا سارا سامان لے لو دوکان کا تالا کھول کر۔ تو حضرت عقیل نے فرمایا آپ یہ چاہتے ہیں کہ مجھے چور گردانیں تو حضرت علیؓ نے فرمایا: تم چاہتے ہو کہ میں مسلمانوں کا مال لے لوں اور وہ مال تمہیں دیدوں تو حضرت عقیل نے جواب دیا کہ میں آپ سے ایک بہتر شخص کے پاس جاؤں گا، مراد حضرت معاویہؓ تھے تو حضرت علیؓ نے فرمایا تو اور وہ۔ آخر کار حضرت عقیلؓ حضرت معاویہؓ کے پاس تشریف لے گئے، حضرت معاویہؓ نے انھیں سو ہزار درھم دیئے اور فرمایا منبر پر چڑھ کر اس چیز کا ذکر کرو جو تمہیں حضرت علیؓ نے دیا ہے، تو انھوں نے منبر پر چڑھ کر فرمایا اے لوگو میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے یہ چاہا کہ حضرت علیؓ کو ترجیح دوں ان کے دین پر۔ لیکن انھوں نے اپنے دین کو مجھ پر ترجیح دیا اور میں نے ارادہ کیا حضرت معاویہ کو ترجیح دینے کا ان کے دین پر۔ تو انھوں نے مجھے اپنے دین پر ترجیح دی۔ تو حضرت معاویہؓ نے فرمایا یہی ہے وہ شخص جس کو قریش احمق گمان کرتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ ہوشیار کون ہوگا۔ اور حضرت طالب حضرت عقیل سے دس سال بڑے تھے اور حضرت عقیل حضرت جعفر سے دس سال بڑے تھے اور سب حضرت علیؓ سے پہلے پیدا ہوئے اور حضرت علیؓ ان میں بڑے تھے فضل وکمال میں۔

الادبُ خیرُ الذّخائر

ادب بہترین ذخیرہ ہے

عن الحجاج بن یوسف الثقفی انہٗ امر صاحب حراستہٖ ان یطوف باللیل فمن وجدہٗ بعد العشاء ضرب عنقہٗ فطاف لیلۃً فوجد ثلاثۃ صبیان یتمایلون علیھم اٰثار الشراب فاحاط بھم وقال لھم مَنْ انتم حتی خالفتم امر امیر المؤمنین، فقال الاول ؎

انا ابن مَنْ دانت الرقاب لہٗ	تاتیہ بالرغم وھی صاغرۃ
لما بین مخذ ومھا وخادمھا	یاخذ من مالھا ومن دمھا

فامسك عن قتلہٖ وقال لعلہٗ من اقارب امیر المؤمنین ثم قال للاٰخر من انت؟ فقال ؎

انا ابن الذی لاتنزل الارض قدرہٗ	تری الناس افواجًا الی ضوءِ نارہٖ
وان نزلت یومًا فسوف تعودٗ	فمنھم قیامٌ حولھا وقعودٗ

فامسكَ عَنْ قتلہٖ وقال لعلہٗ من اشراف العرب ثم قال للثالث مَنْ انت؟ فقال ؎

انا ابن الذی خاض الصفوف بعزمہٖ	رکابا ہٗ لاتنفكُ رجلاہٗ منھما
وقوّمھا بالسیف حتی استقامت	اذا الخیل فی یوم الکریھۃ ولّت

فامسك عنہ وقال لعلہٗ مِن اشجع العرب فلمّا اصبح رُفع امرھم الی الحجّاج فاحضرھم وکشف عن حالھم فاذا الاول ابن حجّام والثانی ابن فوّال والثالث ابن حائكٍ فتعجّب الحجّاج من فصاحتھم وقال لجلسائہٖ علّموا اولادکم الادبَ فواللہ لولا الفصاحۃ لضربتُ اعناقَھُم ؛

لغوی تحقیق

صاحب حراسۃ : نگہبان - حرس (ن، ض) حرسًا : حفاظت کرنا، نگرانی کرنا - حارس - ج حُرّاس، حرسۃ - یتمایلون - تمایلاً فی مشیہ : ناز و ادا سے چلنا - رقاب - ج رقبہ : گردن - رَغم - رغم انفہ (س، ن) رغمًا : رسوا ہونا - ہٗ : ناپسند کرنا - رُغم : ناپسندیدگی - قدر : ہانڈی - ج قدور - خاض - خوضًا - الماء : داخل ہونا - لاتنفك - انفکاکًا : علیحدہ ہونا - یوم الکریھۃ : جنگ کا دن - ولّت : پیٹھ پھیرنا - اشجع : بہادر - ابن فوّال، فی الحاشیۃ

كان فی النسخة۔ المنقول عنها قوال (بالقاف)، فنقلنه كما كان ورربط البيتين (انا ابن) على هذا ظاهر لايخفى ثم اخبرت عن بعض المهرة انه فوال (بالفاء) للنسبة الى فول بالضم باقلی ونحو ويقال لطباخ يطبخ الفول وغيره وباعه فاستحسنته انتهى۔ حائك: پارچہ باں۔ ج حاكة، حوكة۔ حَاكَ (ن) حوكا، حياكا الثوب: بننا۔ تحاكه، كارگہ، کھڈی۔

توضیح حجاج ابن یوسف ثقفی سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ اس نے چوکیدار کو حکم دیا کہ شہر کا رات میں چکر لگائے اور جس کو عشاء کے بعد ٹہلتا ہوا دیکھے جان سے ختم کردے۔ چوکیدار نے رات میں چکر لگایا اور تین لڑکوں کو ڈولتے ڈالتے دیکھا اور ان پر شراب نوشی کے آثار تھے، چوکیدار نے ان کو گھیر لیا اور کہا تم لوگ کون ہو کہ تم نے امیرالمؤمنین کے حکم کے خلاف کیا، تو ایک نے کہا: شعر میں اس کا لڑکا ہوں جس کے آگے مخدوم وخادم سبھی کی گردنیں جھک جاتی ہیں۔ لوگوں کی گردنیں آتی ہیں اس کے پاس رسوائی کے ساتھ اور وہ ان سے مال اور خون دونوں لیتا ہے چوکیدار اس کو مارنے سے باز آگیا اور کہا کہ ممکن ہے کہ یہ امیرالمؤمنین کے قریبی لوگوں میں سے ہو۔ پھر دوسرے سے کہا: تم کون ہو؟ تو اس نے کہا: شعر: میں اس کا بیٹا ہوں جس کی ہانڈی نہیں اترتی چولھے سے، اور اگر اتر جائے کسی دن تو پھر بہت جلد لوٹ جاتی ہے، تو لوگوں کو جوق درجوق دیکھے گا اس کی آگ کی روشنی کے پاس کچھ کھڑے ہوں گے۔ اور کچھ بیٹھے ہوں گے آگ کے اردگرد۔ چوکیدار اس کو بھی مار ڈالنے سے رک گیا اور کہا (دل میں) کہ شاید یہ لڑکا عرب کے شریف لوگوں میں سے ہے۔ پھر تیسرے لڑکے سے کہا: تم کون ہو؟ تو اس نے کہا: شعر، میں ایسے آدمی کا بیٹا ہوں جو صفوں میں گھس گیا ہمت کے ساتھ اور ان صفوں کو تلوار کے ذریعہ درست کردیا اور وہ درست ہو بھی گئیں۔ اس کے پیر ہٹ نہیں سکتے رکاب سے اس وقت جبکہ گھوڑے بھاگ پڑتے ہیں جنگ کے دن۔ چوکیدار اس کے بھی قتل سے رک گیا اور کہنے لگا: شاید یہ عرب کے کسی بہت بہادر شخص کا لڑکا ہے۔ صبح ہونے پر ان کا معاملہ حجاج تک پہنچا، حجاج نے انھیں حاضر کیا اور رات کے حال کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ پہلا حجام کا لڑکا ہے اور دوسرا باورچی کا لڑکا ہے، اور تیسرا جولاہے کا لڑکا ہے۔ تو حجاج کو ان کی خوش بیانی پر تعجب ہوا، اور اپنے مصاحبین سے کہا کہ اپنے بچوں کو ادب سکھاؤ۔ قسم خدا کی اگر شیریں بیانی نہ ہوتی تو میں ان کی گردن اڑا دیتا۔

واقبل اعرابیٌّ الی داؤدبن المهلب، فقال له: انی مدحتك فاستمع قال: على رِسْلك ثم دخل بيته وتقلد سيفه وخرج فقال: قل: فان احسنت حكمناك وان اسأت قتلناك، فانشأ يقول ؎

اَمِنتُ بداؤدٍ وجودِ يمينه	من الحدث المخشى والبؤس والفقر
فاصبحتُ لا اخشى بداؤد نبوةً	من الحدثان اذ شددت به ازرى
له حكمُ لقمانٍ وصورةُ يوسفٍ	وحكم سليمان وعدل ابى بكر
فتى تفرقُ الاموالُ من جودِ كفه	كما يفرقُ الشيطانُ من ليلة القدر

فقال: قد حكمناك، فان شئت على قدرك وان شئت على قدري، قال: بل على قدري فاعطاه خمسين الفا، فقال له جلساؤه: هلا احتكمت على قدر الامير؟ قال لم يك في ماله مايفي بقدره، قال له داؤد انت في هذا اشعر منك في شعرك وامرله بمثل مااعطاه۔

لغوی تحقیق داؤد بن یزید بن حاتم بن قبیصہ بن المہلب بن ابی صفرہ۔ خلیفہ ہارون رشید نے محمد بن زہیر ازدی کو معزول کر کے داؤد کو مصر کا والی بنادیا تھا۔ داؤد ۱۷۴ھ میں مصر آیا اور لوگوں کو خیر وصلاح کے ساتھ مطمئن کردیا، اس کی وفات ۲۰۵ھ میں ہوئی۔ علی رسلک، نرمی وآسانی یعنی آہستہ و بادقار رہ اور جلدی مت کر۔ حکمناک: اپنے مال میں دوسرے کو حاکم بنانا۔ الحدیث: مصیبت۔ الخشی۔ خشیۃ سے ہے: ڈر۔ البؤس: دشواری ومصیبت۔ نبوۃ، نبا جنبہ عن الفراش: اس کے پہلو نے بستر پر سکون نہیں پایا۔ آزر: پیٹھ، قوت۔ شد بہ ازرہ: اس کو اس کے ذریعہ قوت پہونچی۔ حکم بمعنے حکمت۔ لقمان بن باعور مشہور حکیم ہیں جن کا تذکرہ قرآن کی سورۂ لقمان میں ہے، ان کو اللہ تعالےٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے تین سال بعد علم وحکمت سے نوازا تھا، جامع التواریخ میں ہے کہ لقمان حکیم سیاہ فام اور عرب یا بنی اسرائیل کے غلام تھے، ان کے آقا نے انکی کوئی حکمت دیکھ کر ان کو آزاد کردیا تھا۔ بعض کتابوں میں حضرت لقمان کا ارشاد منقول ہے کہ میں نے چار ہزار انبیاء کی خدمت کی ہے اور ان کے ارشادات سے آٹھ باتیں اخذ کی ہیں (۱) جب تو نماز میں ہو تو اپنے دل کی حفاظت کر (۲) اگر کھانے میں مشغول ہو تو اپنے حلق کی حفاظت کر (۳) اگر دوسرے کے گھر پر ہو تو اپنی آنکھ کی حفاظت کر (۴) اگر لوگوں میں ہو تو اپنی زبان کی حفاظت کر (۵) موت کو نہ بھول (۶) خدا کو یاد کر (۷) دوسرے کے ساتھ احسان کر کے اس کو بھول جا (۸) اگر کسی نے تیرے ساتھ برائی کی تو اس کو بھی دل میں نہ لا۔ بعض علماء ان کو حضرت ایوبؑ کا بھائی، اور بعض بنی اسرائیل کا قاضی اور بعض حضرت سلیمان کا خادم اور بعض بعینہٖ سلیمان اور نبی کہتے ہیں۔ بقول صاحب اکمال اصح تر یہ ہے کہ آپ نبی نہیں تھے بلکہ حکیم تھے، فتح الرحمٰن میں ہے کہ آپ کی قبر اعمال فلسطین کی بستی صرفند میں ہے۔ حافظ قتادہ نے ان کی قبر شہر رملہ میں مسجد اور بازار کے مابین بتائی ہے۔ تفرق (س) فرقا منہ: بدحواس ہونا۔ تفی وفاءً: پورا کرنا۔

توضیح ایک اعرابی داؤد بن مہلب کے پاس آیا اور کہا میں نے آپ کے لئے کچھ مدحیہ شعر کہا ہے آپ سماعت فرمائیے۔ داؤد نے کہا تم جاؤ پھر گھر کے اندر سے تلوار لے کر اپنی گردن پر لٹکالی اور باہر آئے اور کہنے لگے کہ کہو اگر تم نے اچھا کہا تو بہت کچھ دیدیں گے، اور اگر ٹھیک نہیں کہا تو تجھے قتل کردیں گے۔ تو اس نے کہنا شروع کیا۔

شعر، میں داؤد اور اس کے دائیں ہاتھ کی بخشش کی بناء پر ہر خوفناک حادثہ تنگی اور سختی سے مامون ہوگیا ہوں۔ اس بناء پر میں داؤد کیوجہ سے کسی پریشانی کا خوف نہیں رکھتا چونکہ میں نے اپنی کمر اس کے ذریعہ مضبوط باندھ لی۔ اس کی حکمت لقمان کی حکمت کیطرح ہے اور حضرت یوسف جیسی صورت ہے، حضرت سلیمان کیطرح فیصلہ ہے اور حضرت ابوبکر کے مثل انصاف ہے۔ وہ ایسا جوان ہے کہ مال سے گھبراجاتا ہے اس کے ہاتھ کی سخاوت کی بناء پر جس طرح

شیطان بچھڑ جاتا ہے لیلۃ القدر سے تو داؤد نے کہا میں نے تجھے حاکم بنایا (یعنی کچھ نہ کچھ دیدیا) اگر تو چاہے تو تیرے رتبہ کے مطابق اور اگر چاہے تو میری حیثیت کے مطابق۔ اس نے کہا نہیں بلکہ میری حیثیت کے مطابق، تو داؤد نے اسے پچاس ہزار درہم دیا۔ اس سے اس کے ہم نشینوں نے کہا کہ تو نے امیر المؤمنین کی حیثیت کے مطابق کیوں نہ کہا۔ اس نے کہا اس کے مال میں اس کی حیثیت کے بقدر گنجائش نہیں ہے۔ اس سے داؤد نے کہا تو اس میں زیادہ بڑا شاعر ہے اپنے شعر کے اعتبار سے اور اسے اتنا ہی بھر دینے کا حکم دیا۔

الفرج بعد الشدّة

تنگی کے بعد آسانی

جاء فی حدیث انس رضی اللہ عنہ، قال: کان رجلٌ علی عھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتّجرُ من بلاد الشام الی المدینۃ ولا یصحب القوافل، توکلاً علی اللہ تعالیٰ، فبینا ھو جاءٍ من الشام، عرض لہ لصٌّ علی فرسٍ فصاح بالتاجر قف، فوقف التاجر وقال لہ شأنك بمالی، فقال لہ اللصّ: المالُ مالی، وانما اریدُ نفسك، فقال لہ انظر نی حتّٰی اُصلّی قال: افعل ما بدالك، فصلّی اربع رکعاتٍ ورفع رأسہٗ الی السماءِ یقول: یا ودود، یا ودود، یاذا العرشِ المجید، یا مبدئُ، یا معیدُ، یا فعّال لما یُرید! اَسئلُك بنورِ وجھك الذی ملأ ارکان عرشك و اسئلك بقدرتك التی قدرتَ بھا علی جمیع خلقك واسئلك برحمتك التی وسعتْ کلَّ شیٔ، لا الٰہ الّا انت، یا مغیثُ اغثنی، ثلٰث مرّاتٍ، واذا بفارسٍ بیدہٖ حربۃٌ فلما نظرہٗ اللصّ ترك التاجر ومضی نحوہٗ، فلما دنا منہٗ طعنہٗ فاردہٗ عن فرسہٖ، ثم قتلہٗ وقال للتاجر اِعلم اَنّی مَلَكٌ من السّماءِ الثالثۃ، لمّا دعوتَ الاُولی سمعنا لابواب السّماءِ قعقعۃً فقلنا امرٌ حادث، ثم دعوتَ الثانیۃ ففتحت ابواب السّماءِ، ولھا شررٌ ثم دعوتَ الثالثۃ فھبط جبرئیل علیہ السّلام ینادی مَن لھٰذا المکروب فدعوت اللہ ان یولّینی قتلہٗ واعلم یا عبداللہ ان مَن دعا بدعائِك فی کلِّ شدّۃٍ اغاثہُ اللہ وفرج عنہ ثم جاء التاجرُ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ الخبر فقال لقد لقّنك اللہُ اسماءہُ الحُسنٰی التی اِذا دعا بھا اجابَ واذا سُئِلَ بھا اعطٰے۔

لغوی تحقیق

الفَرَج: فراخی، وسعت، کشادگی۔ فرج (ض) فرجًا وفرج الشیٔ: کھولنا۔ اللّٰہ الغمّ عنہ: غم کو دفع کرنا۔ فرج: پھٹن، شرمگاہ ج فروج۔ فرجۃ: غم اور سختی سے رہائی۔ الشدّۃ: سختی۔ انس بن مالک بن نضر انصاری خزرجی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم مشہور و معروف صحابی ہیں، ہجرت کے پہلے ہی سال ان کی والدہ محترمہ ام سلیمؓ ان کو ساتھ لیکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یہ بچہ حضورؐ کی خدمت کرے گا۔

اس وقت یہ آٹھ یا نو یا دس برس کے تھے۔ چنانچہ آپنے دس سال حضورؐ کی خدمت کی ہے۔ ایک دفعہ انکی والدہ محترمہ خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ اپنے چھوٹے خادم انس کیلئے دعا فرمائیے! حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللّٰھم اکثر مالہ، وولدہٗ واد خلہ فی الجنۃ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اسی دعا کا نتیجہ ہے کہ میری صلب سے سو سے زائد اولادیں پیدا ہو چکیں اور میرے باغات سال میں دو بار پھل لاتے ہیں۔ اور تیسری بات دخول جنت کی۔ مجھے باری تعالیٰ سے امید ہے حضرت انسؓ کے پاس حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک موئے مبارک تھا، آپنے وصیت کی تھی کہ وفات کے بعد اس کو میرے منہ میں رکھدیا جائے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ آپ نے فاروق اعظمؓ کے زمانہ سے بصرہ میں بود و باش اختیار فرمائی اور وہیں ۹۰ھ یا ۹۱ھ یا ۹۲ھ میں وفات پائی اور بصرہ کے باہر دفن ہوئے۔ حضرت انسؓ کی روایات کی تعداد ۲۲۸۶ ہے جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بعد تمام اصحاب سے زائد ہے۔

القوافل جمع قافلہ۔ جاءٍ اسم فاعل ہے۔ جاء (ض) مجیئًا: آنا۔ بہ: لانا۔ لِصّ: چور۔ ج لصوص۔ لصّ (س) لصصًا: چور ہونا۔ قِف۔ وقوف سے امر حاضر ہے۔ وقف یقف وقفًا ووقوفًا: ٹھہرنا، چپ چاپ کھڑا ہونا۔ شانَک۔ مفعول مطلق ہے اور فعل محذوف ہے۔ تقدیرِ عبارت یوں ہے اشان شانک ای اقصد قصدک۔ انظرنی۔ انظارًا: موقع دینا۔ حَربۃ: چھوٹا نیزہ۔ ج حِراب۔ دنا (ن) دنوًا: نزدیک ہونا۔ طعنہ (ف،ن) طعنًا: نیزہ مارنا اور چبھونا۔ ارداہ۔ ارداءً: ہلاک کرنا۔ ردی (س) ردیً: ہلاک ہونا۔ قعقعۃ: ہتھیار کی جھنکار، دانتوں کی کڑکڑاہٹ، بادل کے گرج کی پے در پے سخت آواز ج قعاقع۔ شرر: چنگاری۔ ہبط (ن) ہبطًا: اوپر سے نیچے اترنا۔ من الجبل: پہاڑ سے اترنا۔ المکروب: غم زدہ۔ کرب (ن) کربًا۔ ہ الغم: سخت غم ہونا۔ الکرب۔ ج کروب اور الکربۃ ج کُرَب: غم و مشقت۔

توضیح حضرت انسؓ کی حدیث میں ہے کہ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایک آدمی بلادِ شام سے مدینہ تک اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے قافلہ کے بغیر تجارت کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ وہ ملک شام سے لوٹ رہا تھا کہ ناگاہ ایک چور گھوڑے پر سوار ہو کر اس کے سامنے آیا، چور نے آواز لگائی کہ رک جاؤ تاجر نے رک کر چور سے کہا لے لے مال موجود ہے۔ چور نے کہا مال تو خیر میرا ہے ہی، میں تیری جان چاہتا ہوں۔ تاجر کہنے لگا مجھے نماز پڑھنے کی فرصت دیدے۔ چور نے کہا جو چاہے کرو۔ تاجر نے چار رکعت نماز ادا کی اور آسمان کی جانب سر اٹھا کر دعا کی۔ اے بہت زیادہ محبت کرنیوالے، اے عرش کے مالک بلند شان والے، اے شروع میں پیدا کرنیوالے اور لوٹانیوالے اور جو چاہے کرنیوالے۔ میں آپکے اس نور کا واسطہ دیکر مانگتا ہوں جس نے آپکے ارکان عرش کو بھر دیا ہے اور آپ کی اس قوت کا واسطہ دیکر مانگتا ہوں جس کے ذریعہ آپ تمام کائنات پر قادر ہیں اور آپکی رحمتِ عامہ کا سہارا لیکر سوال کرتا ہوں کوئی آپکے علاوہ معبود نہیں، اے فریاد سننے والے میری مدد فرما۔ تاجر نے تین دفعہ دعا کی۔ اچانک ایک شہسوار جس کے ہاتھ میں نیزہ تھا، آیا چور نے اسے دیکھا تو اس کی طرف لپکا۔ تاجر کو چھوڑ کر جب قریب ہوا تو شہسوار نے اس پر تیر چلایا اور گھوڑے سے گرا دیا اور قتل کر دیا اور تاجر سے اس نے کہا میں فرشتہ ہوں، تیسرے آسمان سے آیا ہوں۔ جب تو نے پہلی دفعہ دعا کی تو ہم نے آسمان کے دروازوں کی ایک جھنکار سنی تو ہم نے سوچا کہ کوئی بات پیش آگئی ہے، اور جب تم نے دوسری دفعہ دعا کی تو آسمان کے دروازوں

کو کھول دیا گیا اور اس سے شرارے اڑ رہے تھے۔ جب تیسری مرتبہ دعا کی تو حضرت جبرئیلؑ ندا دینے کیلئے اترے کہ کون ہے یہ مصیبت زدہ۔ تو میں نے اللہ سے درخواست کی کہ مجھے اس کے قتل پر مامور فرمائے۔ اے خدا کے بندے جو بھی تیری دعا کے ساتھ کسی بھی پریشانی میں دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی فریاد کو سنے گا اور پریشانی دور کرے گا۔ اس کے بعد تاجر نے نبی کریمؐ کے پاس آکر سارا واقعہ سنایا تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ نے تمہیں اپنے اسماء حسنیٰ کی تلقین فرمائی کہ جب ان کے ذریعہ دعا کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے اور جب انکے وسیلہ سے کچھ مانگا جائے تو دیدیا جاتا ہے۔

الارتجالُ

برجستہ گوئی

خرجَ المهديُّ يتصيَّدُ ومعهُ عليُّ بنُ سليمانَ فسنحَ لهُ قطيعٌ مِنَ الظِّباءِ، فأُرسلتِ الكلابُ وأُجريتِ الخيلُ فرمى المهديُّ سهمًا فصرعَ ظبيًا ورمى عليُّ بنُ سليمان سهمًا فصرعَ كلبًا فقال ابودلامة۔

قد رمى المهديُّ ظبيًا ... شقَّ بالسهمِ فؤادَهُ
وعليُّ بنُ سليما ... نَ رمى كلبًا فصادَهُ
فهنيئًا لهما كلُّ امـ ... ـرِئٍ يأكلُ زادَهُ

فضحكَ المهديُّ حتى كادَ يسقطُ، ومِن مُلَحِهِ أنهُ دخلَ على المهديِّ وعندَهُ وجوهُ بني هاشم فقالَ أنا أعطي اللهَ عهدًا لئن لم تهجُ واحدًا ممن في البيتِ لأقطعنَّ لسانَكَ فنظرَ إلى القومِ فكلما نظرَ إلى واحدٍ غمزَهُ بأنَّ عليهِ رضاهُ قال فعلمتُ أني وقعتُ أنها عزمةٌ من عزماتهِ لابدَّ منها فلم أرَ أدعى إلى السلامةِ من هجاءِ نفسي۔ فقلتُ ؎

ألا أبلغْ لديكَ أبا دلامهْ ... فليسَ مِنَ الكرامِ ولا كرامهْ
إذا لبسَ العمامةَ قلتَ قردًا ... وخنزيرًا يكونُ بلا عمامهْ
جمعتَ دمامةً وجمعتَ لؤمًا ... كذالكَ اللؤمُ تتبعهُ الدمامهْ
فإن تكُ قد أصبتَ نعيمَ دنيا ... فلا تفرحْ فقد دنتِ القيامهْ

فضحكوا ولم يبقَ احدٌ إلا اجازَهُ۔

لغوی تحقیق الارتجال۔ ارتجل، الکلام: برجستہ کہنا۔ الرجل: پیادہ چلنا۔ علی بن سلیمان بن علی بن عبداللہ بن العباس الہاشمی، موسیٰ ہادی کی جانب سے مصر کا امیر تھا، ہادی کے بعد ہارون الرشید نے بھی ان کو امارۃ مذکورہ پر باقی رکھا، یہ بہت انصاف پسند اور رعایا کا خیر خواہ امیر تھا۔ اُنکی وفات ۱۷۴ھ میں ہوئی۔ سنح (ف) سنحا: پیش آنا، ظاہر ہونا۔ قطیع: بکریوں اور چوپایوں کا ریوڑ۔ ج قطعان وقطاع واقطاع۔ جج اقاطیع۔ الظباء۔ ج ظبی: ہرن۔ صرع۔ (ف) صرعًا: زمین پر گرادینا، پچھاڑ دینا۔ ابودلامہ۔ زند بن الجون، حبشی غلام لیکن انتہائی فصیح زبان اور عہد بنی عباس کے باکمال شعراء میں سے تھا، فصاحت و بلاغت، جزالت شعر، بدیہہ گوئی میں اپنے ہمعصر شعراء میں نمایاں مقام رکھتا تھا اور شراب کے ذکر و وصف میں بے نظیر تھا، زیر عنوان قصہ اس کی بدیہہ گوئی کا ایک نمونہ ہے، بعض لوگوں نے اس کا نام زید بتایا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ چنانچہ ابن خلکان اور خطیب بغدادی دونوں زند لکھتے ہیں۔ اس کی وفات ۱۶۱ھ میں ہوئی ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ ہارون الرشید کے تخت نشین ہونے یعنی ۱۷۰ھ تک زندہ رہا ہے۔ لیکن پہلی روایت ہی صحیح ہے۔ شق: شگاف۔ ج شقوق۔ شق: جانب، شقۃ: دور کا سفر۔ مشقۃ ج مشاق۔ فؤاد: دل۔ ج افئدہ۔ ملح۔ ج ملحۃ: مزیدار بات۔ غمزۃ بالعین: آنکھ سے اشارہ کرنا۔ قرد: بندر، لنگور۔ ج اقراد۔ قرد (ض) قردًا، المال: کمائی کرنا۔ خنزیر۔ ج خنازیر: سور۔ دمامۃ۔ دم (ن، ض، س) حقیر و بدصورت ہونا۔ صفت دمیم۔ ج دمام الارض: زمین کو یکساں کرنا۔

توضیح مہدی شکار کیلئے نکلا، اس کے ساتھ علی بن سلیمان تھا تو مہدی کے سامنے ہرنیوں کی ایک ڈار نمودار ہوئی، کتے چھوڑ دیئے گئے، گھوڑے دوڑا دیئے گئے تو مہدی نے تیر چلایا اور ایک ہرنی کو پچھاڑ دیا اور علی بن سلیمان نے تیر چلایا تو کتے کو پچھاڑ دیا۔ تو ابودلامہ شاعر نے کہا۔ شعر: کہ مہدی نے ہرن کو تیر سے مارا اور تیر کے ذریعہ اس کے دل کو چیر ڈالا، اور علی بن سلیمان نے کتے کو مارا اور اس کا شکار کیا۔ دونوں کو مبارک ہو ہر آدمی اپنا اپنا توشہ کھائے۔ تو مہدی ہنسنے لگا اس قدر کہ گرنے کے قریب تھا اور اس کے چٹکلوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ مہدی کے پاس آیا، مہدی کے پاس بنی ہاشم کے سردار تھے تو مہدی نے کہا میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر تو کسی کی ہجو نہ کرے ان میں سے جو گھر میں ہیں تو میں تیری زبان کاٹ ڈالوں گا، تو اس نے لوگوں پر نظر ڈالی جب بھی کسی کو دیکھتا تھا تو وہ اس سے اشارۃً کہتا تھا کہ اس پر ضروری ہے اس کا خوش رکھنا۔ ابودلامہ نے کہا کہ میں جان گیا کہ میں پھنس گیا اور اس کا ارادہ اٹل ہے تو میں نے نہیں دیکھا سلامتی کا باعث اپنے آپ کی ہجو کے علاوہ، تو میں نے کہا۔ شعر: ابودلامہ تک یہ خبر پہنچا دے کہ وہ شریف نہیں ہے اور شریفوں کی نسل سے بھی نہیں ہے۔ جب وہ پگڑی اوڑھتا ہے تو تم اسے بندر کہو گے اور خنزیر کہو گے جب وہ بغیر پگڑی کے ہو۔ اے ابودلامہ تو نے جمع کردیا ہے بدصورتی کو اور بداخلاقی کو۔ یقیناً بداخلاق کیلئے بُرائی ضروری ہے اگر تجھے دنیا کی بہت سی نعمتیں حاصل ہو جائیں تو تو اس پر خوش نہ ہو چونکہ قیامت قریب ہے۔ تو سب ہنسے اور کوئی نہیں رہا مگر یہ کہ اسے بدلہ دیا۔

تحلّمُ السلاطین علیٰ اھلِ الدین اذا اجترؤا علیھم

بادشاہوں کی بردباری دین داروں کی جرأت پر

روی زیاد عن مالکِ بن انسٍ قال بعثَ ابوجعفرٍ المنصورُ الیّ والی ابنِ طاؤسٍ فاتیناہ فدخلنا علیہ فاذا ھو جالسٌ علیٰ فُرُشٍ قد نضدت وبین یدیہ نطاعٌ قد بُسِطت وجلاوزۃٌ بایدیھم السیوفُ، یضربونَ الاعناقَ فاومأ الینا اَن اجلسا، فجلسنا فاطرقَ عنا قلیلا ثم رفع راسہٗ والتفت الی ابن طاؤسٍ فقال لہٗ حدِّثنی عن ابیکَ قال، نعم سمعتُ ابی یقول، قال رسولُ اللّٰہِ صلے اللّٰہ علیہ وسلم اِنَّ اشدَّ الناسِ عذابًا یومَ القیٰمۃِ رجلٌ اشرکہ اللّٰہُ فی حُکمِہٖ فادخلَ علیہِ الجورَ فی عدلہٖ فامسکَ ساعۃً، قالَ مالکٌ فضممتُ ثیابی من ثیابہٖ مخافۃَ ان یملأ ثیابی مِن دمہٖ ثم التفت الیہِ ابوجعفرٍ، فقالَ: عِظنی یا ابنَ طاؤسٍ! قال نعم یا امیرَ المؤمنین، انَّ اللّٰہَ تعالیٰ یقول: اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُھَا فِی الْبِلَادِ وَثَمُوْدَ الَّذِیْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ (الی قولہٖ) اِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ، قالَ مالکٌ فضممتُ ثیابی من ثیابہٖ مخافۃَ ان یملأ ثیابی من دمہٖ فامسکَ ساعۃً حتّٰی بَرَدَ مَا بیننا وبینہٗ ثم قالَ: یا ابنَ طاؤسٍ ناوِلنی ھٰذہٖ الدواۃَ فامسکَ عنہ، ثم قال: ناوِلنی ھٰذہٖ الدواۃَ، فامسکَ عنہٗ، فقال مَا یمنعُکَ اَنْ تُناوِلنیھا؟ قالَ اَخشیٰ اِن تکتُبَ بھا مَعصیۃً فاکونَ شریکَکَ، فلما سَمِعَ ذٰلکَ قالَ: قُومَا عنی قال ابنُ طاؤسٍ ذٰلکَ ماکنا نبغی منذ الیوم، قالَ مالکٌ: فمازلتُ اعرِفُ لابن طاؤسٍ فضلَہٗ وارسَلَ ابوجعفرٍ الی سفیانَ الثوریِ فلما دخلَ علیہِ قال عِظنی اباعبدِاللّٰہ! قال، وما عملتَ فیما علمتَ فاعظکَ فیما جھلتَ فما وجد لہ المنصورُ جوابًا۔

لغوی تحقیق

تحلّم، بردباری۔ تحلّم (ک) حلمًا، درگذر کرنا، بردبار ہونا۔ صفت حلیم۔ ج حُلَماء و احلام۔ السلاطین۔ واحد سلطان: بادشاہ۔ اجترؤا۔ اجتراءٌ: جری و نڈر ہونا۔ جرءٌ (ک) جراءۃً، جرأۃً علیہ: دلیری کرنا۔ صفت جریٌ۔ ج اجراء۔ مالک ابن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو الاصبحی المدنی ابوعبداللّٰہ مشہور و معروف ائمۂ دین میں سے ہیں، آپ کی رفعتِ شان پر اعلام امت کا اتفاق ہے، آپ بطن مادر میں تقریبًا تین سال رہے، اور اصح روایت کے اعتبار سے آپ کی پیدائش ۹۳ھ میں ہوئی اس وجہ سے آپ تبع تابعین میں ہیں اور امام ابوحنیفہؒ سے تیرہ سال چھوٹے ہیں اسلئے کہ امام صاحب کی پیدائش ۸۰ھ میں ہوئی ہے اور علامہ کوثری کی تحقیق کے اعتبار سے ۲۳ سال چھوٹے ہیں اسلئے کہ ان کی تحقیق کے اعتبار سے امام صاحب ۷۰ھ میں پیدا ہوئے ہیں، امام مالکؒ نے علم غربت کی حالت میں حاصل کیا پھر ایسی برکت ہوئی کہ امیر کبیر ہوگئے، آپ نے اپنے زمانے کے تمام علماء محدثین سے احادیث سنیں۔

جیسے نافع مولیٰ عمرؓ، زید بن اسلم، حمید الطویل، ہشام بن عروہ وغیرہ۔ زرقانی نے تحریر کیا ہے کہ آپ نے نو سو سے زائد شیوخ سے اخذ علم کیا ہے۔ سترہ سال کی عمر میں درس و تدریس میں شہرت حاصل کی اور پوری زندگی مدینہ منورہ میں فیضِ علم پہنچاتے رہے اور ایک مرتبہ بھی حج کرنے کے علاوہ مدینہ منورہ سے باہر نہیں گئے، مدینہ منورہ میں سواری پر کبھی بھی سوار نہیں ہوئے۔ جب آپ سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا مجھے شرم آتی ہے کہ اس زمین کو گھوڑوں کے کھروں سے روندوں جس پر آقائے نامدار تاجدارِ مکی و مدنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے بابرکت اور مقدس قدم رکھے ہوں۔ آپ نے دس ہزار حدیثیں لکھی تھیں جن میں سے منتخب کر کے کتاب کا نام مؤطا رکھا تھا۔ آپ کی یہ کتاب سب سے پہلی کتاب نہ سہی لیکن اس میں شک نہیں کہ ہمارے ہاتھوں میں جو کتابیں موجود ہیں اور جن کی صحت پر علماء امت متفق ہیں سب سے پہلی کتاب ہے۔ آپ نے ۱۴ ربیع الاول ۱۷۹ھ میں وفات پائی۔ ابن طاؤس: ابو محمد عبد اللہ بن طاؤس بن کیسان الیمانی الانباری نیک اور صالح لوگوں میں سے ہیں۔ آپ کا انتقال ۱۳۲ھ میں ہوا۔ آپ کے والد طاؤس بلند پایہ کے محدث اور فقیہ ہیں۔ جنکی وفات ۱۰۶ھ میں ہے۔ نَضَرَ (ن، س، ک) نضرًا، نضرۃ الوجہ: خوش ہونا، شگفتہ ہونا۔ صفت ناضر۔ ج نضر۔ نطاع، نطع: چمڑے کا وہ فرش جو مجرم کو قتل کرنے کیلئے بچھایا جائے۔ ج نِطاع، انطاع و نطوع۔ بَسَطَ (ن) بسطًا (ک) بساطۃ: کشادہ ہونا، بسیط ہونا۔ صفت باسط (اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے) بساط: بچھونا۔ ج بُسُط۔ جلاوزہ۔ ج جلواز: جلاد، قتل کرنیوالا سپاہی۔ اَوْمَأَ: ایماء کرنا، اشارہ کرنا۔ اطرق: خاموش ہونا، نگاہ جھکا کر زمین کیطرف دیکھنا۔ الجور: ظلم و زیادتی۔ جار (ن) جورًا: ظلم کرنا۔ ارم: میدان میں رہبری کیلئے نصب کئے ہوئے پتھر۔ ج ارم۔ یہاں ارم سے مراد قوم عاد ہے۔ مرصاد: تاک گھات۔ ج مراصید۔ رَصَدَ (ن) رصدًا۔ ۃ: تاک میں بیٹھنا، انتظار کرنا۔ صفت راصد: نگراں۔ ج رُصد۔ برد: ٹھنڈا ہونا۔ دواۃ: سیاہی رکھنے کا برتن۔ ج دَوَی، دُوِی۔

توضیح زیاد نے حضرت مالکؒ ابن انس سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے اور ابن طاؤس کو منصور نے بلاوا بھیجا۔ اس کے پاس دونوں آئے، وہ نازک اور عمدہ سجے ہوئے بستر پر بیٹھا تھا، اس کے آگے چمڑے کا فرش بچھا دیا گیا تھا اور جلاد کھڑے تھے، ان کے ہاتھوں میں تلواریں تھیں اور وہ تیار تھے گردن اڑانے کیلئے۔ منصور نے ہم کو اشارہ سے بیٹھنے کیلئے کہا، ہم بیٹھ گئے تھوڑی دیر تک وہ چپ چاپ رہا۔ اس کے بعد ابن طاؤس کی جانب سر اٹھا کر متوجہ ہوا اور کہنے لگا جو تم نے اپنے والد سے حدیث سنی ہے اسے بیان کرو۔ اس حکم سے ابن طاؤس کو اس کا موقع مل گیا کہ وہ خلیفہ کو اس کی زیادتیوں پر متنبہ کرے۔ چنانچہ فرمایا: ہاں میں نے اپنے والد کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب میں وہ شخص مبتلا ہوگا جس کو اللہ نے اپنے حکم میں شریک کیا ہو اور خدا کے قانون عدل میں اس نے ظلم کو داخل کیا ہے۔ منصور تھوڑی دیر کیلئے چپ ہوگیا۔ حضرت مالک کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنا دامن سمیٹ لیا کہ کہیں میرے کپڑے ان کے خون سے آلودہ نہ ہو جائیں۔ اس کے بعد پھر ان کی طرف منصور متوجہ ہوا اور کہا ابن طاؤس مجھے نصیحت کر۔ فرمایا ہاں امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کیا آپ کو اس کا علم نہیں کہ آپ کے رب نے قوم عاد کے ساتھ کیا سلوک کیا

جن کے قد وقامت ستون کیطرح تھے۔ جن کے مثل شہروں میں کوئی پیدا نہیں ہوا اور قوم ثمود کے ساتھ جو وادی القریٰ میں پتھروں کو تراشا کرتے تھے اور میخوں والے فرعون کے ساتھ جنھوں نے شہروں میں سرکشی اور بہت زیادہ فساد مچا رکھا تھا تو ان پر آپکے ربّ نے عذاب کا کوڑا برسایا۔ بیشک آپکا پروردگار گھات میں ہے۔

حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں میں نے اپنے کپڑوں کو اس کے کپڑوں سے سمیٹ لئے اس ڈر سے کہ میرے کپڑے خون سے بھر جائیں گے، پھر تھوڑی دیر رکا یہانتک کہ ٹھنڈا ہوگیا وہ غصہ جو ہمارے درمیان اور اس کے درمیان تھا۔ پھر کہا اے ابن طاؤس مجھے یہ دوات دیدیجئے تو وہ رکے پھر اس نے کہا کہ یہ دوات دیدیجئے پھر رکے تو اس نے کہا تو اسے کیوں نہیں دیتا۔ کہنے لگے کہ مجھے ڈر ہے کہ تو اس سے کوئی گناہ کی بات لکھے گا۔ پھر میں تیرے ساتھ شریک ہو جاؤں گا منصور نے کہا: یہ سنکر کہ تم دونوں میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ ابن طاؤس نے کہا ہم تو پہلے ہی یہ چاہتے تھے۔ مالک نے کہا میں اس روز سے ہر دم عبداللہ ابن طاؤس کے فضل وکمال کا اعتراف کرتا رہا۔ اور منصور نے حضرت سفیان ثوری کے پاس آدمی بھیجا، جب آپ تشریف لائے تو کہا اے ابوعبداللہ مجھے نصیحت کر، تو وہ کہنے لگے تو نے اپنے علم پر عمل کیا کہ میں تجھے ان چیزوں کی نصیحت کروں جن سے تو ناواقف ہے۔ تو منصور نے اس کا کوئی جواب نہیں پایا۔

حَدِيثُ عَيَانٍ أَوْ ذِئْبٌ فِي زِيِّ شَاةٍ

آنکھوں دیکھی بات یا بھیڑیا بکری کے روپ میں

فَاجَاءَنَا بِمَجْلِسِ عُمْدَةِ الْقَرْيَةِ رَجُلٌ مُمْتَلِئٌ صِحَّةً وَقُوَّةً بِصَوْتٍ قَوِيٍّ جَهِيرٍ، وَعِمَامَةٍ كَبِيرَةٍ حَمْرَاءَ فِي عُنُقِهِ سُبْحَةٌ ضَخْمَةٌ، وَفِي يَدِهِ عَصًا غَلِيظَةٌ قَدْ رُصِّعَتْ بِالْمَسَامِيرِ، دَخَلَ يُهَلِّلُ وَيُكَبِّرُ مِنْ غَيْرِ اِسْتِئْذَانٍ وَلَا سَلَامٍ فَأَوَّلُ مَا وَقَعَ فِي قَلْبِي أَنْ، خَادِعٌ كَذَّابٌ فَانْبَرَيْتُ لَهُ دُونَ الْجَالِسِينَ، فَقُلْتُ لَهُ: مَنِ الرَّجُلُ؟ فَقَالَ فُلَانٌ: فَقُلْتُ وَمَا عَمَلُكَ؟ فَقَالَ مِنَ الْمُتَوَكِّلِينَ فَقُلْتُ: كَيْفَ تَعِيشُ؟ فَقَالَ مِنْ عِنْدِ الْكَرِيمِ، فَلَمْ أَزَلْ اُسْتَدْرِجُهُ حَتَّى صَارَحَنِي فِي غَيْرِ حَيَاءٍ أَنَّهُ مَكَثَ أَعْوَامًا سِتَّةً يُنْفِقُ مِنْ تَحْتِ السَّجَّادَةِ وَأَقَلُّ مَا كَانَ يَجِدُ كُلَّ صَبَاحٍ عِشْرُونَ قِرْشًا، ثُمَّ حَسَدَهُ أَقَارِبُهُ عَلَى هٰذَا الرِّزْقِ، لَمَّا أَفْشَى السِّرَّ فَانْقَطَعَ عَنْهُ، وَكَانَ مِنَ الْعَابِدِينَ الْقَانِتِينَ، فَقُلْتُ يَا لَلْعَجَبِ! تَشْكُرُ رَبَّكَ وَتَعْبُدُهُ فَيَنْقَطِعُ عَنْكَ رِزْقُهُ وَمَعُونَتُهُ، وَهُوَ الَّذِي يَقُولُ: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ، وَاللّٰهِ إِنَّكَ لَمُفْتَرٍ كَذَّابٌ فَعَلَاهُ خِزْيٌ وَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُجِيبَ شَيْئًا ثُمَّ اسْتَبَانَ مِنْ خِلَالِ حَدِيثِهِ أَنَّهُ تَارِكٌ بَلْدَتَهُ وَزَوْجَهُ وَأَوْلَادَهُ وَعَاقٌّ لِأُمِّهِ وَأَنَّهُ يَرْحَلُ مِنْ قَرْيَةٍ إِلَى قَرْيَةٍ وَيَدْخُلُ عَلَى النِّسَاءِ وَيُجَالِسُهُنَّ وَذَكَرَ بَعْضُ الْجَالِسِينَ كَثِيرًا مِنْ مَعَايِبِهِ وَمَخَازِيهِ، فَشَرَحْتُ لِلنَّاسِ فَضْلَ الْكَسْبِ وَعَمَلَ الْيَدِ وَبَيَّنْتُ لَهُمْ أَنْ

نبیَّ اللّٰہِ داؤدَ (علیٰ نبینا وَعلیہ الصّلوٰۃ وَ السّلامُ) کَانَ یاکُلُ مِنْ عَمَلِ یدِہٖ وَ اَنَّ عُمَرَ رضی اللّٰہ عنہُ کَانَ یعظّم الرجُلَ ویکبّرہٗ فاذا عَلِمَ انہٗ لا عملَ لہٗ اسقطہٗ وَ ازدراہُ وانہٗ لوکانت السّماءُ تمطرذھبًا اَوالارض تنفجرفضّۃً لفسدَ النظامُ واختلّ العمرانُ ولکانَ الانبیاءُ والاولیاءُ اَولیٰ بھٰذا المغنم الفیاضِ فامن الناسُ بالحقِّ وَکفروا بالباطلِ وَخرج الدجّالُ مَذءُومًا وَلم یعثرلہٗ احدٌ بعدُ علیٰ اثرٍ۔

لغوی تحقیق

عیانً مصدر بمعنی اسم فاعل ہے اور حدیث کی اضافت عیان کیطرف اضافتِ موصوف الی الصیغہ کے قبیل سے ہے یعنی یہ خبر دینے والے کا آنکھوں دیکھا واقعہ ہے۔ ذئبٌ: بھیڑیا۔ ج ذئاب۔ زیّ: ردپ۔ فاجأنا۔ مفاجاۃ سے ماضی کا واحد غائب ہے، بیک وقت آجانا ۔ عمدۃ القریہ: مصر کا ایک مشہور و معروف گاؤں ہے۔ جہیر: تیز آواز والا۔ جہر (ک) جہارۃ الصوت: بلند ہونا (ف) جہرًا، جہارًا بالقول: آواز اونچی کرنا۔ مُسبّحۃ: تسبیح، مالا، تسبیح کے پروئے ہوئے دانے۔ سبّح (ف) سُبحانًا: سبحان اللّٰہ کہنا۔ سبّوح: اللّٰہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ میں سے ہے۔ سباحۃً فی الماء: تیرنا۔ ضخمۃ۔ ضخم کی تانیث ہے: فربہ۔ ضخم (ک) ضخامۃً: فربہ ہونا۔ رصعت ۔ رصع الذہب بالجواہر: سونے میں جواہر بٹھانا۔ المسامیر۔ ج مسمار: لوہے کی کیل۔ سمر (ن) سمرًا العین: گرم سلائی سے آنکھ پھوڑنا۔ سمورًا: رات میں قصہ گوئی کرنا۔ مخادع: دھوکہ باز۔ فانبریت۔ انبری، لہٗ: سامنے آنا۔ صارحنی۔ صُراحًا: علی الاعلان کہنا۔ اعوام۔ ج عام: سال۔ سجّادہ: جائے نماز۔ قرش: ایک ترکی سکہ جو چالیس پارہ کے برابر ہوتا ہے۔ القانتین۔ ج قانت: اطاعت گذار۔ مفتر۔ افترا سے اسم فاعل ہے، تہمت لگانا، اپنی جانب سے گھڑلینا۔ خزی: رسوائی، شرمندگی۔ خزی (س) خزیًا: ذلیل ہونا۔ خزایۃً۔ منہ: شرم کرنا۔ صفت خز۔ مؤنث خزیاء۔ ج خزایا۔ استبان: نمودار ہوا۔ عاق: ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا۔ عقّ (ن) عقوقًا، امہٗ: نافرمانی کرنا۔ صفت عاق۔ ج عققہ۔ مخازی۔ ج مخزاۃ: رسوا کرنیوالی چیزیں اختلّ۔ اختلالًا: کمزور ہونا، فاسد ہونا، خلل پذیر ہونا۔ العمران: آبادی۔ لم یعثر (ن) عثرًا، عثورًا: خبردار ہونا۔

توضیح

ایک صحت منداور قوی شخص عمدۃ القریہ کی مجلس میں نہایت ہی بلند آواز کے ساتھ ہمارے پاس سرخ پگڑی باندھ کر ناگاہ آدھمکا۔ اس کے گلے میں موٹے موٹے دانوں والی مالا تھی اور لوہے کی کیلوں سے جڑی ہوئی بہت موٹی لاٹھی تھی۔ نہ لاالہ الا اللّٰہ، اللّٰہ اکبر کہتا ہوا گھس گیا۔ نہ سلام کیا نہ اجازت چاہی اس کو دیکھ کر یہ بات میرے دل میں آئی کہ یہ آدمی پکا مکار، دھوکہ دینے والا اور جھوٹا ہے۔ تو میں نے اس کے سامنے آکر کہا نہ کہ دوسرے حاضرین کہ کون شخص ہے۔ اس نے کہا فلاں: میں نے پوچھا تمہارا کیا شغل ہے۔ اس نے کہا متوکلین میں سے ہوں۔ پھر میں نے کہا کیسے زندگی گذارتے ہو۔ اس نے کہا سخی لوگوں کے پاس سے تعاون حاصل کرکے۔ میں اسے ڈھیل دیتا رہا یہاں تک کہ وہ میرے سامنے شرم کو ترک کرکے کھل کر آیا اور اس نے کہا کہ میں مصلے کے نیچے سے چھ سال تک خرچ کرتا رہا اور ہر صبح کے وقت کم از کم بیس۲۰ قرش پاتا تھا۔ پھر اس

روزی پر اس کے اقربا نے حسد کیا جس کی وجہ سے اس کا راز فاش ہوگیا اور اس سے یہ سلسلہ ختم ہوگیا درانحالیکہ وہ متواضع عابدوں میں سے تھا۔ میں نے اس سے کہا بہت ہی تعجب ہے کہ تم اپنے رب کی عبادت کرو اور اس کا شکر یہ بھی بجالاؤ پھر بھی تم سے اس کا رزق اور وظیفہ منقطع ہو جائے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "لئن شکرتم لازیدنکم" یعنی اگر تم شکر بجالاؤ گے تو ہم تمہارے لئے اضافہ کریں گے۔ قسم خدا کی کوئی شک نہیں کہ تو بہتان تراش اور جھوٹا ہے۔ اس پر رسوائی غالب ہوگئی اور وہ کچھ جواب نہ دے سکا۔ پھر اس کی بات کے دوران یہ بات ظاہر ہوئی کہ وہ اپنے شہر، اپنی بیوی اور بچوں کو چھوڑنے والا ہے اور اپنی ماں کا نافرمان ہے، اس گاؤں سے اس گاؤں کوچ کرتا ہے، اور عورتوں کے پاس جاتا ہے اور انکی ہم نشینی اختیار کرتا ہے اور کچھ حاضرین نے اس کے بہت سے عیوب اور رسوائی کی باتیں بیان کیں تو میں نے لوگوں کے سامنے کمانے کی فضیلت اور ہاتھ کی کاریگری کی وضاحت کی۔ اور میں نے ان کے سامنے بیان کیا کہ اللہ کے نبی داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ہاتھ کے عمل کے ذریعہ کھاتے تھے اور یہ بھی بتایا کہ حضرت عمرؓ ایک شخص کی تعظیم کرتے تھے اور اس کو بڑا سمجھتے تھے۔ جب معلوم ہوتا کہ اس کا کوئی کام نہیں ہے تو نظروں سے گرا دیتے تھے اور اس کو عیب دار بنا دیتے تھے، اور میں نے یہ بھی بیان کیا کہ اگر آسمان سونا برساتا اور زمین چاندی نکالتی تو نظام فاسد ہو جاتا اور آبادی مختل ہو جاتی اور انبیاء و اولیاء اس بکثرت ہونیوالی غنیمت کے زیادہ مستحق ہوتے تو لوگوں نے حق کو تسلیم کیا اور باطل کا انکار کیا اور وہ دھوکہ باز رسوا ہو کر نکلا، اور کسی کو اس کے بعد اس کے نشان کا بھی علم نہ ہوا۔

جُودُ الحَاتِمِ الطَّائِیِّ

حاتم طائی کی سخاوت

روی محرز مولی ابی ھریرۃ قال: مرّ نفرٌ من عبد القیس بقبر حاتمٍ فنزلوا قریباً منہ، فقام الیہ رجلٌ یقال لہ ابو الخیبری، وجعل یرکض برجلہ قبرہٗ ویقول اقرنا، فقال لہ بعضھم ویلك، ما یدعوك؟ ان تعرض لرجل قد مات قال: ان طیّئاً تزعم انہ ما نزل بہ احدٌ الا اقراہ، ثم اجنّھم اللیلُ فناموا، فقام ابو الخیبری فزعاً، وھو یقول: وا راحلتاہ فقالوا لہ: مالك قال: اتانی حاتمٌ فی النوم، وعقر ناقتی بالسیف، وانا انظر الیھا ثم انشد فی شعر احفظتہ یقول فیہ

ابا الخیبری وانت امرؤٌ	ظلومُ العشیرۃ شتّامُھا
اتیت بصحبك تبغی القری	لدی حُفرۃٍ قد صدت ھامُھا
اتبغی لی الذمّ عند المبیت	وحولك طیّئٌ وانعامُھا

فانا لنشبعُ أضيافنا ۔۔۔ ونأتي المَطِيَّ فنعتامُها

فقامُوا، وَاذا ناقةُ الرجُلِ تكوسُ عقيرًا، فانحروها، وَباتوُا يأكلونَ وَقالوا: قرانا حاتم حيًّا وَميتًا واردفوا صاحبهم وانطلقوا سائرينَ واذا برجلٍ راكبٍ بعيرًا وَيقودُ أخرَ قد لحقه وهُوَ يقولُ: ايكم ابوالخيبري قال الرجلُ انا، قالَ: فخذ هذا البعيرَ، انا عَدِيُّ بنُ حاتم، جاء في حاتم في النوم وزعم انه قراكم بناقتك، وامرني ان أحملكَ فشأنك و البعيرَ، ودفعه اليهم وانصرف والى هذه القضيّة اشارَ ابن دارة الغطفاني في قوله يمدح عدى بن حاتم ۔

أبوكَ ابُوسفّانة الخَيرلم يزلْ ۔۔۔ لدَنْ شَبَّ حتّی مات في الخير راغبًا

به تُضرب الامثال في الشعر ميتا ۔۔۔ وكان له اذ ذاك حيا مصاحبا

قرى قبره الاضياف اذ نزلوا به ۔۔۔ ولم يقرِ قبرٌ قبله الدهر راكبًا

لغوی تحقیق

یرکض۔ رکض (ن)، رکضًا۔ الفرس: ایڑ لگانا۔ رکضۃ، حرکت، دھکا۔ اقرنا۔ امر حاضر ہے۔ قری (ض)، قریً۔ الضیف: مہمان نوازی کرنا۔ قِریً: مہمان نوازی کرنا۔ قِری: مہمانی کا کھانا۔ ویلک: مصیبت کے وقت بولا جاتا ہے۔ ویل، ہلاکت۔ اجنہم اللیل: چھپانا۔ وآرحلتاہ۔ واو ندبہ کیلئے ہے اور راحلہ مندوب ہے، اس کے آخر میں الف استغاثہ کا ہے اور ہاء سکتہ کیلئے ہے اور حرف ندا محذوف اور جواب ندا شعر ثانی اتیت بصبحک میں ہے۔ العشیرۃ: قبیلہ۔ شتّام: بہت گالی دینے والا۔ شتمہ (ن، ض) شتمًا و مشتمۃً: گالی دینا۔ حفرۃ: گڑھا، قبر ج حُفَر۔ حفر (ض) حفرًا: گڑھا کھودنا۔ حافرۃ: کھودی ہوئی زمین، ابتدائی حالت۔ صدیت۔ صدی (س) صدیًا بہت پیاسا ہونا۔ صفت صدٍ، صادٍ، صَدیان۔ ج صود۔ ہام بتخفیف میم۔ اہل جاہلیت کے عقیدے کے مطابق ایک جانور ہے جو مردے کی ہڈیوں سے پیدا ہوتا ہے، نیز یہ بھی کہتے ہیں کہ ہامہ ایک جانور کا نام ہے جو مقتول کے سر سے نکلتا ہے اور مسلسل فریاد کرتا ہے کہ مجھے پانی دو، مجھے پانی دو یہاں تک کہ اس مقتول کا بدلہ لے لیا جائے۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ ہامہ الو ہے کہ وہ جس مکان پر بیٹھتا ہے اور بولنے لگتا ہے تو وہ گھر برباد ہو جاتا ہے۔ شریعت مطہرہ نے اس قسم کے اعتقادوں کو غلط قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "لا طیرۃ ولا ہامۃ" بدشگونی اور ہامہ کوئی چیز نہیں ہے۔ المبیت: سونے کا کمرہ۔ النعام۔ ج نعم: چوپایہ۔ اضیاف۔ ج ضیف: مہمان۔ فنعتامہا: اعتیام سے جمع متکلم ہے: عمدہ مال چھانٹ لینا، اختیار کرنا۔ تکوس (ن) کوسًا۔ البعیر: ایک ٹانگ کے زخمی ہونے کی وجہ سے تین ٹانگوں پر چلنا۔ فی الیسر: آہستہ چلنا۔ انتحروہا۔ الرجل: خودکشی کرنا۔ نحر (ف) نحرًا۔ البہیمۃ: ذبح کرنا، سینہ پر مارنا۔ اردفوا۔ اردافًا: اپنے پیچھے سوار کرنا۔ ردفہ (ف) وردف لہ (س)، ردفًا: پیچھے ہونا، پیچھے سوار ہونا۔

توضیح محرز نے بیان کیا جو حضرت ابوہریرہؓ کے آزاد کردہ غلام ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ عبد القیس کے کچھ لوگ گذرے حاتم طائی کی قبر سے، اس کے قریب وہ اتر گئے۔ حاتم کی قبر کے پاس ایک شخص کھڑا ہوا اسے ابوالخبیری کہا جاتا ہے اور اپنے پیر سے اس کی قبر کھودنے لگا اور کہتا تھا کہ ہماری مہمان نوازی کر۔ تو کچھ لوگوں نے اس سے کہا تجھ پر افسوس ہے کون سی چیز تجھے آمادہ کر رہی ہے۔ کیا تو ایک مردہ شخص کے سامنے اپنی باتیں پیش کر رہا ہے۔ تو اس نے کہا کہ قبیلہ طے کا یہ خیال ہے کہ حاتم کی قبر کے پاس کوئی نہیں اترا مگر یہ کہ حاتم نے اس کی ضیافت کی، پھر ان کو رات نے چھپالیا تو وہ سو گئے۔ تو ابوالخبیری گھبراکر اٹھا اور وہ یہ کہہ رہا تھا "وارحلتاہ" ہائے اونٹنی۔ لوگوں نے اس سے کہا تجھے کیا ہوگیا اس نے کہا حاتم خواب میں میرے پاس آیا اور میری اونٹنی کی کونچیں اس نے تلوار کاٹ دیں دراں حالیکہ میں اونٹنی کو دیکھ رہا تھا پھر اس نے مجھے شعر سنایا، جسے میں نے یاد بھی کرلیا۔ وہ شعر میں یہ کہہ رہا تھا۔ شعر: اے ابوالخبیری تو ایسا آدمی ہے جو قبیلہ پر ظلم کرنیوالا ہے اسے گالی دینے والا ہے تو آیا ہے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ضیافت طلب کرنے کیلئے اس گڑھے کے پاس کہ اس کا الو بہت پیاسا ہے کیا تو میرے لئے برائی تلاش کرتا ہے سونے کے وقت دراں حالیکہ تیرے اردگرد قبیلہ طے ہے اور اس کے چوپائے یقیناً ہم اپنے مہمانوں کو شکم سیر کرتے ہیں اور ہم بہترین سواری ان کیلئے اختیار کرتے ہیں۔ تو لوگ کھڑے ہوگئے اور دیکھا کہ اس شخص کی اونٹنی زخمی تھی تو انھوں نے اسے ذبح کیا اور رات گذاری اسے کھاکر اور کہا کہ ہم کو حاتم نے زندہ اور مردہ دونوں حالت میں کھلایا اور انھوں نے اپنے ساتھی کو ردیف بنایا اور چلتے رہے، ایک شخص ناگاہ ملا جو اونٹ پر سوار تھا اور دوسری سواری ہانک رہا تھا اور وہ یہ کہہ رہا تھا تم میں سے ابوالخبیری کون ہے؟ اس شخص نے کہا میں ہوں۔ تو اس نے کہا یہ اونٹ لے لے میں عدی بن حاتم ہوں۔ حاتم میرے پاس خواب میں آیا تھا اور اس نے یہ کہا کہ تمہاری ضیافت تیری اونٹنی کے ذریعہ کی ہے اور مجھے یہ اونٹ دینے کا حکم دیا تو یہ اونٹ لے لو، اور اسے دیدیا اور لوٹ گیا۔ اسی قصہ کی جانب ابن دارا غطفانی نے اشارہ کیا ہے اپنے قول میں عدی ابن حاتم کی تعریف کرتے ہوئے۔ شعر: تیرا باپ ابو سفانۃ الخیر ہمیشہ خیر کا طالب رہا اس کے مرجانے کے باوجود ضرب المثل ہے اشعار میں، وہ بہت اچھا تھا زندگی میں مہمان جب اس کی قبر پر اترے تو اس نے میزبانی کی اور زمانہ بھر میں کسی قبر نے اس سے پہلے کسی سوار کی ضیافت نہیں کی۔

إن الحكم إلا لله

حکم نہیں ہے مگر خدا ہی کیلئے

لَمَّا فُتِحَتْ مِصْرُ اَتَىٰ اَهْلُهَا عمرو بن العاص حِيْنَ دخلَ يوم مِنْ اشهر العجم فقالوا يا ايها الامير! اِنَّ لنيلنا هٰذا سنة لا يجري الا بها قال وما ذاك؟ قالوا: اذا كان احدى عشرة ليلةً يخلو من هٰذا الشهر عمدنا الى جارية بكر بين ابويها فارضينا ابويها وجعلنا عليها من الثياب

وَالحُلِيِّ افضلُ مایکونُ ثم القیناھا فی ھٰذا النیل، فقالَ لھم عمرو: ان ھٰذا لایکون ابداً فی الاسلام وَانّ الاسلامَ یھدم ما کان قبلہٗ، فاقاموا والنیل لایجری قلیلاً ولا کثیراً حتّٰی ھمّوا بالجلاء، فلما رأی ذٰلک عمروٌ کتبَ الٰی عُمَرَ بن الخطاب بذٰلِکَ فکتبَ لہٗ ان قد اصبتَ بالذی قلت وان الاسلام یھدم ما کان قبلہ وبعث بطاقۃً فی داخلِ کتابہٖ وکتب الٰی عمرو انی قد بعثت الیک ببطاقۃ فی داخل کتابی فالقِھا فی النیل فلما قدم کتاب عُمَرَ الٰی عمرو ابن العاصِ اخذ البطاقۃ ففتحھا فاذا فیھا مِن عبد اللّٰہِ عمر بن الخطاب امیرالمؤمنین الٰی نیل مصرَ فان کنتَ تجری مِن قبلِک فلا تجر، وان کان اللّٰہُ یُجریکَ فاسألُ الواحدَ القھّارَ ان یُجریک فالقی البطاقۃ فی النیل قبل الصلیب بیوم فاَصبحُوا وقد اجراہ اللّٰہ تعالیٰ ستۃ عشر ذراعاً فی لیلۃٍ واحدۃٍ فقطع اللّٰہ تلک السنۃ عَن اھل المصر الی الیوم۔

لغوی تحقیق

عمرو بن العاص بن وائل ابوعبداللہ قریشی صحابی ہیں رضی اللہ عنہ۔ ۸ھ میں مشرف باسلام ہوئے جاریۃ بکر: کنواری لڑکی، غیر شادی شدہ۔ بین ابویھا: وہ لڑکی جو ماں باپ کی زندگی میں پرورش پائی ہو اور پروان چڑھی ہو کہ وہ ناز و نعمت میں پلنے کی وجہ سے تندرست اور فربہ ہوتی ہے۔ الحُلِی: زیورات۔ یھدم یعنی اسلام رسوم باطلہ کو مٹا دیتا ہے۔ الجلاء۔ جلا (ن) جلوًا، جلا الرجل عن بلدہٖ: شہر بدر کرنا۔ الامر: واضح کرنا۔ بطاقۃ: خط، لیٹر، رقعہ، پرچہ، پرزہ۔ ج بطائق۔

توضیح

جب مصر فتح کیا گیا تو مصر کے باشندے حضرت عمرو بن العاصؓ کے پاس آئے جبکہ عجم کے مہینوں میں سے ایک دن آیا تو انھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین ہمارے دریائے نیل کا ایک طریقہ ہے وہ اسی سے جاری ہوتا ہے" فرمایا کہ وہ کیا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ جب گیارہ راتیں اس مہینہ کی گذر جاتی ہیں تو ہم ایک جاریہ کا ارادہ کرتے ہیں (یعنی اسے حاصل کرتے ہیں) جو باکرہ ہو اور اپنے والدین کے درمیان پلی ہوئی ہوتی ہے، پھر اس کے والدین کو ہم راضی کرتے ہیں (کچھ دیکر کے) اور اس پر ہم کپڑے اور زیورات ڈالتے ہیں (پہناتے ہیں) بہتر سے بہتر جو ہو پھر ہم اسے اس نیل میں ڈالتے ہیں۔ تو ان سے حضرت عمروؓ نے فرمایا اسلام میں کبھی نہیں ہوسکتا، اسلام اپنے پہلے کی چیزوں (رسومات) کو ختم کر دیتا ہے۔ تو وہ رکے رہے اور نہیں چلتا تھا کم نہ زیادہ یہانتک کہ انھوں نے ارادہ کرلیا شہر بدر ہونیکا جب حضرت عمروؓ نے یہ (صورتحال) دیکھی تو حضرت عمرؓ کے پاس لکھ کر بھیجا اس (صورتحال) کے متعلق، تو حضرت عمرؓ نے انھیں لکھا کہ تم نے جو کہا وہ صحیح کہا اور اسلام اپنے قبل کی چیزوں کو (رسومات) کو ختم کر دیتا ہے اور ایک پرچی بھیجی اپنے خط کے اندر اور حضرت عمروؓ کو لکھا کہ میں نے تمہارے پاس ایک پرچی بھیجی ہے اپنے خط کے اندر تو تم اسے دریائے نیل میں ڈالدو۔ جب حضرت عمرؓ کا خط حضرت عمرو بن العاصؓ کے پاس آیا تو انھوں نے اس پرچی کو کھول کر پڑھا تو اس میں اچانک (لکھا ہوا) تھا۔ اللہ کے بندے حضرت عمر بن خطابؓ امیرالمومنین کیطرف سے مصر کے

نیل کیجانب اگر تو اپنے طور پر بہتا تھا تو مت بہ، اور اگر اللہ تجھے جاری کرتا تھا تو میں اللہ واحد و قہار سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے جاری کردے۔ تو پرچی کو انھوں نے نیل میں ڈالدیا صلیب سے ایک دن قبل انھوں نے صبح کو اور اللہ نے جاری کردیا تھا سولہ ذراع (گز) ایک رات میں، پھر اللہ نے اس طریقہ کو ختم کردیا مصر والوں میں آج تک۔

صفة العدل

انصاف کی تعریف

قالَ مُعَاوِیَۃُ انی لأستحیی ان اظلم من لایجد ناصرًا عَلَیَّ الا اللہ استعمل ابن عامر عمرو بن اصبع علی الاھواز فلما عزلہ قال لہ ما جئت بہ؟ قال لہ: ما معی الا مائۃ درھم واثوابٌ، قال کیف ذلك؟ قال ارسلتنی الی بلدٍ اھلہ رجلان رجل مسلم لہ مالی، وعلیہ ما علیّ ورجل لہ ذمۃ اللہ ورسولہ قال: فواللہ ما دریت این اضع یدی قال (الراوی) فاعطاہ عشرین الفًا قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الظلم ظلماتٌ یوم القیامۃ۔

توضیح: حضرت امیر معاویہؓ نے فرمایا، میں حیا کرتا ہوں کہ ظلم کروں اس شخص پر جو میرے خلاف مددگاری میں پاتا ہے مگر اللہ کو۔ ابن عامر نے عمرو بن اصبع کو گورنر بنایا اہواز کا جب ابن عامر نے انھیں معزول کردیا ان سے پوچھا کہ تم کیا لائے ہو؟ تو انھوں نے ابن عامر کو جواب دیا کہ نہیں ہیں میرے ساتھ مگر سو دراہم اور کچھ کپڑے۔ فرمایا کہ یہ کیسے؟ فرمایا کہ تم نے مجھے ایسے شہر کی جانب بھیجا کہ اس کے باشندے دو قسم کے آدمی ہیں۔ ایک مسلم، اس کیلئے وہ چیز مفید ہے جو میرے لئے اور جو چیز میرے لئے نقصان دہ ہے وہ ان کیلئے بھی نقصان دہ ہے۔ اور دوسرے وہ لوگ ہیں کہ جن کیلئے اللہ کا ذمہ اور اس کے رسول کا ذمہ ہے۔ فرمایا، قسم خدا کی میں نہیں سمجھ سکا کہ میں اپنا ہاتھ کہاں ڈالوں۔ راوی کہتے ہیں کہ ابن عامر نے انھیں بیس ہزار دراہم دیئے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ظلم تاریکیاں ہیں قیامت کے دن۔

کتبَ عُمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ لما ولی الخلافۃ الی الحسن بن ابی الحسن البصری اَنْ یکتب الیہ بصفۃ الامام العادل فکتب الیہ الحسن رحمہ اللہ اعلم یا امیر المؤمنین ان اللہَ جَعَلَ الامام العادل قوّام کلِّ مائلٍ و قصدَ کل جائرٍ وصلاحَ کل فاسدٍ وقوۃَ کل ضعیفٍ ونصفۃَ کل مظلومٍ ومفزعَ کل ملھوفٍ والامامُ العدلُ یا امیرَ المؤمنین کالراعی الشفیق علی ابلہ الرفیق الذی یرتاد لھا اطیب المرعی ویذودھا عن مراتع المھلکۃ ویحمیھا من السباع ویکنفھا من اذی الحرِّ والقرِّ والامام العدل یا امیر المؤمنین کالابِ الحانی علی ولدہ، یسعی لھم صغارًا ویعلمھم کبارًا یکتسب فی حیاتہ ویدّخر بعد مماتہ۔

لغوی تحقیق قوّام: امور کا منتظم، نگرانی کرنیوالا۔ قصد: استقامت، درمیانی چال۔ جائر۔ جار (ن) جوراً عن الطریق: بھٹک جانا۔ علیہ: زیادتی کرنا۔ صفت جائر۔ ج جورۃ۔ نصفۃ: عدل وانصاف۔ مفزع: جائے پناہ۔ فزع (ف) فزعاً منہ، گھبرانا (س) فزعاً: دہشت زدہ ہونا۔ ملھوف: مصیبت زدہ۔ یرتاد۔ ارتیاداً: چاہنا۔ راد (ن) روداً الشیٔ: طلب کرنا۔ مرعیٰ: چراگاہ، گھاس۔ یذود (ن) ذوداً: دور کرنا، ہٹانا۔ مراتع۔ ج مرتع: چراگاہ مھلکۃ۔ مصدر میمی ہے۔ سباع۔ ج سبع: درندہ۔ حرّ: گرمی۔ قرّ: برودت۔ الحافی۔ اسم فاعل ہے۔ حفی (س) حفاءً حفاوۃً: عزت واکرام میں حد سے تجاوز کرنا۔

توضیح حضرت عمر بن عبد العزیز رحؒ نے لکھا جب خلافت انھیں ملی حضرت حسن بن ابو الحسن بصری کے پاس کہ ان کے پاس وہ لکھیں امام عادل کے اوصاف، تو حسنؒ نے لکھا: امیر المؤمنین! آپ اتنا جان لیجئے کہ امام عادل کو اللہ تبارک وتعالےٰ نے ہر کجی کیطرف مائل ہونیوالے کیلئے سیدھا کر دینے والا بنایا، اور ہر ظلم کرنیوالے کو ٹھیک کرنیوالا بنایا، اور ہر فاسد کیلئے صلاح، اور ہر ضعیف کیلئے قوت، اور ہر مظلوم کیلئے انصاف، اور ہر مغموم کے لئے ملجا بنایا ہے۔ اور اے امیر المؤمنین منصف امام اس مشفق نگراں کیطرح ہے جو اپنے اونٹوں کے ساتھ شفقت اور نرمی کا معاملہ کرتا ہے اور ان کیلئے بہترین چراگاہ تلاش کرتا ہے اور انھیں دور رکھتا ہے ہلاکت میں ڈالنے والے چارے سے اور درندوں سے بچاتا ہے، اور گرمی سردی کی تکلیف سے الگ رکھتا ہے اور اے امیر المومنین! منصف امام اس مشفق باپ کیطرح ہے جو اپنی اولاد کے ساتھ شفقت کا معاملہ کرتا ہے، ان کیلئے محنت وکوشش کرتا ہے بچپن میں اور انھیں تعلیم دیتا ہے بڑے ہونے کے وقت اپنی زندگی بھر کماتا ہے اور اپنے مرنے کے بعد انکے لئے ذخیرہ چھوڑ جاتا ہے۔

وَالامامُ العَدلُ یا امیرَ المؤمنین کالامِّ الشفیقۃِ البرَّۃِ الرَّفیقۃِ بولدِھا حَمَلتہُ کُرھًا وَوَضَعَتہُ کُرھًا وَرَبَّتہُ طفلاً تسھرُ بسھرِہٖ وتسکنُ بسُکونہٖ، ترضعہ تارۃً وتفطمہ اخریٰ وَتفرحُ بعافیتہٖ وتغتمّ بشکایتہٖ، وَالامامُ العَدلُ یا امیرَ المؤمنین! وصیُّ الیتامیٰ وَخازنُ المَساکین، یُرَبّی صغیرَھم ویمُونُ کبیرَھم وَالامامُ العَدلُ یا امیرَ المؤمنین! کالقلبِ بینَ الجوانحِ تصلحُ الجوانحُ بصلاحہٖ وتفسدُ بفسادہٖ وَالامامُ العَدلُ یا امیرَ المؤمنین! ھو القائمُ بین اللہ وبینَ عبادہٖ یسمعُ کلامَ اللہ ویُسمِعُھم ویَنظرُ الی اللہ ویُریھم وینقادُ الی اللہ ویقودُھم فلا تکن یا امیرَ المؤمنین! فیما ملّکَکَ اللہ کعبدٍ ائتمنہ سیّدہٗ واستحفظہ مالہٗ فَبَدّدَ المالَ وشرَّدَ العیالَ فافقرَ اھلَہٗ وَفرّقَ مالہٗ، وَاعلم یا امیرَ المؤمنین! ان اللہ انزلَ الحدودَ لیزجُرَ بھا عن الخبائثِ والفواحشِ فکیفَ اذا اتاھا من یلیھا وان اللہ انزلَ القصاصَ حیوۃً لعبادہٖ فکیف اذا قتلھم مَن یقتصُّ لھم۔

لغوی تحقیق البرّۃ بمعنی بارّہ۔ برّ (ن، ض) برّاً: اچھا برتاؤ کرنا۔ والدہٗ: اطاعت کرنا۔ کُرہ: دشواری۔ تفرح (س)

فرحًا: خوش ہونا۔ تغتم۔ اغتمامًا: اداس ہونا۔ شکایۃ: بیماری۔ وصی: وصیت کرنیوالا، جس کو وصیت کی جائے۔ ج اوصیاء
الیتامیٰ ج یتیم، نابالغ بچہ جس کا باپ مرگیا ہو۔ یتیم (ض، س، ک) یُتمًا: یتیم ہونا۔ خازن: جمع کرنیوالا۔ ج خزنۃ۔ خزن (ن)
خزنًا۔ المال: اکٹھا کرنا۔ خزونًا (س)، خزنًا (ک) خزانۃ اللحم: بدبودار ہونا۔ صفت خزین۔ یمون (ن) مونًا، مؤنۃ: نان
نفقہ برداشت کرنا۔ صفت مائن۔ الجوانح۔ ج جانحۃ: پسلی۔ جنح (ف، ن، ض) جنوحًا الیہ: متوجہ ہونا۔ ائتمنہ۔ امین بنانا
بدد الشئ: منتشر کرنا۔ شردہ: بھگانا، دھتکارنا۔ شرد (ن) شردًا، شرودًا، شرادًا، شرادًا: بدکنا، بھاگنا۔ علی اللّٰہ: فرمانبرداری
سے نکل جانا۔ صفت شارد۔ ج شردہ۔ یزجر (ن) زجرًا: منع کرنا۔ الفواحش۔ ج فاحشۃ: بہت بری چیز۔

توضیح اور امام عادل اے امیر المومنین اس شفیق صالح اور مہربان ماں کیطرح ہے جس نے بڑی تکلیف کے ساتھ اپنے بچے کو پیٹ کے اندر رکھا اور اس کو تکلیف کے ساتھ جنا، اور اس کو بچپن سے اسطرح پالتی ہے کہ اس کے بیدار رہنے کیوجہ سے خود بھی بیدار رہتی ہے اور اس کے سکون ہی سے وہ سکون پاتی ہے کبھی اس کو دودھ پلاتی ہے اور کبھی دودھ چھڑاتی ہے، اس کی عافیت سے خوش ہوتی ہے اور بیماری سے مغموم ہوتی ہے۔ اور منصف امام یتیموں کا نگراں ہے، غریبوں کیلئے ذخیرہ کرنیوالا ہے چھوٹوں کی پرورش کرتا ہے اور بڑوں کے نان ونفقہ کا بوجھ برداشت کرتا ہے، اور منصف امام دل کے مانند ہے پسلیوں کے درمیان کے تمام اعضاء اس دل کے ٹھیک رہنے پر ٹھیک رہتے ہیں اور اس کے بگڑنے سے بگڑ جاتے ہیں اور منصف امام قائم بین اللّٰہ وبین العباد ہوتا ہے خدا کا کلام خود سنتا ہے اور بندوں کو سناتا ہے، اللّٰہ کو وہ دیکھتا ہے اور بندوں کو دکھلاتا ہے وہ اللّٰہ کا فرمانبردار ہوتا ہے، بندوں کو اس کی فرمانبرداری کیطرف لاتا ہے۔ امیر المومنین ان چیزوں میں جن کا اللّٰہ نے آپ کو مالک بنایا ہے اس غلام کے مانند نہ ہو جائیے کہ جس کو اس کے مالک نے امانتدار سمجھ کر اپنے مال کی حفاظت چاہی اور اس نے مال کو تباہ کردیا اور اہل وعیال کو دھتکار دیا۔ نتیجۃً اس کے گھر والوں کو فقیر ومحتاج بنادیا اور اس کے مال کو منتشر کردیا اور اے امیر المؤمنین جان لیجئے کہ اللّٰہ نے خباثت سے روکنے کیلئے حدود نازل کئے ہیں اور خواہشات سے۔ تو خدا اس کو کیوں عذاب نہیں دیگا جب حاکم ان برائیوں کو کرنے لگے۔ اللّٰہ نے قصاص کو اپنے بندوں کیلئے باعثِ حیات بناکر نازل کیا، تو کیا حال ہوگا جب ان کو وہی شخص قتل کریگا جو ان کیلئے قصاص لینے والا ہو۔

وَاذکُرْ یا امیرالمؤمنین المَوْتَ وَمَابعدَہٗ وقلّۃَ اشیاعِکَ عندہٗ وانصارِکَ علیہ فتزوّدْ لہٗ ولما بعدہٗ من الفزعِ الاکبر۔ واعلم یا امیرالمؤمنین! ان لک منزلا غیر منزلک الذی انت فیہ یطولُ فیہ ثُواءُک ویفارقک احبّاؤُک یسلمونک فی قعرہ فریدا وحیدًا فتزوّدْ لہٗ مَایصحبکَ یومَ یفِرُّ المَرْءُ مِنْ اَخیہِ واُمّہٖ وابیہ وصاحبتہٖ وبنیہِ۔ واذکر یا امیرالمؤمنین! اِذَا بُعْثِرَ ما فی القبور وحُصِّلَ ما فی الصُّدُورِ فالاسرارُ ظاہرۃٌ والکتابُ لایغادرُ صغیرۃً وَلَا کبیرۃً الا احصاہا فالان یا امیرالمؤمنین! وانت فی مَہَلٍ قبل حلول الاجلِ وانقطاع الاملِ

لاتحکم بحکم الجاھلین ولا تسلک بھم سبیل الظٰلمین ولا تسلط المستکبرین علی المستضعفین فانھم لایرقبون فی مؤمن الاّ ولا ذمۃً فتبوء باوزارک واوزار مع اوزارک وتحمل اثقالک و اثقالا مع اثقالک ولا یغرنک الذین یتنعمون بما فیہ بوسک، ویاکلون الطیبات فی دنیاھم باذھاب طیباتک فی اٰخرتک لاتنظر الی قدرتک الیوم ولکن انظر الی قدرتک غدًا و انت مأسور فی حبائل الموت وموقوف بین یدی اللہ فی مجمع من الملائکۃ والنبیین والمرسلین وقد عنت الوجوہ للحی القیوم، انی یا امیر المؤمنین! وان لم ابلغ بعظتی ما بلغہ اولو النھٰی من قبلی فلم اٰلک شفقۃً ونصحًا فانزل کتابی کمداوی حبیبہ یسقیہ الادویۃ الکریھۃ لما یرجو لہ فی ذٰلک من العافیۃ والصحۃ والسلام علیک یا امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

لغوی تحقیق

اشیاع۔ ج شیعۃ: معین ومددگار۔ الفزع: گھبرانا۔ فزع (ف) فزعًا منہ: خوف کرنا (س) فزعًا: وحشت زدہ ہونا۔ فزع اکبر سے مراد نفخۂ ثانیہ یا وہ وقت ہے جب موت کو ذبح کیا جائے گا (جیسا کہ حدیث میں وارد ہے) ثواء کے۔ ثوی (ض) ثواءً، ثویًا، المکان، فیہ، بہ ٹھہرنا، مقیم ہونا، اقامت کرنا۔ تعر: گڑھا، ج تعور بعثر، ہ: منتشر کرنا۔ لایغادر۔ مغادرۃ: چھوڑنا، ترک کرنا۔ مھل: آہستگی، نرمی۔ مھل (ف) مھلا، مھلۃ، فی العمل: چین وسکون سے کام کرنا (س) مَھَلًا: بھلائی میں سبقت کرنا۔ لایرقبون (ن) رقوبًا: نگرانی کرنا، انتظار کرنا۔ اِلّ: عہد۔ تبوء (ن) بوءًا۔ الیہ: واپس ہونا۔ بالحق: اقرار کرنا۔ اوزار۔ جمع وزر: گناہ۔ لایغرنک۔ غرۃ (ن) غرًّا وغرۃ: دھوکہ دینا، بیہودہ امید دلانا۔ بوسک: بوس: شدت۔ حبائل۔ ج حبلۃ: پھندا۔ عنت (ن) عنوًا: اطاعت گذار ہونا، ذلیل ہونا۔ نھی۔ ج نھیۃ: عقل۔ لم آل۔ اُلو سے مضارع متکلم مجزوم ہے: بمعنی کوتاہی کرنا۔ اصل میں آلو تھا (بالہمزتین) اول کلمہ میں دو ہمزہ جمع ہوئے اور ہمزۂ ثانیہ کا ماقبل مفتوح ہے لہٰذا الف سے بدل دیا اور آخر کلمہ میں واو حرف جزم یعنی لم کی وجہ سے ساقط ہوگیا۔ مداوی۔ مداواۃ سے اسم فاعل ہے۔

توضیح

اور اے امیر المؤمنین موت کو یاد کیجئے اور اس کے مابعد کیلئے بہت بڑی گھبراہٹ سے بچنے کے لئے۔ اور اے امیر المؤمنین یاد رکھئے کہ جس میں تو اب ہے اس کے علاوہ تیرا اور ایک گھر ہے جس میں تجھے طویل مدت تک رہنا ہے تجھے ایک گڑھے میں اکیلا ڈالکر تیرے دوست واحباب علیحدہ ہوجائیں گے۔ تو تو اب سامان تیار کر جو اس دن تیرے ساتھ رہنے والا ہو جس دن ہر شخص الگ ہوجائیگا، اپنے بھائی ماں باپ بیوی اور بچوں سے۔ اور وہ گھڑی یاد کر جب مردوں کو قبروں سے زندہ کیا جائیگا اور ظاہر کردیا جائیگا جو دلوں میں پوشیدہ چیزیں ہیں ظاہر ہونگی اور نامۂ اعمال کسی چھوٹے گناہ نہ بڑے گناہ کو چھوڑیگا۔ اے امیر المؤمنین تو امید ختم ہونے سے اور موت کے آنے سے پہلے نرمی کر رعایا کے ساتھ خلاف شرع حکم اور ظالمانہ سلوک نہ کر اور قوی لوگوں کو ضعیفوں پر مسلط نہ کر چونکہ وہ کسی مسلمان کے حق میں نہ قرابت کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ عہد وپیمان کا تو تیرے ہی سرداروں کے گناہوں کا بھی

وبال ہوگا اور تو اپنے بوجھ کے ساتھ اور بہت سے بوجھ اٹھائیگا اور تو ان کے دھوکہ میں نہ آ جن چیزوں سے وہ راحت کی زندگی گذارتے ہیں ان میں تیرا نقصان ہے اور ایسے لوگوں کے دھوکہ میں نہ آ کہ جو دنیا میں مزے سے رہتے ہیں تیری اخروی لذتوں کو تباہ کر کے آج اپنی طاقت کو نہ دیکھ بلکہ کل کی اپنی طاقت کو دیکھ اور تو موت کے جال میں مقید ہے اور تجھے اللہ کے سامنے، ملائکہ، نبیین اور مرسلین کے سامنے کھڑا کیا جائیگا اور حی قیوم کی ہستی کے سامنے چہرے چھپ جائیں گے۔ اور اے امیر المومنین! اگرچہ میں اپنی نصیحت کے ذریعہ اس مقام تک نہیں پہنچا جہاں تک ارباب عقل و دانش پہنچے ہیں۔ اس سے پہلے تو میں نے آپکے ساتھ شفقت اور خیر خواہی میں کوتاہی نہیں کی تو تم میرے خط کو اپنے دوست کے علاج کی جگہ اتارنا کہ جسے وہ تلخ دوائیں پلاتا ہے اس بنا پر کہ وہ اس کیلئے ان دواؤں میں صحت و عافیت کی امید رکھتا ہے۔ اور اے امیر المومنین آپ پر سلامتی نازل ہو اور اللہ کی رحمت و برکت۔

لَا يَضِيعُ اَجْرُ مَنْ غَارَ لِلّٰهِ

اس شخص کا اجر ضائع نہیں ہوتا جو اللہ کیلئے غیرت کرے

ذکر الحریری فی الدرۃ ان ابا العباس المبرد ذکر ان اباعثمان المازنی قصدہ بعض اھل الذمۃ لیقرأ علیہ کتاب سیبویہ وبذل لہ مائۃ دینار فامتنع ابو عثمان من قبول بذلہ فقلت لہ: جعلتُ فداك أتترك ھذہ النفقۃ مع فاقتك وشدۃ اضافتك؟ فقال: ان ھذا الکتاب یشتمل علی ثلاث مائۃ کذا وکذا اٰیۃ من کتاب اللہ تعالیٰ ولست اریٰ ان امکّن منہ ذمیًا غیرۃ علی کتاب اللہ تعالیٰ وحمیۃ لہ قال فاتفق اَنْ غَنَّتْ جاریۃ بحضرۃ الواثق بقول العرجی ؎

اَظلومُ اِنَّ مُصَابَکم رجلا ❊ اھدی السّلام تحیۃ ظُلمُ

فاختلفَ مَنْ بالحضرۃ فی اعرابُ "رجل" فمنھم من نصبہ بأنّ علی انہ اسمھا، ومنھم من رفعہ علی انہ خبرھا والجاریۃ مُصِرّۃٌ علی ان شیخھا اباعثمان لقّنھا ایاہ بالنصب فامر الواثق باحضارہٖ قال ابو عثمان: فلما مثلتُ بین یدیہ قال: من الرجل؟ قلتُ من بنی مازن، قال: من ایّ الموازن؟ امازن تمیم ام مازن قیس ام مازن ربیعۃ؟ قلت: من مازن ربیعۃ؟ فکلمنی بکلامِ قومی، وقال لی باسمك؟ یرید ما اسمك؟ وھم یقلبون المیم یاءً والباء میمًا اذا کان فی اول الاسماء فکرھتُ ان اجیبہ علی لغۃ قومی لئلا اواجھہ بالمکر فقلت: بکر، یا امیر المؤمنین! ففطن لما قصدتُہ واعجب منہ ثم قال: ما تقول فی قول الشاعر ؎ اظلوم ان (البیت) اترفع رجلًا ام تنصبہ؟ فقلت: بل الوجہ النصب، قال: ولم ذٰلك؟ فقلتُ ان مصابکم رجلًا مصدرٌ بمعنٰی اصابتکم فاخذ الیزیدی فی معارضتی، فقلتُ ھو بمنزلۃ قولك ان ضربکم زیدًا ظلمٌ

فالرّجلُ مفعولٌ بمصابکمْ ومنصوبٌ بہٖ والدلیل علیہ ان الکلامَ معلّق اِلٰی اَنْ یقولَ ظلم فیتم فاستحسن الواثق ثم امرلی بالف دینارو ردّنی مُکرّمًا، قال ابو العباس فلمّا عاد الی البصرۃ قال: کیف رأیتَ؟ یا اَبا العباس؛ رَدَدْنا لِلّٰہِ تعالیٰ مائۃً فَعَوَّضنا بالفٍ۔

لغوی تحقیق

غارَ (س) غیرۃً۔ الرجل: غیرت کھانا۔ صفت غیور۔ ج غُیاری۔ الحریری: ابو القاسم بن علی بن محمد بن عثمان بصری، شہر بصرہ کے قریب مشان کے اندر ۴۴۶ھ میں پیدا ہوئے، نہایت ذکی، ہوشیار، نازک خیال، فصاحت و بلاغت میں یکتائے روزگار، علم لغت، امثال نحو، معانی، بیان، بدیع میں اونچا مقام رکھتے تھے۔ مقامات حریری اس کا کھلا ہوا ثبوت ہے اس کے علاوہ درۃ الغواص فی اوہام الخواص، ملحۃ العرب وغیرہ بھی آپ نے زیر قلم کی ہیں آپ کی وفات ۵۱۶ھ میں ہوئی ہے۔ ابو عثمان المازنی بکر بن محمد بن بقیہ عدوی بصری انتہائی بزرگ متقی و پرہیز گار اور اپنے وقت کے امام تھے، علم صرف کو سب سے پہلے آپ ہی نے مدون کیا، اس سے پہلے یہ علم نحو میں پیوست تھا، یزیدی آپ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے، قاضی بکار بن قتیبہ فرماتے ہیں کہ علم نحو میں سیبویہ کے بعد مازنی سے بڑھ کر کوئی نہ تھا، عقیدۃً مرجیہ کیطرف مائل تھے، بہت شاندار مقرر تھے کسی کو ان سے مناظرہ کی تاب نہ تھی۔ ایک دفعہ ان سے اہل علم کی بابت دریافت کیا گیا تو انھوں نے جواب دیا "اصحاب القرآن فیہم تخلیط وضعف واہل الحدیث فیہم حشو ورقاعۃ والشعراء فیہم ہوج والنحاۃ فیہم ثقل وفی رواۃ الاخبار الظرف علل النحو کتاب الالف واللام" کتاب التعریف، کتاب الدیباج، کتاب ما یلحن فیہ العامۃ انھیں کی تصانیف ہیں جو ایک سے ایک عمدہ ہے۔ مازنی نے ۲۴۷ھ یا ۲۴۸ھ میں دفات پائی۔ اہل الذمہ: دار الاسلام میں معاہدہ کے ساتھ رہنے والے یہود و نصاریٰ وغیرہم۔ بَذَلَ (ن، ض) بذل الشئ: دینا۔ جہدہ: بھرپور کوشش کرنا۔ العرجی۔ عرج ایک منزل ہے جو مکہ کے راستہ میں پڑتی ہے۔ الواثق: ابو جعفر ہارون بن معتصم ابن ہارون الرشید یہ ایک رومی کنیز قراطیس کے بطن سے تھا ۱۹۶ھ میں مکہ کے راستہ میں اس کی ولادت ہوئی تھی۔ معتصم کی وفات کے روز یوم پنجشنبہ ۸ ربیع الاول ۲۲۷ھ کو اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی اور اس کا لقب واثق باللہ رکھا گیا، اس کی عمر کا چھتیسواں سال تھا کہ مرض استسقاء میں مبتلا ہوا اور ۱۶ ذو الحجہ ۲۳۲ھ کو اس دار فانی سے کوچ کر گیا، مدتِ خلافت پانچ سال نو ماہ گیارہ دن رہی۔ العرجی: اس کے حالات مقدمہ میں بیان کئے جاچکے وہاں مراجعت کرلی جائے۔ اظلومَ۔ ہمزہ ندائیہ ہے اور ظلوم ظالم کا مبالغہ ہے جس سے مراد محبوب ہے مصابَ۔ مصدر میمی ہے: نشانہ پر تیر مارنا، دردمند بنانا۔ رجلاً مصائب کا مفعول بہ ہے اور موصوف ہے۔ اہدی السلام تحیۃ: جملہ صفت ہے، ظالم اِنّ کی خبر ہے۔ مثلت (ک) مثولاً بین یدیہ: روبرو کھڑا ہونا۔ مثالۃ: افضل ہونا۔ (ن) مثولاً: مانند ہونا۔ مُثلۃ: امم ماضیہ کی عبرتناک سزائیں۔ ج مثلات۔

توضیح

حریری نے درہ میں ذکر کیا ہے کہ ابو العباس مبرد نے بیان کیا کہ ابو عثمان مازنی کا ارادہ کیا بعض ذمیوں نے تاکہ ان کے سامنے سیبویہ کی کتابیں پڑھیں اور ان کو سو دینار دیں تو ابو عثمان نے ان کے اس

عطیہ کو قبول کرنے سے انکار کیا تو میں نے ابو عثمان سے کہا میں آپ پر قربان ہو جاؤں کیا آپ چھوڑ رہے ہیں اس نفقہ کو اپنے فاقہ اور شدت تنگی کے باوجود، تو انھوں نے جواب دیا کہ یہ کتاب تین سو ایسی ایسی اللہ کی کتاب کی آیتوں پر مشتمل ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ کسی ذمی کو اس پر قدرت دوں اللہ کی کتاب پر غیرت اور اس کی حمیت کی وجہ سے۔ راوی نے بیان کیا کہ اتفاق ایسا ہوا کہ ایک باندی نے واثق کی بارگاہ میں عرجی کا قول گایا۔ شعر: اے ظالم یقیناً تمہارا ایسے شخص کو تکلیف دینا جس نے ہدیہ میں سلام بھیجا ظلم ہے: تو اختلاف کیا ان لوگوں نے جو مجلس میں تھے رجل کے اعراب میں، کچھ لوگوں نے اسے نصب دیا ان کی وجہ سے اس کا اسم واقع ہونے کی بناء پر اور کچھ لوگوں نے اسے رفع دیا ان کی خبر کی بنیاد پر۔ اور باندی اس بات پر اڑ گئی تھی کہ اس کے شیخ ابو عثمان نے اسے نصب کی تلقین کی ہے تو واثق نے ابو عثمان کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ ابو عثمان بیان کرتے ہیں کہ جب میں اس کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے کہا کون شخص ہے؟ تو میں نے کہا بنی مازن سے تعلق رکھتا ہوں۔ پوچھا کون سے مازن سے۔ مازنِ تمیم یا مازنِ قیس یا مازنِ ربیعہ سے۔ تو میں نے کہا مازن ربیعہ سے تو اس نے بات کی مجھ سے میری قوم کی بات چیت کے ساتھ اور مجھ سے کہا "باسمک" اس کا مقصد تھا ما اسمک اور وہ لوگ میم کو بار سے بدلتے ہیں اور بار کو میم سے جبکہ اسماء کے شروع میں ہو۔ تو میں نے اچھا نہیں سمجھا کہ میں اسے اپنی قوم کی زبان میں جواب دوں تاکہ میں اس کے سامنے نہ آؤں مکر کے ساتھ۔ تو میں نے کہا بکر اے امیر المومنین۔ تو اس نے سمجھ لیا میرے مقصد کو اور خوش ہوا، پھر اس نے کہا تم کیا کہتے ہو شاعر کے شعر کے بارے میں۔ شعر: کیا تم لفظ رجل کو رفع دیتے ہو یا نصب، تو میں نے کہا بہتر نصب ہے۔ اس نے کہا وہ کیوں؟ تو میں نے کہا کہ لفظ مصابکم رجلاً مصدر ہے اصابتکم کے معنیٰ میں۔ تو یزیدی نے مجھ سے مناظرہ شروع کیا میں نے کہا کہ وہ تمہارے قول ان ضربکم زیداً ظلم کے درجہ میں ہے تو لفظ رجل مصابکم کا مفعول ہے جو اسی سے منصوب ہے، اور دلیل یہ ہے کہ کلام معلق رہتا ہے مگر یہ کہ ظلم کا لفظ کہے تو تام ہو جاتا ہے تو اسے واثق نے مستحسن قرار دیا پھر مجھے ایک ہزار دینار دینے کا حکم دیا اور مجھے عزت کے ساتھ لوٹا دیا۔ ابو العباس کہتے ہیں کہ جب وہ بصرہ لوٹے تو انھوں نے پوچھا آپ نے کیا دیکھا اے ابو العباس اللہ تعالےٰ کیلئے ہم نے تجھکو سو اشرفیاں واپس کیں تو اللہ تعالےٰ نے ہمیں ایک ہزار اشرفیاں دیں۔

نبذة من ذكر الحجاج

حجاج کا مختصر سا تذکرہ

يقال إن الحجاج بعد قتل ابن الزبير ذهب الى المدينة وعلى وجهه لثام فرأى شيخًا خارجًا من المدينة فسأله عن حال اهل المدينة فقال، شر حال قتل ابن حواري رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال من قتله؟ قال: الفاجر اللعين الحجاج عليه لعائن الله ورسله من

قلیل المُراقبۃ للّٰہِ فغضبَ الحجّاج غضبًا شدیدًا ثم قالَ: ایّھا الشیخ القرف الحجّاج اذا رأیتہ؟ قالَ نعم: ولاعرّفہ اللّٰہ خیرًا ولاوقاہ ضیرًا، فکشف الحجّاج اللثام عن وجھہ وقال ستعلم الاٰنَ اذا سَالَ دمُك السّاعۃ، فلما تحقق الشیخ انہ الحجّاج قال: ان ھٰذا لھو العجب یا حجاج! انا فلانٌ اصرع من الجنون فی کل یوم خمس مرّاتٍ فقال الحَجّاج لاشفی اللّٰہ الابعد من جنونہ ولا عافاہ، وخلوصُ ھٰذا من ید الحجّاج من العجب لان اقدامہ علی القتل ومبادرتہ الیہ امر لم یُنقل مثلہٗ عَنْ احدٍ وکان یخبر عن نفسہ، ویقول: ان اکبر لذاتہٖ سفك الدماء قال بعضھم: والاصل فی ذٰلك انہ لما وُلد لَمْ یقبل ثدیًا فتصوّر لھم ابلیس فی صورۃ الحرث بن کلدۃ طبیب العرب وقال اذبحوا لہٗ تیسًا اسود والحقوہ من دمہ واکملوا بہ وجھہ ففعلوا بہ ذٰلك فقبل ثدی امّہ وذُکرانہٗ اُتی الیہ بامرأۃٍ مِنَ الخوارج فجعل یکلمھا وھی لاتنظر الیہ وَلاتردُّ علیہ کلامًا فقال لھا بعض اعوانہ یکلمك الامیر وانت معرضۃ فقالت انی استحیی ان انظر الٰی من لاینظر اللّٰہ الیہ، فامر بھا فقتلت، وَ قد اُحصیَ الذی قُتل بین یدیہ صبرًا فبلغ مائۃ الف وعشرین الفًا۔

لغوی تحقیق

نبذۃ: شی کا حصہ، گوشہ، ٹکڑا۔ ج نُبَذ۔ نَبَذَ (ض)، نبذًا الشیٔ: پھینکدینا۔ العہد: توڑ دینا۔ الحجّاج: مشہور و معروف ظالم شخصیت کا نام ہے، اس کی کنیت ابومحمد اور والد کا نام یوسف بن الحکم ہے۔ اس کی ولادت ۴۵ھ میں یا اس کے کچھ بعد ہوئی، عبدالملک بن مروان کی جانب سے عراق اور خراسان کا گورنر تھا، عبدالملک کے انتقال کے بعد جب ولید بن عبدالملک ولیعہد ہوا تو اس نے بھی اس کو مذکورہ بالا عہدہ پر برقرار رکھا، حجاج کی ستم رسانی و خونریزی کے واقعات دنیا کے عجائبات میں سے ہیں۔ تواریخ سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے ایک لاکھ بیس ہزار مسلمانوں کو اپنی حکومت کے دوران ظلمًا قتل کرایا ہے، لڑائیوں کے مقتولین انکے علاوہ ہیں، حجاج خود کہا کرتا تھا کہ میرے نزدیک لذیذ ترین شے خونریزی، قتل و غارتگری ہے۔ اس نے صحابۂ کرامؓ پر جو ظلم توڑے اس کا ادنیٰ نمونہ یہ ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن زبیرؓ کو شہید کرایا، حرم مکہ میں کشت و خون کیا، خانۂ کعبہ پر منجنیق سے گولہ باری کی جس کے سبب حرم شریف کے پردے جل گئے۔ سب سے اخیر میں جن بزرگ کو اس نے شہید کیا وہ سعید بن جبیرؒ تھے ابن عباسؓ کے شاگرد رشید تھے۔ حجاج کے پیٹ میں سخت تکلیف ہوتی تھی عارضہ کی تشخیص میں آراء کا اختلاف ہوا، ایک ماہر طبیب نے کہا پیٹ میں کیڑے پڑ گئے ہیں چنانچہ ایک دھاگہ میں گوشت کا ٹکڑا باندھ کر اس کے حلق میں ڈالا اور دیر تک یوں ہی رکھا پھر اس کو نکالا تو اس میں سیکڑوں کیڑے لپٹے ہوئے تھے، حجاج تو غضب خداوندی میں مبتلا تھا اس کو کوئی دوا کیونکر مفید ہوتی، اس کی حالت یہ تھی کہ اس کے قریب آگ جلائی جاتی تھی تو کچھ سکون ہوتا تھا مگر اس کو درد سے آگ کی حرارت کا بالکل احساس نہ ہوتا تھا، یہ مظالم توڑنے کا ثمرہ

تھا جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مخلوقات کو دکھادیا ؎ ہر آن کز ستم خنجرے برکشید ❊ فلک ہم بداں خنجرش سر برید

حجاج نے حضرت حسن بصریؒ کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ دعاء فرمائیں۔ آپ نے جواب دیا کہ میں نے منع کیا تھا کہ اولیاء اللہ سادات کو نہ ستا تو نے احتراز کیا نہیں، یہ اسی کا ثمرہ ہے۔ حجاج نے کہلا بھیجا کہ آپ صحت کی دعا نہ کیجئے میری یہ آرزو بھی نہیں ہے، آپ یہ دعا کر دیجئے کہ اللہ جلد سے جلد موت دیدے تاکہ اس عذاب سے نجات ملے، حسن بصری یہ سنکر بہت روئے۔ حجاج پندرہ روز تک اسی حالت میں رہا اور شہر واسط میں جو ۸۳ھ میں اسی نے آباد کیا تھا ۵۴ سال کی عمر میں ۹۵ھ میں مر گیا۔ جب اس کے مرنے کی کیفیت حضرت حسن بصریؒ کو پہنچی تو آپ نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ لوگوں نے اس کی قبر کو زمین کے برابر کر کے اس پر پانی بہادیا تاکہ پتہ نہ لگے۔ ابن زبیر: عبداللہ بن زبیر بن العوام مشہور صحابی ہیں رضی اللہ عنہ۔ آپ کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیقؓ ہیں۔ آپ کے والد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی ہیں، آپ کی دادی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اور آپ کے دادا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں۔ ہجرت کے بعد یہودیوں نے یہ مشہور کردیا تھا کہ ہم نے ایسا منتر کردیا ہے کہ مہاجرین کے اولاد نہیں ہوگی۔ حسن اتفاق سے چھ ماہ تک ایسا ہی ہوا مگر سال کے اندر ہی حضرت عبداللہؓ کی پیدائش ہوئی تو صحابہ نے فرطِ مسرت میں نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ ولادت کے بعد حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے گئے، آپؐ نے کھجور چبا کر ان کے منہ میں ڈالی اور دعاء خیر کی۔ آپ کی شہادت حجاج کے لشکر کے ہاتھوں مکہ معظمہ میں حرم کے اندر جمادی الاولیٰ ۷۳ھ میں ہوئی، حجاج نے بی بی اسماء کے ساتھ سخت کلامی اور عبداللہؓ کی نعش کے ساتھ کمال بے حرمتی کی۔ لثام: نقاب، ڈھاٹا، کپڑا جو ناک اور اس کے اردگرد لپیٹا جائے۔ ج لثم۔ لعائن قال الشیخ فی الحاشیۃ تتبعت کتب اللغۃ من الاقرب والقاموس والمنتہیٰ التی عندی فلم اجد فی شئی منہا ولعل اللعائن جمع لعنۃ علیٰ غیر قیاس انتہیٰ۔ من قلیل: کلمۂ من تعلیلیہ ہے اور محذوف سے متعلق ہے ضیر: نقصان۔ اصرع: مرگی ہونا۔ سفک الدماء: خونریزی۔ سفک (ض) سفکاً، الدم: خون بہانا۔ ثدیا: پستان۔ ج ثدی۔ ثدی (س) ثدی: تر ہونا۔ ثدیاء: بڑی پستان والی عورت۔ حرث بن کلدہ۔ اس کا بیان مقدمہ میں آچکا ہے۔ تیساً: بکرا، نر ہرن۔ ج تیوس، اتیاس۔ العقوہ۔ العاقاً: چاٹنا۔ لعق (س) لعقاً، لعقۃً: چاٹنا، لُعقہ: چمچہ بھر چیز۔ لعوق: ہر وہ چیز جو چاٹی جاسکے۔ ملعقہ: چمچہ۔ ج ملاعق۔ اطلوا۔ طلی (ض) طلیاً: ملنا۔ اعوان۔ ج عون: مددگار۔

توضیح کہا جاتا ہے کہ حجاج حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کے قتل کرنے کے بعد مدینہ گیا درانحالیکہ اس کے چہرے پر نقاب تھا، تو اس نے ایک بوڑھے کو مدینہ سے باہر دیکھا، اس سے مدینہ والوں کا حال پوچھا۔ تو اس نے کہا بہت برا حال ہے، حواری نبیؐ کے صاحبزادے کو قتل کردیا گیا۔ حجاج نے پوچھا کس نے قتل کیا؟ کہا ملعون فاسق وفاجر حجاج نے، اس پر اللہ اور اللہ کے رسولوں کی لعنتیں ہوں وہ اللہ کے حکم کا خیال نہیں رکھتا۔ حجاج بہت خفا ہوا پھر کہنے لگا او! بوڑھے تو حجاج کو دیکھنے کے بعد کیا پہچان لیگا؟ تو اس نے کہا ہاں، اور اللہ حجاج کو خیر سے آشنا نہ کرائے اور اسے تنگی سے نہ بچائے تو حجاج نے نقاب اٹھائی اور کہنے لگا، ابھی تو جان لیگا جب تیرا خون بہنے لگے گا۔ جب شیخ کے سامنے حقیقت کھل گئی کہ یہ حجاج ہے تو اس نے کہا یہ تو بہت عجیب بات

اے حجاج میں فلاں ہوں جنون کیوجہ سے ہر دن پانچ مرتبہ مرگی میں مبتلا ہوتا ہوں۔ تو حجاج نے کہا جا تجھے اللہ شفا نہ دے اور صحت نہ عطا کرے جنون سے اور اس کا چھٹ جانا حجاج کے ہاتھ سے بہت عجیب بات ہے کیونکہ حجاج کے قتل کیلئے اقدام اور سبقت ایسی بات ہے کہ اس کی طرح کسی اور کے بارے میں منقول نہیں ہے، وہ اپنے بارے میں کہا کرتا تھا کہ سب سے زیادہ لذیذ چیز خونوں کا بہانا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں اس سلسلہ میں دراصل بات یہ ہے کہ جب یہ پیدا ہوا تو اس نے پستان کو قبول نہیں کیا تو اس کے گھر والوں کے سامنے ابلیس عرب کے طبیب حرث ابن کلدہ کی شکل میں آیا اور کہنے لگا کہ اس کے لئے سیاہ بکرا ذبح کرو اور اس کا خون اسے چٹاؤ اور اس کے چہرے پر مل دو انہوں نے جب ایسا کیا تو اس نے اپنی ماں کے پستان کو قبول کیا۔ اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک خارجیہ اس کے پاس لائی گئی تو وہ اس سے بات کرنے لگا اور وہ عورت اس کیطرف دیکھتی نہیں تھی اور اس کی بات کا جواب نہیں دیتی تھی تو اس عورت سے حجاج کے بعض حاشیہ نشینوں نے کہا کہ خلیفہ تم سے بات کر رہے ہیں اور تو اعراض کر رہی ہے تو اس نے کہا میں حیا کرتی ہوں اس شخص کو دیکھنے سے کہ جس کیطرف اللہ نظر نہیں کرتا، تو حجاج نے حکم دیا اس کے قتل کر دینے کا، عورت کو قتل کر دیا گیا اور ایسے لوگ جو حجاج کے سامنے ظلماً قتل کئے گئے انھیں شمار کیا گیا تو ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار کو پہنچی۔

رُبَّ اخٍ لم تلدہ امُّک

بہت سے بھائی ایسے ہیں کہ انکو نہیں جنا تمہاری ماں نے

اتفق انہ کان شاعرًا من العجم یُعرف بالغسّانی وفد علی احمد بن مروان وکانت عادتہ اذا وفد علیہ یکرمہ وینزلہ ولا یستحضرہ الا بعد ثلثۃ ایام واتفق ان الغسّانی لم یکن اعد شعرًا یمدحہ بہ ثقۃ بنفسہ فاقام ثلاثۃ ایام ولم یفتح علیہ بشیء فاخذ قصیدۃ من شعر ابن اسد ولم یغیر منہا غیر الاسم، فغضب الامیر وقال ھذا الاعجمی یسخرمنا وامران یکتب بذلک الی ابن اسد فاعلم الغسّانی بعض الحاضرین بذلک فجھز الغسّانی غلامًا جلدًا الی ابن اسد یدخل علیہ ویعرّفہ العذر فوصل الغلامُ الی ابن اسد قبل وُصولِ قاصدِ ابن مروان، فلمّا علم ذلک کتب الجوابَ الی ابن مروان انہ لم یقف علی ھذہ القصیدۃ ابدًا، ولم یرھا الا فی کتابہ فلما وقف ابن مروان علی الجواب ساءَ علی السّاعی وسبّہ وقال، انما تویدُ اساءتی بابن الملوک ثمّ احسن الی الغسّانی واکرمہ غایۃ الاکرام وعاد الی بلادہ فلم یمض علی ذلک مدۃٌ، حتّی اجتمع اھلُ میّا فارقین ودعوا ابن الاسد علی ان یُوقروہُ علیھم واقیمت الخطبۃ للسّلطان ملک شاہ، واسقاط اسم ابن مروان، فاجابھم الی ذلک وحشدَ ابنُ مروان ونزل علی میّافارقین فاعجزہ امرُھا، فسیّرالی نظام الملک والسلطان، یستمدُّھما، فانفذ الیہ جیشًا، ومددًا مع الغسّانی

الشاعر وكان قد تقدم عند السلطان فصدقوا الحملة على ميافارقين فملكوها عنوةً وقبضَ على ابن اسد وجئ بہٖ الیٰ ابن مروان فامَرَ بقتلہٖ فقامَ الغسّانی وجرّد العنايةَ فی الشفاعة حتّٰی خلّصہٗ وكفّلہٗ بعد عناءٍ شديدٍ ثم اجتمع بہٖ وقال اتعرفُنِی؟ قال: لا وَاللّٰہ، ولكن اعرفُ انّكَ مَلَكٌ من السّمآءِ منّ اللّٰہُ علیّ بكَ لبقاءِ مهجتی، فقال: انا الّذی ادّعيتُ قصيدتكَ وسترتَ علیّ وما جزاءُ الاحسان الّا الاحسان، فقال ابنُ اسد: ما سمعتُ بقصيدة جحدت، فنفعت صاحبها الّا هٰذه فجزاك اللّٰهُ خيرًا، وانصرف الغسّانی من حيث جاء۔

لغوی تحقیق

ابن آسد مصری ظریف وخوش طبع شاعر تھا، شیخ صلاح الدین نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس سے قاہرہ میں بارہا ملاقات کی ہے اور اس کے اشعار سنے ہیں۔ اس نے شاشات خلیج، زوائد، نوادر امثال وغیرہ میں کتابیں بھی لکھی ہیں جو قاہرہ میں موجود ہیں۔ ۳۲ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ یسخر (س) سخرا، سُخرًا، سُخرابہ، منہ: ہنسی مذاق کرنا، ٹھٹھا کرنا، جلد: مضبوط، قوی۔ ج اجلاد۔ السّاعی: چغلخور۔ میافارقین۔ میا: ایک لڑکی کا نام تھا اسی نے شہر میافارقین بنایا تھا، اسلئے اس کو میافارقین کہتے ہیں، اس سے پہلے اس کا نام "مدینۃ الشہداء" تھا۔ حشد (ن ض) حشدًا، الشئ: جمع کرنا۔ مراد لشکرکشی۔ نظام الملک: حسن بن علی بن اسحاق بن عباس، کنیت ابو علی، لقب نظام الملک قوام الدین تھا، بروز جمعہ ۲۱ رذوالقعدہ ۴۰۸ھ کو نوقان ضلع طوس میں اس کی ولادت ہوئی۔ طوس مردم خیز جگہ ہے یہاں نظام الملک، غزالی، فردوسی تین بڑے مشہور شخص گذرے ہیں، کسی کا شعر ہے ؎ ہر دبیر وشاعر ومفتی کہ او طوسی بود چوں نظام الملک وغزالی وفردوسی بود۔ نظام الملک وزیر سلطنت عالم دین قدر شناس آدمی تھا، اس کی مجلس ہمہ وقت علماء کبار اور صوفیانہ مدارا اور اہل ادب سے بھری رہتی تھی۔ اس نے نظامیہ یونیورسٹی کی ۴۵۷ھ میں بنیاد رکھی جس کی تکمیل ۴۵۹ھ میں ہوئی، اس یونیورسٹی کیلئے تین کروڑ سالانہ کی جاگیر وقف کی۔ حدیث شریف کے درس میں طالبعلمانہ طور سے حاضر ہوتا، کبھی خود بھی روایت کیا کرتا اور کہا کرتا کہ میرا شمار راویان حدیث میں ہوگا، جسوقت اذان کی آواز سنتا تھا خواہ کیسے ہی ضروری کام میں مشغول کیوں نہ ہو چھوڑ کر اٹھ جاتا تھا اور نماز کے بعد اس کو انجام دیتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ شخص اپنی عقل وتدبیر کے ذریعہ سلجوقیہ کی پیشانی کا نور تھا۔ اصول جہاں داری پر فارسی زبان میں "سیاست نامہ" اسی کی تصنیف کردہ ہے جو آج تک علماء اور ادباء میں مقبول ہے۔ ۱۷ ررمضان ۴۸۵ھ میں ایک باطنی ملحد نے قتل کردیا، اس سازش میں تاج الملک خسرو بھی شامل تھا۔ ابوالہیجا مقاتل ابن عطیہ نے مرثیہ میں یہ قطعہ کہا ؎

کان الوزیر نظام الملک لؤلؤۃ یتیمۃً صاغہا الرحمٰن من شرف
عزّت فلم تعرف الایام قیمتہا فردّہا غیرۃً منہ الی الصدف

ترجمہ:۔ نظام الملک ایک نفیس موتی تھا جس کو رحمٰن نے دریاء شرف سے نکالا تھا۔ اس نے دنیا کو اپنی آب

تاب دکھائی لیکن دنیا نے اس کی قدر وقیمت نہ پہچانی اس لئے غیرتِ الٰہیہ نے اس کو پھر صدف ہی میں رکھدیا۔ ملک شاہ: اتز ابن الپ ارسلان ابن داؤد ابن میکائیل بن سلجوق، جس کی ولادت ۴۴۷ھ میں ہوئی، حد درجہ انصاف ور، دیندار، عالیشان بلند حوصلہ بادشاہ تھا، آل سلجوق میں اس کا عہد ہر اعتبار سے نرالا ہے۔ جسطرف اس نے رخ کیا کامیابی حاصل کی، انطاکیہ سے قسطنطنیہ تک رومیوں کو پسپا کرتا ہوا چلا گیا، ان کے ملک میں جا بجا پچاس منبر قائم کئے، قیصر نے ایک ہزار دینار سالانہ جزیہ پر صلح کی، اور ان تمام فتوحات میں دو ماہ سے زیادہ نہیں صرف ہوئے اور اس کی وفات ۴۸۵ھ میں ہوئی۔ یستمد، استمداد: مدد طلب کرنا۔ عنوۃ (ن) زبردستی یا صلح لے لینا۔ عنا، لہٗ: جھکنا (س) تھکنا۔ مہجۃ: روح، ہر شی کا بہترین اور خالص حصہ۔ ج مُہج۔ مہج (ف) مہجا: بیماری کے بعد چہرہ پر رونق آنا، جحدت (ف) جحدًا، جحودًا: جھٹلانا، کفر کرنا۔ صفت جاحد (ض) جحدًا، الشیٔ: کم ہونا۔

توضیح اتفاق ایسا ہوا کہ ایک عجمی شاعر جو غسانی کے ساتھ مشہور ہے احمد بن مروان کے پاس آیا۔ اور احمد بن مروان کی عادت یہ تھی کہ جو شاعر اس کے پاس آتا تھا تو اس کا وہ اکرام کرتا تھا اور اسے ٹھہراتا تھا اور اسے تین روز سے پہلے نہیں حاضر کرتا تھا اور اتفاق ایسا ہوا کہ غسانی نے اس کی مدح میں کوئی شعر تیار نہیں کیا تھا اپنے اوپر اعتماد کرتے ہوئے۔ تو وہ تین دن تک مقیم رہا اور اس پر کوئی چیز نہیں کھولی گئی تو اس نے ابن اسد کے شعر کا ایک قصیدہ لیا اور نام کے علاوہ اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی، تو امیر کو غصہ آیا اور کہا کہ یہ عجمی ہم سے مذاق کرتا ہے اور حکم دیا کہ اس کے بارے میں ابن اسد کو لکھ دیا جائے۔ حاضرین میں سے کسی نے غسانی کو اس کی اطلاع دی تو غسانی نے ایک چالاک لڑکے کو محمد ابن اسد کے پاس بھیجا جو اس کے پاس جاکر عذر بتائے۔ ابن مروان کے قاصد کے پہنچنے سے پہلے ہی ابن اسد کے پاس وہ لڑکا پہنچا، جب یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے ابن مروان کو جواب میں لکھا کہ میں نے اس قصیدے کو کبھی بھی نہیں جانا اور نہ اس کو دیکھا مگر آپ کے خط میں، جب ابن مروان جواب پر واقف ہوا تو اس نے چغلخور کو برا بھلا کہا اور اس کی مذمت کی اور کہا تم بادشاہوں کے درمیان میری مذمت چاہتے ہو پھر غسانی کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور اس کا بہت اکرام کیا اور غسانی اپنے شہر لوٹ آیا، اس پر کوئی خاص مدت نہیں گذری تھی کہ میا فارقین والے جمع ہوئے اور انھوں نے ابن اسد کو دعوت دی اس بات کے لئے کہ وہ اپنے اوپر اسے مؤقر بنائیں اور سلطان ملک شاہ اور ابن مروان کو گرانے کے لئے تقریر تیار کی گئی تو ابن اسد نے اس بات کو قبول کرلیا اور ابن مروان نے فوج اکٹھا کیا اور میا فارقین پر چڑھ آیا لیکن اس کو عاجز کر دیا میا فارقین کے معاملہ میں، اس بناء پر نظام الملک اور ملک شاہ کے پاس مدد کی درخواست بھیجی۔ انھوں نے غسانی شاعر کے ساتھ امداد کا فوجی دستہ روانہ کردیا اور وہ پہلے ہی آیا ہوا تھا ملک شاہ کے پاس، تو انھوں نے بہت شدید حملہ کیا میا فارقین پر اور اس پر غلبۃً ملکیت حاصل کرلی اور ابن اسد کو گرفتار کرکے ابن مروان کے پاس لایا گیا، ابن مروان نے اس کو قتل کردینے کا حکم دیا تو غسانی کھڑا ہوا اور اس نے توجہ کو خالی کر دیا سفارش کے سلسلہ میں یہانتک کہ اس کو چھڑا لیا اور اپنی کفالت میں لے لیا، بہت ہی پریشانی کے بعد، پھر غسانی اس سے ملا اور کہنے لگا کہ کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟ کہا نہیں قسم خدا کی لیکن میں جانتا ہوں کہ تو آسمان کا فرشتہ ہے اللہ نے مجھ پر تیرے ذریعہ احسان

کیا، میری جان باقی رکھکر۔ تواس نے کہا میں ہی ہوں کہ تمہارے قصیدہ کو اپنی جانب منسوب کیا تھا اور تونے مجھ پر پردہ پوشی کی اور نہیں ہے احسان کا بدلہ احسان کے علاوہ۔ توابن اسد نے کہا میں نے نہیں سنا کہ کسی قصیدہ کا انکار کیا گیا پھر بھی اس قصیدے نے صاحب قصیدہ کو نفع پہنچایا ہو سوائے اس قصیدہ کے۔ اللہ تجھے جزاء خیر دے، اور غسانی جہاں سے آیا تھا وہیں لوٹ گیا۔

وعَنْ عبد اللہ بن سوّار قال: قال لی الربیع الحاجبُ، أتُحِبُّ ان تسمعَ حدیث ابن هبیرۃَ مع مسلمۃ؟ قلتُ نعم، قال: فارسل الخصیّ کان لمسلمۃ یقوم علیٰ وضوئہ فجاءہ فقال حدثنا حدیث ابن هبیرۃَ مع مسلمۃَ قال: کان مسلمۃ بن عبد الملک یقوم من اللیل فلیتوضأ ویتنفل حتّٰی یصبح فیدخل علیٰ امیر المؤمنین فانی لاصبُّ الماءَ علیٰ یدیہ من اٰخر اللیل وهو یتوضأ اذ صاح صائحٌ من وراء الروّاق، انا باللہ وبالامیر فقال مُسْلمۃ صوتُ ابن هبیرۃ اخرج الیہ فخرجت الیہ ورجعتُ وَاخبرتہٗ فقال ادخلہ فدخل فاذا رجلٌ یمید نعاسًا فقال انا باللہ وبالامیر قال: انا باللہ وانت باللہ، ثم قال، انا باللہ وبالامیر قالَ انا باللہ وانت باللہ حتیٰ قالہا ثلاثا، ثم قال: انا باللہ، فسکتَ عَنْہ ثم قال لی انطلق بہ فوضئہ ولیصل ثم اعرض علیہ احبَّ الطعام الیہ فاتہ بہ وافرش لہ فی تلک الصّفۃ لصفۃ بین یدی بیوت النساء ولا توقظہ حتّٰی یقوم متٰی قام فانطلقتُ بہ فتوضأ وصلّٰی وعرضتُ علیہ الطعام فقال شربۃ سویق فشرب وفرشت لہٗ فنام وجئتُ الیٰ مسلمۃ فاعلمتہ، فغدا الی هشام فجلس عندہ حتّٰی اذا حَانَ قیامہ، قال یا امیر المؤمنین لی حاجۃ قال قضیتُ اِلا ان تکون فی ابن هبیرۃ قال: رضیتُ یا امیرَ المؤمنین، ثم قام منصرفًا حتّٰی اذا کاد ان یخرج من الایوان رجع، فقال: یا امیر المؤمنین! مَا عوّدتنی ان تستثنی فی حَاجۃٍ من حوائجی، وانی ان اکرہ ان یتحدث الناس انک احدثتَ علیّ الاستثناء قال لا استثنی علیک قال فهو ابن هبیرۃ فعفا عنہ۔

لغوی تحقیق مسلمہ بن عبد الملک بن مروان۔ سلطنت امویہ میں مشہور فاتح حکمراں تھا، ہمیشہ رومیوں کے مقابلہ میں رہا ہر سال ان کے اوپر فوج کشی کرتا تھا اور ان کے ہاتھ سے بڑے بڑے قلعے چھین لیتا تھا اس نے جو قلعے لئے تھے ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں قلعۂ طوانہ، عموانہ، مرقلہ، قمونیہ، سطیہ، طرسوس وغیرہ۔ عبد الملک کی جانب سے جزیرہ اور آذربیجان کا گورنر تھا اور اسی نے ۱۰۲ھ میں یزید بن مہلب بن ابی صفرہ کو قتل کیا ہے۔ اس کی وفات ۱۲۲ھ میں ہوئی ہے۔ رُواق: بالاخانہ، سائبان، برآمدہ اور بقول مطرزی چھت سے لیکر نیچے تک کا پردہ۔ ج اَرْوِقہ، رُوَق۔ رَاقَ (ن) روقًا الشراب: صاف ہونا۔ روقانًا ہ الشئ: پسند کرنا۔ یمید (ض) میدًا، میدانًا: جھکنا ہلنا۔ صفت مائد۔ ج میدیٰ۔ نعاس: اونگھ۔ نعس (ف،ن) نعسًا: الرجل: اونگھنا، سویق: ستو۔ حانَ (ض) حینونۃً: وقت کا آنا۔ حین: وقت۔ ج احیان۔ ایوان۔ محل۔ ج اوادین۔

توضیح اور عبد اللہ ابن سوار سے منقول ہے انھوں نے کہا کہ مجھ سے ربیع دربان نے کہا کیا تو چاہتا ہے کہ ابن ہبیرہ کا واقعہ سنے مسلمہ کے ساتھ۔ میں نے کہا: ہاں، اس نے کہا تو پھر خصی کو بلو لیئے جو مسلمہ کو وضو کراتا تھا تو خصی اس کے پاس آیا، اس نے کہا کہ ہم سے ابن ہبیرہ کا مسلمہ کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا بیان کرو تو خصی نے کہا کہ مسلمہ ابن عبد الملک رات کو اٹھ کر وضو کر کے صبح تک نفلیں پڑھتا تھا پھر امیر المومنین کے پاس جاتا تھا، میں اس کے ہاتھوں پر رات کے اخیر حصہ میں وضو کے وقت پانی بہا رہا تھا کہ اچانک محل کے پیچھے سے کسی نے آواز لگائی "انا باللہ و بالامیر" تو مسلمہ نے کہا ابن ہبیرہ کی آواز ہے، اس کے پاس نکل کر جاؤ! میں نکل کر گیا اور میں نے لوٹ کر اسے بتایا تو مسلمہ نے کہا اسے اندر بلالو۔ وہ اندر آیا تو وہ ایسا شخص تھا کہ نیند کی وجہ سے ادھر ادھر ڈول رہا تھا پھر اس نے کہا "انا باللہ و بالامیر" تو مسلمہ نے کہا "انا باللہ وانت باللہ" پھر اس نے کہا "انا باللہ و بالامیر" مسلمہ نے کہا "انا باللہ وانت باللہ" یہاں تک کہ تین مرتبہ کہا پھر اس نے کہا "انا باللہ" پھر چپ ہو گیا۔ مجھ سے مسلمہ نے کہا اسے لے جاؤ وضو کراؤ تاکہ وہ نماز پڑھ لے پھر اس کے سامنے عمدہ کھانا پیش کرو پھر اس کے پاس آنا اور اس کیلئے اس چبوترے پر جو عورتوں کے گھر کے سامنے ہے بچھا دینا اور اس کو جگانا مت جب تک کہ وہ نہ اٹھے تو میں اسے لے گیا، اس نے وضو کیا اور نماز پڑھا اور میں نے کھانا پیش کیا تو اس نے کہا کہ ستو کا شربت ہونا چاہئے۔ پھر اس نے ستو کا شربت پی لیا اور میں نے اس کیلئے بچھا دیا پھر وہ سو گیا، اور میں مسلمہ کے پاس آیا تو میں نے اسے بتایا پھر وہ ہشام کے پاس آیا اس کے پاس بیٹھا یہاں تک کہ جب اس کے اٹھنے کا وقت آگیا تو کہا اے امیر المومنین! میری ایک ضرورت ہے۔ تو اس نے کہا میں نے پوری کی مگر یہ کہ ابن ہبیرہ کے بارے میں ہو۔ مسلمہ نے کہا کہ میں راضی ہوں اے امیر المومنین! پھر وہ کھڑا ہو گیا لوٹتے ہوئے۔ یہاں تک کہ جب محل سے نکلنے کے قریب ہوا پھر لوٹ گیا اور کہا اے امیر المومنین! آپ نے مجھے عادی نہیں بنایا ہے کہ میری کسی ضرورت میں استثناء کریں اور میں اس کو ناپسندیدہ سمجھتا ہوں کہ لوگ یہ بیان کریں کہ تو نے میرے لئے استثناء کیا ہے۔ تو امیر المومنین نے کہا میں تیرے لئے استثناء نہیں کرتا۔ مسلمہ نے کہا وہ ابن ہبیرہ ہی ہے، پھر امیر المومنین نے اسے معاف کر دیا۔

انَّ اللہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ

بیشک اللہ ہی رزق دینے والا اور طاقت والا اور مضبوط ہے

نقل الشیخ عبد الرحمن بن سلام المقری فی کتاب العقائد ان سلیمان لما رأی ان اللہ تعالیٰ اوسع لہ الدنیا وصارت بیدہ قال: اللھم لو اذنت لی ان اُطعِمَ جمیع المخلوقات سنۃً کاملۃً فاوحی اللہُ الیہ، انک لن تقدرَ علیٰ ذٰلک فقال: ولو یومًا واحدًا: فاذن اللہ تعالیٰ لہ فی ذٰلک فامرَ سلیمانُ الجنَّ والانسَ بانْ یاتوا بجمیع ما فی الارض من ابقارٍ واغنامٍ ومن جمیع ما یوکل مِنْ اجناسِ الحیوانِ من طیرٍ وغیرِ ذٰلک فلما جمعوا

ذٰلك اصطنعوا لـهٗ القدور الراسياتِ، ثم ذبح ذٰلك وطبخهٗ وامر الريح ان تهب على الطعام لئلا يفسد ثم مدّ ذٰلك الطعام فـي البرية فكان طولُ ذٰلك السماطِ مسيرةَ شهرٍ وعرضهٗ مثلُ ذٰلك ثم اوحى الله تعـ اليهِ يا سليمانُ بمن تبتدِئُ من المخلوقاتِ؟ فقال سليمان: ابتدئ بدواب البحر، فامر الله حوتًا من البحر المحيط ان ياكل من ضيافةِ سليمانَ فرفع ذٰلك الحوتُ راسهٗ وقال يا سليمانُ! سمعتُ انك فتحت باب الضيافة وقد جعلت عليك ضيافتي فـي هٰذا اليوم فقال سليمانُ دونك والطعامَ فتقدم ذٰلك الحوتُ واكل من اول السماطِ فلم يزل ياكل حتى اتى الى آخرهٖ فـي لحظةٍ ثم نادى اطعمني يا سليمانُ واشبعني فقال لهٗ سليمانُ: اكلتَ الجميعَ وما شبعتَ فقال الحوتُ هٰكذا يكون جوابُ اصحاب الضيافةِ للضيف؟ اِعلم يا سليمان انّ لي فـي كل يومٍ مثلَ ما صنعتَ ثلاثَ مرّاتٍ وانت كنت السببَ فـي منع راتبتي فـي هٰذا اليوم وقد قصّرت في حقي فعند ذٰلك خرّ سليمانُ ساجدًا للهِ تعـ وقال: سبحان المتكفّل بارزاق الخلائقِ من حيث لا يعلمونَ۔

لغوی تحقیق

اسبوع: ہفتہ۔ ج اسابیع۔ ابقار۔ ج بقر۔ اغنام۔ ج غنم۔ قدور۔ ج قدر۔ راسیات۔ ج راسیۃ: اتنی بڑی دیگ جو وزنی ہونیکے سبب اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ بریّۃ: جنگل، بیابان۔ ج براری۔ سماط: دستر خوان۔ ج سمط۔ حوت: مچھلی۔ اکثر وبیشتر بڑی مچھلی پر اطلاق ہوتا ہے۔ ج حیتان۔ دونک: اسم فعل ہے معنیٰ میں خذ کے یعنی لے لے۔ یقال دونک زیدًا: زید کو پکڑ۔ راتبۃ: وظیفہ۔ ج رواتب۔

توضیح

شیخ عبدالرحمٰن ابن سلام المقری نے کتاب العقائد میں نقل کیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے دنیا کو وسیع کر دیا اور دنیا اس کے ہاتھ میں ہوگئی تو کہنے لگا اے میرے معبود! اگر آپ مجھے اجازت دیں کہ میں تمام مخلوقات کو پورے سال کھلاؤں (تو بہت بہتر ہوتا)، تو اللہ تعالےٰ نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ تو اس پر ہرگز قادر نہیں ہے۔ پھر درخواست کی یاالٰہی ایک ہفتہ۔ تو اللہ نے جواب دیا، تو ہرگز قدرت نہیں رکھتا۔ پھر درخواست کی یاالٰہی ایک دن ہی سہی، تو اللہ تبارک تعالیٰ نے اس کی اجازت دے دی۔ تو سلیمانؑ نے جنات اور انسانوں کو حکم دیا کہ وہ تمام کے تمام ان چیزوں کو جوان پر ہیں یعنی گائے، بیل اور بکریاں وغیرہ اور تمام ان چیزوں میں سے جو جنس حیوان میں سے ماکول ہیں یعنی پرندے وغیرہ* جب انھوں نے ان چیزوں کو اکٹھا کیا تو اس کے لئے بڑی بڑی دیگیں تیار کیں پھر ان کو ذبح کیا گیا اور ان کو پکایا گیا اور ہوا کو حکم دیا کہ کھانے پر چلے تاکہ خراب نہ ہوں پھر اس کھانے کو جنگل میں پھیلا دیا، پھر اس دستر خوان کا طول ایک مہینہ کی مسافت کے برابر تھا اور اس کا عرض بھی اتنا ہی۔ پھر اللہ تعالےٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی اے سلیمان! تو مخلوق میں سے کس سے شروع کرے گا۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: میں دریا کے جانوروں سے شروع کروں گا۔ تو اللہ تعالےٰ نے بحر محیط کی ایک مچھلی کو حکم دیا کہ وہ حضرت سلیمانؑ کی ضیافت میں سے کھائے۔ تو اس مچھلی نے اپنا سر اٹھایا اور کہا اے سلیمان! میں نے سنا ہے کہ تو نے ضیافت کا دروازہ کھول دیا ہے اور آج تو میری ضیافت کرے گا۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام

نے فرمایا: لے اور کھانا شروع کر۔ تو وہ مچھلی آگے بڑھی اور دستر خوان کے شروع سے کھانے لگی۔ اس قدر کھاتی رہی کہ ایک منٹ میں سارا صاف کر دیا، پھر اس نے آواز لگائی کہ اے سلیمان مجھے کھانا کھلا دو اور مجھے شکم سیر کر دو۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تو سارا کھا گئی اور شکم سیر نہیں ہوئی؟ تو مچھلی نے کہا: کیا اسی طرح میزبان کا جواب ہوتا ہے مہمان کیلئے اے سلیمان! آپ خوب جان لیجئے کہ میرے لئے ہر دن اس طرح جتنا تو نے پکایا تین مرتبہ متعین ہے، اور تو سبب بنا ہے آج میرے وظیفہ کے روکنے میں۔ اور تو نے میرے حق میں کمی کر دی۔ تو اس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے گر پڑے اور کہنے لگے پاک ہے وہ ذات جو کفالت کرنیوالی ہے مخلوق کی روزیوں کے ساتھ جہاں سے وہ جانتے بھی نہیں۔

بسطُ العدلِ لهُ وردُّ الظالمِ

انصاف کا پھیلانا اور مظالم کا دفاع

رُوِیَ عن الشیبانی قال: حدثنا محمد بن زکریا عن عباس المفضل الهاشمی نے خطبة ابن حمید قال: انی لواقفٌ علیٰ راسِ المامونِ یوماً وقد جلس للمظالم فکان اٰخر من تقدم الیه (وقد هم بالقیام) امرأةٌ علیها هیئة السفر وَعلیها ثیابٌ رثّة فوقفت بین یدیه فقالت السّلام علیك یا امیرالمؤمنین ورحمة اللهِ وبرکاتهٗ فنظر المامونُ الی یحیی بن اکثم فقال لها یحییٰ: وعلیكِ السلام یا امة الله تکلمی فی حاجتك فقالتْ ؎

یا خیرَ مُنتصِبٍ یُهدیٰ لهُ الرشدُ	ویا اماماً بهٖ قد اشرقَ البلدُ
تشکو الیكَ عمیدَ القومِ ارملةٌ	عدا علیها فلم یترك لها سبدُ
وابتزَّ منّی ضیاعی بعدَ منعتِها	ظلماً وفرّقَ منّی الاهلُ والولدُ

فاطرقَ المامونُ حیناً ثمَّ رفعَ راسهٗ الیها وهو یقول ؎

فی دون ما قلتِ زالَ الصّبرُ والجلدُ	عنّی واُقرحُ منّی القلبُ والکبدُ
هٰذا اذانُ صلوٰة العصرِ فانصرفی	واحضری الخصمَ فی الیوم الذی اَعدُ
والمجلسُ السبتُ ان یقضِ الجلوسَ لنا	ننصفْكِ منهُ والّا المجلسُ الاحدُ

قال فلمّا کان یومُ الاحدِ جلسَ فکانَ اوّل مَن تقدّمَ الیهِ تلك المرأةُ فقالت السّلام علیكَ یا امیرَ المؤمنین ورحمة اللهِ وبرکاتهٗ فقالَ وعلیكِ السّلام این الخصمُ فقالت علیٰ راسك یا امیرَالمؤمنینَ

وَاَومَأَتْ الی العَبّاسِ ابنہٗ فقال یا احمد بن ابی خالدٍ خُذْ بیدِہٖ فَاَجلسَہٗ مَعَھَا مجلسَ الخصوم فجعل کَلَامُھَا یَعْلُو کَلَامَ العَبَاسِ فقال لھَا اَحْمَدبن ابی خالدٍ یا اَمَۃَ اللہِ انکِ بین یَدَیِ امیرالمؤمنین وانکِ تکلمین الامیر فاخفضی مِنْ صَوْتِکِ فقال المامون دَعْھَا یا اَحْمَدُ فاَن الحق انطقھا وَاخرسَہٗ ثم قضٰی لھَا بردِ ضیعتھَا الیھَا وظلم العباس بظلمہٖ لھا وامربالکتاب لھا الی العامل ببلدھا ان یوغرلھا ضیعتھا ویحسن معاونتھا وامرلھَا بنفقۃٍ۔

لغوی تحقیق

الشیبانی۔ ابوعمرو اسحٰق بن مرزا، آپ کی ولادت ۹۶ھ میں ہوئی۔ علم لغت اور فن شعر میں اپنے وقت کے امام تھے۔ ابوعبید۔ یعقوب بن سکیت۔ امام احمد بن حنبل جیسے بلند پایہ حضرات آپ کے تلامذہ میں سے تھے، آپنے بہت سی کتابیں زیرقلم کی ہیں جن میں مشہورتر کتاب النوادر الکبیر ہے۔ آپ اپنے ہاتھوں سے قرآن کریم تحریر کرتے تھے۔ تقریباً اسی قرآن پاک آپنے لکھا ہے۔ آپ کی اس دارفانی سے رحلت ۲۰۶ھ میں ہوئی۔ آپ قریب قریب ایک سو دس سال باحیات رہے۔ محمد بن زکریا۔ آپ کی ولادت شہر رَے میں ہوئی۔ وہیں آپنے نشوونما پائی اس کے بعد تقریباً ۳۰ رسال کی عمر میں بغداد میں منتقل ہوگئے۔ ابتدائً علوم عقلیہ، علم ادب، شعروشاعری سے بہت دلچسپی تھی۔ اس کے بعد علم طب اور علم فلسفہ کا شوق وذوق غالب آیا اور پوری مشغولیت کے ساتھ اُدھر لگ گئے، یہاں تک کہ حاذق اطباء میں سے شمار ہونے لگے۔ کتاب الحاوی آپ ہی کی تصنیف ہے جو تیس جلدوں میں سما سکتی ہے اور آج تک مرجع اطباء ہے۔ آپنے شاہ منصور بن نوح کیلئے صناعت کیمیار کے اثبات میں ایک کتاب تصنیف کی تھی۔ شاہ نے دیکھ کر کہا، جوکچھ اس میں لکھا ہے اس کو عملی جامہ پہنا کر دکھا۔ ایسا نہ کرسکے تو شاہ نے ان کے سر پر اسی کتاب سے ضربیں لگوائیں جس کے ملال سے آپ کی بینائی جاتی رہی۔ آپ کی وفات ۳۱۱ھ میں ہوئی۔ ابن حمید۔ ابوعثمان سعید بغدادی متوفی ۲۶۱ھ۔ صاحب انتصاف العرب من العجم۔ ثیابٌ رثۃ: پھٹے پرانے کپڑے۔ یحییٰ بن اکثم بن محمد بن قطن بن سمعان ابومحمد تمیمی مروزی۔ آپ کی ولادت ۲۴۲ھ میں ہوئی۔ آپ فقیہ عصر، محدث وقت امور قضاء کے واقف کار اور صاحب بصیرت تھے، انھیں اوصاف کیوجہ سے مامون نے آپ کو بغداد کا قاضی مقرر کیا اور اپنی سلطنت کے تمام وزراء کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں دی تھی، بیس سال کی عمر میں بصرہ کے قاضی ہوئے، اہل بصرہ نے کم عمر سمجھا تو فرمایا کہ میں عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ سے عمر میں بڑا ہوں جن کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ کا قاضی بنایا تھا اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بھی عمر میں زیادہ ہوں جن کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یمن کا قاضی بنایا تھا۔ منتصِف۔ انتصف سے اسم فاعل ہے: حق لینا۔ عمید القوم: سردار۔ ج عمداء۔ ارملۃ: غریب ومحتاج اور بیوہ عورت۔ ج ارامل۔ عدا (ن) عدوانا: ظلم کرنا۔ سبَد: کم بال۔ یقال مالہٗ سبد ولالبد: اس کے پاس نہ تو بال ہیں اور نہ اون یعنی اس کے پاس کچھ بھی نہیں۔ سبد (ن) سبدًا الشعر: بال مونڈنا۔ ابتز: لوٹ لیا۔ ضیاع: زمین۔ العباس بن المامون: ۲۱۳ھ میں ان کے والد ماجد مامون نے جزیرہ کا اور جمادی الثانیہ ۲۱۸ھ میں طوانہ پر مقرر کیا کہ اس کو آباد کرے۔ عباس نے ایک میل لمبا اور ایک میل چوڑا شہر آباد کیا اور مختلف جنگ جو بہادر قوموں کو اس جگہ آباد کیا۔ شہر کی فصیل تین میل مدور تھی، مامون کے انتقال کے بعد عباس اور اس کے چچا معتصم میں تنازعہ ہوا مگر آخر میں معتصم کی خلافت پر بیعت کے لئے تیار ہوگیا۔ ۲۲۳ھ میں معتصم رومیوں کے

مقابلہ کیلئے نکلا اور کامیابی حاصل کرنیکے بعد قسطنطنیہ کیطرف بڑھنا چاہا تو معلوم ہوا کہ کچھ لوگوں نے عباس کے ہاتھ پر بیعت کرلی ہے، معتصم نے فوراً واپس آکر عباس کو قید کرلیا اور اسی سال عباس کا انتقال ہوگیا۔ احمد بن ابی خالد۔ مقدمۃ الکتاب میں مراجعت کرلی جائے۔ یوغز ارضہ ایغازا: بغیر ٹیکس کے زمین دینا۔ وغزا (ض)، وغزا الیوم: سخت گرم ہونا۔

توضیح امام شیبانی سے منقول ہے انھوں نے بیان کیا کہ محمد ابن زکریا نے مفضل ہاشمی ابن حمید کی وساطت سے تقریر میں بیان کیا، اس نے کہا کہ میں ایک دن مامون کی پیٹھ پیچھے کھڑا تھا اور مامون مظالم اور ان کے فیصلوں کیلئے دربار قائم کئے ہوئے تھا جب مامون اٹھنے کا قصد کرچکا تھا تو آخر میں ایک عورت آئی جس پر پھٹے پرانے کپڑے اور سفر کے آثار نمایاں تھے، وہ مامون کے سامنے آکر کھڑی ہوگئی اور سلام کیا، مامون نے یحییٰ ابن اکثم پر نظر ڈالی تو یحییٰ نے عورت کے سلام کا جواب دینے کے بعد کہا اپنی حاجت کو بیان کر۔ عورت کہنے لگی۔ اے بہتر شخص مظلوم کا ظالم سے حق دلانیوالے، اے وہ شخص جس کیلئے ہدیہ کی گئی ہے رہنمائی، اور اے ہدایت کے امام کہ جس نے روشن کردیا ہے۔ تم سے قوم کے سردار کی شکایت کررہی ہے ایک بیوہ عورت کہ جس نے اس پر ظلم کیا اور اس کیلئے کچھ بھی نہیں چھوڑا اور ظلماً چھین لی مجھ سے میری جائداد اس کو روکنے کے بعد اور مجھ سے الگ کردیا گیا میرے گھر والوں کو اور میرے بچوں کو۔ مامون نے تھوڑی دیر تک سر جھکایا، پھر اس کی جانب سر اٹھایا یہ شعر پڑھتے ہوئے۔ شعر: اس سے کم میں جو تونے کہا صبر اور طاقت ختم ہوچکی مجھ سے اور میرے قلب و جگر کو زخمی کردیا گیا۔ یہ عصر کی نماز کی اذان ہے تو تو لوٹ جا اور مدمقابل کو حاضر کر اس دن جس کا میں وعدہ کررہا ہوں اور مجلس سنیچر کو ہوگی، اور ہمارے لئے قسمت نے فیصلہ کیا، ہم تیرا اس سے انصاف دلائیں گے ورنہ اتوار کو مجلس ہوگی۔

راوی کہتے ہیں جب اتوار کا دن آیا مامون بیٹھا تو سب سے پہلے مامون کے سامنے وہی عورت آنیوالی تھی تو اس نے کہا السلام علیک یا امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تو مامون نے جواب دیا وعلیک السلام۔ کہاں ہے فریق مخالف تو اس نے جواب دیا کہ تیرے سرہانے کھڑا ہے اے امیر المؤمنین اور اشارہ کیا اس نے مامون کے بیٹے عباس کی جانب۔ تو مامون نے کہا اے احمد ابن خالد اس کا ہاتھ پکڑ اور مقدمہ کی مجلس میں اس کو اس عورت کے ساتھ بٹھاؤ۔ اس عورت کی بات عباس کی بات پر غالب آرہی تھی تو احمد ابن خالد نے کہا اے اللہ کی بندی تو امیر المؤمنین کے سامنے ہے اور امیر المؤمنین سے تو بات کررہی ہے لہٰذا اپنی آواز پست کرلو۔ تو مامون نے کہا اے احمد اس عورت کو چھوڑ دو چونکہ حق نے اسے بولتا بنایا اور عباس کو گونگا بنادیا پھر اس عورت کیلئے اس کی جائداد کو لوٹانے کا اس عورت کی جانب فیصلہ کیا اور عباس کو سزا دی اس کے ظلم کرنیکی وجہ سے اس عورت پر اور اس کے لئے اس عورت کے شہر کے گورنر کو خط کے ذریعہ یہ حکم دیا کہ وہ اس کے لئے اس کی جائداد کا ٹیکس نہ لے اور اسکے ساتھ حسن سلوک کرے۔

نَبْذَۃٌ مِنْ وَقْعَۃِ الْحَرَّۃِ

حَرّہ کے واقعہ کی ایک مختصر سی جھلک

وقعۃ الحرۃ المشہورۃ التی کانت تبید اہل المدینۃ عن آخرہم قُتل فیہا الجم الکثیر من الصحابۃ

والتابعين وقيل : المقتول فيها من الصحابة ثلاثة، منهم عبد الله ابن حنظلة و نهبت المدينة و افتض فيها الف عذراء و لم تقم الجماعة ولا الاذان في المسجد النبوی مدة المقاتلة وهي ثلثة ايام ۔

لغوی تحقیق

نبذة : شئ کا حصہ، ٹکڑا، گوشہ۔ ج نُبَذ۔ نَبَذَ (ض) نبذا الشئ : پھینکدینا۔ العہد : توڑ دینا۔ الحرّة : سیاہ پتھروالی زمین۔ ج حرار (وہی ارض بظاہر المدینۃ) تبید : آباد۔ ۂ ابادۃ : ہلاک کرنا۔ الجم۔ جموم سے ہے بمعنی کثرت۔ عبد اللہ بن حنظلہ بن ابی عامر، الراہب الانصاری : حضرت حنظلہؓ جن کے جنازہ کو فرشتوں نے غسل دیا تھا، اسی وجہ سے آپ کو غسیل الملائکہ کہا جاتا ہے یہ ان کے صاحبزادے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں پیدا ہوئے، آپؐ کی وفات کے وقت انکی عمر سات سال کی تھی، آپ انصار کے رہنما اور مدینہ کے امیر تھے۔ ذوالحجہ ۶۳ھ میں آپ کو شہید کیا گیا۔ نہبت، لوٹ لیا گیا۔ نہبَ (ن، ف) نہبًا، مالِ غنیمت لوٹ لینا۔ نہبۃ : لوٹ مار۔ افتض۔ افتضاض سے ماضی مجہول ہے۔ سہاگ لوٹنا۔ افتض الماء سے ماخوذ ہے۔ بمعنی رفتہ رفتہ پانی گرانا۔ یہاں اس سے مراد زنا ہے۔ عذراء، کنواری، باکرہ۔ ج عذاریٰ۔ عذرۃ : بکارت۔

توضیح

حرہ کا واقعہ جو مشہور ہے کہ مدینہ والوں کو جڑ ہی سے ہلاک کر دیا تھا اس میں حضرات صحابہ اور تابعین کی ایک بہت بڑی جماعت قتل کر دی گئی۔ اور کہا گیا کہ اس جنگ میں صحابہ میں سے تین کو قتل کیا گیا جن میں سے عبد اللہ ابن حنظلہؓ ہیں اور مدینہ کو لوٹا گیا اور ایک ہزار باکرہ عورتوں کے ساتھ زنا کیا گیا، اور جماعت بھی قائم نہ کی جاسکی نہ اذان مسجد نبوی میں جنگ کی مدت تک۔ اور وہ تین دن ہے۔

خرج جابر بن عبد الله في يوم من تلك الايام وهو اعمى يمشي في بعض ازقة المدينة و صار يعثر في القتلى ويقول : تعس من اخاف رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له قائل من الجيش من اخاف رسول الله صلى الله عليه وسلم ؟ فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : من اخاف اهل المدينة اخاف ما بين جنبيّ فحمل عليه جماعة من الجيش ليقتلوه فاجاره منهم مروان و ادخله بيته قال السهيلي وقتل في ذلك اليوم من وجوه المهاجرين والانصار رضي الله عنهم الف و سبع مائة وقتل من اخلاط الناس عشرة آلاف سوى النساء والصبيان فقد ذكر ان امرأة من الانصار دخل عليها رجل من الجيش وهي ترضع صبيها وقد اخذ ما وجده عندها ثم قال لها هات الذهب والا قتلتك وقتلت ولدك فقالت له ويحك ان قتله فابوه ابو كبشة صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا من النسوة اللاتي بايعن رسول الله صلى الله عليه وسلم فاخذ الصبي من حجرها و ثديها في فمه وضرب به الحائط حتى انتثر دماغه في الارض فما خرج من البيت حتى اسود نصف وجهه وصار مثلة في الناس قال السهيلي : واحسب هذه المرأة جدة للصبي لا اما له اذ يبعد في العادة ان يبايع امرأة وتكون يوم الحرة في سن من ترضع ولدا

صغيرًا لها، وَوَقعة الحرة هٰذه من اعلام نبوته صلى الله عليه وسلم ففي الحديث انه صلى الله عليه وسلم وقف بهٰذه الحرة وقال ليقتلن بهٰذا المكان رجال هو خيار امتى بعد اصحابى ۔

لغوی تحقیق

جابر بن عبداللہ: ابن عمر بن حرام ابوعبداللہ الانصاری الخزرجی السلمی مشہور صحابی ہیں اور صحابی زادے ہیں رضی اللہ عنہما۔ غزوۂ بدر اور غزوۂ احد میں آپ کی شرکت مختلف فیہ ہے، باقی دس غزوات میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، اخیر عمر میں آپ کی بینائی جاتی رہی، چورانوے سال کی عمر میں آپ دنیا سے تشریف لے گئے، مدینہ کے اندر صحابہ میں سب سے بعد میں آپ ہی کا انتقال ہوا۔ ازقۃ ج زقاق: تنگ راستہ، گلی، کوچہ۔ یعثر (ک) عثارًا: گرنا۔ قتلیٰ۔ جمع قتیل، بمعنے مقتول۔ تعس (ف، س)، تعسًا: ہلاک ہونا، برباد ہونا۔ اجارہ: پناہ دینا، امن دینا۔ مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف الاموی المدنی۔ آپ کی ولادت ۲ھ میں ہے لیکن صحبت ثابت نہیں، ابتدائً حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں آپ کے کاتب اور مشیر رہے اور حضرت معاویہؓ کے عہد میں کئی مرتبہ مدینہ کے والی مقرر ہوئے یزید کی وفات کے بعد بنی امیہ کے ہاتھ سے خلافت تقریبًا نکل چکی تھی، عبیداللہ بن زیاد نے انکو بیعت کر لینے کا مشورہ دیا۔ اس کے ہمت دلانے سے تیار ہو گئے۔ دمشق اور بالآخر مرج راہط کی فتح کے بعد شام اور مصر دو صوبوں میں ۶۵ھ میں ان کی خلافت قائم ہو گئی لیکن خلافت کا زمانہ فقط چھ ماہ رہا اور تریسٹھ ۶۳ سال کی عمر میں رمضان ۶۵ھ میں انتقال کر گئے۔ اخلاط الناس: مختلف قسم کے ملے جلے لوگوں کی جماعت۔ ہات۔ قال فی الحاشیۃ ولعل ہات ہٰہنا من زلات الناسخین فان ہات یقال للمذکر وللمؤنث ہاتی۔ ویحک کلمۂ ترحم و توجع ہے، کبھی مدح و تعجب کے موقع پر آتا ہے اور ویل کے معنے میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ ابوکبشہ۔ عمرو بن سعد (یا سعید بن عمر یا عامر بن سعد) الانماری نزیل شام صحابی ہیں رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر سے روایت رکھتے ہیں اور ان سے سالم بن ابی الجعد اور نعیم بن زیاد وغیرہ روایت کرنیوالے ہیں۔ مثلۃ: آفت، ناک کان کا کاٹنا۔ قال فی الحاشیۃ ولعل ہٰذا سہو من الناسخین والصحیح مثلاً وہو العبرۃ، ومنہ قولہ تعالےٰ فجعلناہ سلفًا ومثلاً للآخرین۔

توضیح

انھیں ایام میں سے ایک دن حضرت جابر بن عبداللہؓ نکلے اور وہ نابینا تھے، مدینہ کی بعض گلیوں میں ٹہل رہے تھے اور مقتولین سے ٹھوکر کھا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ ذلیل ہو وہ شخص جس نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو خوفزدہ کیا تو لشکر کے کسی آدمی نے کہا، کس نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو خوف میں مبتلا کیا؟ تو کہنے لگے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا ہے کہ جس نے اہل مدینہ کو خوفزدہ کیا اس نے اس چیز کو خوفزدہ کیا جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے (دل کو)، لشکر میں سے ایک جماعت نے ان پر حملہ کیا تاکہ انھیں جان سے مار دیں لیکن انھیں میں سے مروان نے ان کو پناہ دی اور اپنے گھر میں داخل کر دیا۔ سہیلی کہتے ہیں کہ اس دن حضرات مہاجرین اور حضرات انصار میں سے بڑے بڑے لوگ ایک ہزار سات سو کی تعداد میں شہید کر دیئے گئے (رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) اور مختلف لوگوں میں سے دس ہزار عورتوں اور بچوں کے علاوہ کو قتل کیا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک انصاری عورت پر لشکر کا ایک آدمی داخل ہوا درانحالیکہ وہ انصاری عورت اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ اور اس شخص نے اس عورت کے پاس جو بھی پایا لے لیا پھر اس سے کہنے لگا:

سونا لاؤ ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا اور تیرے بچے کو بھی قتل کر دوں گا۔ تو عورت نے جواب دیا تجھ پر افسوس ہے اگر تو نے اس بچہ کو قتل کیا تو اس کا باپ ابو کبشہؓ ہیں جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، اور میں ان عورتوں میں سے ہوں جنھوں نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے۔ تو اس نے بچے کو اس کی گود سے لے لیا اس حال میں کہ ان کی چھاتی بچے کے منہ میں تھی اور اسے دیوار پر مارا یہاں تک کہ بچے کا بھیجا زمین پر بکھر گیا لیکن وہ گھر سے نہیں نکلا تھا کہ اس کا آدھا چہرہ سیاہ ہو گیا اور یہ لوگوں کے لئے عبرت ہو گئی۔ سہیلی کہتے ہیں میں اس عورت کے بارے میں بچے کی دادی ہونیکا خیال رکھتا ہوں نہ کہ ماں ہونے کا۔ اسلئے کہ عام طور پر یہ بعید ہے کہ ایک عورت بیعت کرے اور حرہ کے دن اس عمر میں ہو کہ جو اپنے چھوٹے بچے کو دودھ پلائے۔ اور یہ حرہ کا واقعہ نبوت کی علامتوں میں سے ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم اس مقام حرہ پر کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا، اس جگہ کچھ لوگ قتل کئے جائیں گے جو میری امت میں بہتر لوگ ہوں گے میرے صحابہؓ کے بعد۔

الکرم کرم النفس

سخاوت تو جان کی سخاوت ہے۔

رُوِیَ عَنْ معن بن زائدۃ قالَ: لمّا ھربتُ من المنصور خرجت من باب حرب بعد ان اقمتُ فی الشمس ایامًا وخففتُ لحیتی وعارضی ولبستُ جُبّۃَ صوف غلیظۃً ورکبتُ جملًا وخرجتُ علیہ لامضیَ الی البادیۃ، قال فتبعنی اسودُ متقلّدٌ سیفًا حتّٰی اذا غبتُ عن الحرس قبضَ علیٰ خطام الجمل فاناخہٗ وقبض علیَّ فقلتُ ما شانك؟ فقال: انت بُغْیۃُ امیر المؤمنین فقلت لہٗ ومن انا؟ حتّٰی یطلبنی امیر المؤمنین فقال معنُ بن زائدۃ، فقلتُ: یا ھٰذا اتق اللّٰہ واین انا من معن بن زائدۃ؟ فقال: دع ھٰذا عنك، فانا واللّٰہ اعرف بك فقلت لہٗ: فان کانت القصۃ کما تقول، فھٰذا جوھر حملتہٗ معی باضعاف مابذل لہ المنصور لمن جاء بی فخذہ ولا تسفك دمی، فقال: ھاتہ فاخرجتہ الیہ فنظر الیہ ساعۃً وقال صدقتَ فی قیمتہ ولستُ قابلہ حتّٰی اسألك عن شیٔ فان صدقتنی اطلقتك فقلتُ، قل، فقال، ان الناس قد وصفوك بالجود فاخبرنی ھل وھبتَ قطُّ مالك کلہ؟ قلت: لا قال، فنصفہٗ قلت: لا، قال: فثلثہ؟ قلتُ لا حتّٰی بلغ العُشر فاستحییتُ وقلتُ: انی اظن انی قد فعلتُ ھٰذا فقال ما ذاك بعظیم انا واللّٰہ راجل ورزقی علی ابی جعفر عشرون درھمًا وھٰذا الجوھر قیمتہٗ الف دینار وقد وھبتُہٗ لك ووھبتك لنفسك ولجودك الماثور بین الناس، ولتعلمَ ان فی الدنیا من ھو اجود منك ولا تعجبك نفسك ولتحقِرَ بعد ھٰذا کل شیٔ تفعلہ ولا تتوقف عن مکرمۃ ثم رمی بالعقد الیّ وخلّی خطام الجمل وانصرف فقلتُ، یا ھٰذا قد واللّٰہ فضحتنی ولسفك دمی اھون علیّ ممّا فعلتَ فخذ ما دفعتہٗ الیك، فانی عنہ فی غنی فضحك ثم قال اردتَ ان تکذبنی فی مقامی ھٰذا فواللّٰہ لا اٰخذہٗ

وَلا اٰخذ لمعروفٍ ثمنًا ابدًا اَو مَضٰی فواللّٰہ لقد طلبتہٗ بعد اَنْ امنتُ وَ بذلت لمن جاء نی بہٖ ماشاءَ فمَا عرفتُ لہٗ خبرًا و کانّ الارضَ ابتلعتہٗ ۔ وکان سببُ غضب المنصورِ علی معن بن زائدۃ انہٗ خرج مَعَ عمرو بن یزید بن عمرو بن ھبیرۃ و ابلیٰ فی حربہٖ بلاءً حسنًا۔

لغوی تحقیق

معن بن زائدہ بن مطر ابوالولید۔ منصور کے مشہور سپہ سالاروں میں سے ہے۔ عہد بنی امیہ میں یہ امیر عراقین ابن ہبیرہ فزاری کی سرپرستی میں تھا، واسط کے محاصرہ کے زمانہ میں اس کے ساتھ رہا اور دلیری کے ساتھ مدافعت کی۔ اس کے قتل کے بعد منصور کے ڈر سے روپوش ہو کر جا بجا پھرنے لگا۔ اتفاق یہ ہوا کہ چھ سو خراسانیوں کی ایک جماعت منصور سے ابومسلم کا قصاص لینے کیلئے مستعد ہوئی۔ یہ لوگ کاشان کے قریب مقام "بلیدہ" میں اکٹھا ہوئے۔ وہاں سے انبار پہنچے جب شہر میں داخل ہو گئے تو منصور کو خبر ملی، وہ مقابلہ کیلئے نکلا۔ معن اس وقت شاہی محل کے سامنے موجود تھا اس نے خلیفہ کی سواری پکڑی اور کہا آپ واپس جائیے ہم مقابلہ کیلئے کافی ہیں، منصور نے واپسی سے انکار کیا، اسی دوران میں خراسانی ٹوٹ پڑے۔ معن نے مختصر سی جماعت کی مدد سے ان کو مار بھگایا اور اپنی سپہ گری کا جوہر دکھلایا، منصور اس بہادری سے دنگ رہ گیا اس کو شیر مرد کا خطاب دیا اور جب حال اور نام سے باخبر ہوا تو امان عطا کی اور دس ہزار درہم دیکر یمن کی امارت پر بھیجدیا، وہاں اس نے بغاوتوں کو مٹا کر امن و امان قائم کیا اور نہایت لیاقت کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیئے۔ جب سیستان میں شورش بڑھی تو منصور نے اس کو وہاں کا والی بنا کر بھیجا۔ اس نے اس صوبہ کو بھی ٹھیک کیا۔ ۱۵۱ھ میں وہیں خارجیوں نے اس کو بے خبری میں قتل کر ڈالا۔ معن علم و دانائی میں ممتاز، سخاوت میں حاتم، شجاعت میں رستم تھا۔ ہربَتْ (ن) ہَرَبًا: بھاگنا۔ عارِض: رخسار۔ الحَرَس: شاہی محافظ۔ قال فی المصباح ولایستعمل لہٗ واحد من لفظہ۔ خِطام: مہار، نکیل۔ ج خُطُم۔ اناخَ: اونٹ کو بٹھانا۔ بغیۃ: مطلوب۔ بغا (ن) بغوًا الشیئَ: غور سے دیکھنا۔ بغی (ض) بغیًا، بغیۃً، الشیئَ: طلب کرنا، علیہ: ظلم کرنا۔ صفت باغ۔ ج بغاۃ۔ بغیّ: زانیہ۔ ج بغایا۔ اَین۔ اسم ظرف ہے بمعنیٰ کہاں۔ کبھی تفضیل کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے این انا من معن بن زائدہ، یعنی اس کو مجھ پر بہت فضیلت ہے۔ لاتسفک: خون بہانا۔ مکرمۃ: بزرگی۔ فضحتنی (ف) فضحًا: رسوا کرنا، ذلیل کرنا۔

توضیح

معن بن زائدہ سے روایت بیان کی گئی ہے اس نے کہا جب میں منصور کے پاس سے بھاگا میں باب حرب سے نکلا اس کے بعد کہ میں دھوپ میں کئی روز رہا اور میں نے اپنی ڈاڑھی اور رخسار کو ہلکا بنا دیا تھا اور اون کا موٹا جبہ پہن لیا تھا، اور اونٹ پر سوار ہو کر جنگل جانے کیلئے نکلا۔ انھوں نے بیان کیا تو میرے پیچھے ایک حبشی تلوار لٹکائے ہوئے چل پڑا یہاں تک کہ جب میں چوکیداروں سے اوجھل ہو گیا تو اس نے اونٹ کی نکیل پکڑ کر اسے بٹھایا اور مجھے پکڑ لیا تو میں نے کہا تیرا کیا حال ہے؟ تو اس نے کہا تو امیر المؤمنین کا مطلوب ہے، تو میں نے اس سے کہا اور میں کون ہوں کہ مجھے امیر المؤمنین طلب کرے۔ تو اس نے کہا معن ابن زائدہ۔ تو میں نے کہا او بھلا شخص تو اللہ سے ڈر میں کیا ہوں معن ابن زائدہ تو اس نے کہا یہ سب چکر چھوڑ۔ میں بخدا تمہیں پہچانتا ہوں۔ میں نے اس سے کہا اگر واقعہ

اس طرح ہے جس طرح تو کہہ رہا ہے تو یہ وہ موتی ہے جسکو میں اپنے ساتھ لایا ہوں ان چیزوں کی دوگنی قیمتوں سے جو منصور اس شخص پر خرچ کریگا جو مجھے لے آئے، تو تو اسے لے لے اور میرا خون نہ بہا۔ تو اس نے کہا لا۔ پس میں نے اسے نکال کر دے دیا اور اس موتی کیطرف کچھ دیر تک دیکھتا رہا اور کہا تو سچا ہے اس کی قیمت میں، اور میں اس کو قبول نہیں کر سکتا یہانتک کہ تجھ سے ایک چیز کے بارے میں پوچھ لوں، اگر تو مجھے سچ سچ بتادے تو میں تجھے چھوڑ دوں گا تو میں نے کہا کہ کہو! تو اس نے کہا کہ لوگ تیری سخاوت کی تعریف کرتے ہیں تو تو مجھے بتا کیا تو نے اپنا سارا مال ہبہ کر دیا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا تو نصف؟ میں نے کہا نہیں۔ تو پھر اس نے کہا ثلث؟ میں نے کہا نہیں۔ یہانتک کہ عشر تک پہنچ گیا۔ تو مجھے شرم معلوم ہوئی۔ میں نے کہا شاید میں اتنا کیا ہو نگا۔ تو اس نے کہا یہ تو کوئی بڑی سخاوت نہیں ہے۔ بخدا میں ایک پیادہ شخص ہوں اور میرا وظیفہ ابو جعفر کے یہاں بیس درہم ہے اور یہ جوہر اس کی قیمت ایک ہزار دینار ہے اور میں نے اسے تجھکو ہبہ کر دیا تیری وجہ سے اور تیری سخاوت کیوجہ سے جو لوگوں کے درمیان مشہور ہے تاکہ تو جان لے کہ دنیا میں وہ شخص بھی ہے جو تجھ سے بڑا سخی ہے۔ اور مجھے تعجب میں نہ ڈالے تیرا نفس تاکہ تو خیر سمجھے اس کے بعد ہر اس چیز کو جس کو تو کرے اور کسی باعث عزت چیز سے نہ رکے پھر اس نے اپنا ہار میری جانب پھینکا اور اونٹ کی نکیل چھوڑ دی اور لوٹ گیا۔ تو میں نے کہا اے فلاں قسم خدا کی تو نے مجھے رسوا کیا اور یقیناً میرے خون کا بہایا جانا میرے لئے زیادہ آسان ہے اس چیز کی بہ نسبت جو تو نے کیا، تو تو لے لے جو میں نے تجھے دیا تھا میں اس سے مستغنی ہوں تو وہ ہنسا پھر کہنے لگا کہ تو مجھے جھٹلانا چاہتا ہے میرے اس درجہ کو، تو بخدا میں اسے نہیں لوں گا اور کسی احسان کیلئے کوئی قیمت بھی نہیں لوں گا اور وہ چلا گیا۔ قسم خدا کی میں نے اسے تلاش کیا جبکہ میں مامون ہو چکا تھا اور میں نے خرچ کرنا چاہا اس شخص پر جو میرے پاس اسے لائے جو چاہے لیکن میں اس کی کوئی خبر جان نہ سکا گویا کہ زمین اسے نگل گئی۔ اور معن ابن زائدہ پر منصور کے خفا ہونیکا سبب یہ تھا کہ معن ابن زائدہ عمر بن یزید اور عمر بن ہبیرہ کے ساتھ نکلا تھا اور اس کی جنگ میں اس نے ایک نمایاں کارنامہ انجام دیا۔

الشجاعة

بہادری

اخرج ابن عساکر فی تاریخہ بسندٍ متصلٍ عن ابن الاعرابی قال بلغنی انہ کان رجلٌ من بنی حنیفۃ یقال لہ جحدرُ بن مالک فتاکاً شجاعاً فقد اغار علیٰ عامل الحجاج فکتب الی عاملہ بالیمامۃ یوبخہ بتلاعب جحدر بہ ویامرہ بالاجتھاد فی طلبہ فلما وصل الیہ الکتاب ارسل الیٰ فتیۃ من بنی یربوع فجعل لہ جُعلاً عظیماً ان ھم قتلوا جحدراً او اتوا بہ اسیراً فانطلقوا حتی اذا کانوا قریباً منہ ارسلوا الیہ انھم یریدون الانقطاع الیہ والتحرز بہ فاطمأن الیھم ووثق بھم فلما اصابوا منہ

غِرّة شدّ وه كتافا وقد موا به على العامل فوجّه به معهم الى الحجّاج فلما أُدخِل على الحجّاج قال له:
مَنْ انت؟ قال انا جحدر بن مالك، قال، ما حَمَلَكَ على ما كانَ منك؟ قال جرأة الجنان وجفاء السلطان
وكلب الزمان، قال: وما الذى بلغ منك فجرّأ جنانك؟ قال لو بلانى الامير (اكرمه الله)،
لوجدنى من صالح الاعوان وبُهَم الفرسان وذلك انى ما لقيت فارسًا قطّ الا وكنتُ عليه
فى نفسى مقتدرًا فقال له الحجاج: انا قاذفون بكَ الى اسد عاقر ضارٍ فان هو قتلك كفانا
مؤنتك، وان انت قتلته خلينا سبيلك قال اصلح الله الامير عظمت علينا المنّة وقويت
المحنة قال الحجّاج فانا لسنا بتاركيك تقاتله الا وانت مكبّلٌ بالحديد فامر به الحجّاج
فغُلّت يمينه الى عنقه وارسل به الى السجن ثم امَرَ الحجّاج باسدٍ عاتٍ فجئ به يُجَرّ على
عجل فاجيع ثلاثة ايام وَارسلَ الى جحدر ويدُهُ اليمنى مغلولةٌ الى عنقه واعطى سيفًا والحجّاج
وَجُلَساؤه فى منظرة لهم فلما نظر جحدرٌ الى الاسد انشأ يقول (ابياتا تركناه) فلما نظر اليه
الاسدُ زارَ زارةً شديدةً وتمطّى واقبل نحوه، فلما صار منه على قدر رمح وثب وثبة شديدةً
فتلقاها جحدرٌ بالسيف فضرب ضربةً حتى خالط ذُباب السّيف لهواته فخرّ الاسدُ كأنه خيمةٌ
صرعتها الريح وسقط جحدرٌ على ظهره من شدة وثبة الاسد وموضع الكبول فكبّر الحجّاج
والناس جميعًا واكرم جحدرًا واحسنَ جائزته۔

لغوی تحقیق

ابن الاعرابی۔ ابوعبداللہ محمد بن زیاد کوفی ۱۵۰ھ یا ۱۵۲ھ میں پیدا ہوئے اور عنفوانِ شباب میں تحصیلِ علم کا شوق پیدا ہوا تو ابومعاویہ ضریر، مفضل ضبی، کسائی وغیرہ کی خدمت میں تلمذ کے لئے حاضر ہوئے، ان کا حافظہ خداداد تھا، فطری ذہین تھے، طبیعت کے نقاد تھے، تھوڑی محنت سے چند دن میں اپنے معاصرین سے بھی بڑھ گئے پھر پڑھانے کیطرف متوجہ ہوئے۔ ابراہیم حربی، ابن السکیت، ابوالعباس ثعلب ابوعکرمہ وغیرہ ان کے شرفِ تلمذ سے بہرہ اندوز ہوئے۔ تقریبًا سو شاگردوں کو کتاب کیطرف رجوع کئے بغیر پڑھاتے تھے، اور ان کے سوالوں کے جواب بے دھڑک دیتے تھے۔ فضل شعرانی کا قول ہے کہ زمانۂ سابق میں ایک فن کے سردار گذر گئے۔ سفیان ثوری حدیث میں سردار تھے۔ ابوحنیفہ قیاس میں، کسائی قراءت میں، لیکن اس زمانہ میں ابن الاعرابی سے بڑا کوئی سردار نہیں وہ کلامِ عرب کے سردار ہیں۔ کتاب النوادر، کتاب الانواع، کتاب النبات، کتاب صفة الخیل وغیرہ انھیں کی تصانیف ہیں۔ آپ نے ۲۳۲ھ میں وفات پائی۔ جحدر بن ربیعہ یا جحدر بن معاویہ محرزی بہت بڑا ڈاکو تھا۔ ولید بن عبدالملک کے دورِ خلافت میں یمن میں قافلوں کو لوٹتا تھا لیکن زبان آوری اور بہادری میں یگانہ تھا۔ حجاج نے اس کو قید کرلیا تھا لیکن جب اس کی دلیری دیکھی تو رہا کردیا اور یمامہ کا والی بنادیا۔ فتاک۔ فاتک اسم فاعل کا مبالغہ ہے: کرگذرنے والا۔ اغار۔ اغارةً: لوٹ ڈالنا، زبردستی کسی کا مال لینا، غارتگری کرنا۔ یمامہ۔ دراصل ایک کنیز کا نام تھا جو تین روز کی مسافت

سے سوار کو دیکھ لیا کرتی تھی، بلاد جو اس کیطرف منسوب اور اسی کے نام سے موسوم ہیں۔ یمامہ، مکہ کی جانب سے وسط شرق میں ایک شہر ہے جس کو بصرہ اور کوفہ سے سولہ مراحل کا فصل ہے۔ بنی یربوع: ایک قبیلہ ہے جو یربوع بن حنظلہ بن مالک کیطرف منسوب ہے۔ حضرت متمم بن نویرہ رضی اللہ عنہ اسی قبیلہ سے ہیں۔ غرۃ: غفلت، ناتجربہ کاروں کی جماعت۔ ج غرر۔ کتافا: وہ رسی جس سے باندھا جائے۔ الجنان: دل۔ کلب الزمان: زمانہ کی سختی۔ بلانی۔ بلوا: آزمانا۔ بُہَم۔ ج بُہمۃ: بہادر۔ فرسان۔ ج فارس: شہسوار۔ قاذفون۔ ج قاذف: پھینکنے والا۔ عاقر: پھاڑنے والا۔ ضار۔ ضری (س) ضریٌ، ضراءٌ۔ الکلبُ بالصید: کتے کا شکار پر خوگر ہونا، مع خون کے چٹ کر جانا۔ صفت ضار۔ ج ضوار۔ مکبل۔ کبلہ (ض) کبلاً: بیڑی ڈالنا، قید کرنا۔ غلت۔ ماضی مجہول ہے: ہاتھ میں ہتھکڑی یا گلے میں طوق ڈالنا۔ عاث۔ اسم فاعل ہے۔ عثی (ن، ض، س، ک) عُثوًا، عثیا: فساد میں مبالغہ کرنا۔ صفت عاث۔ ج عثاۃ، عُثّی۔ عجل۔ ج عجلۃ: سامان، لادنے کی گاڑی۔ منظرۃ: تماشہ گاہ۔ زآر (ف، ض) زارۃً: چنگھاڑنا۔ تمطی: انگڑائی لینا۔ ذباب السیف: تلوار کی دھار والی جانب۔ لہوات۔ ج لہاۃ: حلق کا کوا۔ اس کی جمع لہیات، لہی، لہًا، لہاء بھی آتی ہے۔ لُہوۃ: پیستے ہوئے چکی میں ایک دفعہ جتنی مقدار میں غلہ ڈالیں، لب بھر مال۔ عطیہ۔ ج لہیٰ۔ کبول: بیڑی۔

توضیح ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں سندِ متصل کیساتھ بیان کیا ہے کہ ابن اعرابی سے انھوں نے کہا کہ مجھے اطلاع ملی کہ بنی حنیفہ کا ایک شخص جس کو جحدر ابن مالک کہا جاتا تھا وہ نہایت خونریز اور بہادر تھا، اس نے حجاج کے ایک گورنر پر حملہ کیا تھا، حجاج نے اپنے یمامہ کے عامل کے پاس لکھا جس میں اس کو تاکید کی تھی جحدر کے ساتھ مذاق کرنے کی اور اس کو حکم دیا تھا کہ وہ خوب محنت سے تلاش کرے۔ تو جب خط اس کے پاس پہنچا تو اس نے بنی یربوع کے جوانوں کو اطلاع بھیجی اور ان کیلئے زبردست انعام رکھا اگر وہ جحدر کو قتل کریں اور اس کو گرفتار کرلیں تو وہ لوگ چلے جب اس کے قریب ہوئے اور کسی کے ذریعہ کہلوایا کہ ہم آپ کی مخصوص صحبت سے بہرہ اندوز اور گردش ایام سے آپ سے پناہ مانگتے ہیں۔ جحدر نے ان پر اطمینان اور اعتماد کیا۔ جب انھوں نے اسے غافل پایا تو اس کے مونڈھوں کو باندھ دیا اور عامل کے سامنے پیش کیا، عامل نے جحدر کو انھیں کے ساتھ حجاج کے پاس بھیجا۔ جب حجاج کے پاس لایا گیا تو اس سے کہا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں جحدر ابن مالک ہوں تو حجاج نے کہا تجھے اس چیز پر کس نے آمادہ کیا جو تجھ سے سرزد ہوئی؟ تو اس نے کہا، دل کی جرأت، بادشاہ کا ظلم اور زمانے کی سختی نے۔ حجاج نے کہا اور یہ حالات کس حد تک پہنچے کہ جنھوں نے تیرے دل کو جری بنادیا؟ اس نے کہا اگر مجھے امیر المؤمنین آزمائے تو مجھے ایک شریف مددگار اور عمدہ شہسوار پائیگا اور وہ اسلئے کہ میں نے کبھی کسی شہسوار سے ملاقات نہیں کی مگر میں اس پر غالب رہا۔ تو اس سے حجاج نے کہا کہ ہم تجھے ڈالتے ہیں ایک شکار کے خوگر شیر ببر کے سامنے، اگر وہ تجھے ختم کردے تو تیرا بوجھ ہمارے لئے کفایت کریگا اور اگر تو نے اسے ماردیا تو ہم تجھے چھوڑدیں گے، تو اس نے کہا: اللہ خلیفہ کی اصلاح فرمائے آپ نے ہم پر بڑا احسان کیا اور بڑی محنت کی۔ حجاج نے کہا ہم تمہیں اس سے لڑنے کیلئے نہیں چھوڑیں گے مگر لوہے سے جکڑ کر۔ تو حجاج نے جکڑنے کا حکم دیدیا، اس کے دائیں ہاتھ کو اس کی گردن پر باندھ دیا گیا اور اس کو قید خانہ بھیجدیا گیا۔ پھر حجاج نے ایک خونخوار شیر

لانیکا حکم دیا، وہ شیر گاڑی پر کھینچ کرلایا گیا اور اسے تین دن بھوکا رکھا گیا اور اسے حجدر پر چھوڑا گیا اس حال میں کہ اس کا دایاں ہاتھ اس کی گردن پر بندھا ہوا تھا اور اسے ایک تلوار دیدی گئی، اور حجاج اور اس کے مصاحبین وہ تماشہ دیکھنے لگے۔ جب حجدر نے شیر کو دیکھا تو وہ کچھ اشعار پڑھنے لگا جس کو ہم نے چھوڑ دیا ہے۔ جب شیر نے اسے دیکھا تو اس نے بہت زور دار چیخ لگائی اور انگڑائی لیکر اس کیطرف بڑھا۔ جب اس سے ایک نیزہ کے فاصلہ پر تھا تو وہ بہت زور سے کودا، حجدر نے تلوار سے اس کا مقابلہ کیا اور ایسی ضرب لگائی کہ تلوار کی نوک اس کے جبڑوں سے پیوست کرگئی، تو شیر اس طرح گر پڑا گویا کہ وہ ایک خیمہ ہے جس کو ہوا نے ڈھا دیا، اور حجدر اپنی پیٹھ کے بل گر پڑا شیر کے بہت کودنے کیوجہ سے اور جکڑنے کی تکلیف کیوجہ سے۔ تو حجاج اور تمام لوگوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور حجدر کا بہت اکرام کیا گیا اور اسے انعام دیا گیا۔

وَمِنْ قصۃ بھرام جور الملک فی ابتداءِ ملکہٖ ان والدہٗ یزدجرد الاثیم سلمہٗ وھو صغیرٌ الی المنذر بن النعمان ملک العرب لیتولی تربیتہٗ ویخرجہٗ ففعل ذٰلک فلما کبر علّمہ الفروسیۃ واللہ تعالیٰ قد رکبھا فیہ وھیأہ لبلوغ غایتھا ثم جاء بہٖ الی والدہٖ وعرض علیہ فروسیتہٗ ورمیہٗ وحذقہٗ فی حمل السلاح ثم استنطقہٗ فوجدہٗ فصیحًا فاضلًا بارعًا فی الالسن المتداولۃ فاعجب بہٖ وانصرف المنذر فبقی بھرام عند ابیہ لا یصرفہ فی امر ولا یوسع علیہ فی نفقۃ ویحجبہ ویقصیہ ویغض عنہ فصبر حتی ورد رسول الروم الی یزدجرد فسألہٗ بھرام ان یشفع لہٗ عند والدہٖ ان یطلق سراحہٗ لیعود الی العرب فانہٗ قد اشتاق الیھم فاذن لہٗ فانصرف فاقام مکرمًا عند المنذر حتی مات والدہٗ یزدجرد فاجتمعت عظماءُ الفرس علی رجل من اھل بیت المملکۃ یسمّٰی کسریٰ فولوہ علیھم لکراھتھم فی یزدجرد لسوء سیرتہٖ ولم یریدوا ابقاءَ الملکِ علی ولدہٖ فلما بلغ المنذر ذٰلک اعلم بھرام وقال لہٗ: ھل تنتھض لاخذ الملک لک؟ فانی اجمع العرب اسیر معک، فقال: ان تفعل تجزبہٖ فجمع عساکر العرب وسار حتی اناخ بمدینۃ ملکِ الفرس فخرج الیہ المرازبۃ والعظماءُ وقالوا لہٗ نحن قد انعم اللّٰہُ علینا بالخلاص من یزدجرد وظلمہٖ وعسفہٖ ونخشی ان یکون ولدہٗ علی سیرتہٖ وقد قلّدنا ھٰذا الملک امرنا فلا یکن من قبلک الینا شرٌّ فقال لھم: اجتمعوا الی بھرام واسمعوا کلامہٗ واشرطوا علیہ ما تریدون فان اتفق ما یرضیکم والا عدت فوعدھم لیوم اجتمعوا فیہ لذٰلک وکان المنذر قد صنع لھم طعامًا وشرابًا واجلس بھرام علی تخت من وراء حجاب ثم لما تکامل جمعھم وفرغ اکلھم امر برفع الحجاب والسلام علیہ فاحسن الرد علیھم وخطبھم خطبۃ بلیغۃ فارسیۃ ووعدھم فیھا بالجمیل والخیر والفضل واتباع الشرع ثم قال: واما طلبی الملک فلیس بمجرد الارث بل یوضع التاج والحلۃ والخاتم بین یدی اسدین ضاریین واحضر انا وملککم الذی قلدتموہ فمن انتزع آلۃ الملکِ استحق الولایۃ علیکم فاعجبھم ما سمعوہ من فصاحتہٖ

وَشاهَدوه من صَباحتهٖ مَعَ مَوَاعيده الجَميلة فاتفقوا عَلَىٰ اَن يفعلوا ذٰلكَ فاخذ واالتاجَ وَالخاتمَ وَالحُلّةَ وَوَضعوهَابين يدى اسدَين مجوّعَين مَعَ خروف مسلوخ وَاجتمع العظماءُ وَالمَرَازبةُ والمَوَابذةُ وَ اَركانُ الدولَةِ لمشاهدة ذٰلِكَ فقال بهرام لكسرىٰ تقدّم لاخذ التاج فرأى الاٰساد وهى تزأر نارتاع لذٰلِكَ فقالَ : بل تقدّم انتَ فقالَ عَلےٰ خِيرَةِ اللهِ وَتقدّمَ وبيَده كرز الذهب فقصَدَ الى الحُلّة وَاُطلق الاسدَان مِنَ السَلاسِل قصَده احدُهمَا فلمّا قرب منه راوغه ثم وثب عَلےٰ ظهره فركبه وعَصره بفخذَيه حتّٰى كادت اَضلاعه تندقّ فقصده الاسدُ الاٰخرُ فبادرهٗ بالكرز عَلىٰ ام راسهٖ فاشتغلهٗ وَلَمْ يَزل ذٰلكَ الاسد الذى تحتهٗ يقعد ويقوم وَهولا يفلتُ فخذَيهِ عنهُ وَيضربه بالكرز فے دماغه حتّٰى قتله ثم عطف علىَ الاٰخر فقتلهُ فارتفعت الضجّاتُ وَاستَبشَرَ الناسُ وَدعوالهٗ ووضع التاج علىٰ رأسه وجلَسَ عَلےٰ تخت الملكِ باستحقاق۔

لغوی تحقیق

بہرام جور. شاہانِ فارس میں سے پانچواں بادشاہ ہے جو انتہائی ذکی، نہایت دلیر، بڑا بہادر اور صاحب دبدبہ تھا۔ گورخر کے شکار کا بہت شوقین تھا اس لئے اس کا لقب جور ہوگیا۔ اپنے والد کے بعد ۴۲۵ء میں تخت نشین ہوا اور اکیس ۲۱ سال تک حکومت کی۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہندوستان تک آیا تھا اور کسی راجہ نے اپنی لڑکی کے ساتھ اس کی شادی بھی کی تھی۔ یزدجرد۔ بہرام جور کے باپ کا نام ہے جو ملکِ فارس کا حکمراں تھا ۳۹۰ء میں تخت نشین ہوا اور ستم ظرفی وقتل و غارتگری وخونریزی کے وہ پہاڑ توڑے کہ شاہانِ فارس میں اس کی نظیر نہیں ملتی. اس کے ملک کی مدت بھی اکیس ۲۱ سال ہے، اس کی موت گھوڑے کے لات مارنے سے واقع ہوئی ہے۔ یخرجہ۔ خرّج الولد فی الادب: مہذب وتجربہ کار بنانا۔ فروسیۃ : شہسواری۔ حذقہ، (ض،س) ماہر ہونا، تجربہ کار ہونا، کامل فن ہونا۔ یحجبہ : پاس آنے سے روکنا۔ یقصہ۔ اقصاہ : دفع کرنا، دور کرنا۔ یغض (ن) غضا عنہ طرفہ : نگاہ نیچی کرنا۔ یطلق اطلاقًا، چھوڑ دینا۔ سراح۔ تسریح کا اسم ہے بمعنی چھوڑ دینا۔ پس یہ مفعول مطلق ہے من غیر لفظہ۔ اشتیاق : مشتاق ہونا۔ الفرس : ملک فارس کے باشندے۔ تنتہض انتہض القوم للقتال : مقابلہ کیلئے کھڑا ہونا۔ تجز۔ جزائٌ سے مضارع مجہول ہے اور جزاء شرط ہونیکی وجہ سے مجزوم ہے۔ اناخ۔ الجمل : اونٹ کو بٹھانا۔ مرازبہ۔ ج مرزبان : فارسیوں کا رئیس سردار۔ عسف (ض) السلطان : ظلم کرنا۔ الرجل: مقصد کی تلاش میں بھٹکنا۔ والّا عدت۔ الا حرف استثناء نہیں ہے بلکہ ان شرطیہ اور لا نافیہ سے مرکب ہے۔ قربِ مخارج کیوجہ سے نون کا لام میں ادغام ہوگیا، گویا تقدیرِ عبارت یوں ہوئی "وان لم ینفق منہ ما یرضیکم" کذا فی الحاشیۃ۔ ضاریین۔ ضار کا تثنیہ ہے۔ ضری (س) ضریً ضراءً الکلب بالصید سے ہے : کتے کا شکار پر خوگر ہونا۔ آلۃ الملک مراد تاج وردی اور انگوٹھی ہے۔ صباحۃ الوجہ : چہرہ کا چمکیلا ہونا۔ مجوعین۔ مجوع، اسم مفعول کا تثنیہ ہے بمعنی بھوکا۔ خروف : بکری کا بچہ۔ مسلوخ : جس کی کھال اتارلی گئی ہو۔ موابذۃ۔ ج موبذ : فارسیوں کا فقیہ اور مجوسیوں کا حاکم۔ آساد۔ ج اسد : شیر تزأر (س، ض، ف) چنگھاڑنا۔ کرز۔ معرب گرز۔ السلاسل۔ ج سلسلۃ : زنجیر۔ سَلْسَلَ، سَلْسَلَۃُ الشئَ بالشئ: ایک

کو دوسرے سے جوڑنا۔ رادغۃ: کشتی لڑنا، دھوکہ دینا۔ وثب (ض) وثوبا: کودنا۔ اضلاع۔ ج ضلعٌ: پسلی۔ تندق: لوٹنا
ام الرأس: دماغ کی جھلی۔ لایفک: نہ چھڑا سکا۔ ضجات۔ ج ضجۃ: چیخ وپکار، شوروغل۔

توضیح بہرام گور کا اس کی حکومت کی ابتدائی دور کا واقعہ یہ ہے کہ اس کے باپ یزدجرد الاثیم نے بہرام گور کو اس کی کم عمری میں منذر ابن نعمان کے حوالہ کیا تھا تاکہ وہ اس کی تربیت کا خیال رکھے اور اس کو فاضل بنائے منذر نے ایسا ہی کیا۔ جب بہرام بڑا ہو گیا تو اس کو فن شہسواری سکھائی اس میں اللہ نے شہسواری پیدا کی، اور اس کے آخری حد تک اللہ نے اسے تیار کیا شہسواری کی انتہاء تک پہنچنے کیلئے۔ پھر اسے اس کے والد کے پاس لایا اور اس کے سامنے اس کی شہسواری، تیراندازی اور ہتھیار چلانے میں مہارت پیش کیا پھر اس کو بلوایا تو اسے خوش بیان فاضل اور تمام استعمال ہونیوالی زبانوں میں ماھر پایا۔ بہرام کا باپ بہت خوش ہوا اور منذر واپس آگیا، بہرام اپنے والد ہی کے پاس رہا مگر اس کے باپ نے بہرام کے خرچہ میں نہ وسعت پیدا کی اور نہ کسی کام میں لگایا، قریب آنے سے بھی منع کر دیا اور اپنے سے دور رکھنے لگا یہاں تک کہ جب اسے وہ دیکھتا تھا تو نظریں جھکا لیتا تھا، بہرام اس پر صبر سے کام لیتا تھا، جب یزدجرد کے پاس روم کا قاصد آیا تو بہرام نے اس سے درخواست کی کہ والد صاحب سے میرے لئے آپ سفارش کریں کہ وہ مجھے چھوڑ دیں عرب جانے کیلئے، چونکہ مجھے عرب جانیکا بہت شوق ہے۔ سفیر نے سفارش کی تو والد نے اجازت دیدی۔ آخر کار بہرام عرب لوٹ کر منذر کے ساتھ عزت سے رہا یہانتک کہ یزدجرد کی وفات ہو گئی اور اہل فارس میں سے شرفاء کی ایک بڑی جماعت شاہی خاندان کے ایک آدمی کسریٰ پر متفق ہو گئی اور سبھوں نے اسے حاکم تسلیم کیا چونکہ یزدجرد کو اس کی بدخلقی کی بناء پر اچھا نہیں سمجھتے تھے اور ملک کا اس کے بیٹے کے پاس باقی رہنا پسند نہیں کرتے تھے۔
جب منذر کو اس کی خبر ملی تو بہرام سے اس نے کہا کہ اگر میں تیرے واسطے ملک گیری کی سعی کروں تو کیا تو لڑنے کیلئے تیار ہے چونکہ میں عرب والوں کو جمع کروں گا اور تیرے ساتھ خود بھی چلوں گا۔ بہرام نے کہا اگر آپ اتنی ہمدردی کریں گے تو آپ کو اس کا بدلہ ملے گا۔ منذر نے عرب والوں کو اکٹھا کیا اور مدینہ ملک الفرس میں پڑاؤ ڈالا، وہاں کے رئیس لوگ اور شریف لوگوں نے آکر منذر سے یہ کہا کہ ایک زمانہ کے بعد تو اللہ نے یزدجرد اور اس کے ظلم وستم سے خلاصی عطاء کی ہے ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں اس کا لڑکا بھی اسی کے طور وطریق پر نہ چلنے لگے ہم اپنے تمام معاملات کا حال اس بادشاہ کی گردن میں ڈال چکے ہیں تو آپ کی جانب سے کوئی برائی کا معاملہ نہیں ہونا چاہئے۔ منذر نے کہا ایک دفعہ تم لوگ بہرام کے پاس اکٹھا ہو کر اس کی بات سنو اور جتنی چاہو شرط لگا لو۔ اگر تمہاری مرضی کے مطابق ہو تو ٹھیک ہے ورنہ میں واپس چلا جاؤں گا۔ چنانچہ ایک دن اکٹھا ہونیکا ان سے وعدہ ہو گیا، منذر نے ان کیلئے کھانے پینے کا انتظام کیا اور بہرام کو ایک پردہ کے پیچھے تخت پر بٹھا دیا، جب ان کا اجتماع مکمل طور پر ہو گیا اور لوگ کھانے پینے سے فارغ ہو گئے تو پردہ اٹھانے اور بہرام کو سلام کرنیکا حکم دیا۔ بہرام نے بہت ہی اچھے انداز میں ان کے سلام کا جواب دیا اور فارسی زبان میں ایک فصیح وبلیغ تقریر کی جس میں اس نے نیک سیرتی اور خیر پسند اور شریعت کی اتباع کا وعدہ کیا، اس کے بعد اس نے کہا کہ رہا میرا حکومت طلب کرنا سو یہ صرف وراثت کی بناء پر نہیں بلکہ تاج اور حلہ اور انگوٹھی کو دو خونخوار شیروں کے

آگے رکھا جائے اور میں تمہارا ایسا بادشاہ ہوں جسکی تم نے اپنے معاملات کی باگ ڈور سپرد کی ہے جس نے سلطنت کے آلہ کو چھین
لیا وہ تم پر حکمرانی کا مستحق ہوگا۔ لوگوں کو اس کی فصاحت اور ان کے مشاہدہ کردہ بہرام کی طاقت وجہ اس کے خوبصورت
وعدوں کے ساتھ ساتھ بہت پسند آئی، وہ یہ کام کرنے پر تیار ہوگئے تو انھوں نے تاج انگوٹھی اور حلہ لیکر ان سب
چیزوں کو دو بھوکے شیروں کے سامنے رکھ دیا، جن کے سامنے کھال اتاری ہوئی بکری کا بچہ تھا اور بڑے بڑے سردار
اور مجوسی حکماء اور ارکانِ دولت اس واقعہ کو دیکھنے کیلئے اکٹھا ہوئے۔ تو بہرام نے کسریٰ سے کہا بڑھئے! کسریٰ
نے جب یہ دیکھا کہ سامنے شیر ہی شیر گرج رہے ہیں تو اس بناء پر گھبرا گیا اور کہنے لگا کہ بلکہ آپ بڑھئے! بہرام نے علی
خیرۃ اللہ کہہ کر اقدام کیا درانحالیکہ اس کے ہاتھ میں سونے کا گرز تھا۔ اس نے حملہ کا ارادہ کیا اور دونوں شیر زنجیروں سے
چھوڑ دیئے گئے۔ ان میں سے ایک نے بہرام کا ارادہ کیا جب اس سے قریب ہوا تو بہرام نے اس سے کشتی لڑی، پھر
اس کی پیٹھ پر کود کر سوار ہوگیا اور اس کو اپنی رانوں سے اس قدر دبایا کہ اس کی پسلیاں ٹوٹنے کے قریب تھیں، پھر دوسرا
شیر لپکا تو بہرام اسکی طرف بہت جلد بڑھا گرز لیکر اس کے سر کے بھیجہ کیجانب اور اسے گرا دیا۔ اور وہ شیر جو اس کے
نیچے تھا برابر اٹھتے بیٹھتے رہا، اور وہ اپنی رانوں کو اس سے الگ نہیں کرتا تھا اور گرز سے اس کی کھوپڑی پر مارتا تھا،
یہانتک کہ اس کو جان سے مار دیا پھر دوسرے کی جانب متوجہ ہوا اور اسے بھی مار دیا پھر آوازیں بلند ہونے لگیں اور
لوگوں نے خوشخبری دی، اور اس کے لئے دعا کی اور تاج بہرام کے سر پر رکھا گیا، تخت شاہی پر وہ مستحق ہوکر بیٹھ گیا۔

مَنْعُ الْمُسْتَجِيْر

پناہ چاہنے والے کی حفاظت

قَالَ سَعِيْدُ بن مُسْلِمٍ نَذَرَ المهدي دَمَ رجلٍ مِنْ أَهْلِ الكوفة كَانَ يسعى في فسادِ سلطنته وجعل
لمن دلّه عليه أو جاءه به مائة ألف درهم قال فأقام حينًا متواريًا ثم إنه ظهر بمدينة السّلام
فكان ظاهرَ الغائب خائفًا مترقّبًا فبينا هو يمشي في بعض نواحيها إذ بصر به رجلٌ من أهل الكوفة
فعرفه فأهوى إلى مجامعِ ثوبه وقال هذا بُغيةُ أمير المؤمنين فأمكن الرّجل من قياده ونظرَ
إلى الموت أمامه فبينا هو على تلك الحالة إذ سمع وقع الحوافر من وراء ظهره فالتفت فإذا معنُ بن
زائدةَ فقال يا أبا الوليد أَجِرْني أجارك الله فوقف وقال للرجل الذي تعلق به ما شأنك قَالَ
بُغيةُ أمير المؤمنين الذي نذر دمه وأعطى لمن دلّ عليه مائةَ ألف فقال يا غلام انزل عن
دابّتك واحمل أخانا فصاح الرّجل يا معشر الناس يُحال بيني وبين مَنْ طلبه أمير المؤمنين قال
له معن اذهب فأخبره أنه عندي فانطلق إلى باب أمير المؤمنين فأخبر الحاجبَ فدخل إلى
المهدي فأخبره فأمر بحبس الرجل ووَجّه إلى معن من يحضره به فأتته أمير المؤمنين وَقد لبس

ثیابہ وقربت الیہ دابتہ فدعا اہل بیتہ ومو الیہ فقال لایخلصن الی ہذا الرجل وفیکم عین تطرف ثم رکب و دخل حتیٰ سلم علی المہدی فلم یرد علیہ فقال یا معن اتجیر علیّ قال نعم یا امیر المؤمنین: قال ونعم ایضا واشتد غضبہ فقال معن قتلت فی طاعتکم بالیمن فی یوم واحد خمسۃ عشر الفا ولی ایام کثیرۃ قد تقدم فیہا بلائی وحسن غنائی فما رأیتمونی اہلا ان تہبوا لی رجلا واحدا استجار بی فاطرق المہدی طویلا ثم رفع راسہ وقد سری عنہ فقال قد اجرنا من اجرت قال معن فان رأی امیر المؤمنین ان یصلہ فیکون قد احیاہ واغناہ فعل قال قد امرنا لہ بخمسۃ آلاف قال یا امیر المؤمنین ان صلات الخلفاء علی قدر جنایات الرعیۃ و ان ذنب الرجل عظیم فاجزل لہ الصلۃ قال قد امرنا لہ بمائۃ الف قال فتعجلہا یا امیر المؤمنین بافضل الدعاء ثم انصرف ولحقہ المال فدعا الرجل فقال لہ خذ صلتک والحق باہلک وایاک ومخالفۃ خلفاء اللہ تعالیٰ۔

لغوی تحقیق

سعید بن مسلم بن قتیبہ ابو عمر باہلی بصری۔ آپ امیر عادل، عالم حدیث اور عربی کے ماہر تھے۔ آپ کی وفات ۲۰۸ھ میں ہوئی۔ نذر (ن) نذرًا: اپنے اوپر کسی چیز کو ضروری کرلینا۔ متواری۔ تواری سے اسم فاعل ہے: پوشیدہ ہونا۔ مترقبًا: منتظر۔ اہویٰ الیہ: لینے کیلئے ہاتھ بڑھانا۔ الحوافر۔ ج حافر: کھر۔ ابو الولید: معن ابن زائدہ کی کنیت ہے۔ تطرف (ض)، پلک جھپکنا۔ سری: غصہ ہلکا ہوگیا تھا۔ اجزل۔ امر حاضر ہے اجزال: بمعنیٰ زیادہ عطا کرنا۔

توضیح

سعید ابن مسلم کہتے ہیں کہ مہدی نے کوفیوں میں سے ایک شخص کے خون کی نذر مانی جو اس کی سلطنت کو بگاڑنے میں کوشش کرتا تھا اور اس شخص کیلئے جو اس پر رہنمائی کرے یا اسے لائے سو ہزار درہم متعین کیا۔ سعید ابن مسلم کہتے ہیں کہ وہ شخص بہت دنوں تک چھپا رہا پھر وہ مدینۃ السلام میں رونما ہوا مگر وہ ظاہر ہوکر بھی غائب کے مثل تھا کہ ہر لحہ خائف اور حوادث کا منتظر رہتا تھا تو اس دوران کہ وہ مدینۃ السلام (بغداد) میں ٹہل رہا تھا اچانک ایک کوفی نے اسے دیکھا اور پہچان لیا اور اس کا گریبان پکڑنا چاہا اور کہنے لگا یہ امیر المؤمنین کا مطلوب ہے اس نے اسے کھینچنے پر قدرت دی اور اپنے سامنے اسے موت نظر آنے لگی۔ اسی حالت میں پیچھے سے اس نے گھوڑوں کی آواز سنی، مڑکر دیکھا تو معن بن زائدہ تھا۔ تو وہ کہنے لگا اے ابو الولید! مجھے بچالو۔ تمہیں اللہ بچائے گا، تو وہ کھڑا ہوگیا اور اس شخص سے کہا جو اس سے چمٹ رہا تھا، تیرا کیا حال ہے؟ کہا یہ امیر المؤمنین کا مقصد ہے جس کے خون کی نذر مانی ہے اور اس کی رہنمائی کرنیوالے کو سو ہزار درہم دے گا، تو معن بن زائدہ نے کہا: او لڑکے سواری پر سے اتر جا اور ہمارے بھائی کو سوار کرلے۔ تو اس شخص نے آواز لگائی، اے لوگوں کی جماعت یہ حائل ہو رہا ہے میرے اور اس شخص کے درمیان جس کو طلب کیا ہے امیر المؤمنین نے تو اس سے معن نے کہا چلا جا، پھر امیر المؤمنین کو بتا دینا کہ وہ میرے پاس ہے۔ تو یہ

امیرالمؤمنین کے دروازے کی جانب چلا پھر دربان کو بتایا، پھر مہدی کے پاس آیا اور اسے خبر دی تو مہدی نے اس شخص کو روکنے کا حکم دیا اور معن کے پاس ایک شخص کو بھیجا جو اسے لائے تو امیرالمؤمنین کے قاصد معن کے پاس آئے درانحالیکہ وہ اپنے کپڑے پہن چکا تھا اور اس کی سواری قریب لائی جا چکی تھی تو معن نے اپنے گھر والوں کو اور غلاموں کو بلایا پھر کہا کوئی راہ نہ پلٹے اس شخص تک درانحالیکہ تمہارے لئے جھپکنے والی آنکھیں موجود ہیں پھر سوار ہوا اور آیا اور مہدی کو سلام کیا لیکن مہدی نے جواب نہیں دیا۔ مہدی نے کہا اے معن! تو میرے خلاف پناہ دیتا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ مہدی نے کہا اور ہاں بھی کہتا ہے۔ اور اس کا غصہ بڑھنے لگا، تو معن نے کہا میں نے تمہاری اطاعت کیلئے یمن میں ایک دن کے اندر پندرہ ہزار آدمیوں کو قتل کیا اور میرے لئے بہت سے دن گذر چکے جس میں میرے کارنامے اور حسن عمل گذر چکا، تو کیا تم مجھے اس بات کا اہل نہیں سمجھتے ہو کہ تم میرے لئے ایک ایسے شخص کو معاف کردو جو مجھ سے پناہ چاہتا ہے۔ مہدی نے بہت دیر تک سر جھکایا پھر اپنا سر اٹھایا درانحالیکہ غصہ دور ہو چکا تھا۔ تو مہدی نے کہا ہم نے بھی پناہ دیدیا تم نے جس کو پناہ دی۔ معن نے کہا: اگر امیرالمؤمنین مناسب سمجھیں تو اسے انعام دیں۔ تو یہ انعام دینا گویا کہ اسے زندہ کرنا اور مالدار بنانا ہوگا۔ مہدی نے کہا ہم نے اس کیلئے پانچ ہزار کا حکم دیا۔ معن نے کہا اے امیرالمؤمنین یقیناً خلفاء کے انعامات رعیت کی خطاؤں کے بقدر ہوتا ہے اور اس شخص کا قصور زبردست ہے تو اس کیلئے انعام بڑھایئے اس نے کہا ہم نے حکم دیا اس کیلئے سو ہزار درہم کا۔ معن نے کہا: اے امیرالمؤمنین آپ جلدی کیجئے دعاء خیر میں پھر وہ لوٹ گیا اور اس کو مال مل گیا، معن نے اس شخص کو بلایا اور اس سے کہا اپنا صلہ لو اور اپنے گھر چلے جاؤ اور اللہ کے خلفاء کی مخالفت سے بچتے رہنا۔

صیانۃ الملوک رعایاھم
بادشاہوں کی حفاظت اپنے رعایا کی

قال ابوالفرج الاصبھانی لما رجع ذوالقرنین من المشرق والمغرب توجہ الی بلاد الصین، فحاصر مدینتھا اشد محاصرۃ فلما اشرف علی اخذھا نزل الیہ ملک الصین تحت اللیل ولم یعرف احد انہ ملک الصین وقال: انا رسول ملک الصین، فلما وصل الی الحجاب اخبرھم انہ رسول ملک الصین ویرید الدخول علی الاسکندر، فاعلموا الاسکندر بہ وادخلوہ علیہ، فلما دخل سلم ووقف بین یدیہ فقال لہ: تکلم فقال انی مامور ان لا اتکلم الا فی خلوۃ، ففتشہ الرسل خوفا من ان یکون معہ سلاح او مکیدۃ، فوجدوہ خالیا من ذلک فتقرب الی الملک الاسکندر وقال لہ ایھا الملک: انی ملک الصین بنفسی ولست برسولہ وقد حضرت بین یدیک لعلمی انک رجل عاقل عارف صالح مامون الغائلۃ فان کان قصدک قتلی فھا انا بین یدیک

وَاغنيك عن القتال وان كان ان تقصد لك المال فاطلب ولا تعجز، فانى مجيبك فى ما تطلب قال الاسكندر خاطرتَ بنفسك فقال ايها الملك! انا بين امرين اما ان تقتلنى فيقيم اهل مملكتى غيرى ويحاربوك وان تركتنى افد بلادى بما تريدُ وتنسب الى الجميل فلما سمع ذو القرنين ذلك اطرق مليًّا مفكرًا وعلم ان ملك الصين من ذوى العقول ثم انه رفع راسه وقال اريد منك خراج مملكتك ثلاث سنين كواملَ معجّلاً ثم بعد ذلك تعطى كل سنةٍ نصف الخراج فقال ملك الصين وهل تطلبُ غير ذلك شيئًا؟ قال لا، فقال: قد اجبتك الى ذلك فقال الاسكندر كيف يكونُ حالُ رعيتك بعد هذا المال المعجل؟ فقال: اُعطيك من عندى ولم اُكلّف رعيتى الى التعجيل والله ما نقول وكيلٌ. فخرج ملك الصين شاكرًا فلما طلع النهار اقبل ملك الصين بعشائره، حتى سدّ ما بين المشرق والمغرب واحاطوا بعساكر ذى القرنين حتى ايقنوا بالهلاك فظن الاسكندر وقومه ان ملك الصين خدعهم، فبينما هم فى هذه الفكرة واذا بملك الصين جاء وعلى راسه التاج فلما راٰه ذو القرنين قال: اغدرتَ فى ما قلت؟ قال لا ولكن اردتُ ان اريك انى لم اخضع لك خوفا، واعلم ان الذى هو غائب من جيوشى اكثر ممن حضر فقال له الاسكندر: قد تركتُ لك جميع ما قررتُه عليك من امر الخراج فلما رجع من بلاد الصين ارسل له ملك الصين تحفًا واموالاً كثيرةً على سبيل الهدية۔

لغوی تحقیق

صیانۃ (ن) بچانا، حفاظت کرنا۔ رعایا۔ ج رعیۃ: ہروہ چیز جس کی نگرانی ضروری ہو۔ الصین: ملک چین۔ اشرف۔ اشرافًا: نزدیک ہونا۔ حجاب۔ ج حاجب: دربان۔ خلوۃ: تنہائی۔ فتش تفتیشًا: تلاشی لینا۔ الغائلۃ: مصیبت، فساد، ہلاکت۔ ج غوائل۔ خاطرت۔ مخاطرۃ بنفسہ: خطرہ میں ڈالنا۔ افد۔ فدی یفدی فدیً فداءً سے مضارع متکلم ہے، جزاء شرط ہونیکی وجہ سے آخر سے یاء محذوف ہے۔ ملیًّا: زمانہ کا ایک حصہ۔ قال اللہ عز وجل، واہجرنی ملیًّا۔ خراج: ٹیکس جو بھیڑ بکریوں کے مالک سے لیا جائے۔ عشائر۔ جمع عشیرۃ: اعزاء واقارب، قبیلہ۔ سدّ (ن) سدادًا: ٹھیک کرنا، درست کرنا۔ اُرِیک۔ ارائۃ سے مضارع متکلم ہے۔ جیوش۔ ج جیش: فوج، لشکر۔ تحفًا۔ ج تحفہ: ہدیہ۔ غدرت۔ غدرَ (ن، ض، س) غدرًا: خیانت کرنا۔ صفت غادر۔ ج غدرۃ۔

توضیح

ابوالفرج اصفہانی کہتے ہیں کہ جب ذوالقرنین مشرق ومغرب سے لوٹے تو متوجہ ہوئے بلاد چین کی طرف پھر اس کے شہروں کا زبردست محاصرہ کیا، پھر جب ان کو فتح کرنے کے قریب ہو گئے تو ان کے پاس شاہِ چین رات کے وقت آیا اور کسی نے نہیں پہچانا کہ وہ شاہِ چین ہے اور کہنے لگا کہ میں شاہِ چین کا قاصد ہوں۔ جب دربانوں کے پاس پہنچا تو ان کو بتایا کہ وہ شاہِ چین کا قاصد ہے اور اسکندر پر داخل ہونے کا ارادہ کر رہا تھا تو انھوں نے اسکندر کا پتہ بتایا اور اس کو اسکندر پر داخل کیا، جب وہ داخل ہوا تو اس نے سلام

کیا اور اس کے سامنے کھڑا ہو گیا تو حضرت اسکندر نے اس سے فرمایا کہو، تو اس نے کہا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں نہ بات کروں مگر خلوت میں۔ تو قاصدوں نے اس کی تلاشی لی اس بات کا اندیشہ کرتے ہوئے کہ ہو اس کے ساتھ کوئی ہتھیار یا فریب کا سامان تو اس کو اس سے قریب خالی پایا تو وہ شاہ اسکندر کے قریب ہو کر کہنے لگا اے بادشاہ میں بذات خود چین کا بادشاہ ہوں میں اس کا قاصد نہیں ہوں اور میں آپ کے سامنے حاضر ہوا ہوں میرے جاننے کیوجہ سے کہ آپ ایک عقلمند آدمی جانکار، نیک اور ہلاکت سے مامون شخص ہیں، پس اگر آپ کا ارادہ مجھے قتل کرنے کا ہے تو لیجئے میں آپکے سامنے موجود ہوں اور آپ کو قتال سے بے نیاز کرتا ہوں۔ اور اگر آپ کا ارادہ مال کا ہے تو مانگ لیجئے اور تو اضع مت اختیار کیجئے، میں آپ کی بات کو قبول کرنیوالا ہوں جو آپ مانگیں۔ تو حضرت اسکندر نے فرمایا کہ تو نے اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالا۔ اس نے کہا اے بادشاہ میں دو باتوں کے درمیان ہوں یا تو آپ مجھے قتل کریں یا پھر میرے ملک والے میرے علاوہ کو بادشاہ بنا کر آپ سے قتال کریں۔ اور اگر تو نے مجھے چھوڑ دیا تو میں فدیہ دیتا رہوں گا اپنے شہروں کا ان چیزوں کے ذریعہ جو آپ چاہیں گے اور آپ کو بھلائی کیطرف منسوب کیا جائیگا۔ جب ذوالقرنین نے یہ بات سنی تو تھوڑی دیر تک غور و فکر کرتے ہوئے سر جھکایا اور یہ سمجھ گئے کہ شاہ چین عقلمندوں میں سے ہے پھر انھوں نے اپنا سر اٹھا کر فرمایا میں تم سے تمہاری مملکت کا ٹیکس مکمل تین سال کا فوری طور پر چاہتا ہوں پھر اس کے بعد تم ہر سال آدھا ٹیکس دینا، تو شاہ چین نے کہا میں اس کے علاوہ بھی قبول کرتا ہوں تو حضرت اسکندر نے فرمایا تمہاری رعایا کا حال کیا ہوگا اس فوری مال کے بعد۔ تو اس نے کہا میں آپ کو اپنے پاس سے دوں گا اور میں اپنی رعایا کو جلدی ادا کرنے کا مکلف نہیں بناؤں گا اور جو میں کہہ رہا ہوں اس کا خدا حافظ۔ شاہ چین شکریہ ادا کرتے ہوئے نکلا اور جب دن نکل آیا تو شاہ چین اپنے عزیز واقارب کو لیکر متوجہ ہوا یہانتک کہ اس نے مشرق اور مغرب کے درمیان پورے حصہ کو بند کر دیا اور ذوالقرنین کے لشکروں کا احاطہ کر لیا یہانتک کہ انھوں نے ہلاکت کا یقین کر لیا تو حضرت اسکندر اور ان کی قوم نے یہ گمان کیا کہ شاہ چین نے انھیں دھوکہ دیا اس اثناء میں کہ وہ اس سوچ میں تھے کہ اچانک شاہ چین آیا اور اس کے سر پر تاج تھا جب اس کو حضرت ذوالقرنین نے دیکھا تو فرمایا کہ تم نے دھوکہ دیا اپنے قول میں۔ انھوں نے کہا نہیں لیکن میں نے مناسب سمجھا کہ میں آپ کو دکھا دوں کہ میں نے آپ کے سامنے ڈرکیوجہ سے گھٹنا نہیں ٹیکا اور جان لیجئے کہ یقیناً جو چیزیں میرے لشکروں سے غائب ہیں وہ زیادہ ہیں موجودہ چیزوں کی بہ نسبت۔ تو اس سے حضرت اسکندر نے فرمایا میں نے تمہارے لئے چھوڑ دیا تمام ان چیزوں کو کہ جن کو میں نے تم پر لازم کیا تھا ٹیکس کے معاملہ میں سے جب وہ بلاد چین سے لوٹا تو اس کیلئے شاہ چین نے تحفے اور ہدیہ کے طور پر بہت سے مال بھیجے۔

المواعظ
نصیحتیں

لما دخل سلیمان بن عبد الملک المدینۃ سأل ھل بالمدینۃ احدٌ ادرک احدًا من

اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا: ابو حازم، فارسل اليه فلما دخل سأله فقال: يا ابا حازم: مالنا نكره الموت؟ فقال: لانكم اخربتم اخرتكم، وعمرتم دنياكم فكرهتم ان تنتقلوا من عمران الى خراب فقال له: كيف القدوم على الله؟ قال: اما المحسن فكغائب يقدم على اهله واما المسيء فكآبق يقدم على مولاه فبكى سليمان وقال: ياليت شعري مالنا عند الله؟ قال: اعرض عملك على كتاب الله تعالى فقال: في اي مكان اجده؟ فقال: في قوله ان الابرار لفي نعيم وان الفجار لفي جحيم، قال سليمان: فاين رحمة الله؟ قال: قريب من المحسنين، قال فاي عباد الله اكرم؟ قال: اولوا المروءة۔

لغوی تحقیق

مواعظ - ج موعظۃ: نصیحت۔ سلیمان بن عبد الملک۔ اس کی ولادت ۵۴ھ میں ہوئی۔ یہ ولید بن عبد الملک کا بھائی ہے۔ جب ولید کا انتقال ہوا تو یہ رملہ میں تھا۔ جمادی الثانیہ سنہ ۹۶ھ میں اس کے ہاتھ پر بیعت خلافت ہوئی۔ اور خلافت کو اس طرح انجام دیا کہ ولید کے جانیکے بعد حکومت میں خلا محسوس نہیں ہوا۔ بروز جمعہ ۲۱ صفر سنہ ۹۹ھ میں قنسرین کے قریب مقام دابق میں جاں بحق ہو گیا۔ اس وقت اس کی عمر پینتالیس سال تھی۔ ایام خلافت دو سال آٹھ ماہ پانچ روز ہیں۔ ابو حازم کنیت سلمہ نام اعرج لقب، والدہ کا نام دینار تھا، نسلاً عجمی، اور فارس کے باشندے تھے مگر فضل و کمال میں یکتائے روزگار تھے۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ سلمہ واعظ مدینہ کے عالم اور شیخ تھے۔ علامہ نووی فرماتے ہیں کہ ان کی ثقاہت و جلالت پر سب کا اتفاق ہے۔ انھوں نے صحابۂ کرام میں حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ سے اور غیر صحابہ میں ابو امامہ، سعید بن المسیب، عامر بن عبد اللہ، عبد اللہ بن ابی قتادہ وغیرہم سے حدیث روایت کی ہے، عالم باکمال ہونیکے باوجود کھجوروں کی تجارت کر کے معاش حاصل کرتے تھے۔ منصور کے دور خلافت میں سنہ ۱۴۰ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ نکرہ (س) کراہۃ: ناپسند کرنا۔ خربتم: خانہ ویران کرنا، عمرتم تعمیرا: آباد کرنا۔ عمران: آبادی۔ خراب: ویرانہ۔ المسی: بدکار۔ آبق: بھگوڑا غلام۔ ابرار۔ ج بر: نیک۔ نعیم: جنت کی نعمتیں۔ فجار۔ ج فاجر: تباہ کار۔ جحیم: دوزخ، بھڑکتی ہوئی آگ۔ اولوا المروءۃ: صاحب مروت۔

توضیح

جب سلیمان ابن عبد الملک مدینہ میں داخل ہوا تو اس نے پوچھا کیا مدینہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو پالینے والا کوئی شخص ہے۔ تو لوگوں نے کہا یہ ابو حازم ہیں۔ ان کے پاس قاصد بھیجا۔ جب وہ تشریف لائے تو ان سے سوال کیا اور کہا اے ابو حازم ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم موت کو ناپسند کرتے ہیں تو انھوں نے فرمایا چونکہ تم لوگوں نے اپنی آخرت برباد کی اور اپنی دنیا آباد کی، اس بنا پر تم اس بات کو ناپسندیدہ سمجھتے ہو کہ آبادی سے اجاڑ کیطرف چلے جاؤ، تو سلیمان نے پوچھا اللہ کے سامنے کس طرح آنا ہو گا۔ انھوں نے جواب دیا۔ بہر حال نیک شخص تو وہ اس غائب شخص کیطرح ہے جو اپنے گھر والوں کے پاس آئے، اور بہر حال بدکار تو وہ اس بھگوڑا غلام کیطرح ہے کہ جو اپنے مولیٰ کے پاس آئے، تو سلیمان رونے لگا اور کہنے لگا کاش میں جانتا کہ اللہ کے پاس ہمارے لئے کیا ہے تو حضرت ابو حازم نے فرمایا کہ اپنے عمل کو کتاب اللہ پر پیش کرو تو اس نے پوچھا کہاں میں اسے

پاؤں گا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ارشاد "ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم" میں۔ سلیمان نے کہا، کہاں ہے اللہ کی رحمت تو آپ نے جواب دیا نیک لوگوں سے بالکل قریب ہے۔ سلیمان نے پوچھا: اللہ کے کون سے بندے باعزت ہیں فرمایا: مروت والے۔

وَجَاءَ اعرابیٌّ إلیٰ سُلیمان بن عبد الملك هٰذا فقال یا امیر المؤمنین: إنّی اُکلّمك بکلامٍ فاحتمله فانّ وراءه ان قبلته ما تحبّ، فقال سُلیمانُ: هاتِه یا اعرابیّ! فقال الاعرابی: انی اُطلق لِسانی بما خرست عنه الالسن تادیة لحق اللهِ، انه قد اکتنفك رجالٌ قد اساءوا الاختیار لِانفسهم وابتاعوا دنیاك بدینهم ورضاك بسخط ربهم وخافوك فی الله ولم یخافوا الله فیك فهم حربٌ للآخرة وسلمٌ للدنیا، فلا تأمنهم علیٰ ما استخلفك الله علیه فانهم لن یبالوا بالامانة وانت مسئولٌ عمّا اجترموا، فلا تصلح دنیاهم بفساد آخرتك، فانّ اعظم الناس عند اللهِ عیباً مَن باع آخرته بدنیا غیره، فقال له سُلیمان انت انت ما انت؟ یا اعرابی! فقد سللت لسانك وهو سیفك، قال: اجل: یا امیر المؤمنین: لك لا علیك۔

لغوی تحقیق احتمله، احتمالاً: برداشت کرنا۔ اُطلق۔ اطلق فی کلامہ: تعمیم کرنا، مقید نہ کرنا۔ خرست (س) خرساً: گونگا ہونا۔ اکتنفك۔ اکتنافاً: احاطہ کرنا۔ لن یبالوا: مبالاۃ: پرواکرنا۔ اجترموا۔ اجتراماً و جرم (ض) جریمۃً: گناہ کرنا۔ سللت (ن) سلاً۔ السیف: تلوار سونتنا۔

توضیح ایک دیہاتی جب سلیمان ابن عبد الملک کے پاس آیا تو اس نے کہا اے امیر المؤمنین میں آپ سے ایک بات کروں گا، آپ اسے برداشت کر لیجئے۔ اس کے بعد اگر آپ نے اسے قبول کیا تو وہ چیز مل جائیگی جو آپ چاہتے ہیں۔ سلیمان نے کہا کہ بتاؤ اے دیہاتی: تو دیہاتی نے کہا میں اپنی زبان کو چلاتا ہوں ایسی باتوں میں جن سے زبانیں گونگی ہیں اللہ کے حق کو ادا کرنے کیلئے، بیشک آپ کو کچھ لوگوں نے گھیر لیا کہ جنھوں نے اپنے لئے برائی کا انتخاب کیا اور تیری دنیا کو اپنے دین کے بدلہ میں خرید لیا، اور تمہاری رضامندی کو اپنی ناراضگی کے بدلہ میں اور رب سے وہ ڈرے اللہ کے معاملہ میں، اور وہ اللہ سے تمہارے معاملہ میں نہیں ڈرتے، تو وہ لوگ آخرت کیلئے لڑائی ہیں اور دنیا کیلئے صلح۔ تو آپ ان کو امین نہ بنائیں اس چیز کا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس چیز کا نائب بنایا ہے چونکہ وہ امانت کی پروا نہیں کرتے، اور آپ مسئول ہوں گے ان کے جرائم کے متعلق، تو اپنی دنیا کو درست نہ کر و اپنی آخرت کو بگاڑ کر۔ چونکہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا عیب دار وہ شخص ہے جس نے اپنی آخرت کو دوسروں کی دنیا کے بدلہ میں بیچ ڈالا۔ تو اس سے سلیمان نے کہا تو کون ہے اے دیہاتی کہ تو نے اپنی زبان کو چلانا شروع کیا گویا کہ وہ تیری تلوار ہے تو اس نے کہا ہاں اے امیر المؤمنین آپ کیلئے مفید ہے، آپ کیلئے مضر نہیں۔

وَلَمَّا حَجَّ بِالنَّاسِ قَالَ لِوَلِيِّ عَهْدِهٖ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَلَا تَرٰى هٰذَا الْخَلْقَ الَّذِيْ لَا يُحْصِيْ عَدَدَهُمْ اِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَا يَسَعُ رِزْقَهُمْ غَيْرُهٗ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ هٰؤُلَاءِ رَعِيَّتُكَ الْيَوْمَ وَهُمْ غَدًا خُصَمَاؤُكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَبَكٰى سُلَيْمَانُ بُكَاءً شَدِيْدًا ثُمَّ قَالَ : بِاللّٰهِ اَسْتَعِيْنُ ۔

توضیح اور جب سلیمان لوگوں کے ساتھ حج کیلئے گیا تو اس نے اپنے چچا زاد بھائی سے کہا اور اپنے ولیعہد عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ کیا تم اس لاتعداد مخلوق کو نہیں دیکھتے اس کو خدا کے سوا کوئی شمار نہیں کرسکتا اور اس کے علاوہ کوئی رزق نہیں دے سکتا، تو اس نے کہا اے امیر المؤمنین یہ سب آج آپ کی رعیت ہیں اور کل اللہ کے سامنے آپ کے مدمقابل ہوں گے۔ تو سلیمان بہت رویا پھر اس نے کہا اللہ کے ذریعہ میں مدد چاہتا ہوں۔

وَقَالَ يَوْمًا لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى حِيْنَ اَعْجَبَهٗ مَا صَارَ اِلَيْهِ مِنَ الْمُلْكِ يَا عُمَرُ! كَيْفَ تَرٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ؟ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ هٰذَا سُرُوْرٌ لَوْلَا اَنَّهٗ غُرُوْرٌ وَنَعِيْمٌ لَوْلَا اَنَّهٗ عَدِيْمٌ وَمُلْكٌ لَوْلَا اَنَّهٗ هُلْكٌ وَفَرَحٌ لَوْلَمْ يَعْقُبْهُ تَرَحٌ وَلَذَّاتٌ لَوْلَمْ تَقْتَرِنْ بِاٰفَاتٍ وَكَرَامَةٌ لَوْ صَحِبَتْهَا سَلَامَةٌ فَبَكٰى سُلَيْمَانُ رَحِمَهُ اللّٰهُ حَتّٰى اَخْضَلَتْ دُمُوْعُهٗ لِحْيَتَهٗ ۔

لغوی تحقیق غرور۔ تکبر، گھمنڈ۔ عدیم بمعنیٰ معدوم۔ ہُلک۔ ہلاک میں ایک لغت ہے۔ ترح۔ غم۔ تَرَحَ (ف) ترحًا غمگین ہونا۔ اخضلت تر ہونا، نمناک ہونا۔ صفت خَضِلٌ ۔ خاضل۔ کہا جاتا ہے عیشٌ خضلٌ : شاداب زندگی۔

توضیح اور ایک دن سلیمان نے حضرت عمر بن عبد العزیزؒ سے کہا جبکہ اس کو خوش کردیا تھا اس چیز نے جس کیطرف وہ ترقی کررہا تھا سلطنت میں سے، اے عمر کیا خیال ہے تمہارا اس چیز کے بارے میں جس میں ہم ہیں تو انھوں نے فرمایا اے امیر المؤمنین یہ خوشی ہے اگر گھمنڈ نہ ہو اور نعمت ہے اگر فوت نہ ہو، اور ملک ہے اگر ہلاکت نہ ہو، اور خوشی ہے اگر اس کے بعد رنج نہ ہو، اور لذتیں ہیں اگر آفتیں نہ ملیں اور بزرگی ہے اگر اس کے ساتھ سلامتی ہو، تو سلیمان اتنا رویا یہاں تک کہ اس کے آنسوؤں نے اس کی ڈاڑھی تر کردیا۔

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ : مَا انْتَفَعْتُ بِكَلَامِ اَحَدٍ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا انْتَفَعْتُ بِكَلَامٍ كَتَبَهٗ اِلَيَّ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَتَبَ اِلَيَّ ۔ اَمَّا بَعْدُ : فَاِنَّ الْمَرْءَ يَسُرُّهٗ اِدْرَاكُ مَا لَمْ يَكُنْ لِيَفُوْتَهٗ وَيَسُوْءُهٗ فَوْتُ مَا لَمْ يَكُنْ لِيُدْرِكَهٗ فَلْيَكُنْ سُرُوْرُكَ بِمَا نِلْتَ مِنْ

امر اٰخرتك ولیکن اسفك علیٰ ما فاتك منها وما نلتَ من امر دنیاك فلا تکن بہ فرحًا، وما فاتك منها فلا تأس علیہ جزعًا ولیکن همّك ما بعد الموتِ، وکتبت عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنها الیٰ معاویۃ اَمّا بعدُ: فانہ من یعمل بمساخط اللہ یصرحامدہ من الناس ذامالہ، والسّلام۔

لغوی تحقیق نلتَ (ض، س) نَیلًا: پانا۔ اسف: افسوس۔ لاتأسَ۔ نہی حاضر ہے۔ اَسِیَ (س) اسیً: غمگین ہونا۔ جزعًا: بے صبری کا مظاہرہ کرنا۔ مساخط۔ ج مسخط: سببِ ناراضگی۔

توضیح اور حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ نے فرمایا میں نے کسی کے کلام سے فائدہ نہیں اٹھایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جتنا کہ میں نے فائدہ اٹھایا اس کلام سے جو لکھا تھا میرے پاس حضرت علیؓ ابن ابی طالبؓ نے۔

امابعد: یقینًا آدمی کو اس چیز کا پانا خوش کرتا ہے کہ آدمی سے وہ فوت نہ ہو، اور آدمی کو بُرا معلوم ہوتا ہے اس چیز کا فوت ہونا کہ جس کو پا نہیں سکتا۔ تو چاہئے کہ تیری خوشی اس چیز کے ذریعہ ہو جو تم نے حاصل کیا اپنی آخرت کی کسی بات میں سے، اور چاہئے کہ تیرا افسوس اس چیز پر ہو جو تجھ سے فوت ہو گئی ہو آخرت میں سے اور جو تو نے اپنی دنیا کے معاملہ میں سے حاصل کیا تو تو اس پر خوش نہ ہو، اور جو تجھ سے فوت ہو جائے دنیا میں سے تو تو اس پر ناامید نہ ہو گھبراہٹ کی وجہ سے، اور چاہئے کہ ہو تجھے غم موت کے مابعد کیلئے۔ اور حضرت عائشہؓ نے حضرت معاویہؓ کے پاس لکھا۔ امابعد: یقینًا جو شخص اللہ کی ناراضگی والے عمل کرتا ہے تو لوگوں میں سے اس کی تعریف کرنیوالا اس کی مذمت کرنیوالا ہو جاتا ہے۔ والسّلام

وخرج الزهریُّ یومًا من عند هشامٍ باربع قیل لہ، ما هُنَّ؟ قال دخل رجلٌ علےٰ هشامٍ فقال یا امیرَ المؤمنین! احفظ عنّی اربع کلماتٍ فیهن صلاحُ مُلکِكَ واستقامۃ رعیتك فقال ما هنّ فقال لاتعدنَّ عدۃً لاتثق من نفسك بانجازها، قال: هٰذہ واحدۃٌ فهاتِ الثانیۃ، قال، لایغرنّكَ المرتقیٰ وان کان سهلًا اذا کان المنحدرُ وعرًا، قال هات الثالثۃ قال: واعلم انّ للاعمالِ جزاءً فاتّقِ العواقبَ قال: هات الرابعۃ قال: واعلم ان للامورِ بغتاتٍ فکن علیٰ حذرٍ۔

لغوی تحقیق ہشام بن عبد الملک۔ اس کی ولادت ۷۲ھ میں ہوئی۔ اس کی ماں عائشہ بنت ہشام ابن اسمٰعیل مخزومی تھی۔ اپنے بھائی یزید کے انتقال کے وقت یہ حمص میں تھا، وہیں ڈاک کے ذریعہ عصا اور خاتم خلافت اس کو بھیجی گئی، وہاں سے یہ دمشق آیا اور خلافت کی بیعت لی، ہشام حلیم الطبع عاقل و فرزانہ تھا، اس نے ایک مرتبہ شرفاء میں سے کسی کو گالی دیدی تو اس نے برجستہ کہا، شرم نہیں آتی خلیفہ ہو کر بدزبانی کرتے ہو، ہشام نے ندامت سے سر جھکالیا

اور اس سے معافی مانگی۔ ۶ ربیع الثانی ۱۲۵ھ میں اس کا انتقال ہوگیا۔ اس کی خلافت انیس ۱۹ سال چھ ۶ ماہ گیارہ ۱۱ روز رہی۔

لاتعدن (ض) وعدًا، عِدَۃً: وعدہ کرنا۔ لاتثق۔ وثوقًا: بھروسہ کرنا۔ انجاز: وعدہ پورا کرنا۔ المرتقی۔ اسم ظرف ہے: چڑھنے کی جگہ۔ سہل: نرم۔ المنحدر۔ اسم ظرف ہے: ڈھلوان جگہ۔ وعر: سخت، دشوار۔ بغتات: یکایک آجانیوالی مصیبتیں۔ حذر: چوکنا رہنا۔

توضیح اور ایک دن امام زہریؒ ہشام کے پاس سے چار چیزیں لیکر نکلے، ان سے کہا گیا وہ چار باتیں کیا ہیں۔ ایک شخص ہشام کے پاس آیا اور اس نے کہا اے امیرالمؤمنین: میری جانب سے چار باتیں یاد رکھئے جن میں آپ کی سلطنت کی صلاح ہے اور تیری رعایا کی استقامت ہے تو ہشام نے کہا: بیان کرو۔ تو اس نے کہا: آپ وعدہ مت کیجئے کہ اپنے اوپر اعتماد نہ ہو آپ کو اس وعدہ کے پورا کرنے پر۔ ہشام نے کہا یہ تو ایک بات ہے۔ دوسری بات بیان کرو۔ تو اس نے کہا: آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے بلندی پر چڑھنا، خواہ کتنا ہی آسان ہو جبکہ اترنا مشکل ہے۔ ہشام نے کہا: تیسری بات بیان کرو، تو اس نے کہا: تمام اعمال کیلئے بدلہ ہے تو انجام سے آپ ڈرتے رہیئے۔ ہشام نے کہا: چوتھی بات بیان کرو۔ تو اس نے کہا یہ جان لیجئے کہ امور کیلئے ناگہانیاں ہیں، تو آپ بچکر رہیئے۔

قعد معاویۃ بالکوفۃ یُبَایِعُ النَّاسَ علی البراءۃ من علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال لہ رجلٌ یا امیرالمؤمنین: نطیع احیاءَکم ولا نتبرأ من موتاکم فالتفت الی المغیرۃ فقال لہ: ھٰذا رجلٌ فاستوص بہ خیرًا۔

لغوی تحقیق احیاء۔ ج حی: زندہ۔ لانتبرأ۔ براءۃ: بیزار ہونا۔ موتیٰ۔ ج میت: مردہ۔ المغیرۃ بن شعبہ ثقفی مشہور صحابی ہیں رضی اللہ عنہ۔ آپ عقلاء روزگار میں سے تھے۔ غزوۂ خندق کے بعد ایمان لائے اور صلح حدیبیہ اور بیعتِ رضوان میں اور اس کے بعد غزوات میں شریک رہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو بحرین اور بصرہ و کوفہ کا والی مقرر کیا تھا، بصرہ میں سب سے پہلے دیوان آپ ہی نے قائم کیا تھا۔ تمام کتب صحاح میں آپ سے روایت مروی ہیں۔ صحیحین میں آپ سے بارہ احادیث مروی ہیں، اور آپ کی تمام مرویات کی تعداد ۱۳۶ ہے۔ آپ نے ۵۰ھ میں اس دارِ فانی سے دارِ آخرت کو رحلت فرمائی۔ فاستوص۔ استیصاءً: وصیت قبول کرنا۔

توضیح حضرت معاویہؓ کوفہ میں لوگوں سے بیعت لینے کیلئے بیٹھے حضرت علیؓ سے براءۃ پر، تو ان سے ایک شخص نے کہا: اے امیرالمؤمنین ہم تمہارے زندوں کی اطاعت کرتے ہیں اور تمہارے مردوں سے بیزار نہیں ہیں پھر وہ متوجہ ہوا مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف۔ تو آپ نے فرمایا: یہ کامل مرد ہے اس سے خیر کی نصیحت حاصل کرنی چاہیئے۔

قصۃ سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام

سیدنا حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا واقعہ

مِنْ حِکَمِ اللہ تعالیٰ ان خلق اٰدمَ مِنْ غیرِ اب وَاُمٍّ وخلقَ حوّاءَ من غیرِ اُمٍّ وخلقَ عیسیٰ مِنْ غیرِ اب وخلقَ بقیۃَ نوعِ الانسان من اب وَ اُمٍّ ولمّا ارادَ اللہُ ان یخلق نبیّہٗ عیسیٰ ارسلَ الی مریمَ جبرئیلَ فی صورۃِ انسانٍ وکانتْ وقتئذٍ معتزلۃً فی مکانٍ شرقیِ الدارِ حیث کانت تغتسلُ مِنْ حیضِہا فلما رأت جبرئیلَ استعاذتْ منہ لیبتعدَ عنہا فاجابَ بانّہٗ رسولٌ مِنْ قِبَلِ اللہِ جاءَ ھا لیھبہا ولدًا یکونُ نبیًّا قال" انما انا رسولُ ربّکِ لِاَھَبَ لکِ غلامًا زکیًّا" فاجابتہٗ کیف یکون لی ولدٌ وَ انا لم اتزوّجْ ولستُ مِنْ اھلِ البغیِ "قالتْ انّیٰ یکونُ لِی غلامٌ ولم یمسسنی بشرٌ ولمْ اکُ بغیًّا "فقالَ لہا ھٰذا امرٌ ھیّنٌ علیٰ ربّکِ ارادَ ذٰلکَ لیکونَ علامۃً للناسِ علیٰ قدرتہٖ ورحمۃً لمنْ اٰمَنَ بہٖ وقدحکم بایجادہٖ وَلامحالۃَ فحملت بہٖ ولم تمضِ ساعۃٌ من حملہٖ حتیٰ احسّت بالمِ الولادۃِ فجاءتْ تحتَ جذعِ النخلۃِ وَوضعتہٗ ثم ذھبتْ الیٰ قومِہا حاملۃً لہٗ فظنوا انہا جاءت بہٖ من طریقِ الزنا فانّبتہٗ قومُہا بحملہٖ قالوا یا مریمُ لقد جئتِ شیئًا فریًّا وَھمّوا الرجموھا فاشارتْ لہم الیہ لیسألوہ فقالوا لہا کیفَ نکلّمُ مَنْ کانَ فی المھدِ صبیًّا فقال لہم عیسیٰ انّی عبدُ اللہِ اٰتانی الکتابَ وجعلنی نبیًّا وجعلنی مبارکًا اینما کنتُ وَاوصانی بالصلوٰۃِ والزکوٰۃِ ما دُمتُ حیًّا وبرًّا بوالدتی ولم یجعلنی جبارًا شقیًّا والسّلام علیّ یوم ولدتُ ویوم اموتُ ویوم اُبعثُ حیًّا فعند ذٰلکَ تحققتْ لہم براءتُہا ولمّا بلغَ عیسیٰ ثلاثینَ سنۃً بعثہ اللہ رسولًا وَ انزلَ علیہِ الانجیلَ وَ اٰمَنَ بہٖ خلقٌ کثیرٌ۔

لغوی تحقیق

حِکَمٌ۔ ج حکمۃ: عقلمندی، دانائی، حق کے موافق گفتگو۔ معتزلۃ۔ اعتزل۔ الشیٔ وعنہ: الگ ہونا، جدا ہونا۔ زکیًّا: گناہوں سے پاک۔ بغیًّا: بدکار وزناکار عورت۔ ج بغایا۔ بغی سے فعول کا وزن ہے، واؤ کو یاء سے بدل کر غین کو کسرہ دیدیا گیا، فعول کا وزن جب فاعل کیلئے ہوتا ہے تو اس میں مذکر و مؤنث دونوں یکساں ہیں۔ جذع: درخت کا تنہ۔ ج جذوع۔ نخلۃ: کھجور کا درخت (دکانت یابسۃً لاراس لہا ولاخضرۃ فیہا وکان الوقت شتاءً) فریًّا: ایسا کام جس پر حیرت وتعجب ہو۔ فلان یفری الفری: فلاں تعجب انگیز کام کرتا ہے۔ لیرجموہا (ن) سنگسار کرنا۔ رجمًا بالغیب۔ اٹکل پچو بات۔ المھد: گہوارہ، پنگوڑا، جھولنا۔ ج مھود۔ مھد (ف) مھدًا: بچھانا۔ مہاد: بچھونا۔

توضیح

اللہ تبارک وتعالیٰ کی حکمتوں میں سے ہے کہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں اور باپ کے پیدا کیا اور حضرت حواء علیہا السلام کو بغیر ماں کے پیدا کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا اور

باقی تمام انسانوں کو ماں اور باپ دونوں سے پیدا کیا۔ جب اللہ تعالےٰ نے چاہا حضرت عیسٰی علیہ السلام کے پیدا کرنے کو تو اللہ نے حضرت مریمؑ کے پاس حضرت جبرئیلؑ کو انسان کی صورت میں بھیجا اور اس وقت وہ الگ تھلگ تھیں مشرق کی جانب ایک مکان میں جہاں وہ غسل فرما رہی تھیں اپنے حیض کی وجہ سے۔ جب حضرت مریم علیہا السّلام نے حضرت جبرئیل علیہ السّلام کو دیکھا تو ان سے پناہ چاہی تاکہ وہ دور ہوں حضرت مریم سے۔ تو انھوں نے یہ جواب دیا کہ وہ اللہ کی جانب سے بھیجے ہوئے قاصد ہیں، وہ ان کے پاس تشریف لائے ہیں تاکہ وہ حضرت مریمؑ کو ایسا ایک بچہ ہبہ کریں جو نبی ہو۔ انھوں نے کہا "انما انا رسول ربک" (والآیۃ) میں تو تیرے رب کا قاصد ہوں تاکہ میں تجھے ایک ہوشیار لڑکا عطا کروں۔ تو حضرت مریم نے ان کو جواب دیا کہ کیسے میرے بچہ ہو گا حالانکہ میں نے شادی نہیں کی اور نہ میں بدکاروں میں سے ہوں۔ قالت انّٰی یکون لی غلامٌ (والآیۃ) حضرت مریم علیہا السّلام نے کہا کیسے میرے لڑکا ہو گا درانحالیکہ کسی شخص نے مجھے نہیں چھوا اور نہ میں بدکار ہوں۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے ان سے کہا یہ تیرے رب کے لئے آسان کام ہے۔ اللہ نے اس کا ارادہ کیا تاکہ یہ لوگوں کیلئے اس کی قدرت پر علامت ہو جائے۔

اور اس کے لئے رحمت ہو جو اس پر ایمان لائے۔ اور اللہ تعالےٰ نے اس ارادہ کو وجود میں لانیکا فیصلہ کر دیا ہے اور یقیناً ہو کر رہے گا۔ پس حضرت مریم علیہا السلام حاملہ ہوئیں اور ان کے حمل کو تھوڑی دیر بھی نہیں گذری تھی کہ انھوں نے ولادت کی تکلیف محسوس کی، تو وہ ایک کھجور کی ٹہنی کے نیچے آئیں اور حمل کو جنا، پھر اپنی قوم کے پاس اس کو اٹھا کر لے گئیں تو انھوں نے یہ سمجھا کہ اس کا یہ بچہ زنا کی وجہ سے پیدا ہوا۔ (فاتت بہ قومہا تحملہ قالوا الخ) یعنی وہ ان کو لیکر اپنی قوم کے پاس آئیں ان کو گود میں لئے ہوئے۔ تو انھوں نے کہا اے مریم تونے بہت ہی غضب کا کام کیا، اور انھوں نے ان کو پتھروں سے سنگسار کرنا چاہا تو حضرت مریم نے انکو اشارہ کیا اس بچہ کی جانب تاکہ وہ اس سے سوال کریں، تو انھوں نے حضرت مریم سے کہا ہم کیسے بات کریں اس بچہ سے جو گود میں ہے۔ تو ان سے حضرت عیسٰی علیہ السّلام نے کہا میں اللہ کا بندہ ہوں اللہ نے مجھے کتاب عطاء کی اور مجھے بابرکت نبی بنایا چاہے جہاں کہیں بھی رہوں اور مجھے نماز کی وصیت کی اور زکوٰۃ کی جب تک میں زندہ رہوں اور اپنی والدہ کے ساتھ اچھا سلوک کرنیوالا بنایا اور مجھے بدبخت اور ظالم نہیں بنایا۔ اور مجھ پر سلامتی ہو جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن میں زندہ اٹھوں گا۔ تو اس وقت ان کے سامنے حضرت مریم علیہا السّلام کی براءت محقق ہوئی۔ اور جب حضرت عیسٰی علیہ السّلام تیس ۳۰ سال کی عمر کو پہنچے تو اللہ نے ان کو رسول بنا کر بھیجا اور انجیل نازل فرمائی۔ اور ان پر بہت سے لوگ ایمان لائے۔

وَمِن معجزاتہ انّہٗ کان یُصَوِّرُ مِنَ الطین طَیْرًا فینفخ فیہ فیکون طیرًا باذن اللہ ویُبْرِئُ الأکْمَہَ والابرصَ ویُحیِی الموْتیٰ باذنِ اللہ۔

توضیح اور آپ کے معجزات میں سے ہے کہ وہ مٹی سے پرندہ کی شکل بناتے تھے، اور اس میں پھونک مارتے تھے تو وہ شکل پرندہ ہو جاتی تھی اللہ کے حکم سے، اور مادر زاد اندھے اور برص کے مریض کو اچھا کر دیتے تھے، اور مردوں کو اللہ کے حکم سے زندہ کر دیتے تھے۔

وَمِن مُعجزاتِہٖ ایضاً نزولُ المائدۃِ من السماءِ واخبارُ قومِہٖ بما یاکلون وما یدّخرون فی بیوتھم وقد اغتاظت منہ الیھود، فاتفقوا علٰی قتلہٖ فھجموا علیہ فی بیتہٖ، فدخل واحدٌ منھم اسمہٗ یھوذا فلم یجدہ، فدخلوا علیہ فوجدوا فیہ شبیھًا من عیسٰی، فقتلوہ وصلبوہ۔ واما عیسٰی فرفعہ اللہ الی السماءِ فذٰلک قولہٗ تعالٰی وما قتلوہ وما صلبوہ ولٰکن شُبّہ لھم وقولہٗ تعالٰی بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزًا حکیمًا وکساہُ اللہ اوصاف الملٰئکۃ وھو حیٌّ الی الآن۔

توضیح اور آپ کے معجزات میں سے ہے نیز دستر خوان کا آسمان سے اترنا اور اپنی قوم کو بتانا اس چیز کا جو وہ کھاتے تھے اور اپنے گھروں میں جمع کرتے تھے اور اس کی بنا پر یہودی غیظ و غضب میں مبتلا ہوئے چنانچہ ان کو مار ڈالنے پر متفق ہو گئے تو ان پران کے گھر میں حملہ کیا۔ ان میں سے ایک شخص جس کا نام یہوذا تھا داخل ہوا لیکن اس نے ان کو نہیں پایا۔ تو سب لوگ آپ پر داخل ہوئے تو انھوں نے وہاں حضرت عیسٰی علیہ السلام کے مشابہ ایک شخص کو پایا پھر انھوں نے اسے قتل کر دیا اور اسے سولی دیدی۔ اور بہر حال حضرت عیسٰی علیہ السلام تو انکو اللہ نے آسمان کی جانب اٹھالیا۔ اسی کے بارے میں اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے" وما قتلوہ وما صلبوہ " یعنے نہ انھوں نے حضرت عیسٰیؑ کو قتل کیا اور نہ سولی دی بلکہ ان کے سامنے ایک مشابہ شخص ظاہر کیا گیا۔ اور اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے" بل رفعہ اللہ الخ" یعنی بلکہ اللہ تبارک و تعالٰی نے انھیں اپنی جانب اٹھالیا، اور اللہ تعالٰی نے انکو ملائکہ کے اوصاف سے آراستہ کیا تھا اور وہ آج تک زندہ ہیں۔

وَاَمّا مَریم امّہٗ فتوفیت بعد رفعہٖ بمدۃٍ قلیلۃٍ ودفنت ببیت المقدس ثم انہٗ ینزل قبل قیام السّاعۃ یحکم بشریعۃ سیدنا محمّدٍ علیہ الصلٰوۃ والسّلام ولا یدع کافرًا ویمکث مدۃ اربعین سنۃ، ثم یحج ویزور قبر محمدٍ صلی اللہ علیہ وسلم ثم یموت ویدفن بجوارہٖ۔

توضیح اور بہر حال حضرت مریم علیہا السلام انکی ماں وفات پائیں ان کے اٹھائے جانیکے بعد بہت کم مدت میں اور انھیں دفن کیا گیا بیت المقدس میں۔ پھر حضرت عیسٰی علیہ السلام قیامت قائم ہونے سے پہلے اتریں گے، اور حکم دیں گے ہمارے آقا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت کا اور کسی کافر کو نہیں چھوڑیں گے اور چالیس

سال تک رہیں گے پھر حج کریں گے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے مزار کی زیارت کریں گے پھر وفات پائیں گے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے قریب مدفون ہوں گے۔

قصۃ سیدنا ابراھیم علیہ السلام

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ

کان سیدنا ابراھیم لہٗ اَبٌ اسمہٗ اٰزر وکان کافرًا و اُمٌّ اسمھا لیوثا وکانت مومنۃً سرًّا وقد وُلد ابراھیم فی مدۃ ملکٍ اسمہٗ النمرود وکان ذوقوۃ وکان یعبد الاصنام ولما ملک جمیع الدنیا ادعی الالوھیۃ فعبدتہ الناس خوفًا منہ فلما صار ابراھیم مُراھقًا بکّت اباہ بقولہٖ اَتَتَّخِذُ اَصنامًا اٰلِھَۃً اِنّی اَرَاکَ وَقَومَکَ فِی ضَلٰلٍ مُّبِینٍ حیث کان ابوہ یعبد الاصنام ویجرّ فیھا ثم صار ابراھیم یقول یٰقومِ اعْبُدُوا اللہَ رَبَّکُم فلما سمع النمرود بذٰلک احضر ابراھیم وقال لہٗ انا الذی خلقتک ورزقتک فقال لہٗ ابراھیم کذبتَ ربّی الذی خلقنی فھو یَھدِینِ وَالذی ھُوَ یُطعِمُنِی وَیَسقِینِ وَاِذا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشفِینِ والذی یُمیتُنی ثم یُحیین والذی اطمعُ اَن یغفرَ لی خطیئتی یوم الدین۔ فعند ذٰلک بُھِتَ النمرود ومن معہٗ معجبین من فصاحۃ لسانہٖ، ثم التفت النمرود لاٰزر وقال لہٗ خُذ ولدک وحذّرہٗ من باسی فاخذہ ابوہ وصار یُحذّرہٗ فقال لہٗ ابراھیم یا اَبَتِ لِمَ تعبدُ ما لا یَسمَعُ وَلا یُبصِرُ وَلا یُغنِی عَنکَ شیئًا فزجرہٗ ابوہ ووبّخہٗ ثم بعد ذٰلک ترقب ابراھیم لاصنام ودخل علیھا وکانت ثلاثۃ وسبعین صنمًا، فکسّرھا بفأس ولم یمسّ الصنم الاکبر بسوءٍ بل علّق الفأس فی رأسہٖ وذھب، فلما دخلوا علیھا ووجدوھا علٰی ھٰذہ الحالۃ ظنّوا انہٗ ما فعل ذٰلک الا ابراھیم فاخبروا النمرود وکان قبل ان یدّعی الالوھیۃ مشغوفًا بعبادۃ الاصنام فامر باحضارہٖ فلما حضر قال النمرود وقومہ انت فعلت ھٰذا بآلھتنا یا ابراھیم فاجابھم بقولہٖ بل فعلہٗ کبیرھم ھٰذا فاسئلوھم ان کانوا ینطقون ثم انہٗ لما رأی الجھل محیطًا بھم قال: اُفٍّ لکم ولما تعبدون من دون اللہِ افلا تعقلون، فلما سمعوا ذٰلک تحققوا انہٗ الفاعل، فقالوا حرّقوہ وانصروا اٰلھتکم ان کنتم فاعلین فجمعوا حطبًا وخشبًا مدۃ ثلاثۃ اشھر حتّٰی صار کالجبل فاضرموا فیہ النار، فاشتعلت حتّٰی ملأت الجوّ وعمّت جمیع الجھات حرارتھا وصنعوا منجنیقًا ووضعوا فیہ ابراھیم ورموہ فی النارِ فصارت بردًا وسلامًا علٰی ابراھیم ونبعت عینُ ماءٍ وبجانبھا شجرۃ رُمّانٍ واتاہ جبریل بسریرٍ من الجنۃ وتاجٍ وحلۃٍ فلبسھما ابراھیم وجلس علی السریر فی ارغد عیش ولم تؤثر فیہ النارُ فاٰمن بہٖ خلقٌ کثیرٌ ولمّا علم النمرود بذٰلک قال: یا ابراھیم: اُخرُج

مِنْ ارضنا فخرج هو ومَنْ اٰمَنَ معہ، وتزوّجَ بواحِدۃ اسمُها سَارۃ فجاءَ الی مصرَ وَاَقام بها مدۃً فاعطاہ ملك مصر جاریۃ اسمُها هَاجرۃ، لما رأی من معجزاتہ ثم رجع الی الشام واقام بها وهُوَ اول من قری الضیفان واول من شابت لحیتہ۔

لغوی تحقیق

ابراہیم۔ اس میں چھ لغتیں ہیں۔ ابراہیم، ابراہام (دہما قرئ فی السبع) ابراہوم، ابرہم۔ دونوں میں ہاء کی تثلیث کے ساتھ۔ علامہ سجاعی نے لفظ ابراہیم، یونس اور یوسف کی لغتوں کو اس قطعہ میں نظم کیا ہے ؎

لقد جاء ابراہیم بالیاء والالف ✤ وبالواو والتثلیث فی الحذف قد وصف
ویونس ثلث ثالث مثل یوسف ✤ مع الھمز والابدال فاحفظ کما عرف

اور بعض حضرات نے اس لفظ کو عربی گردانا ہے۔ اور "ازر" یا "وزر" سے مشتق مانا ہے اور تعریف اور وزن فعل کیوجہ سے غیر منصرف قرار دیا ہے۔ مگر ظاہر یہی ہے کہ یہ لفظ عجمی ہے اور وزن فعل اور صفت کیوجہ سے غیر منصرف ہے۔ اصنام۔ ج صنم، بت۔ الوہیۃ۔ مصدر ہے، معبود ہونا۔ مراہقًا۔ راہقَ الغلامُ، جوانی کے قریب پہنچنا۔ بکتَ۔ تبکیتا، محبت میں غالب آجانا اور خاموش کردینا۔ بہُتَ (ک) بہتا، حیرت زدہ ہوکر خاموش ہونا۔ مجہول فصیح تر اور مشہور ہے۔ بأس، عذاب۔ فأس: کلہاڑی (مؤنث سماعی ہے) بسا اوقات بغیر ہمزہ کے بولا جاتا ہے۔ ج افؤس، فؤوس۔ اُفٍّ۔ اسم فعل بمعنی الضجر والکرہ۔ میں ناپسند کرتا ہوں، میں بیقرار ہوں۔ اصل میں اُف ناخن کے تراشہ، کان کے میل کو کہتے ہیں۔ قاضی عیاض وغیرہ نے اس میں دس لغتیں ذکر کی ہیں۔ اُفَّ، اُفُّ، اُفِّ، اُفًّا، اُفٌّ، اُفٍّ، افہ، اِف، اُفْ، اُفی۔ علامہ سیوطیؒ تنویر الحوالک میں لکھتے ہیں کہ شیخ ابو حیان نے ارتشاف وغیرہ میں چالیس لغتیں ذکر کی ہیں قال وقد نظمتها فی ابیات فقلت ؎

اف ربع اخیرہ ثم ثلث ✤ مبتداہ مشددا او مخفف
وتنوینہ وبالترک افا ✤ لا ممالہ وبالامالۃ مضعف
وبکسر ابتدا افی مثلث ✤ وزاد لها فی اف اطلق لااف
ثم مدا بکسر اف واف ✤ ثم افو فاحفظ ودع ما یزلف

اضرموا، النار: آگ روشن کرنا، بھڑکانا۔ الجو۔ ہو ما بین السماء والارض (فضا) منجنیق: ایک مشین ہے جس کے ذریعہ قلعہ وغیرہ کی دیوار پر پتھر پھینکتے ہیں۔ من چہ نیک کا معرب ہے۔ ج مجانیق۔ نبعَ (ض، ن، ف) پانی کا چشمہ پھوٹ آیا رُمّان: انار۔ الرغد: عیش آسودہ زندگی۔ رغد (س، ک) رغدًا: خوشحال ہونا۔ ضیفان۔ ج ضیف: مہمان۔ شابت لحیتہ: اس کی ڈاڑھی سفید ہوگئی۔

توضیح

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر تھا، وہ کافر تھا اور آپکی والدہ کا نام لیوثا تھا وہ خفیہ طور پر مومنہ تھیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نمرود نامی بادشاہ کے دور میں پیدا ہوئے جو قوت والا تھا اور بتوں کی پرستش کرتا تھا۔ اور جب وہ سارے دنیا کا مالک ہوگیا تو اس نے الوہیت کا دعویٰ کیا تو لوگوں نے اسکی

پرستش شروع کی اس کے ڈر سے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام قریب البلوغ ہوئے تو انھوں نے اپنے والد کو خاموش کیا اپنے اس قول سے اتتخذ اصناما آلھۃ انی اراک وقومک فی ضلال مبین " کیا آپ بتوں کو معبود بنارہے ہیں، میں آپ کو اور آپ کی قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھ رہا ہوں" چونکہ حضرت ابراہیمؑ کے والد بتوں کی پرستش کیا کرتے تھے اور بتوں کی تجارت کیا کرتے تھے، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کہنے لگے یاقوم اعبُدوا اللّٰہَ رَبّکُمْ، یعنی اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو جو تمہارا پروردگار ہے۔ جب نمرود نے یہ بات سنی تو حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو حاضر کرایا اور ان سے کہا میں نے تجھے پیدا کیا اور رزق دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اس سے فرمایا کہ تو جھوٹا ہے میرے رب نے مجھے پیدا کیا وہی مجھے ہدایت دیتا ہے اور کھانا کھلاتا ہے، بیماری سے شفا دیتا ہے، اور وہی مجھے موت دے گا پھر مجھے دوبارہ زندہ کرے گا اور میں اسی سے اپنی مغفرت کی خواہش رکھتا ہوں قیامت کے دن۔ تو اس وقت نمرود مبہوت ہوگیا اور جو نمرود کے ساتھ تھے وہ تعجب کرنے لگے حضرت ابراہیمؑ کی خوش بیانی پر، نمرود آزر کی جانب متوجہ ہوا اور اس سے کہا اپنے لڑکے کو پکڑ لو اور میری گزند سے اسے بچالو۔ تو ان کے والد نے انھیں پکڑا۔ اور ان کو ڈرانے لگا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے فرمایا" یا اَبَتِ لِمَ تعبُدُ الخ یعنی اے ابا جان کیوں آپ پرستش کرتے ہیں ان بتوں کی جو نہ سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں اور وہ آپ کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے، ان کے والد نے انھیں جھڑکا اور ڈانٹا، پھر اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام بتوں کے منتظر رہے اور ان پر داخل ہوئے اور وہ بت تہتر تھے۔ ان کو کلہاڑی سے توڑ دیا اور بڑے بت کو نہیں چھوا کسی برائی کے ساتھ بلکہ اس کے سر میں کلہاڑی لٹکادیا اور چلتے بنے جب وہ لوگ بتوں کے پاس آئے اور ان کو ایسی حالت میں پایا تو انھوں نے یہ سوچا کہ یہ ابراہیم ہی کا کام ہے۔ انھوں نے نمرود کو خبر دی اور وہ الوہیت کا دعویٰ کرنے سے پہلے بتوں کی پرستش پر فریفتہ تھا تو نمرود نے انھیں حاضر کئے جانیکا حکم نافذ کیا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو نمرود اور اس کی قوم نے کہا اے ابراہیم کیا تو نے یہ حرکت کی ہے ہمارے معبودوں کیساتھ تو ان کو اپنے قول کے ذریعہ جواب دیا" بل فعلہ کبیرھم ھٰذا (بلکہ یہ حرکت ان کے اس بڑے نے کی ہے تم ان سے پوچھ لو اگر وہ بول سکتے ہوں) پھر جب ابراہیم علیہ السّلام نے جہل کو ان پر محیط دیکھا تو کہنے لگے تم لوگوں پر افسوس ہے اور کیوں اللہ کے سوا کسی کی عبادت کرتے ہو، کیا عقل نہیں رکھتے۔ جب انھوں نے یہ بات سنی تو انھیں یقین ہو گیا کہ یہی کرنے والا ہے۔ تو انھوں نے کہا اس کو جلا کر اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر تمہیں کرنا ہے تو انھوں نے لکڑیاں جمع کیں تین مہینے تک، یہانتک کہ لکڑیاں پہاڑ کیطرح ہوگئیں تو انھوں نے آگ سلگائی۔ تو آگ بھڑک اٹھی یہاں تک کہ فضا کو بھر دیا اور چہار جانب آگ کی حرارت چھاگئی اور انھوں نے ایک منجنیق تیار کی اور ابراہیم علیہ السلام کو اس میں رکھ کر آگ میں ڈال دیا۔ آگ ٹھنڈک اور ابراہیم علیہ السلام پر سلامتی بن گئی اور پانی کا چشمہ ابلنے لگا اور اس کے کنارے انار کا درخت تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جبرئیل جنت سے تخت، تاج اور جوڑے لے کر تشریف لائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے انھیں پہن لیا اور تخت پر بہت ہی آرام وراحت سے بیٹھ گئے اور آگ نے اثر نہیں کیا۔ اس کے بعد بہت سے لوگ ان پر ایمان لائے۔ اور جب نمرود اس بات کو جان گیا تو اس نے کہا اے ابراہیم تو نکل جا ہماری سرزمین سے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور ان کے ساتھ مؤمنین نکل گئے، اور ایک عورت

سے شادی کی جس کا نام سارہ تھا۔ اس کے بعد وہ مصر تشریف لائے اور وہاں ایک مدت تک قیام کیا تو ان کو مصر کے بادشاہ نے ایک جاریہ عطا کی جس کا نام ہاجرہ تھا، ان کے معجزات کو دیکھ کر پھر وہ شام کیطرف لوٹے اور وہاں قیام کیا۔ وہی سب سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے مہمانوں کی ضیافت کی اور سب سے پہلے شخص ہیں جن کی داڑھی سفید ہوگئی۔

اَلْكَيِّسُ مَنْ تَهَيَّأَ لِلْمَوْتِ

عقلمند وہی ہے جس نے موت کی تیاری کی

حُكِيَ اَنَّ سُلَيْمَانَ بن عبد الملك لبِسَ فی یوم الجمعَة لباسًا شُهِرَ بِهٖ، ودعا بتخت فیه عمائمُ وبیدہٖ مرأۃٌ فلم یزل یعتمّ بواحدۃٍ بعد اُخریٰ وارخیٰ سدولها واخذ بیدہٖ مخصرۃً واعتلیٰ منبرہٗ ناظرًا فی عطفَیه وجمع حشَمه، وقالَ انا الملك الشابُّ السید الجبحاب، الکریم الوهّاب فتمثلت لهٗ احدی جواریه، فقال: کیف ترین امیرالمؤمنین فقالت اَراہٗ مُنیَ النفس وقرّۃ العین لولا ما قال الشاعرُ ؎

اَنْتَ نعمَ المتاع لوکنت تبقی	غیر ان لا بقاء للانسان
انتَ خِلوٌ من العیوب ومما	یکرہ الناس غیر انك فان

فدمعت عیناہُ وخرجَ علی الناس باکیًا فلما فرغ مِن صلوته، رجع ودعا بالجاریۃ وقال لها مَا حملكِ علیٰ مَا قُلتِ؟ قالتْ: وَاللّٰهِ ما رأیتُكَ، وَلا دخلتُ علیكَ، فاکبرَ ذٰلكَ ودعا بقیّۃ جواریه فصدقتها علیٰ ذٰلك فراعه ذٰلك ولم یبق الامدۃ مدیدۃً حتّٰی ماتَ۔

لغوی تحقیق

الكيّس: چالاک، زیرک۔ کاسَ (ض) کیسًا، کیاسۃُ الغلام: زیرک وذہین ہونا۔ کیس: سمجھدار۔ ج اکیاس، کیسیٰ۔ تہیأ: تیاری۔ تختَ: جامہ دان۔ ج تخوت۔ عمائمَ۔ ج عمامۃ: پگڑی۔ مرآۃ: آئینہ۔ یعتم۔ اعتمامًا: پگڑی باندھنا۔ ارخیٰ۔ ارخاء۔ الستر: لٹکانا۔ سدول۔ ج سدِل: پردہ۔ سَدلَ(ن) (ض) سدلًا الثوب: لٹکانا۔ مخصرۃ: عصاءِ شاہی جس کو بادشاہ تقریر کے وقت اپنے ہاتھ میں لے۔ ج مخاصرۃ۔ اعتلیٰ: اونچا ہوا، بلند ہوا۔ عطفیه: دونوں پہلو۔ ج اعطاف، عِطاف۔ حشمه: خادم، نوکر چاکر۔ ج احشام۔ الشاب: جوان۔ البحاب (کذا فی الشریشی ومعناہ القصیر وسئ الخلق ولعله بالجیم یقال ما رجباب ای کثیرا ولغت من جبجب ساح فی الارض حاشیه) منیَ۔ ج منیۃ: آرزو۔ قرۃ العین: آنکھوں کی ٹھنڈک۔ خلو: خالی

فزاعۂ الامر (ن)، روعًا: گھبرا دینا، بدحواس کر دینا۔

توضیح منقول ہے کہ سلیمان ابن عبدالملک نے جمعہ کے دن ایسا لباس پہنا جس سے وہ مشہور ہوا اور ایسا بکس منگایا جس میں بہت سی پگڑیاں تھیں اور اس کے ہاتھ میں آئینہ تھا، وہ یکے بعد دیگرے پگڑی باندھتا تھا اور ان کے پھندنوں کو لٹکاتا جاتا تھا، اس کے بعد شاہی عصا لیکر اپنے جاہ وحشم کو دیکھتا تھا اور منبر پر چڑھ کر کہتا میں جوانمرد قوم کا سردار سیاح اور شریف اور سخی بادشاہ ہوں۔ اس کے سامنے اس کی ایک باندی ظاہر ہوئی۔ سلیمان نے کہا تو امیر المومنین کو کیسا سمجھتی ہے؟ تو اس نے کہا مجھے تو امیر المؤمنین دل کی آرزو اور آنکھوں کی ٹھنڈک معلوم ہوتے ہیں بشرطیکہ وہ چیز نہ ہو جو شاعر نے کہا ہے۔ شعر: تو بہترین سامان ہے اگر باقی رہے لیکن انسان کیلئے بقاء نہیں ہے، تو عیبوں سے خالی ہے اور لوگوں کی ناپسندیدہ چیزوں سے سوائے اس کے کہ تو فانی ہے۔ تو اس کی آنکھوں میں آنسو بھر گئے اور لوگوں پر روتا ہوا نکلا۔ جب اپنی نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوٹا اور اس نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد باندی کو بلایا اور اس سے کہا کس چیز نے تجھ کو آمادہ کیا تیری اس بات پر۔ اس نے کہا قسم خدا کی نہ میں نے آپ کو دیکھا اور نہ آپ پر میں داخل ہوئی۔ سلیمان کو یہ بات بری معلوم ہوئی اور اپنی باقی باندیوں کو اس نے بلایا تو ان باندیوں نے اس کی تصدیق کی اس بات کے بارے میں، تو اس صورتِ حال نے اس کو خوفزدہ کر دیا اور کچھ ہی مدت باقی رہنے کے بعد مر گیا۔

وَحُكِيَ عن الفضل بن الربيع، قال كنتُ مَعَ المنصُور في السفر الذي مات فيه، فنزلنا بعض المنازل فدعَانِي وهو في قُبَّتِهِ إلى حائطٍ وقال: ألم أنهكم أن تدعوا العامة تدخل هذه المنازل فيكتبون فيها ما لا خير فيه، قلتُ: وما هو؟ قال: ألا ترى ما على الحائط مكتوبًا ـــــه

ابا جعفر! حانت وفاتك وانقضت	سنوك وامر الله لا بد نازلُ
ابا جعفر! هل كاهن او منجمٌ	يرد قضاء الله ام انت جاهلُ؟

فقلت واللهِ ما على الحائط شيءٌ وانه لنقيٌّ ابيضُ قال: الله! قلتُ: الله. قال انها والله نفسي نُعيت الى الرجل بادر بي الى حرم الله وامنه هاربا من ذنوبي واسرافي على نفسي، فرحلنا وثقل حتى بلغ بئر ميمون، فقلت له قد دخلت الحرم قال: الحمد لله وقبض من يومه و لما حضرته الوفاة قال هذا السلطان لا سلطان لمن يموت۔

لغوی تحقیق فضل بن الربیع، ابوالعباس منصور، مہدی، ہادی، رشید کا دربان تھا۔ ہارون الرشید نے

اس کی ذکاوت و بہادری کی بنا پر اپنا وزیر بنالیا تھا۔ اس کی وفات ۲۰۸ھ میں ہوئی۔ الم آنہکم: ہمزہ استفہامیہ ہے اور لم نافیہ جازمہ اور کم ضمیر منصوب متصل ہے۔ نقی، صاف ستھرا۔ واللہ۔ اصل میں اقسم باللہ تھا۔ باء کو حذف کردیا گیا اور فعل کو مضمر، پس فعل مضمر اسم مقسم بہ کیطرف متعدی ہوگیا۔ نعیت۔ نعاۃ، نعیًا: موت کی اطلاع دینا۔ بیر میمون: مکہ کے ایک کنویں کا نام ہے جو میمون بن خالد حضرمی کیطرف منسوب ہے۔

توضیح اور فضل ابن ربیع سے منقول ہے اس نے کہا میں منصور کے ساتھ اسی سفر میں تھا جس میں اس کا انتقال ہوا۔ ہم ایک جگہ اترے اس نے مجھے بلایا اور وہ اپنے خیمہ میں تھا ایک دیوار کی طرف اور اس نے کہا کیا میں نے تمہیں نہیں روکا کہ تم عام لوگوں کو ان کے گھروں میں چھوڑنے سے، پھر وہ یہاں لکھ جائیں وہ باتیں جس میں کوئی خیر نہ ہو۔ میں نے کہا وہ کیا ہے؟ تو منصور نے کہا کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو جو دیوار پر لکھا ہوا ہے۔ ابوجعفر! تمہاری موت کا وقت آگیا ہے، اور تمہاری عمر ختم ہوچکی ہے اور اللہ کا حکم یقینی طور پر ہونیوالا ہے۔ ابوجعفر! کیا کوئی کاہن یا نجومی اللہ کے فیصلہ کو روک سکتا ہے یا تو جاہل ہے؟

تو میں نے کہا قسم خدا کی دیوار پر کچھ بھی نہیں ہے وہ بالکل صاف ستھری ہے۔ اس نے کہا: قسم خدا کی (لکھا ہوا ہے) تو میں نے کہا: قسم خدا کی (لکھا ہوا نہیں ہے) اس نے کہا کہ قسم خدا کی مجھے خبر دی گئی ہے کوچ کرنے کی۔ مجھے جلد لے چلو اللہ کے حرم اور اس کے امن کیطرف، اس حال میں کہ میں اپنے گناہوں سے اور اپنے اوپر زیادتی سے بھاگنے والا ہوں۔ تو ہم نے کوچ کیا اور وہ بہت بیمار ہوا یہاں تک کہ بیر میمون پر پہونچا تو میں نے اس سے کہا، آپ حرم میں داخل ہوچکے ہیں۔ اس نے کہا الحمد للہ اور اسی دن وفات ہوئی، اور جب اس کو موت آگئی تو اس نے کہا یہ سلطنت کوئی سلطنت نہیں ہے اس شخص کی جو مر جائے۔

وعن علی بن یقطین قال: لماکنا مع المھدی بماسبذان قال لی: اصبحتُ جائعًا فأتنی بأرغفة ولحم باردٍ فاکل ونام فی البھو، فما استیقظنا الا لبکائہ فبادرنا فقال: اما رأیتم ما رأیتُ وقف علیّ رجلٌ لوکان فی الف ما خفی علیّ فقال ؎

کأنّی بھٰذا القصر قد باد اھلہٗ	وأوحش منہ ربعُہ و منازلُہٗ
وصار عمید الملک من بعد بھجۃٍ	الٰی قبرٍ تحثی علیہ جنادلُہٗ
فلم یبق الا ذکرہٗ وحدیثہٗ	ینادی علیہ معولات حلائلُہٗ

فما اتت علیہ عشرۃ ایام حتی توفی، قال رجل لابراھیم بن ادھم من این کسبك؟ فقال ؎

نرقع دنیانا بتمزیق دیننا ❖ فلا دیننا یبقٰی ولا ما نرقّعُ

لغوی تحقیق

ماسبذان: بلاد جبل میں ایک بہت پرانا شہر ہے۔ ارغفۃ۔ جمع رغیف: گوندھے ہوئے آٹے کا پیڑا، چپاتی، روٹی۔ البھو: مکان یا خیمہ کے آگے کا کمرہ جو مہمان وغیرہ کی قیام گاہ کا کام دے ج ابہاء۔ بَہادن، بہیَ (س)، بَہُو (ک)، بہاءً، خوبصورت ہونا۔ صفت بہی۔ بادَ (ض) بیدًا، بیادًا، بیودًا، ہلاک ہونا۔ بیدا: خطرناک جنگل۔ ج بِیُد، بیداوات۔ ربعۃ: گھر۔ ج رباع۔ بہجۃ: حسن۔ تحثیٌ (ن، ض) حثوا، حثیا التراب: مٹی ڈالنا۔ جنادلۃ۔ ج جندل: پتھر۔ مُعْوِلَات۔ اسم فاعل ہے۔ اعول الرجل: بیخ کر رونا۔ حلائلۃ ج حلیلہ: زوجہ، بیوی۔ ابراہیم بن ادھم بن منصور بن اسحٰق بلخی۔ آپ مشہور و معروف عابد و زاہد بزرگ تھے۔ آپ کی پیدائش مکہ کے راستہ میں ہوئی، آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو گود میں لے کر طواف لیا اور یہ دعا کی "ادعو لابنی ان یجعلہ اللہ صالحًا"۔ علامہ مروزی نے لکھا ہے کہ آپ امام ابوحنیفہؒ کی صحبت میں رہے اور ان سے روایت حدیث بھی کی، امام صاحبؒ نے آپ کو نصیحت فرمائی تھی کہ تمہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے عبادت کی تو بہت کچھ توفیق بخشی ہے، اس لئے علم کا بھی اہتمام کرنا چاہئے کیونکہ وہ عبادت کی اصل ہے، اور اسی پر تمام کاموں کا مدار ہے۔ آپ سنہ ۱۶۱ھ میں کسی غزوہ کیلئے جارہے تھے راستہ ہی میں انتقال ہوگیا۔ اور بلادِ روم کے کسی جزیرہ میں دفن کئے گئے۔ ترقع۔ رقعت الثوب: پیوند لگانا۔ تمزیق: پھاڑنا۔

توضیح

اور علی ابن یقطین سے منقول ہے انھوں نے فرمایا جب ہم مہدی کے ساتھ ماسبذان میں تھے تو اس نے مجھ سے کہا کہ میں بھوکا ہوں میرے پاس روٹیاں اور ٹھنڈا گوشت لاؤ، پھر اس نے کھایا اور بیٹھک میں سوگیا تو ہم نہیں بیدار ہوئے مگر اس کے رونے کی وجہ سے تو ہم نے سبقت کی تو اس نے کہا کیا تم نے نہیں دیکھا وہ منظر جو میں نے دیکھا۔ میرے سامنے ایک شخص کھڑا ہوا اگر ہوتا وہ ہزاروں کے درمیان تو مجھ سے پوشیدہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اور اس شخص نے یہ شعر کہا۔ گویا کہ میں اس محل میں ہوں کہ اس کے باشندے ہلاک ہوچکے اور اس کے مکانات اور منزلیں وحشت ناک ہوگئیں۔ اور عبدالملک خوشی کے بعد ایک ایسی قبر کیطرف چل بسا کہ جس پر پتھر ڈالے جارہے ہیں۔ اس کا تذکرہ اور باتوں کے سوا کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ اسے آوازیں دے رہی ہیں اس کی بیویاں۔ تو مہدی پر دس دن بھی نہیں گذرے تھے کہ اس کا انتقال ہوگیا۔ ایک شخص نے حضرت ابراہیم بن ادھم سے کہا: کہاں سے آتی ہے آپ کی کمائی؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ ہم اپنی دنیا میں پیوند لگاتے ہیں، اپنے دین کو چاک کرکے تو نہ ہمارا دین باقی رہتا ہے اور نہ وہ چیز جس میں ہم پیوند لگاتے ہیں۔

یُؤثِرُونَ عَلٰی اَنفُسِهِم وَلَو کَانَ بِهِم خَصَاصَة

اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ ان پر غربت طاری ہو

قال الربیع بن سلیمان: سمعتُ الشافعیَّ یقول اتی علیَّ عیدٌ ولیس عندی نفقۃٌ فاستسلفتُ

سَبْعِینَ دیناراً النفقۃ اھلی فبینا انا کذلک واذا تانی رجلٌ من قریش یشکی الی الحاجۃ فاخبرتہ خبری وقلتُ لہ: خذ ما تحبُّ فقال لی مایقنصنی الا اکثر من ھذہ الدنانیر فقلت لہ فخذھا وبتُّ وما معی دینار ولا درھم، فبینا انا فی منزلی اذ اتانی رسول جعفر بن یحیی البرمکی یقول: احب الوزیر فاجبتہ، فقال: ما شانک؟ فی ھذہ اللیلۃ؟ یھتف بی ما تف کلما دخلت فی النوم، یقول الشافعی، الشافعی، فاخبرتہ بالخبر فاعطانی خمس مائۃ دینار ثم قال: ازید، فاعطانی خمس مائۃٍ اخری فلم یزل یزید فی حتی اعطانی الفی دینار۔

لغوی تحقیق

یوثرون۔ ایثاراً: اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دینا۔ دوسروں کے نفع کو اپنے نفع پر ترجیح دینا۔ خصاصۃ۔ خصّ (س) خصاصًا، محتاج ہونا، تنگدست ہونا۔ ربیع بن سلیمان بن عبدالجبار ابو محمد مرادی مصری صاحب امام شافعی۔ آپ کی ولادت ۱۷۴ھ میں ہوئی، آپ جامع عتیق کے مؤذن اور امام شافعیؒ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے، آپ حضرت امام شافعیؒ کی کتابوں کے راوی ہیں اور حضرات شوافع کے یہاں آپ کی روایت حد درجہ قابل وثوق سمجھی جاتی ہے حتی کہ اگر امام مزنی کی اور آپ کی روایت متعارض ہو تو شوافع کے یہاں آپ ہی کی روایت کو ترجیح ہوتی ہے، حالانکہ علم وتدوین کے اعتبار سے امام مزنی کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ الشافعی۔ محمد بن ادریس بن العباس، ائمہ اربعہ میں سے مشہور امام ہیں۔ آپ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں محض تبرکاً لکھا جاتا ہے، آپ بمقام عسقلان ۱۵۰ھ پیدا ہوئے۔ اور دو برس کی عمر میں مکہ مکرمہ لائے گئے وہیں پرورش پائی، بچپن سے تیراندازی نشانہ بازی اور طلب علم کا بہت شوق تھا۔ آپ نے قاری مکہ اسمٰعیل بن قسطین سے علم تجوید پڑھا اور علوم ادبیہ، لغت وشعر اور ایام عرب جوانی تک حاصل کئے۔ فقہ مسلم زنجی اور امام محمد شیبانی کی کتابوں سے حاصل کیا اور حدیث امام مالک وغیرہ سے حاصل کی، پندرہ سال کی عمر میں مسلم بن خالد نے فتویٰ دینے کی اجازت دیدی۔ احمد بن سیار کا قول ہے کہ اگر امام شافعیؒ نہ ہوتے تو اسلام مٹ جاتا۔ ابوداؤد کا قول ہے کہ شافعی نے کبھی حدیث میں غلطی نہیں کی، حمیدی آپ کو سید الفقہاء کہتے تھے۔ آپ آخر عمر میں مصر تشریف لے گئے اور وہیں اقامت اختیار کی اور آخر رجب ۲۰۴ھ میں اس دار فانی سے دار آخرت کو رحلت فرمائی۔ فاستسلفت: میں نے قرض لیا۔ یہتف (ض) ہتفاً۔ الحمامۃ: کبوتری کا کو کو کرنا۔ ہتافاً، چلاکر پکارنا، بلانا۔ الشافعی۔ فعل محذوف کی وجہ سے منصوب ہے۔ ای ادرک الشافعیؒ۔

توضیح

ربیع بن سلیمان نے کہا کہ میں نے امام شافعیؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ مجھ پر عید آئی اور میرے پاس کوئی خرچ کا سامان نہ تھا تو میں نے ستر دینار اپنے اہل وعیال کے خرچ کے لئے بطور قرض لیا۔ اسی اثناء میں کہ میں اس طرح تھا کہ اچانک ایک قریشی میرے سامنے ضرورت ظاہر کرتے ہوئے آیا۔ میں نے اس کو اپنا حال سنایا اور اس سے کہا جو تم چاہو لے لو، تو اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے صبر نہیں دلا سکتا مگر ان دیناروں سے زائد تو میں نے اس سے کہا تم انھیں لے لو۔ اور میں نے رات گذاری اس حال میں کہ

میرے پاس نہ کوئی دینار تھا اور نہ درہم۔ تو اسی اثنا میں کہ میں اپنے گھر پر تھا اچانک میرے پاس جعفر ابن یحییٰ برکی کا قاصد آیا وہ کہہ رہا تھا کہ وزیر کی دعوت قبول کرو تو میں نے اس کی بلاہٹ کو قبول کیا۔ تو قاصد نے کہا اس رات میں آپ کا کیا حال تھا کہ مجھے کوئی غیبی ندا دینے والا یہ آواز دے رہا تھا۔ جب کبھی میں سونے کیلئے جاتا تھا وہ کہتا تھا شافعی کے پاس جاؤ، شافعی کے پاس جاؤ! تو میں نے قاصد کو واقعہ کی اطلاع دی تو اس نے پانچ سو دینار مجھے عطا کئے پھر کہا کیا اضافہ کروں پھر اس نے اور پانچ سو دیئے، وہ مجھے زیادہ دیتے رہے یہاں تک کہ دو ہزار دینار مجھے دیدیئے۔

وكان الشافعي، شاعراً مُجيداً قال ابو القاسم بن الازرق، دخلت عليه فقلت: يا ابا عبد الله أما تُنصِفُنا؟ لك هذا الفقه تفوز بفوائده، ولنا هذا الشعر، وقد جئتَ تُداخلنا فيه فإمّا أفردتنا أو اشركتنا في الفقه وقد اتيتُ بابيات ان اجزتها بمثلها تُبت من الشعر، وان عَجَزتَ تُبْ منه، فقال لي، ايه، يا هذا فانشدته هذا الكلام

ما همّتي الا مقارعة العدىٰ	خلق الزمان وهمتي لم تخلق
والناس اعينهم الى سلب الغنى	لا ينظرون الى الحجا والاولق
لكن من رزق الحجى حُرِم الغنى	ضدّان مفترقان اي تفرّق
لو كان بالحيل الغنى لوجدتني	بنجوم اقطار السماء تعلّق

فقال الشافعي رضي الله عنه، ألا قلت كما اقول ارتجالاً ــه

انّ الذي رزق اليسار فلم ينل	حمداً ولا اجراً لغير موفّق
فالجدّ يدني كل امرٍ شاسع	والجدّ يفتح كل باب مغلق
فاذا سمعت بانّ مجدوداً احوى	عوداً فاثمر في يديه فحقّق
واذا سمعت بانّ محروماً اتى	ماءً ليشربه فغاض فصدّق
واحق خلق الله بالهمّ امرؤٌ	ذو همّة يبلى بعيش ضيّق
ومن الدليل على القضاء وكونه	بؤس اللبيب وطيب عيش الاحمق

فقلت له لا قلتُ شعراً ابعد هذا۔

وَسَمِعَ رَجلاً یُسفّہ علیٰ رجلٍ من اَھْلِ العلم، فقالَ لاَصحابِہٖ: نزّھُوا اَسماعَکُم عَنْ استماعِ الخنیٰ کماتنزّھُون اَلسنتکم عَنَ النطق بہٖ فانّ المُستمع شریکُ القائلِ فانّ السّفیہَ ینظرُ الیٰ اَخبث شیٔ فی وعائہٖ فیحرِصُ علیٰ اَنْ یُفرِغَہٗ فی اَوعیتکم۔

لغوی تحقیق مجیزًا۔ اجادسے اسم فاعل ہے، عمدہ اشعار کہنے والا۔ اجزتہا: دوسرے کے مصرعہ کو نظم کرکے پورا کرنا۔ آیہ۔ اسم فعل ہے بمعنیٰ بات۔ مقارعۃ: ایک دوسرے کو تلوار مارنا۔ العدیٰ۔ ج عدو، دشمن۔ خلق (ن،س،ک) خلقًا و خلوقۃ الثوب: پرانا ہونا۔ الحِجیٰ: عقل۔ ج احجاء۔ حجا (ن) حجوًا: ٹھہرنا اولق۔ ایلاقًا: پاگل ہونا۔ ولق (ض) ولقًا فی السیر: جلدی چلنا۔ ایّ۔ یہ مختلف مواقع میں استعمال ہوتا ہے۔ (۱) شرط جیسے ایاتضرب اضرب (۲) استفہام جیسے ایکم اتی: تم میں سے کون آیا۔ (۳) موصول جیسے سلّم علیٰ ایہم افضلُ: ان میں سے جو افضل ہے اس کو سلام کر (۴) دلالت برکمال اس صورت میں نکرہ کی صفت واقع ہوتاہے۔ زید رجل ای رجل: زید بہت کامل آدمی ہے، اور کبھی معرفہ سے حال واقع ہوتاہے جیسے مررت بعبد اللّٰہ ایّ رجل۔ (۵) مفعول مطلق جیسے ضدان مفترقان ای تفرق ای ہما شیئان متباینان تباینًا کاملاً (۶) مخاطب کی تنبیہ کیواسطے اس وقت منادیٰ موصوف باللام پر یا کے بعد داخل ہوتاہے جیسے یاایہا الرجل۔ الحِیَل۔ جمع حیلۃ۔ ارتجالاً۔ مصدر بمعنیٰ فاعل ہے اور الشافعی سے حال ہے۔ ای فقال الشافعی مرتجلاً لہٗ، یا اقول کی ضمیر مستتر سے حال ہے ای اقول حال کونی مرتجلاً یا مصدر محذوف کی صفت ہے۔ ای الاقلت قولا ارتجالاً: فی البدیہہ کہنا۔ الجَدّ بالفتح: نصیب۔ بالکسر: کوشش۔ شاسع۔ شسَع (ف) شسعًا المنزل: دور ہونا فہو شاسع۔ مجدود: صاحب نصیب۔ حوَی (ض) حوایۃً: اکٹھا کرنا۔ جمع کرنا۔ عود: لکڑی۔ غاض۔ الماء: پانی کا نیچے اتر آنا۔ بؤس۔ بئس (س) بؤسًا: سخت ضرورت مند ہونا۔ یسفہ: پاگل پن کیطرف منسوب کرنا۔ نزہوا۔ تنزیہ سے ماضی غائب ہے: اپنے آپ کو گناہ سے پاک رکھنا۔ نزہ (س،ک) نزاہۃً: برائی سے دور رہنا۔ الخنیٰ: بری بات۔ خنا (ن) خنوًا۔ خنی (س) خنی: بدزبانی کرنا۔ وعاء: برتن۔ ج اوعیہ۔ جج اَوَرع۔ وعیٰ یعی وعیًا: جمع کرنا، اکٹھا کرنا۔

توضیح اور امام شافعیؒ عمدہ شاعر بھی تھے، ابوالقاسم ابن ارزق نے بیان کیا کہ میں امام شافعیؒ کے پاس گیا تو میں نے ان سے کہا اے ابو عبد اللّٰہ! کیا آپ ہمارے ساتھ انصاف نہیں کریں گے۔ آپکے پاس یہ فقہ ہے جس کے فوائد سے آپ کامیاب ہیں اور ھمارے لئے یہ شاعری ہے اور آپ اس میں بھی مداخلت کرتے ہیں، یا تو آپ ہمیں تنہا چھوڑ دیجئے (شاعری میں) یا ہمیں فقہ میں شریک کرلیجئے اور میں چند شعر لے کر آیا ہوں، اگر آپنے ان پر ان کے مثل اشعار کہلائے تو میں شاعری سے توبہ کرلوں گا اور اگر آپ عاجز رہ گئے تو پھر توبہ کرلیجئے۔ تو انھوں نے مجھ سے کہا سناؤ اے فلاں: تو میں نے ان کو یہ کلام سنایا ؎ میرا حوصلہ نہیں ہے مگر دشمنوں سے ٹکرانا۔ زمانہ پرانا ہوچکا اور میرا حوصلہ پرانا نہیں ہوا۔ اور لوگوں کی

نظریں مال چھیننے کیطرف ہیں۔ وہ نہیں دیکھتے عقل وجنون کی طرف نظر نہیں اٹھاتے۔ لیکن جنھیں عقل نصیب ہے، وہ مال سے محروم ہیں دونوں ضد ہیں کہ آپس میں بہت بڑا فرق ہے اگر تدبیر سے مالداری حاصل ہوتی تو تو پاتا مجھے آسمان کے چہار جانب کے ستاروں سے متعلق۔ تو امام شافعیؒ نے فرمایا تم نے اس طرح کیوں نہیں کیا جس طرح میں برجستہ کہہ رہا ہوں۔ جس نے مالداری حاصل کی پھر اس نے شکر نہیں حاصل کیا اور نہ اجر تو وہ بدنصیب ہے تو کوشش قریب کردیتی ہے ہر بعید چیز کو اور کوشش ہر بند دروازہ کو کھول دیتی ہے تو جب تو نے کسی خوش قسمت نے لکڑیاں اکٹھا کیں اور وہ پھل والی ہوگئیں تو تو اس کو تسلیم کرلے۔ اور جب تو سنے کہ بدقسمت پانی کے پاس آیا تاکہ وہ پانی پیئے اور پانی خشک ہوگیا تو اس کی بھی تصدیق کر۔ خدا کی مخلوق میں سب سے زیادہ ہمت والا وہ ہے جس کی آزمائش عیش وآرام کی تنگی سے ہو۔ قضاء وقدر کے ہونے کی دلیل ہوشمند کا مصائب جھیلنا اور بیوقوف کا آرام سے رہنا ہے۔

ابوالقاسم کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعیؒ سے کہہ دیا کہ اب میں آئندہ شاعری نہیں کروں گا۔ ایک مرتبہ اس نے ایک آدمی کو کسی عالم کی برائی کرتے سنا تو آپ نے مصاحبین سے کہا: کانوں کو بری باتیں سننے سے اس طرح پاک رکھو جس طرح کہ زبانوں کو بری باتیں کہنے سے پاک رکھتے ہو چونکہ سننے والا کہنے والے کا حصہ دار ہوتا ہے۔ نالائق شخص اپنے ظرف کی خیانت کو دیکھتا ہے اور تمہارے ظرف میں ڈالنا چاہتا ہے۔

الاغتیابُ وتعظیمُہ

غیبت اور اس کی برائی

قَالَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قلت فی الرجل ما فیہ اغتبتہ، وَاِذا قلت ما لیس فیہ فقد بھتّہ ومرّ محمد بن سیرین بقوم فقام الیہ رجل منھم فقال ابابکر! اناقدنلنا منك فحللنا فقال: انی لا اُحِلّ ما حرّم اللہ، وَکان رقبۃ بن مصقلۃ جالسًا مَعَ اَصحابہ فذکروا رجلاً بشئ فاطلع ذٰلك الرجل فقال بعض اصحابہ: الا اخبرہ بما قلنا فیہ لئلا یکونَ غیبۃً قال: اخبرہ حتی یکونَ نمیمۃً۔

لغوی تحقیق الاغتیاب: پیٹھ پیچھے بدگوئی کرنا۔ بھتہ وباھتہ: بہتان لگانا۔ رقبۃ بن مصقلۃ عبدی کوفی۔ آپ انتہائی خوش طبع، ثقہ اور امانتدار تھے۔ آپ کی وفات ۱۲۹ھ میں ہوئی۔ نمیمۃ: چغل خوری۔

توضیح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم کسی کے بارے میں وہ کہو جو اس میں ہے تو تم نے غیبت کی، اور اگر وہ بات کہو جو اس میں نہیں ہے تو اس پر بہتان تراشی کی۔ اور محمد بن سیرین ایک قوم

کے پاس گذرے، ایک شخص ان کی جانب ان میں سے کھڑا ہوا اور اس نے کہا اے ابوبکر ہم نے آپ کی برائی کی ہے آپ ہمارے لئے حلال کر دیجئے تو انھوں نے فرمایا کہ جس چیز کو اللہ نے حرام قرار دیا میں اسے حلال نہیں کر سکتا۔
اور رقبہ بن مصقلہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے تو انھوں نے ہر ایک شخص کی برائی بیان کی، تو اس کو اس کی اطلاع ملی تو رقبہ کے کسی ساتھی نے کہا کیا میں اسے نہ بتادوں تاکہ وہ غیبت نہ ہو۔ تو انھوں نے فرمایا: اسے بتادو تاکہ چغل خوری ہو جائے۔

عِزَّةٌ دِينِيَّةٌ تَفُوقُ عِزَّةً دُنْيَوِيَّةً

دینی عزت فائق ہے دنیاوی عزت پر

أخرج ابن عساكر من طرقٍ انّ هشامَ بن عبد الملك حجّ في خلافة ابيه، فطاف بالبيت فجهد ان يصل الى الحجر يستلمه فلم يقدر عليه فنصب له منبر وجلس عليه ينظر الى الناسِ ومعه اهل الشامِ، اذا قبل علي بن الحسين بن علي كرّم الله وجههم وكان من احسن الناس وجهًا واطيبهم ارجًا، فطاف بالبيت فلما بلغ الى الحجر تنحّى له الناس حتّى يستلمه فقال رجلٌ من اهل الشام: من هٰذا الذي هابه الناس هٰذه الهيبة؟ فقال هشام لا اعرفه مخافة ان يرغب الناس فيه اهل الشام وكان الفرزدق حاضرًا فقال الفرزدق، لكني اعرفه، فقال الناس من هو يا ابافراس، فقال الفرزدق۔

لغوی تحقیق جَہَدَ (ف) جہدًا، کوشش کرنا۔ الحجر۔ حجر اسود مراد ہے۔ یستلمہ۔ استلامًا: چھونا، چومنا، بوسہ دینا علی بن حسین بن علیؓ بن ابی طالبؓ، آپ کی کنیت ابوالحسن ہے آپ سادات تابعین میں سے ہیں آپ کی والدہ شاہِ فارس یزدجرد کی صاحبزادی سلامہ تھیں، آپ کی ولادت ۳۸ھ میں ہے اور وفات ۹۴ھ میں ہے، آپ عالی مرتبت کثیر الحدیث ثقہ اور مامون تھے۔ ارجا: خوشبو۔ اَرِجَ (س) ارجا: خوشبو مہکنا۔ ص۔ ارج تنحّی، علیحدہ ہو جانا، الگ ہو جانا۔

توضیح ابن عساکر نے مختلف طریقوں سے تخریج کی ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے حج کیا اپنے والد کے خلافت (کے دور) میں تو بیت اللہ کا طواف کیا، اس نے کوشش کی کہ وہ حجر اسود تک پہونچے بوسہ دینے کیلئے مگر اس پر وہ قادر نہیں ہوا تو اس کے لئے منبر نصب کیا گیا اور اس پر بیٹھ کر لوگوں کو دیکھ رہا تھا اور اس کے ساتھ شام والے تھے اچانک حضرت علی بن الحسین بن علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے ان کے سامنے اور وہ بہت خوبصورت تھے لوگوں میں سے اور بہت پاکیزہ تھے مہک کے اعتبار سے تو انھوں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور جب حجر اسود

پر (بوسہ دینے کیلئے) پہنچے تو لوگ انکی وجہ سے ایک طرف ہوئے تاکہ وہ اسے بوسہ دیں، تو ایک شامی شخص نے کہا یہ کون ہے کہ لوگوں پر اسکی ہیبت طاری ہوگئی اور ہشام نے کہا میں اسے نہیں پہنچانتا ہوں اس اندیشہ سے کہ لوگ اس کی جانب مائل ہوں یعنی اہلِ شام۔ اور فرزدق حاضر تھا اور فرزدق نے جواب دیا کہ میں انھیں پہچانتا ہوں تو لوگوں نے پوچھا کہ وہ کون ہے اے ابوفراس تو فرزدق نے جواب دیا:

هٰذا الذی تعرف البطحاء وطأتهٗ ۔۔۔ وَالبیت یعرفه والحل والحرم

هٰذا علیّ رسول الله والدهٗ ۔۔۔ امست بنور هداه تهتدی الامم

هٰذا ابن خیر عباد الله کلهم ۔۔۔ هٰذا النقی التقی الطاهرُ العلم

اِذا رأته قریش قال قائلها ۔۔۔ الیٰ مکارم هٰذا ینتهی الکرمُ

ینمی الیٰ ذروة العز الذی قصرت ۔۔۔ عن نیلها عرب الاسلام والعجم

یکاد یمسکه عرفان راحته ۔۔۔ رکن الحطیم اذا ما جاء یستلم

فی کفه خیزران ریحه عبق ۔۔۔ مَن کفّ اروع فی عرنینه شممُ

یغضی حیاءً ویغضیٰ من مهابته ۔۔۔ فما یکلم الا حین یبتسمُ

من جدّهٖ دَانَ فضل الانبیاء لهٗ ۔۔۔ وفضلُ امته دانت له الاممُ

ینشق نور الهدی عن نور غرّته ۔۔۔ کالشمس ینجاب عن اشراقها العتمُ

مشتقة من رسول اللهِ نبعتهٗ ۔۔۔ طابت عناصرهٗ والخیمُ وَالشیم

هٰذا ابن فاطمةٍ ان کنت جاهلة ۔۔۔ بجده انبیاء الله قد ختموا

اَللّٰهُ شرّفه قدمًا وفضّله ۔۔۔ جریٰ بذٰلک فی لوح له القلمُ

کلتا یدیه غیاث عم نفعهما ۔۔۔ یستوکفان ولا یعروهما عدم

سهل الخلیقة لا تخشی بوادرهٗ ۔۔۔ یزینه الخلتان الحلمُ والکرمُ

حمال اثقال اقوام اذا افترضوا ۔۔۔ حلو الشمائل تحلو عندهٗ نعمُ

ما قال لا قط الا فی تشهدهٖ ۔۔۔ لولا التشهد کانت لاؤه نعمُ

عمّ البریةَ بالاحسان مانقشهم ۔۔۔ عنها الغیاهب والاملاق والعدمُ

من معشر حبّهم دینٌ وَبغضهمُ ۔۔۔ کفرٌ وقربهم منجا ومعتصمُ

مقدم بعد ذکر الله ذکرهم ۔۔۔ فی کل بدءٍ ومختوم به الکلمُ

یُستدفع السوء والبلویٰ بحُبهم ۔۔۔ ویستزاد به الاحسان والنعمُ

اِنْ عُدّ اهلُ التُّقٰی کانوا ائمتهم ۔۔۔ اوقیل: من خیر اهل الارض قیل همُ

لایستطیع جوادٌ شأ وغایتھم ... وَلایدانیھم قومٌ وان کرُموا
ھم الغیوث اذا ما ازمۃ ازمت ... والأُسد أُسد الشریٰ والباس محتدم
لایقبض العُسر بسطامن اکُفھم ... سیّان ذٰلک ان اثرواوان عدموا
یأبی بھم ان یحلَّ الذمُّ ساحتھم ... خلق کریم واید بالندی ھضمٌ
ای الخلائق لیست فی رقابھم ... لاوّلیّۃ ھٰذا اَوْلہ نعمٌ
من یعرف اللہَ یعرف اوّلیّۃَ ذا ... فالدین من بیتِ ھٰذا نالہ الاُممُ
ان کنت تنکرہٗ فا للہ یعرفہ ... والعرش یعرفہ واللوح وَالقلمُ
وَلیس قولک من ھٰذا؟ بضائرہٖ ... العرب تعرف من انکرت والعجمُ

فغضبَ ھشامٌ وامَرَ بحبسِ الفرزدق بعسفان بین مکۃ وَالمَدینَۃ وَبلغ ذٰلکَ علی بن الحُسَین فبعث الی الفرزدق باثنی عشرالف درھم وقال اعذرا یا فراس فلوکان عندنا اکثرمن ھٰذا الوصلناک فقال یا ابن رسول اللہِ مَا قلت الا غضبًا للہ عزّوجَل وَلرسُولہٖ وَما کنتُ لاٰخذَ علیہِ شیئًا قال شکراللہ لک غیرانا اھل بیت اذا انفذنا امرًا لمَ نعُدفیہ فقبلھا وجعل یھجو ھشامًا وھو فی الحبس فبعث لہٗ واخرجہٗ۔

لغوی تحقیق

البطحاء : مکہ کی پتھریلی زمین، کشادہ نالہ جس میں ریت اور چھوٹی چھوٹی کنکریاں ہوں۔ ج بطاح۔ بَطَح (ف) بطحًا ؛ بچھانا، منھ کے بل گرانا۔ وطأتہ : موضع قدم۔ یمی (ض) نمیا نمائۃ۔ الحدیث : کسی کی جانب منسوب کرنا۔ ذِروۃ : بلندی۔ ج ذُریٰ۔ ذری (ن) ذرُوًا : ہوا میں اُڑجانا۔ قصرت (ن) قصورًا۔ عن الامر، عاجزی کیوجہ سے ترک کردینا، چھوڑدینا۔ عرفان : معرفت۔ راحۃ : ہتھیلی حطیم : وہ جگہ جو رکن اور زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان ہے۔ کفّ (ن) کفًا، عن الامر : باز رہنا، ہٗ عن الامر باز رکھنا۔ کفّ : ہتھیلی۔ ج اکف۔ کف بصرہٗ : اندھا ہونا۔ مکفوف : اندھا۔ ج مکافیف۔ خیزران : ہر نرم لکڑی۔ ج خیازر، عصاءِ شاھی۔ عبق : بھڑکدار خوشبو۔ عبق (س) عبقًا، المکان بالطیب : جگہ کا خوشبو سے بھڑک اٹھنا۔ اروع : خوبصورتی یا بہادری وغیرہ کیوجہ سے تعجب میں ڈالنے والا۔ عرنین : ناک۔ ج عرانین۔ شمم : ناک کے بانسہ کی بلندی حسن وہمواری کے ساتھ۔ یغضی۔ اغضاء عینہ : آنکھ بند کرنا۔ غرۃ : مراد پیشانی۔ ینجاب : تاریکی کا صاف ہوجانا۔ العتم : رات کی سیاہی۔ نبعۃ۔ نبع کا واحد ہے۔ ایک درخت کا نام ہے، جس سے تیروکمان بنائے جاتے ہیں۔ یقال ہومن نبعۃ کریمۃ : وہ شریف گھرانے سے ہے۔ خیم : عادت، مزاج، طبیعت، سیرت، خصلت۔ یستوکفان۔ استیکافا، الماء : گرانا، نچوڑنا، عرق نکالنا، ٹپکانا۔ لایعرو یعرو (ن) عروًا :

پیش آنا۔ بوادر۔ جمع بادرۃ: غصہ کی سختی۔ اُثْقَال۔ ج ثقل، بوجھ۔ القشعَ۔ بمعنیٰ زالت۔ اللیل: رات ختم ہونا۔ تشع (ف)، تشعًا القوم: متفرق ہونا (س)، قشعًا الشئ: خشک ہونا۔ الغیاہب۔ ج غیہب: تاریکی۔ الاملاق: اپنا سب مال صرف کرکے محتاج ہوجانا۔ شاوٌ: غایت۔ الغیوث۔ ج غیث: بارش۔ ازمۃ: سختی، خشک سالی۔ ازمت (ض) ازمًا، ازومًا الدہر علیہ: سخت ہونا۔ الشریٰ: دریائے فرات کی جانب درندوں کے رہنے کی جگہ جس کو بطور تمثیل کے پیش کیا جاتا ہے۔ ساحۃ: گھر کا صحن۔ ہَضم، ہضوم، ید ہضوم: سخی۔ ضائر۔ اسم فاعل ہے۔ ضار۔ (ض) ضیرًا: گھاٹا پہونچانا۔ عسفان: مکہ معظمہ سے دو منزل دور ایک جگہ ہے۔

توضیح

یہ وہ آدمی ہے جس کو بطحا کی زمین، نرم زمین بیت اللہ حل وحرم سب جانتے ہیں۔ یہ علی ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کے والد محترم ہیں، انھیں کے نور سے تو قوموں کو ہدایت حاصل ہورہی ہے۔ یہ تمام اللہ کے بندوں میں بہتر شخص کا لڑکا ہے، یہ صاف ستھرا، پرہیزگار، پاکیزہ اور سردار ہے، جب ان کو قبیلۂ قریش دیکھتا ہے تو ان میں سے کوئی کہنے والا کہہ اٹھتا ہے کہ اس کے کریمانہ افعال تک لوگوں کی شرافت جا ملتی ہے۔ یہ شخص ترقی کرنیوالا ہے عزت کی چوٹی تک کہ جس کے پانے سے قاصر ہیں عربی اور عجمی قریب ہے کہ حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت رکن حطیم ان کو پکڑ لے۔ چونکہ وہ انکی ہتھیلی کو جانتا ہے ان کے ہاتھ میں شاہی عصا ہے جس کی خوشبو خوبصورت ہتھیلی سے مہک رہی ہے اور ان کی ناک برابر اور حسین ہے۔ یہ شرم کیوجہ سے نگاہیں جھکائے رکھتا ہے اور انکی ہیبت کی بنا پر نظریں جھکائی جاتی ہیں۔ جب وہ مسکراتا ہے تو حاضرین کو بات کرنے کی ہمت ہوتی ہے۔ یہ ایسا آدمی ہے جس کے نانا کی بدولت نبیوں کی بزرگی اس کے تابع ہے اور انکی امت کی بزرگی کے سامنے تمام قومیں جھک جاتی ہیں۔ ہدایت کا نور انکی منور پیشانی سے پھیل رہا ہے جس طرح کہ سورج کی روشنی سے اندھیرا پن ختم ہوجاتا ہے۔ ان کا شریف خاندان حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے مشتق ہے، ان کی اصل عادات وخصائل سب پاکیزہ ہیں، یہ حضرت فاطمہؓ کے صاحبزادے ہیں اگر تو ان سے ناواقف ہے کہ ان کے دادا خاتم الانبیاء ہیں، اللہ نے انکو شرف اور فضیلت بخشی ہے رتبہ کے اعتبار سے اس پر ان کیلئے لوح محفوظ میں قلم چل چکا ہے، ان کے دونوں ہاتھ فیاض ہیں، ان کا نفع عام ہے، ان سے بخشش طلب کی جاتی ہے اور ان پر فقر طاری نہیں ہوتا۔ یہ نرم خصلت والے ہیں ان کے غصہ کا اندیشہ نہیں کیا جاتا ہے۔ ان کو زینت بخشنے ہوئے ہے دو چیزیں یعنی بردباری اور سخاوت۔ جب کوئی قوم قرض مانگتی ہے تو یہ ان قوموں کے بوجھ کو برداشت کرنیوالے ہیں، شیریں خو والے ہیں ان کے یہاں ہاں ہی ہے سوال کے وقت، انھوں نے لا نہیں استعمال کیا تشہد کے سوا۔ اگر تشہد نہ ہوتا تو ان کا لا نہ ہوتا۔ یہ مخلوق پر چھا چکے ہیں احسان کے ذریعہ چنانچہ مخلوق سے تاریکی افلاس اور عزبت ختم ہوچکی ہے۔ یہ ایسی قوم سے ہیں جن سے محبت کرنا دین اور ان سے بغض رکھنا کفر، اور ان سے قرب ذریعۂ نجات اور ذریعۂ حفاظت ہے۔ اللہ کے ذکر کے بعد ان کا ذکر مقدم ہے ہر شروع میں اور ان کے ذکر کے ذریعہ کلام کو ختم کیا جاتا ہے، برائی اور مصیبتیں دور کی جاتی ہیں ان کی محبت کے ذریعہ۔ اور انھیں کے ذریعہ احسان میں اور نعمتوں میں زیادتی طلب

کی جاتی ہے۔ اگر تقویٰ والوں کو شمار کیا جائے تو یہ ان کے امام ہوتے ہیں اور اگر پوچھا جائے کہ اہل زمین میں کون بہتر ہے تو کہا جائے گا یہ ہیں، کوئی سخی نہیں پہنچ سکتا ان کے مرتبہ تک۔ اور نہیں برابر ہو سکتی ہے ان کے کوئی قوم اگرچہ وہ شریف ہوں۔ وہ برسنے والے بادل ہیں جب قحط سالی کا بحران ہو۔ اور یہ شری مقام کے شیر ہیں خوف و دہشت کے وقت۔ تنگی ان کے ہاتھوں کی کشادگی کو تنگ نہیں کر سکتی۔ ان کے یہاں برابر ہے خواہ وہ آسودہ رہیں یا تنگی میں رہیں۔ انکی برائی کرنے سے روک دیتے ہیں ان کے اچھے اخلاق اور فیاض ہاتھ۔ مخلوق میں کون ایسا ہے کہ جس کی گردن میں ان کی اولیت اور ان کا فضل نہ ہو۔ جو شخص اللہ کو پہچانتا ہے وہ انکی اولیت کو بھی پہچانتا ہے۔ تو دین انھیں کے گھر سے ہے کہ جن کو قوموں نے حاصل کیا ہے۔ اگر تو ان کو اجنبی سمجھتا ہے تو اللہ اور عرش اور لوح و قلم سب انھیں پہچانتے ہیں۔ اور تیرا یہ قول کہ یہ کون ہیں یہ انکو نقصان پہنچانیوالا نہیں ہے۔ عرب و عجم کے تمام لوگ جن کا تو انکار کر رہا ہے پہچانتے ہیں۔ یہ ہشام کو (یہ سنکر) غصہ آگیا اور اس نے فرزدق کو مکہ اور مدینہ کے درمیان عسفان نامی جگہ میں قید کرنے کا حکم نافذ کیا۔ اور اس کی خبر حضرت علی ابن حسین کو ملی تو انھوں نے فرزدق کے پاس بارہ ہزار درہم بھیجے اور انھوں نے کہا اے ابو فراس مجھے معذور رکھئے۔ اگر ہمارے پاس اس سے زیادہ ہوتا تو ہم آپ کو دیتے۔ تو انھوں نے فرمایا: اے صاحبزادۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں نے نہیں کہا جو بھی کہا مگر غصہ کیوجہ سے اللہ اور اس کے رسول کے لئے اور میں اس پر کوئی چیز لینے والا نہیں ہوں۔ تو انھوں نے فرمایا اللہ آپ کو بدلہ دے۔ لیکن بات یہ ہے کہ ہم اہل بیت ہیں جب ہم کوئی کام کر گذرتے ہیں تو اس میں رجوع نہیں کرتے۔ تو فرزدق نے اس رقم کو قبول کر لیا اور ہشام کی ہجو کرنے لگا درانحالیکہ وہ قیدخانہ میں تھا۔ تو ہشام نے اس کے پاس اطلاع بھیجی اور انھیں نکالدیا۔

مُنَاظَرَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما مَعَ الْخَوَارِجِ خَذَلَهُمُ اللّٰهُ

حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کا خوارج کے ساتھ مناظرہ اللہ ان کو رسوا کرے

اَسْنَدَ النَّسَائِیُّ فِی سُنَنِہِ الْکُبْرٰی فِی خَصَائِصِ عَلِیٍّؓ اِلٰی ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ قَالَ لَمَّا خَرَجَتِ الْحَرُوْرِیَّۃُ اِعْتَزَلُوْا فِیْ دَارٍ وَکَانُوْا سِتَّۃَ اٰلَافٍ فَقُلْتُ لِعَلِیٍّ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَبْرِدْ بِالصَّلٰوۃِ لَعَلِّیْ اُکَلِّمُ ہٰؤُلَآءِ الْقَوْمَ قَالَ اِنِّیْ اَخَافُہُمْ عَلَیْکَ قُلْتُ کَلَّا فَلَبِسْتُ ثِیَابِیْ وَمَضَیْتُ اِلَیْہِمْ حَتّٰی دَخَلْتُ عَلَیْہِمْ فِیْ دَارٍ وَہُمْ مُجْتَمِعُوْنَ فِیْہَا فَقَالُوْا مَرْحَبًا بِکَ یَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَا جَاءَ بِکَ قُلْتُ اَتَیْتُکُمْ مِنْ عِنْدِ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمُہَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَمِنْ عِنْدِ ابْنِ عَمِّ النَّبِیِّ صلعم وَصِہْرِہٖ وَعَلَیْہِمْ نَزَلَ الْقُرْاٰنُ وَہُمْ اَعْرَفُ بِتَاوِیْلِہٖ مِنْکُمْ وَلَیْسَ فِیْکُمْ مِنْہُمْ اَحَدٌ جِئْتُ لِاُبَلِّغَکُمْ مَا یَقُوْلُوْنَ اُبَلِّغُہُمْ مَا تَقُوْلُوْنَ فَانْتَحٰی اِلَیَّ نَفَرٌ مِنْہُمْ قُلْتُ ہَاتُوْا مَا نَقَمْتُمْ عَلٰی اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَابْنِ

عمه وختنه واول من آمن به قالوا ثلاث، قلت ما هى؟ قالوا احدهن انه حكم الرجال فى دين الله وقد قال الله تعالى إن الحكم إلا لله. قلت هذه واحدة قالوا واما الثانية فانه قاتل ولم يسب ولم يغنم فان كانوا كفارًا فقد حلت لنا نساؤهم واموالهم وان كانوا مؤمنين فقد حرمت علينا دماؤهم قلت هذه اخرىٰ قالوا واما الثالثة فانه محا نفسه من امير المؤمنين فان لم يكن امير المؤمنين فانه يكون امير الكافرين قلت هل عندكم شئ غير هذا قالوا حسبنا هذا قلت ارأيتم ان قرأت عليكم من كتاب الله وحدثتكم من سنة نبيه صلى الله عليه وسلم ما يرد قولكم هذا اترجعون قالوا اللهم نعم قلت اما قولكم انه حكم الرجال فى دين الله فانا اقرأ عليكم ان قد صيّر الله حكمه الى الرجال فى ارنب ثمنها ربع درهم قال تعالى لا تقتلوا الصيد وانتم حُرُمٌ الى قوله يحكم به ذوا عدل منكم وقال فى المرأة وزوجها وان خفتم شقاق بينهما فابعثوا حكمًا من اهله وحكمًا من اهلها انشدكم الله احكم الرجال فى حقن دمائهم وانفسهم واصلاح ذات بينهم احق ام فى ارنب ثمنها ربع درهم قالوا اللهم بل فى حقن دمائهم اصلاح ذات بينهم قلت اخرجت من هذه قالوا اللهم نعم قلت واما قولكم انه قاتل ولم يسب ولم يغنم اتسبون امكم عائشة فتستحلون منها ما تستحلون من غيرها وهى امكم لئن فعلتم لقد كفرتم فان قلتم ليست امنا فقد كفرتم قال الله تعالى النبى اولى بالمؤمنين من انفسهم وازواجه امهاتهم فانتم بين ضلالتين فاتوا منها بمخرج اخرجت من هذه الاخرىٰ قالوا اللهم نعم قلت واما قولكم انه محا نفسه من امير المؤمنين فان رسول الله صلى الله عليه وسلم دعا قريشا يوم الحديبية على ان يكتب بينه وبينهم كتابا فقال اكتب هذا ما قاضى عليه محمد رسول الله فقالوا والله لو كنا نعلم انك رسول الله ما صددناك عن البيت ولا قاتلناك ولكن اكتب محمد بن عبد الله فقال والله انى لرسول الله وان كذبتمونى يا على اكتب محمد بن عبد الله فرسول الله صلى الله عليه وسلم خير من علىّ وقد محا نفسه ولم يكن محوه ذلك محوا من النبوة اخرجت من هذه الاخرىٰ قالوا اللهم نعم فرجع منهم الفان وبقى سائرهم فقتلوا على ضلالتهم قتلهم المهاجرون والانصار رضوان الله تعالىٰ عليهم اجمعين۔

لغوی تحقیق

خَذَلَ (ن) خذلاً: امداد بند کرنا۔ النسائی: ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی۔ آپ کی ولادت خراسان میں ۲۱۵ھ میں ہوئی، آپ علماء محدثین میں سے تھے۔ آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بے انتہا قوت حافظہ عطا فرمائی تھی اور آپ کو پڑھنے لکھنے کا بچپن ہی سے بہت شوق تھا۔ چنانچہ آپ نے ابتدائی تعلیم تو خراسان ہی میں حاصل کی لیکن جسے علم کی پیاس لگ جائے تو کوئی تریاق کام نہیں کرتا۔ چنانچہ طلبِ علم کی خاطر آپ نے

حجاز، عراق، مصر، شام، جزیرہ ودیگر مقامات کا سفر کیا اور وہاں کے شیوخ سے احادیث اخذ کیں۔ آپ نے کئی ایک کتابیں تصنیف کیں جن میں مشہور تر سنن المجتبیٰ ہے۔ آپ نے ۳۰۳ھ میں دارِ فانی سے رحلت فرمائی۔ صِہر، داماد۔ ج اصہار۔ انتحیٰ، انتحاز: جدا ہونا، علیحدہ ہونا۔ نقمتم (ض، س) نقماً: بہت مکروہ جاننا۔ لم یسب (ض) سبیاً، قید کرنا۔ لم یغنم (س) غنماً، غنیمۃً: غنیمت حاصل کرنا۔ ارنب: خرگوش۔ ج ارانب۔ حقن (ن، ض) حقناً: روک لینا۔ اور اسی سے ہے حقن بولہ: اس نے پیشاب کو روک لیا۔ دمہ: گرانے سے بچانا۔ ماء وجہہ: آبرو کی حفاظت کرنا۔ صدد: ناکٹ صدّاً: روک دینا۔

توضیح امام نسائی نے سنن کبریٰ میں حضرت علیؓ کی خصوصیات کے سلسلہ میں حضرت ابن عباسؓ تک سند کو پہنچایا، انھوں نے فرمایا کہ جب حروریہ نے بغاوت کی تو وہ ایک گھر میں جمع ہوئے اور وہ چھ ہزار تھے۔ میں نے حضرت علیؓ سے کہا اے امیرالمؤمنین نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھئے۔ شاید میں ان لوگوں سے بات کروں۔ انھوں نے فرمایا مجھے ان کا اندیشہ ہے تمہارے اوپر۔ میں نے کہا ہرگز نہیں تو میں نے اپنے کپڑے پہن لئے اور ان کے پاس چل دیا، یہانتک کہ میں ان پر جس گھر میں وہ جمع تھے داخل ہوا تو انھوں نے فرمایا "مرحبا بک یا ابن عباس" آپ کو ہم مبارکباد دیتے ہیں اے ابن عباس۔ کس بنا پر تشریف لائے۔ میں نے کہا میں آپ کے پاس حضورؐ کے صحابہ مہاجرین اور انصار اور حضورؐ کے چچازاد بھائی اور ان کے داماد کے پاس سے آرہا ہوں جن پر قرآن کریم نازل ہوا ہے اور وہ تم سے زیادہ اس کا مطلب سمجھتے ہیں اور نہیں ہے تم میں ان میں سے کوئی۔ میں آیا ہوں تاکہ انکی بات تمہیں پہنچاؤں اور تمہاری بات ان کو پہونچاؤں۔ تو میرے لئے ان میں سے ایک جماعت الگ ہوگئی تو میں نے کہا کہ بیان کرو ان چیزوں کو جو تمہیں ناگوار ہیں۔ حضورؐ کے صحابہ اور ان کے داماد اور چچیرے بھائی اور اس شخص کے سلسلہ میں جو سب سے پہلے ان پر ایمان لانیوالا ہے تو انھوں نے کہا کہ تین باتیں ہیں تو میں نے کہا کہ وہ کیا ہیں تو انھوں نے کہا ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے مردوں کو اللہ کے دین میں فیصل بنایا حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "ان الحکم الا للہ" فیصلہ کا حق صرف خدا ہی کو ہے۔ تو میں نے کہا، یہ ایک بات ہوئی۔ انھوں نے کہا کہ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے جنگ کے بعد قید نہیں کیا اور نہ مال غنیمت حاصل کیا۔ تو اگر وہ کافر تھے تو ہمارے لئے ان کی عورتیں اور مال حلال ہیں۔ اور اگر وہ مومن تھے تو ہمارے لئے ان کا خون حرام ہے۔ تو میں نے کہا یہ دوسری بات ہوئی۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے لفظ امیرالمؤمنین کو اپنی ذات سے مٹایا، تو اگر وہ امیرالمؤمنین نہیں ہیں تو وہ امیرالکافرین ہیں۔ تو میں نے کہا کہ کیا اس کے علاوہ تمہارے پاس کوئی اور بات ہے۔ انھوں نے کہا ہمارے لئے یہ کافی ہے۔ میں نے کہا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اگر میں تمہارے سامنے اللہ کی کتاب اور حضورؐ کی حدیث جو تمہاری اس بات کی تردید کر رہی ہو، بیان کروں تو تم لوٹ جاؤ گے۔ سبھوں نے کہا ہاں خدا شاہد ہے۔ میں نے کہا رہی تمہاری یہ بات کہ حضرت علیؓ نے مردوں کو اللہ کے دین میں حکم بنایا تو میں تمہارے سامنے کتاب اللہ پڑھتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ایک خرگوش کے سلسلہ میں اپنا حکم مردوں کی جانب پھیر دیا ہے جس کی قیمت صرف چوتھائی درہم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "لا تقتلوا الصید وانتم حرم"

شکار کو قتل نہ کرو جبکہ تم محرم ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "یحکم بہ ذوا عدل منکم" تک۔ تم میں سے عدل والے اس کا فیصلہ کریں۔ اور عورت اور اس کے شوہر کے بارے میں ارشاد فرمایا "وان خفتم شقاق بینہما فابعثوا حکماً من اہلہ" الآیۃ۔ اگر تمہیں اندیشہ ہو ان دونوں کے درمیان اختلاف کا تو تم متعین کر لو شوہر کے گھر والوں میں سے ایک حکم اور عورتوں کے گھر والوں میں سے ایک حکم، میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا مردوں کا فیصلہ ان کے خون اور ان کی ذات اور ان کے درمیان اصلاح کے سلسلہ میں زیادہ بہتر ہے یا اس خرگوش کے سلسلہ میں جس کی قیمت چوتھائی درہم ہے تو انھوں نے کہا اللہ شاہد ہے کہ ان کے خون کی حفاظت کے سلسلہ میں اور ان میں مصالحت کے سلسلہ میں۔ تو میں نے کہا کہ کیا میں اس سے سبکدوش ہو چکا تو انھوں نے کہا اللہ شاہد ہے۔ ہاں میں نے کہا۔ اور رہی تمہاری بات کہ حضرت علیؓ نے قتال کرنے کے بعد میں قید نہیں کیا اور نہ مالِ غنیمت حاصل کیا کیا تم قید کرنا چاہتے ہو اپنی ماں حضرت عائشہؓ کو اور کیا تم حلال سمجھتے ہو ان کے بارے میں جو ان کے علاوہ کے بارے میں حلال سمجھتے ہو درانحالیکہ وہ تمہاری ماں ہیں۔ اگر تم نے ایسا کیا تو تم کافر ہو جاؤ گے۔ اگر تم یہ کہتے ہو کہ وہ ہماری ماں نہیں ہیں تو تم کافر ہو جاؤ گے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم" الآیۃ۔ یعنی حضورؐ مومنین کے حق میں ان کی ذاتوں سے بھی زیادہ مستحق ہیں اور ان کی ازواجِ مطہرات مومنین کی ماں ہیں۔ تو تم دو گمراہیوں کے درمیان ہو۔ تو ان سے نکلنے کی راہ تلاش کرو۔ کیا میں اس دوسری بات سے نکل چکا (بری ہو چکا) انھوں نے کہا ہاں اللہ شاہد ہے۔ اور میں نے کہا بہرحال تمہاری بات کہ انھوں نے امیر المؤمنین کو مٹایا اپنے آپ سے۔ تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے قریش کو حدیبیہ کے دن اس بات پر آمادہ کیا تھا کہ آپس میں کوئی صلح نامہ لکھا جائے تو حضورؐ نے فرمایا تھا کہ لکھو یہ محمد رسول اللہ کا فیصلہ ہے۔ تو انھوں نے کہا قسم خدا کی اگر ہمیں آپ کی رسالت کا علم ہوتا تو ہم آپ کو نہ بیت اللہ سے روکتے اور نہ قتال کرتے۔ لیکن محمد ابن عبد اللہ لکھئے تو حضورؐ نے فرمایا قسم خدا کی میں اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم جھٹلاؤ۔ اے علی محمد ابن عبد اللہ لکھو۔ تو حضورؐ حضرت علیؓ سے بہتر ہیں۔ اور انھوں نے اپنے آپ سے مٹایا، اور ان کا یہ مٹانا نبوت سے مٹانا نہیں تھا۔ کیا میں اس سے نکل چکا انھوں نے کہا ہاں اللہ شاہد ہے تو ان میں دو ہزار اشخاص نے رجوع کیا اور باقی اپنی گمراہی پر قتل کئے گئے۔ مہاجرین اور انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین نے انھیں قتل کیا۔

یومُ اُحُدٍ

جنگ احد کا واقعہ

روی ان المشرکین نزلوا باحد یوم الاربعاء ثانی عشر شوال سنۃ ثلاث من الھجرۃ فاستشار الرسولُ علیہ السّلامُ اصحابَہٗ وقد دعا عبدَ اللہ بن ابی ابن سلول ولم یدعہ من قبل فقال ھو واکثر الانصار: اقم یا رسول اللہ! بالمدینۃ ولا تخرج الیھم فواللہ ما خرجنا منھا

العدو الا اصاب منا ولا دخلها علینا الا اصبنا منه فکیف وانت فینا فدعهم فان اقاموا اقاموا بشر مجلس وان دخلوا قاتلهم الرجال ورماهم النساء والصبیان بالحجارة وان رجعوا رجعوا خائبین واشار بعضهم الی الخروج فقال علیه السلام انی رأیت فی منامی بقرةً مذبوحةً حولی فاولتها خیرًا ورأیت فی ذباب سیفی ثلمًا فاولته هزیمةً ورأیت کأنی ادخلت یدی فی درع حصینة فاولتها المدینة فان رأیتم ان تقیموا بالمدینة وتدعوهم فقال رجالٌ فاتتهم بدرٌ واکرمهم الله بالشهادة یوم احد اخرج بنا الی اعدائنا وبالغوا حتی دخل فلبس لامته فلما رأوا ذلك ندموا علی مبالغتهم وقالوا اصنع یارسول الله ما رأیت فقال لا ینبغی لنبی ان یلبس لامته فیضعها حتی یقاتل فخرج بعد صلوٰة الجمعة واصبح بشعب احد یوم السبت ونزل فی عدوة الوادی وجعل ظهره وعسکره الی احد وسوّی صفهم وامّر عبد الله بن جبیر علی الرماة وقال انضحوا عنا بالنبل لا یأتونا من ورائنا وقال صلی الله علیه وسلم اثبتوا فی هذا المقام واذا عاینوکم وولوکم الادبار فلا تطلبوا المدبرین ولا تخرجوا من هذا المقام کیلا یتمکنوا من ان یأتونا من ورائنا ثم اختزل عبد الله وبقی المسلمون حتی هزموا المشرکین فطمعوا ان تکون هذه الواقعة کواقعة بدر وطلبوا المدبرین وترکوا الموضع الذی امرهم النبی صلی الله علیه وسلم بالثبات فیه ثم اشتغلوا بطلب الغنائم فلما خالفوا امره صلی الله علیه وسلم انهزموا لیعلموا انّ ما وقع یوم بدر انما حصل ببرکة صبرهم وطاعتهم لله ولرسوله فلما لم یصبروا علی طاعة رسول الله صلی الله علیه وسلم فیما امرهم به ولم یتقوا عاقبة مخالفته ترکهم الله تعالیٰ مع عدوّهم فلم یقووا لهم حیث نزع الله الرعب من قلوب المشرکین فکرّ علیهم المشرکون وتفرق العسکر عن رسول الله صلعم حتی بقی مع النبی سبعةٌ من الانصار ورجلان من قریش وقصد الکفار النبی صلی الله علیه وسلم فشجوا راسه وکسروا رباعیته وثبت معه صلی الله علیه وسلم یومئذ طلحةُ ووقاه بیده فشلّت اصبعاه وصار مجروحًا فی اربعة وعشرین موضعًا ولما اصیب صلی الله علیه وسلم بما اصابه من الشج وکسر الرباعیة وغلب علیه الغشی احتمله ورجع به القهقری وکلما ادرکه واحدٌ من المشرکین کان یضع رسول الله صلی الله علیه وسلم ویقاتله حتی اوصله الی مکانٍ فیه جملةٌ من الصحابة فکان رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول اوجب طلحة فوقعت الصیحة فی العسکر ان محمدًا قد قتل وکان فی جملة من معه من الصحابة رجلٌ من الانصار یکنّی ابا سفیان فنادی الانصار وقال هذا رسول الله صلی الله علیه وسلم فرجع الیه المهاجرون والانصار وکان قد قتل منهم سبعون وکثرت فیهم الجراح فقال صلی الله علیه وسلم رحم الله رجلًا ذبّ عن اخوانه وشدّ عن المشرکین بمن معه حتی کفهم علی القتلی والجرحی

واعانهم الله تعالىٰ حتى هزموا الكفار۔

لغوی تحقیق

اُحد۔ مدینہ منورہ سے ایک میل کے فاصلہ پر شمال کی جانب ایک پہاڑی ہے اور اسی جگہ حضرت ہارون علیہ السلام کی قبر ہے۔ عبداللہ بن ابی ابن سلول۔ مشہور و معروف منافق تھا اور جس قدر اس کے بس میں تھا حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو تکلیفیں پہنچائیں حتیٰ کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جو بہتان تراشی کی گئی تھی ان کا یہ سردار اور لیڈر تھا اور معاملہ کو اتنا بڑھایا اور پھیلایا کہ خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اشتباہ ہو گیا تھا مگر جب آیتِ افک نازل ہوئی تو اس کا منہ سیاہ ہوا۔ حضور پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں اس مردود کا انتقال ہو گیا۔ اس کے لڑکے حضرت عبداللہ نہایت سچے اور پکے مومن و صحابی تھے۔ رضی اللہ عنہ۔ یہ اپنے باپ کے کارنامے سے واقف تھے۔ چنانچہ اس کے انتقال کے بعد یہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نمازِ جنازہ پڑھنے کی درخواست کی اور ساتھ ہی حضورؐ سے آپ کا پیراہن مبارک بھی کفن کیلئے مانگا۔ چنانچہ رحمۃ للعالمینؐ نے دونوں درخواستیں قبول فرمالیں۔ اور اس پر عمل بھی کیا جس پر یہ آیت کریمہ ولا تصل علیٰ احد الخ نازل ہوئی۔ خائبین: رسوا، ذلیل۔ منام: خواب، نیند۔ ذباب: تلوار کی دھار۔ ثلمًا: دندانے۔ ہزیمۃ: ہار، شکست۔ شعب: پہاڑی، راستہ، درۂ کوہ۔ ج شعاب۔ عدوۃ، اونچی جگہ، وادی کا کنارہ۔ ج عِدا۔ عبداللہ بن جبیر بن نعمان بن امیہ ابن امرأ القیس انصاری ہیں، آپ قبیلۂ اوس کے رہنے والے تھے۔ آپ بیعتِ عقبہ اور غزوۂ بدر میں شریک تھے اور غزوۂ احد میں شہید کر دیئے گئے۔ آپ خوات بن جبیر کے بھائی ہیں جو صاحب ذات النحیین کے لقب سے مشہور ہیں۔ رماۃ۔ جمع رامی: تیر انداز۔ نضحوا (ف، ض) نضحًا نضحانًا بالنبل: تیر اندازی کرنا۔ النبل: تیر۔ اختزل۔ اختزالا: تنہا ہو جانا۔ کرّ۔ کرًّا، کرورًا، تکرارًا: دوبارہ حملہ آور ہونا۔ فشجوا: زخمی کر دیا۔ طلحۃ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب قدیم الاسلام جلیل القدر صحابی ہیں۔ ان مخصوص بزرگوں میں سے ہیں جو بعثت کے بعد ہی مشرف باسلام ہوئے تھے۔ آپ اصحابِ شوریٰ میں سے بھی ہیں اور عشرہ مبشرہ میں سے بھی ہیں۔ بدر کے علاوہ سبھی معرکوں میں حضورؐ کے ساتھ شریک رہے۔ غزوۂ احد میں حضورؐ کی وہ خدمات انجام دی ہیں کہ کسی دوسرے کے حصہ میں نہ آسکیں جس پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ طلحہ پر جنت واجب ہو گئی۔ اسی دن حضورؐ نے آپ کو طلحۃ الخیر اور غزوۂ حنین میں طلحۃ الجواد اور غزوۂ تبوک میں طلحۃ الفیاض لقب عطا فرمایا تھا۔ آپ کے نکاح میں چار بیویاں تھیں۔ اور چاروں حضورؐ کی ازواج مطہرات کی بہنیں تھیں۔ شلت (س) شلاً، شللاً۔ یدہٗ: خشک ہو جانا۔ القہقری: الٹے پاؤں لوٹنا۔ ذبّ (ن) ذبًّا عنہ: دفع کرنا۔ حمایت کرنا۔

توضیح

منقول ہے کہ مشرکین بدھ کے دن احد پہاڑ پر بارہ شوال ۳ھ میں اتر آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے مشورہ کیا اور اس موقعہ پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ ابن ابی ابن سلول کو بھی بلایا تھا اور اس سے پہلے کبھی نہیں بلایا تھا۔ عبداللہ ابن ابی اور اکثر صحابہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ مدینہ میں

قیام کیجئے، اوران کے پاس نہ چلئے۔ قسم خدا کی ہم مدینہ سے کسی دشمن کی جانب نہیں نکلے ہیں مگر یہ کہ دشمن نے ہمیں پالیا اور دشمن مدینہ میں ہم پر نہیں داخل ہوا ہے مگر یہ کہ ہم نے دشمن پر قابو پالیا تو کیسے کامیابی نہیں ہوگی درانحالیکہ آپ ہمارے درمیان موجود ہوں گے تو آپ انھیں چھوڑ دیجئے اگر وہ وہیں پڑے رہے تو پڑے رہیں گے بہت بری جگہ اور اگر داخل ہوں گے تو ان سے مرد قتال کریں گے اور بچے اور عورتیں پتھر ماریں گے اور اگر لوٹیں گے تو ناکام لوٹیں گے۔ اور بعض صحابہ نے نکلنے کا مشورہ دیا تو حضورؐ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں ایک ذبح کی ہوئی گائے دیکھی ہے اپنے اردگرد، تو میں نے اس کی تعبیر بہتر نکالی ہے۔ اور میں نے اپنی تلوار کی نوک میں دندانے دیکھے ہیں۔ میں نے اس کی تعبیر شکست سے کی ہے۔ اور میں نے دیکھا کہ میں نے اپنے ہاتھ کو داخل کیا ایک مضبوط زرہ میں، میں نے اس کی تعبیر مدینہ سے کی ہے۔ پس اگر تم مناسب سمجھو تو مدینہ میں قیام کرو۔ تو مردوں نے کہا جن سے جنگِ بدر فوت ہوچکی تھی اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے احد کے دن انکو شہادت سے نوازا ہے۔ انھوں نے فرمایا ہمیں اپنے دشمنوں کی جانب نکال دیجئے اور انھوں نے اصرار کیا تو حضورؐ نے داخل ہوکر اپنی زرہ پہن لی۔ جب انھوں نے یہ صورتِ حال دیکھی تو وہ نادم ہوئے اپنے اصرار پر۔ اور انھوں نے کہا یا رسول اللہ آپ جو مناسب سمجھیں وہ کریں۔ آپؐ نے فرمایا کہ کسی نبی کیلئے مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنی زرہ پہن کر اتار دے یہانتک کہ قتال کرے۔ اور جمعہ کی نماز کے بعد آپ نکلے اور احد کی گھاٹی پر سنیچر کے روز صبح کی۔ اور وادی کے بلند حصہ پر اتر آئے اور اپنی پشت اور لشکر کو احد پہاڑ کی جانب کردیا اور انکی صفوں کو سیدھی کی اور حضرت عبداللہ ابن جبیرؓ کو تیر اندازوں پر کمانڈر بنایا، اور فرمایا تیر اندازی یہاں سے کرتے رہو کہ وہ ہمارے پیچھے سے ہم پر حملہ نہ کریں اور حضورؐ نے فرمایا اس جگہ جمے رہو اور جب وہ تمہیں دیکھ کر پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگیں تو تم پیٹھ پھیرنے والوں کی تلاش میں نہ رہنا اور اس جگہ سے نہ نکلنا تاکہ وہ قادر نہ ہوں اس بات پر کہ ہمارے پاس ہمارے پیچھے سے آجائیں پھر عبداللہ بن ابی الگ ہوگیا اور مسلمان رہ گئے یہانتک کہ مشرکین کو شکست دیدی۔ تو انھوں نے اس واقعہ کو یہ سمجھا کہ بدر کے واقعہ کیطرح ہے۔ اور پیٹھ پھیر کر بھاگنے والوں کے تعقب میں لگ گئے اور اس جگہ کو چھوڑ دیا جہاں جمے رہنے کا حضورؐ نے حکم دیا تھا۔ پھر وہ غنیمت کے مال حاصل کرنے میں مشغول ہوگئے۔ جب انھوں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف کیا تو وہ شکست کھاگئے تاکہ انھیں معلوم ہوجائے کہ جو جنگِ بدر کے دن ہوا وہ صرف ان کے صبر کی برکت سے ہوا، اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی برکت سے ہوا۔ لیکن جب انھوں نے حضورؐ کی اطاعت پر ثابت قدمی کا مظاہرہ نہیں کیا اس معاملہ میں جس کا حضورؐ نے حکم دیا تھا اور آپ کی مخالفت کے انجام سے نہیں ڈرے تو اللہ تبارک وتعالےٰ نے انکو ان کے دشمن کے ساتھ چھوڑ دیا اور ان کے سامنے قوت کا مظاہرہ نہیں کرسکے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ نے مشرکین کے دلوں سے رعب کو نکالدیا تھا تو مشرکین نے مسلمانوں پر حملہ کیا اور لشکر حضورؐ سے منتشر ہوگیا یہانتک کہ حضورؐ کے ساتھ سات انصاری اور دو قریشی رہ گئے تھے اور کفار نے حضورؐ کو قتل کرنیکا ارادہ کیا تو انھوں نے حضورؐ کے سرِ مبارک کو زخمی کیا اور آپ کے رباعی (نیچے کا نوکیلا دانت) کو بھی شہید کردیا اور حضورؐ کے ساتھ اس دن حضرت طلحہؓ جمے رہے اور آپ کو اپنے ہاتھ سے بچایا یہانتک کہ حضرت طلحہؓ کی دو انگلیاں شل ہوگئیں اور چوبیس جگہ زخمی ہوئے۔

اور جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ زخم پہونچا اور رباعی شہید ہوا اور آپ پر غشی چھا گئی تو حضرت طلحہؓ نے آپ کو اٹھایا اور الٹے پاؤں لوٹ گئے۔ اور جب ان سے کوئی مشرکین ملتا تھا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو رکھ کر اس مشرک سے حضرت طلحہؓ قتال کرتے تھے۔ یہانتک کہ آپ کو اس جگہ پہونچایا جہاں تمام صحابہ تھے تو حضورؐ فرمانے لگے اوجب طلحۃ (طلحہ نے واجب کرلیا جنت) تو لشکر میں ایک آواز پھیل گئی کہ محمدؐ شہید کر دیئے گئے، اور ان میں ایک انصاری صحابی بھی تھے جن کی کنیت ابو سفیان تھی تو انھوں نے انصار کو آواز دی اور فرمایا یہ ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو مہاجرین اور انصار آپ کی جانب لوٹ آئے، ان میں سے ستر شہید کر دیئے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے تھے تو حضورؐ نے فرمایا اللہ رحم کرے اس شخص پر جس نے اپنے بھائیوں سے دفاع کیا اور سختی کے ساتھ مشرکین پر حملہ کیا اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہانتک کہ ان کو روک دیا مقتولین اور مجروحین سے اور انکی اعانت کی اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہانتک کہ کفار کو انھوں نے شکست دیدیا۔

قصۃ سیدنا موسیٰ واخیہ هارون علیهما السلام

سیدنا حضرت موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ

اَرْسَلَ اللہُ مُوسیٰ وَاَخَاہُ هَارُوْنَ لِفِرْعَوْنَ وَمَلَأِہٖ حیثُ طَغٰی وَادّعی الالوهیۃَ وَعَبَدَہُ النَّاسُ خَوْفًا مِنْہُ ثُمَّ اَنَّ فِرْعَوْنَ سَمِعَ بِامْرَأَۃٍ جَمِیلَۃٍ اسْمُهَا اٰسِیَۃُ فَتَزَوَّجَهَا وَهِیَ مُؤْمِنَۃٌ سِرًّا فلمّا ارادَ اَنْ یَدْخُلَ بِهَا تخشبت اعضاؤہٗ وَلم یستطع القربَ منها فاکتفی بالنظر الیها ثم اَنَّہٗ رأی منامًا فسأل السَّحرۃَ عَنْ تفسیرہٖ فقالوا لہٗ انہٗ سَیُولَدُ فی مُلکِکَ ولدٌ یکونُ سَبَبًا فی هلاکِکَ وَهلاکِ قومِکَ فامرَ بذبحِ مَنْ یولد من الذکورِ وَکان عمران من وزرائہٖ فلما حملت امرأتُہٗ بموسیٰ لم یشعر بحملها الی ان وضعتہ فاوحی اللہ الیها ان القیہِ فی البحرِ فصنعت تابوتًا وَوَضعتہُ فی جوفہٖ وَهِیَ باکیۃ خصوصًا وَان اباہُ قد ماتَ فی ذٰلک الحین وقالت لاختہٖ انظری الیہ من بعیدٍ ورمتہ فی البحر فقذفتہ الامواج الی ان دَخَلَ منزلَ فرعونَ فرأتہ ابنتہ وکانت برصاء (ای مصابۃ بداء البرص) فبملامستها لہٗ شُفیت فاخذتہ وَذهبت بہٖ الی اٰسیۃَ وَاخبرتها بما حصل فقالت اٰسیۃُ لفرعونَ لاتقتلہٗ ونربیہ عند نا فامتثلَ وَامَرَ باحضار المراضع فحضرن فلم یمس ثدی واحدۃٍ منهن فقالت لهم اختُہٗ هَلْ اَدُلُّکم علیٰ اهلِ بیتٍ یکفلونہٗ لکُمْ قالوا نعم فاحضرت امہٗ فاعطتہ ثدیها فرضعہٗ الی ان تم مدۃُ الرضاع فاعطوا امّہٗ ما یکفیها وَترکتہ وَذهبت فلما تم عُمُرُہٗ اربعین سنۃً صَارَ یأمر الناسَ بعبادۃِ اللہ نبینما هو مارٌّ فی شوارع مصر اذ رأی رجلین یقتتلان احدُهُمَا قبطیٌّ والثانی اسرائیلی من نسلِ یعقوبَ فاستغاث الاسرائیلی بموسیٰ فجاءَ ووکز

القبطي في صدره فوقع ميتًا فتأسّف موسى وطلبَ المغفرةَ مِنَ اللهِ فغفرلهٗ وفي اليوم الثاني رأى الاسرائيلي يتشاجرُ مَعَ قبطي اٰخر فاستغاث بموسى فلم يغثه ولمّا عَلِمَ فرعونُ بما حَصَل من موسى قال مَنْ راٰه فليقتله فخرج موسى من مصر خائفًا الى ان وَصَلَ الى ارض مدين فوجَدَ بئرًا وَالناسُ عَليها مزدحمونَ لسقي غنمهم ووجد من دونهم امرأتين تمنعان غنمهما من السقي حتى ينصرفَ الناسُ فقال لهما لا تمنعا واخذ الغنم وسقاها لهما ولمّا رجعتا الى شعيب اخبرتاه بموسى فقال ابوهما اذهبي وأتيني به فجاءته وكانت شديدة الحياء وقالت له ان ابي يدعوك ليجزيك اجرما سقيتَ لنا فلما دخل على شعيب وقصّ عليه قصّته قال له لاتخف ثم زوّجهٗ احدى ابنتيه على شرط اَنْ يَرْعىٰ له الغنم عشرَ سنينَ فقبلَ موسى وصارَ يرعى الغنمَ الى اَنْ اتمَّ مدته فاستأذنَ شعيبًا في العودة إلى مصر فاذنَ له فاخذ زوجتهٗ وولدهٗ وغنمهٗ وسارَ الى اَنْ وصَلَ الى جبل الطور فكلمهٗ ربُّهٗ وقال له انى انا ربك ثم قال له اذهب الى فرعون انه طغىٰ فسأل موسى ربّهٗ اَنْ يُرسِلَ معَهٗ اخاه هارونَ فاجابَ اللهُ سُؤالَهٗ ثم ان هارونَ كان وزيرًا عند فرعونَ فاوحى اللهُ اليه ان استقبل اخاك فانه قادمٌ الى مصرَ فقامَ وقابلَهٗ فبشّرَهٗ موسى بمشاركته لهٗ في الرسالةِ ثم ذهبا الى امهما وبعدها ذهبا الى فرعونَ. وقالا لهٗ قل لا الٰهَ اِلّا الله وارجعْ عما انت فيه فقال لموسى ان كنتَ رسولاً فاتِ بأيةٍ (اى علامةٍ) فرمى موسى عصاهُ فصارت ثعبانا واخرج يده من جيبه فصار بيضاءَ كشعاع الشمس وغير ذلك من الأيات كالطوفان والجراد والقمل وَالضفادع والدم حتى صاروا يرونَ هٰذه الاشياءَ في مأكلهم ومشربهم فقال فرعون هو وقومه ان هٰذا الساحر فاحْضِر فرعونُ السَّحَرَةَ وقال لهم ابذلوا ما عندكم من السحر مع موسى ففعلوا فرمى موسى عَصَاهُ فصارت حَيّةً وَابتلعت جميع ما فعلوه فعند ذلك اٰمنت جميعُ السحرة وخَرُّوا لِلّٰهِ سُجّدًا فامَرَ فرعونُ بقطع ايديهم وَارجلهم من خلافٍ وصلبهم في جذوع النخل فرَضُوا بذلك ولم يرجعوا عن ايمانهم وَكانوا اسبعين رجلاً ثم اخذ موسى من اٰمن معه وسارفتبعه فرعونُ وَجنودُهٗ ليهلكه ومن معه الى ان وصلوا الى البحر فضرب موسى البحر بعصًا فانفلق وصار اثني عشرطريقا ويبس الماءُ فدخلَ موسى وقومهٗ فنزل فرعون وجنودهٗ وراءهم فنجا موسى ومن معه وانطبق البحر على فرعونَ وجنوده فغرقوا اجمعين ثم انزل الله التوراةَ على موسى فصارَ يأمرالناس وينهاهم بما فيها الى ان توفاه اللهُ وهو يقرأ في التوراة صلى الله عليه وسلم۔

لغوی تحقیق	ملأ: سرداران۔ اشراف۔ طغیٰ (ن) طغیًا، طغیانًا۔ الکافر: کفر میں حد سے بڑھنا۔ تجثبت:

لکڑی کے مانند ہو جانا۔ السحرۃ۔ جمع ساحر: جادوگر۔ تابوت: بڑا بکس، صندوق۔ برصاء: مرض، برص والی عورت۔ مراضع جمع مرضع: دودھ پلانیوالی عورت۔ شوارع۔ ج شارع: جی ٹی روڈ، عام راستہ، سڑک۔ قبطی۔ قبط کیطرف منسوب ہے مصر میں ایک قبیلہ تھا۔ وکز (ض) وکزا: مکا مارنا، ہٹانا۔ یتشاجر: آپس میں جھگڑا کرنا۔ مدین: ایک شہر کا نام ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی نام سے منسوب ہے اور اسی میں حضرت شعیبؑ نبی بنا کر مبعوث کئے گئے تھے۔ قادم: آنیوالا۔ ثعبان: اژدہا۔ ج ثعابین۔ الجراد: ٹڈی۔ القمل: جوں۔ ضفادع۔ ج ضفدع: مینڈک۔ ابتلعت: نگل گیا۔ خروا: سجدہ میں گر پڑے۔ جذوع۔ ج جذع، درخت کا تنہ۔

توضیح اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون علیہما الصلوٰۃ والسّلام کو فرعون اور اس کی قوم کے پاس رسول بنا کر بھیجا جب اس نے سرکشی کی اور الوہیت کا دعویٰ کیا اور لوگوں نے اس کی پرستش شروع کی اس کے ڈر سے۔ پھر فرعون نے ایک حسین عورت کے بارے میں سنا جس کا نام آسیہ تھا، پھر اس سے شادی کی اور وہ خفیہ طور پر مومنہ تھی۔ جب فرعون نے ان سے ہمبستری کرنیکا ارادہ کیا تو اس کے اعضاء لکڑی کیطرح ہوگئے اور ان سے قریب نہ ہو سکا، تو اس نے اس کی جانب دیکھنے پر اکتفاء کیا۔ پھر اس نے خواب دیکھا (صبح) اس کی تعبیر پوچھی جادوگروں سے۔ تو انھوں نے اسے جواب دیا کہ عنقریب تیرے ملک میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو تیری اور تیری قوم کی ہلاکت کا سبب ہوگا۔ تو فرعون نے تمام پیدا ہونیوالے بچوں کو ذبح کرنیکا حکم دیا۔ اور حضرت عمران فرعون کے وزیر تھے۔
جب انکی عورت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حمل ٹھہرا تو ان کے حمل کا کسی کو جننے تک علم نہ ہوا، تو اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰؑ کی والدہ کی جانب وحی بھیجی کہ اسے دریا میں ڈالدو، تو انھوں نے ایک صندوق تیار کرکے اس کے بیچ میں رکھ دیا۔
اور وہ خصوصی طور پر رو رہی تھیں درانحالیکہ ان کے والد کا اس وقت انتقال ہوگیا تھا اور انھوں نے حضرت موسیٰؑ کی بہن سے کہا کہ اس کو دور سے دیکھتی رہنا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو دریا میں ڈالدیا تو موجوں نے انھیں پھینکا یہاں تک کہ فرعون کے گھر پر داخل کردیا تو فرعون کی لڑکی نے انھیں دیکھا اور وہ برص کے مرض میں مبتلا تھی، تو حضرت موسیٰؑ کو چھونے کیوجہ سے وہ شفا پاگئی۔ تو فرعون کی بیٹی حضرت موسیٰؑ کو لے کر آسیہؓ کے پاس گئی اور حضرت آسیہؓ کو خبر دی اس بات کی جو پیش آئی تھی، تو حضرت آسیہؓ نے فرعون سے کہا کہ اس کو قتل مت کرو ہم اس کی پرورش کرینگے اپنے پاس، فرعون نے بات مان لی اور دودھ پلانیوالیوں کو حاضر کرنیکا حکم دیا، دودھ پلانیوالی عورتیں آئیں لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان میں سے کسی کی چھاتی کو نہ چھوا تو ان سے حضرت موسیٰؑ کی بہن نے کہا کیا میں تمہیں ایسے گھر والوں کی رہنمائی نہ کروں جو تمہارے لئے اس بچہ کی کفالت کریں گے۔ انھوں نے کہا کہ ہاں۔ حضرت موسیٰؑ کی بہن نے اپنی والدہ کو حاضر کیا، ان کی والدہ نے اپنی چھاتی موسیٰ علیہ السّلام کو دی تو حضرت موسیٰؑ نے اس سے دودھ پیا یہاں تک کہ دودھ پینے کی مدت پوری ہوگئی تو انھوں نے انکی والدہ کو وہ سب کچھ دیا جو ان کیلئے کافی تھا اور انکی والدہ نے حضرت موسیٰؑ کو چھوڑ دیا اور چلی گئیں۔ جب حضرت موسیٰؑ کی عمر مکمل چالیس سال کی ہوگئی تو انھوں نے لوگوں کو اللہ کی عبادت کا حکم دینا شروع کیا اس اثناء میں کہ وہ مصر کی سڑکوں سے گذر رہے تھے اچانک دو شخص کو لڑتے دیکھا، ان میں سے

ایک قبطی تھا، اور دوسرا حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل سے اسرائیلی تھا۔ اسرائیلی نے فریاد کی حضرت موسیٰ سے، تو حضرت موسیٰ نے آکر قبطی کے سینہ پر مُکا مارا تو وہ مردہ گر پڑا۔ پھر حضرت موسیٰؑ نے افسوس کیا اور اللہ سے معافی چاہی تو اللہ تعالےٰ نے معاف کر دیا اور اگلے دن (پھر) حضرت موسیٰؑ نے اسرائیلی کو دوسرے قبطی کے ساتھ جھگڑتے دیکھا تو اس نے پھر موسیٰؑ سے فریاد کی لیکن حضرت موسیٰؑ نے اس کی مدد نہیں کی۔ جب فرعون نے جان لیا ان باتوں کو جو حضرت موسیٰؑ سے سرزد ہوئی تو فرعون نے کہا جو اسے دیکھے وہ اسے قتل کر دے۔ حضرت موسیٰؑ مصر سے نکل پڑے ڈر کر۔ یہانتک کہ شہر مدین کی سرزمین پر پہونچے تو انھوں نے ایک کنواں دیکھا کہ لوگ وہاں بھیڑ لگائے ہوئے ہیں اپنی بکریوں کو پانی پلانے کیلئے اور ان سے ہٹ کر دو عورتوں کو دیکھا کہ وہ اپنی بکریوں کو پانی پلانے سے رکی ہوئی ہیں یہانتک کہ لوگ واپس ہو جائیں۔ تو ان سے حضرت موسیٰؑ نے فرمایا تم رکی مت رہو۔ اور حضرت موسیٰؑ نے بکریوں کو لیکر پانی پلایا اور جب وہ دونوں حضرت شعیبؑ کے پاس گئیں تو حضرت موسیٰؑ کی خبر دی تو ان کے والد نے کہا جاؤ اور اسے میرے پاس لاؤ۔ تو ایک لڑکی ان کے پاس آئی جو بہت شرمیلی تھی اور حضرت موسیٰ سے کہا کہ میرے والد صاحب آپ کو بلا رہے ہیں۔ آپنے جو ہمارے لئے (بکریوں کو) پانی پلایا اس کا بدلہ دینے کیلئے۔ جب انھوں نے حضرت شعیبؑ کے پاس آکر اپنا واقعہ بیان کیا تو حضرت شعیبؑ نے فرمایا اندیشہ مت کرو۔ پھر حضرت موسیٰؑ سے شادی کی بات چیت کی اپنی لڑکیوں میں سے ایک کے ساتھ اس شرط پر کہ وہ ان کی بکریوں کو دس سال تک چرائیں، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شرط منظور کر لی اور بکریاں چرانے لگے۔ یہانتک کہ اپنی مدت پوری کی، پھر حضرت شعیبؑ نے مصر لوٹ کر جانیکی اجازت چاہی، انھوں نے اجازت دیدی۔ حضرت موسیٰؑ اپنی بیوی اور بچے اور بکریاں لیکر طور پہاڑ پر پہونچے تو ان کے رب نے ان سے گفتگو کی اور کہا بیشک میں تمہارا رب ہوں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم فرعون کے پاس جاؤ وہ سرکشی پر تلا ہوا ہے۔ تو حضرت موسیٰؑ نے اپنے ساتھ اپنے بھائی ہارون کو بھی بھیجنے کی درخواست کی تو اللہ تعالےٰ نے انکی درخواست کو قبول کیا پھر حضرت ہارونؑ فرعون کے پاس وزیر تھے۔ تو اللہ تعالےٰ نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ تم اپنے بھائی کا استقبال کرو وہ مصر آرہا ہے۔ حضرت ہارونؑ نے کھڑے ہوکر ان کا استقبال کیا، پھر موسیٰ علیہ السلام نے ان کو اپنے ساتھ شریک ہونیکی خوشخبری دی رسالت میں۔ پھر وہ دونوں اپنی والدہ محترمہ کے پاس گئے اور اس کے بعد دونوں فرعون کے پاس گئے اور دونوں نے فرمایا کہہ لا الٰہ الا اللہ۔ اور رجوع کر تو ان غلط عقیدوں سے جس کے اندر تو مبتلا ہے۔ تو حضرت موسیٰ سے اس نے کہا اگر تو رسول ہے تو کوئی نشانی (معجزہ) پیش کرو۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا پھینکا تو وہ اژدہا بن گیا اور اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان سے نکالا تو وہ سورج کی شعاع کیطرح سفید ہو گیا اور اس کے علاوہ دیگر نشانیاں جیسے طوفان، ٹڈی، جوئیں، مینڈک اور خون۔ یہاں تک کہ وہ ان چیزوں کو اپنے کھانے اور پینے کی چیزوں میں دیکھنے لگے تو فرعون نے کہا اور اس کی قوم نے کہ یہ یقیناً جادوگر ہے تو فرعون نے جادوگروں کو حاضر کیا اور ان سے کہا خرچ کرو (یعنی دکھاؤ) وہ جادو جو تمہارے پاس ہے موسیٰ کے ساتھ۔ تو انھوں نے ایسا کیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا پھینکا تو وہ سانپ بن گیا اور تمام ان چیزوں کو نگل گیا جو انھوں نے کیا تھا۔ پس اس وقت تمام جادوگروں نے

ایمان قبول کیا اور اللہ کے سامنے سجدے میں گر پڑے، تو فرعون نے ان کے ہاتھ اور پیر ایک دوسرے کے برخلاف (یعنی دایاں ہاتھ اور بایاں پیر) کاٹنے کا حکم دیا اور کھجور کی ٹہنیوں پر انھیں سولی دینے کا حکم دیا اور وہ اس پر راضی ہو گئے۔ لیکن اپنے ایمان سے نہیں لوٹے، اور وہ ستر آدمی تھے، پھر موسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھ مومنین کو لیکر چلے تو فرعون اور اس کے لشکر نے ان کا اور ان کے ساتھ جانیوالے مومنین کا پیچھا کیا ہلاک کرنیکے لئے یہانتک کہ وہ دریا تک پہونچے تو موسیٰ علیہ السلام نے دریا پر لاٹھی ماری تو دریا پھٹ گیا اور بارہ راستے ہو گئے اور پانی خشک ہو گیا تو موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم داخل ہو گئی تو ان کے پیچھے فرعون اور اس کا لشکر بھی اترا پھر موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ہمراہ جانے والے مومنین نے نجات پائی اور دریا فرعون اور اس کے لشکر پر منطبق ہو گیا تمام ڈوب گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی تو وہ لوگوں کو حکم کرنے لگے اور انکو روکنے لگے تورات کے احکام کے مطابق یہاں تک کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے موت دی درانحالیکہ وہ تورات پڑھ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمتِ کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے

المناظرة بين عمر بن عبد العزيز وبين وفد الخوارج

حضرت عمرؒ بن عبد العزیز اور خوارج کے وفد کے درمیان مناظرہ

قال الهيثم بن عدى: اخبرنى عوانة بنُ الحكم عن محمد بن الزبير قال بعثنى عمر بن عبد العزيز مع عون بن عبد الله بن مسعود الىٰ شوذب الخارجى واصحابه اذ خرجوا بالجزيرة وكتب معنا كتابًا فقدِ منا عليهم و دفعنا كتابهٗ اليهم فبعثوا معنا رجلًا من بنى شيبان ورجلا فيه حبشية يقال لهٗ شوذب فقدمامعنا علےٰ عمرَ وهو بخاضرته فصعدنا اليه وكان فى غرفةٍ ومعه ابنه عبد الملك وحاجبه مزاحم فاخبرنا بمكان الخارجيين قال عمر: فتّشوهما لا يكن معهما حديد وادخلوهُمَا فلما دخلا قالا: السلام عليكم ثم جلسا فقال لهما عمر: اخبرانى ما الذى اخرجكم عن حكمى هٰذا؟ ومانقمتم؟ فتكلم الاسود منهما فقال: انا وَاللهِ مانقمنا عليكَ فى سيرتكَ وتحريكَ العدلِ والاحسانِ الىٰ مَنْ وليتَ ولكن بيننا وبينكَ امرٌ ان أعطيناه فنحن منك وانت منا وان منعتناه فلستَ منا ولسنا منك قال عمر: ماهو؟ قال رأيناك خالفت اهل بيتك وسَميتها مظالم وسلكت غير طريقهم فان زعمتَ انكَ علىٰ هدًى وهم علىٰ ضلال فالعنهم وابرأ منهم فهٰذا الذى يجمع بيننا وبينك اويفرق فتكلم عمر فحمد الله واثنىٰ عليه ثم قال انى قد علمتُ او ظننتُ انكم لَمْ تخرجُوا مخرجكم هٰذا الطلب دنيا ومتاعها ولكنكم اردتم الأخرة فاخطأتم سبيلها وانى سائلكما عن امرٍ فَبِاللهِ اصدقانى فيه مبلغ علمكما قالا نعم قال اخبرانى عن ابى بكر وعمر اليسا من اسلافكما ومَن تتوليان وتشهدانِ لهما بالنجاة قالا اللّٰهُمَّ

نعم قال فهل علمتما انّ ابا بكر حين قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم فارتدّت العرب قاتلهم فسفك الدماء واخذ الاموال وسبى الذراري قالا: نعم قال فهل علمتم ان عمر قام بعهد ابي بكر فردّ تلك السبايا الى عشائرها قالا: نعم قال فهل برئ عمر من ابي بكر او تبرؤن انتم من احد منهما قالا: لا قال، فاخبراني عن اهل النهروان اليسو من صالحي اسلافكما وممن تشهدون له بالنجاة قالا نعم قال فهل تعلمون انّ اهل الكوفة حين خرجوا كفّوا ايديهم فلم يسفكوا دما، ولم يخيفوا امنًا ولم ياخذوا مالًا: قالا: نعم، قال: فهل علمتم انّ اهل البصرة حين خرجوا مع مسعر بن فديك استعرضوا يقتلونهم، ولقوا عبد الله بن خبّاب بن الارتّ صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقتلوه وقتلوا جاريته ثم قتلوا النسآء والاطفال حتّى جعلوا يلقونهم في قدور الاقط وهي تفور قالا: قد كان ذلك قال: فهل برئ اهل الكوفة من اهل البصرة قالا: لا، فهل تبرءون انتم من احدے اثنتين؟ قالا لا، قال: افرأيتم الدين اليس هو واحدا ام الدين اثنان؟ قالا: بل واحد، قال: فهل يسعكم منه شئٌ يعجزني؟ قالا: لا، قال: فكيف يسعكم ان تولّيتم ابا بكر وعمر وتولّى كل واحدٍ منهما صاحبه وتوليتم اهل الكوفة والبصرة وتولّى بعضهم بعضًا وقد اختلفوا في اعظم الاشياءِ الدماء والفروج والاموالِ ولا يسعني الّا لعن اهل بيتي والتبرؤ منهم رأيت لعن اهل الذنوب فريضةً مفروضةً لابدّ منها فان كان فمتى عهدك بلعن فرعون وقد قال: انا ربكم الاعلٰى قال: ما اذكر اني لعنته قال ويحك ايسعك ان لا تلعن وهو اخبث الخلق ولا يسعني ان لا العن اهل بيتي والبراءة منهم: ويحكم: انكم قومٌ جهّالٌ اردتم امرًا فاخطأتموهم فانتم تردّون على الناس ما قبل منهم رسول الله صلى الله عليه وسلم بعثه الله اليهم وهم عبدة اوثانٍ فدعاهم الى ان يخلعوا الاوثان وان يشهدوا ان لا اله الا الله وان محمدًا عبده ورسوله فمن قال ذلك حقن بذلك دمه واحرز ماله ووجبت حرمته وامن به عند رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان اسوة المسلمين وكان حسابه على الله افلستم تلقون من خلع الاوثان ورفض الاديان وشهد ان لا اله الا الله وانّ محمّدًا رسول الله تستحلّون دمه وماله ويلعن عندكم ومن ترك ذلك واباكم من اليهود والنصارى واهل الاديان فتحرّمون دمه ومالهٗ فقال الاسود ما سمعت كاليوم احدًا ابين حجّةً ولا اقرب مأخذًا اما انا فاشهد انك على الحق واني بريٌ ممن برئ منك فقال عمر لصاحبه يا اخا بني شيبان: ماتقول انت قال ما احسن ما قلت ووصفت غير اني لا افتات على الناس بامرٍ حتى القاهم بما ذكرت وانظر ما حجتهم قال: انت وذاك، فاقام الحبشيّ مع عمر وامر له بالعطآء فلم يلبث ان مات ولحق الشيباني باصحابه فقتل معهم بعد وفاة عمر۔

لغوی تحقیق

عونؔ بن عبد اللہ بن مسعود ابو عبد اللہ الہذلی کوفہ کے رہنے والے تھے، نہایت ہی ثقہ عابد و پرہیزگار اور بزرگ تھے۔ آپ کی وفات سنہ ۱۳۰ھ میں ہوئی۔ حاضرۃ: محلہ، گاؤں، بستی، شہر۔ غرفۃ: مکان کے اوپر کا کمرہ، کوٹھا، اٹاری، بالاخانہ۔ ج غرف۔ تحریک: مرکب اضافی ہے۔ تحری بمعنی غور و فکر، اور ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کے ہیں۔ اور کاف ضمیر خطاب ہے۔ سلافؔ۔ ج سلف: گذرے ہوئے آباء و اجداد و رشتہ دار۔ سَلَفَ (ن) سلفًا: گذرنا، آگے ہونا۔ الذراری۔ جمع ذریۃ: اولاد۔ السبایا۔ جمع سبیۃ: قیدی عورت۔ النہروانؔ: بغداد اور واسط کے مابین تین دیہات ہیں اور یہیں خارجیوں کی جماعت مقیم تھی۔ عبد اللہؓ بن خباب بن الارت مدینہ منورہ کے باشندے تھے اور قبیلۂ بنی زہرہ کے حلیف تھے اور آپ کا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے اور بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ آپ نے حضورؐ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے، حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد جو فرقۂ حروریہ ابھرا تھا آپ نے ان کی سخت مخالفت کی جسکی وجہ سے آپ حروریوں کی نظر میں چڑھ گئے اور انھوں نے سنہ ۳۸ھ میں آپکو قتل کر ڈالا۔ آپکے والد ماجد حضرت خبابؓ کا بھی شمار کبار صحابہ میں ہوتا ہے اور یہ بھی مشہور اور جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں۔ الاقط: پنیر۔ تفورؔ (ن) فورًا الماء: پانی کا زمین سے ابلنا۔ القدر: ہانڈی کا جوش مارنا۔ عبدۃؔ۔ ج عابد۔ اوثانؔ۔ جمع وثن: بت۔ احرز۔ احرازًا: اکٹھا کرنا۔ اسوۃ: نمونہ۔ اقتدار، ہر وہ شئی جس سے تسلی ہو۔ ج اُسیٰ۔ خلعؔ (ف) خلعًا۔ فلان ابنہ، بری ہونا۔ اقنات حکم لگانا۔

توضیح

ہیثم ابن عدی نے بیان کیا کہ مجھے خبر دی عوانہ بن حکم نے نقل کرتے ہوئے محمد ابن زبیرؔ سے انھوں نے کہا کہ مجھ کو عمر ابن عبد العزیز نے عون ابن عبد اللہ ابن مسعود کے ساتھ شوذب خارجی اور اس کے ساتھیوں کے پاس بھیجا جب وہ جزیرہ سے نکل گئے تھے اور ہمارے ساتھ ایک خط بھی لکھ کر دیا تھا ہم نے ان کے پاس آکر حضرت عمر ابن عبد العزیز کا خط انکو دیدیا تو انھوں نے ہمارے ساتھ بنی شیبان کا ایک آدمی اور ایک آدمی جس میں حیثیت تھی جسے شوذب کہا جاتا تھا بھیجا۔ تو وہ دونوں ہمارے ساتھ حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس آئے، اور حضرت عمر ابن عبد العزیز اپنی بستی میں تھے، ہم ان کے پاس چڑھ کر گئے۔ اور وہ ایک کمرہ میں تھے ان کے ساتھ ان کا لڑکا عبد الملک اور دربان مزاحم بھی تھا ہم نے خارجیوں کی اطلاع دی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا انکی تلاشی لے لو کہ ان کے ساتھ لوہا (لوہے کا سامان یعنی ہتھیار وغیرہ) اور ان کو لاؤ۔ جب وہ دونوں داخل ہوئے تو انھوں نے السلام علیکم کہا اس کے بعد دونوں بیٹھ گئے، تو حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا۔ مجھے تم دونوں بتاؤ کس چیز نے تم کو میرے اس فیصلہ سے نکالا اور کیوں تم نے عیب لگایا۔ تو ان میں سے حبشی نے گفتگو شروع کی اس نے کہا کہ ہم قسم خدا کی آپ کی سیرت پر اور عدل و احسان کے ترجیح دینے کے سلسلہ میں آپ کی عیب جوئی نہیں کرتے لیکن ہمارے اور تمہارے درمیان ایک معاملہ ہے اگر اس کا جواب ہمیں دیدیا جائے تو ہم آپکے ہیں اور آپ ہمارے ہیں اور اگر آپ نے جواب سے انکار کیا تو نہ آپ ہمارے اور نہ ہم آپ کے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ کیا ہے؟ تو ہم نے آپ کو آپکے اہل بیت کی مخالفت کرتے دیکھا اور ان کو (حقوق انھیں بنو امیہ کے سرداروں نے ٹیکس کے طور پر لیا تھا) ظلم گردانا اور آپ اہل بیت کے طریقہ کے خلاف چلے۔ اگر آپ کو یہ گمان ہے کہ آپ تو ہدایت پر ہیں اور وہ گمراہی میں، تو آپ ان پر لعنت بھیجئے اور ان سے براءۃ ظاہر کیجئے تو یہی وہ بات ہے جو ہمیں اور تمہیں جمع کرتی ہے یا جدا کرتی ہے۔ تو حضرت عمرؓ نے

گفتگو شروع کی۔ اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا۔ میں جانتا ہوں یا گمان کرتا ہوں کہ تم اس راہ پر نہیں نکلے ہو دنیا اور اس کا سامان طلب کرنے کیلئے بلکہ تم نے آخرت کا ارادہ کیا مگر تم نے اس کا راستہ غلط تجویز کیا اور میں تم دونوں سے ایک بات پوچھتا ہوں۔ تو قسم ہے خدا کی تم مجھ سے سچ سچ بتانا اپنے علم کی حد تک۔ تو اس نے کہا ہاں (بتاؤں گا) حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا تم مجھے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے بارے میں بتاؤ، کیا وہ دونوں تمہارے اسلاف نہیں ہیں، اور ان میں سے نہیں ہیں جنھیں تم حاکم سمجھتے ہو اور جن کی نجات کی شہادت دیتے ہو۔ انھوں نے کہا اللہ اللہ ہاں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا کیا تمہیں علم ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عرب مرتد ہونے لگے تو حضرت ابوبکرؓ نے ان سے قتال کیا، خون بہایا، مال لئے اور بچوں کو قید کیا۔ ان دونوں نے کہا کہ ہاں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ کے بعد تخت نشین ہو کر ان قیدیوں کو واپس کر دیئے تھے ان کے قبیلوں کو۔ ان دونوں نے کہا کہ ہاں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا تو کیا حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ سے بیزار ہوئے یا تم ان میں سے کسی سے بیزار ہو۔ ان دونوں نے کہا کہ نہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا تو تم مجھے اہل نہروان کے بارے میں بتاؤ کیا وہ تمہارے اسلاف میں سے نہیں ہیں اور ان میں سے نہیں ہیں کہ جن کی نجات کی تم شہادت دیتے ہو۔ انھوں نے کہا کہ ہاں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ کوفہ والوں نے جب بغاوت کی تو انھوں نے اپنے ہاتھوں کو روک لیا۔ چنانچہ نہ کوئی خون بہایا اور نہ کسی امن والے کو ڈرایا اور نہ کوئی مال لیا۔ تو ان دونوں نے کہا کہ ہاں۔ حضرت عمر ابن عبدالعزیزؒ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ بصرہ والوں نے جب مسعر ابن فدیک کے ساتھ بغاوت کی تو انھوں نے انکو قتل کرنا شروع کیا اور حضرت عبداللہ ابن خباب ابن ارت صاحب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جب انھوں نے ملاقات کی تو انھیں شہید کر دیا اور ان کی باندی کو بھی پھر عورتوں اور بچوں کو بھی۔ یہاں تک کہ وہ انھیں پنیر کی ہانڈیوں میں ڈالنے لگے جو اُبل رہی تھیں۔ ان دونوں نے کہا ہاں ایسا ہوا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا تو کیا کوفہ والے بصرہ والوں سے بیزار ہو گئے انھوں نے کہا نہیں۔ حضرت عمر ابن عبدالعزیز نے فرمایا کہ تمہاری رائے دین کے بارے میں کیا یہ نہیں ہے کہ ایک ہے وہ یا دو ہے؟ تو انھوں نے کہا بلکہ ایک ہے۔ حضرت عمر ابن عبدالعزیز نے فرمایا کیا ان میں سے کوئی ایسی چیز ہے جس میں تمہارے لئے گنجائش ہو اور میرے لئے گنجائش نہ ہو۔ ان دونوں نے کہا نہیں تو حضرت عمر ابن عبدالعزیز نے فرمایا تو تمہارے لئے کیسے گنجائش (جائز) ہے کہ تم نے حاکم مان لیا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو۔ اور ان میں سے ہر ایک نے اپنے ساتھی کو حاکم مانا اور تم نے والی تسلیم کیا کوفہ اور بصرہ والوں کو اور بعض نے بعض کو۔ باوجودیکہ انھوں نے بڑی بڑی چیزوں خون اور شرمگاہ اور مال وغیرہ میں اختلاف کیا اور میرے لئے گنجائش نہیں ہے اپنے اہل بیت پر لعنت کے سوا اور بیزاری کے سوا، اور تم گنہگاروں پر لعنت کو فرض مقرر شدہ سمجھتے ہو کہ جس کا ہونا ضروری ہے۔ تو اگر یہی ہے تو تم نے کتنی دفعہ فرعون پر لعنت کی ہے حالانکہ اس نے کہا "انا ربکم الاعلیٰ" تو اس نے کہا مجھے یاد نہیں ہے کہ میں نے اس پر لعنت کی ہو۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے کیا تیرے لئے یہ جائز ہے کہ تو فرعون پر لعنت نہ کرے باوجودیکہ وہ سب سے خبیث ترین مخلوق ہے اور میرے لئے جائز نہیں ہے کہ میں لعنت نہ کروں اہل بیت پر اور ان سے بیزاری ظاہر نہ کروں۔ تم پر افسوس ہے کہ

تم ناواقف لوگ ہو۔ تم نے ایک چیز کا ارادہ کیا لیکن اس میں غلطی کی تو تم لوگوں پر رد کردیتے ہو ان چیزوں کو کہ جنھیں حضورؐ نے قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو ان کے پاس بھیجا اور وہ بتوں کو پوجنے والے تھے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بتوں کو چھوڑنے کی دعوت دی اور وحدانیت کی گواہی پر آمادہ کیا اور محمدؐ کی عبدیت اور رسالت کی جانب دعوت دی تو جس نے یہ کلمہ پڑھ لیا اس نے اپنا خون محفوظ کرلیا اور اپنا مال بچالیا۔ اور اس کا احترام واجب ہے اور اس سے مومن ہوگیا رسول اللہؐ کے نزدیک اور مسلمانوں کا مقتدیٰ ہوگیا اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ میں ہوگیا۔ تو کیا تم ان لوگوں سے نہیں ملتے جنھوں نے بتوں کو چھوڑا اور دوسرے مذاہب کو چھوڑا اور اس بات کی شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ حلال سمجھتے ہو تم ان کے خون کو، مال کو اور اس پر لعنت کی جاتی ہے تمہارے نزدیک اور جس نے ان چیزوں کو ترک کردیا اور تمہارے پاس آیا یہود و نصاریٰ میں سے اور دیگر ادیان والوں میں سے تو تم اس کے خون اور مال کو حرام سمجھتے ہو تو حبشی نے کہا آج کیطرح کسی کے بارے میں نہیں سنا دلیل کے اعتبار سے زیادہ صاف اور ماخذ کے اعتبار سے زیادہ قریب۔ بہرحال میں آپ کے حقانیت کی شہادت دیتا ہوں اور آپ اس سے بری ہیں، میں بھی بری ہوں۔ تو حضرت عمر ابن عبدالعزیزؒ نے اس کے ساتھی سے فرمایا اے بنو شیبان کے بھائی! تم کیا کہتے ہو؟ تو اس نے کہا کہ آپ نے کیا ہی خوب کہا اور صورت حال کیا ہی اچھے انداز میں بیان کی مگر میں کسی معاملہ کا اور لوگوں کے لئے فیصلہ نہیں کرسکتا یہاں تک کہ میں ان سے ملوں ان باتوں کے ساتھ جو آپ نے بیان کی اور میں دیکھ لوں کہ انکی دلیل کیا ہے۔ تو حضرت عمر ابن عبدالعزیزؒ نے فرمایا تو اور وہ ہے (بس تو سمجھ لے) تو حبشی حضرت عمر ابن عبدالعزیزؒ کے ساتھ مقیم رہا اور آپ نے اسے مال عطا کرنیکا حکم دیا تو وہ زیادہ دن تک نہیں ٹھہرا تھا کہ اس کا انتقال ہوگیا اور وہ شیبانی اپنے ساتھیوں سے مل گیا پھر انھیں کے ساتھ قتل کیا گیا حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد۔

رُزءُ الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت حسینؓ کی زبردست مصیبت

لما مات معاویۃ ارسَلَ الیہ (الیٰ سیدنا الحسین) اھلُ الکوفۃ، ان قد حَبَسنا انفسَنا عَلیٰ بیعتِك وطولِبَ بالمدینۃ ان یُبَایِعَ یزیدُ فخرج الیٰ مکۃ وارسل ابن عمہ مسلم بن عقیل الی الکوفۃ، وقال لہٗ: ان کان حقاً ماکتبوا بہٖ فعرِّفنی الحق بك فخرج من مکۃ للنصف من رمضان وقدم لخمسٍ خلونَ من شوالٍ وامیرھا النعمانُ بن بشیر فدخلَ مستترا فبایعہٗ من اھلھا ثمانیۃَ عشرَ الفاً فکاتبہٗ بذٰلك فلمّا ھمَّ بالخروج لقیہٗ ابن عباس رَضِیَ اللہ عنہ فقال لہٗ یا ابن عم اھل العراق اھلُ غدرٍ وانما یدعونكَ للحرب فقال لہٗ یا ابن عم کتب الیّ مسلم باجتماعِ اھل الکوفۃ علیَّ فقال لہٗ قد جرّبتھم وھم اصحاب ابیك واخیك وقتلتك

غدًا مَعَ اَمْرِهم اذابَلغ ابن زيادٍ خبرُكَ اسْتَفَزَّهُمْ فكَانَ الذين كتبوا اليكَ اشدُّ عليك مِنْ عَدُوِّكَ فَانْ ابيتَ الا الخروج فلاتخرُجَنَّ بنسائكَ وَولدك معكَ فانّى لخائفٌ اَنْ تُقتَلَ كَمَا قُتِلَ عثمانُ ونساؤُهٗ وولدُهٗ ينظرون اليهِ فردَّ عليهِ لَاَنْ اُقْتَلَ بموضعٍ كذا احبّ الىَّ من اَنْ استحلَّ بمكّةَ واتصلَ الخبر بيزيدٍ فكتب إلى عُبَيْدِ اللهِ بن زيادٍ بتولية الكوفة فخرج مُسْرِعًا فدَخلها في حشمِهٖ وهو ملثّم والناسُ يتوقعُونَ قدُومَ الحُسَين فجعَلَ عُبَيْدُ الله بن زياد يُسَلِّمُ على الناسِ ويقولونَ وَعليكَ السَّلام يا ابن رسول الله قدِمْتَ خيرَ مقدمٍ حَتى انتهٰى الى القصر فحسر اللثام ففتح لهُ النعمانُ البابَ وتنادى الناسُ ابن مَرجانةَ فحصبوهُ بالحصباء ففاتهم ووضع الرصدَ في طلب مسلم فصاحَ مسلم يا منصور! وكان شعارهم فاجتمع لهم في ساعة واحدةٍ ثمانيةَ عشرَ الفًا فاحاطوا بالقصر فقاتلوا ابن زياد فلم يُمسِ المسَاءَ ومَعَهٗ مائةُ رَجُلٍ فلمّا رأى تفرُّقهم سارَ نحو ابوابِ كندةَ فبلغَ البابَ ومعه ثلاثة فخرج وليسَ مَعَهٗ اَحَدٌ فبقى حائرًا لا يدري اين يتوجّه فنزل من على فرسِهٖ وَدَخَلَ اَزِقّةَ الكوفةِ فانتهٰى إلى باب مولاةٍ لمحمد بن الاشعث فاستسقاهَا فسقتهُ وَاَعْلَمَهَا حَالَهٗ فرَقَّتْ لهٗ فآوتهُ وَاَعْلَمَتْ محمدَ بن الاشعث بمكانهٖ فمشى الى ابن زياد فاعلمه فوَجَّهَ معهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا فاقتحمُوا عليهِ فقَاتلهُمْ مُسْلِمٌ فأمنهٗ محمد بن الاشعث وحَمَلَهٗ الى ابن زيادٍ فضربَ عنقهٗ وبعثَ برأسه الى يزيدَ بن معاوية فصَلَبَ جُثّتهٗ وانتهى الامر الى الحسين وَقد بلغ القادسيةَ فهمَّ بالرجُوعِ فقال لهٗ: اخوةُ مُسْلِمٍ لا نرجع او نُقتل او ناخذ بثأرِنا فقال الحسين لاخيرَ في العَيْشِ بعدكم فسارَ حتّٰى لقِيَ خيلًا لابن زيادٍ وعليهَا عمرو بن سَعْدِ بن ابي وقاصٍ فعَدَلَ الى كربلاءَ وهو في نحو خمس مائةِ فارسٍ فلمّا كثرت العساكر ايقن اَنّهٗ لامحيصَ لهٗ فقالَ: اللهُمَّ احْكُمْ بيننا وبينَ قومٍ دَعَوْنا لينصرونا ثم هم يقاتلوننا ثم خَطَبَ قومَهٗ فقالَ: يا عبادَ اللهِ اتقوا اللهَ وَكونوا من الدنيا عَلٰى حَذَرٍ فان الدنيا لو بقيت على اَحَدٍ او بقِيَ عَلَيْهَا احدٌ لكانَ الانبياءُ احقَّ بها وبالبقاء غيرَ اَنَّ اللهَ خلقهَا للفناءِ فجديدُهَا بالٍ ونعيمها مضمحِلٌّ، وسرورُهَا مكفهرٌّ، والدارُ قلعةٌ، والمنزلُ تلعةٌ، فتزوّدوا فان خيرَ الزاد التقوىٰ وَاتقوا اللهَ لعَلكم تفلحونَ، ثم قاتلَ حتّٰى قُتِلَ رضى الله تعالٰى عنه وفيه ثلاثٌ وثلٰثونَ طعنةً واربع، وثلاثونَ ضربةً وَتولّٰى قتلَهٗ سنانُ ابن انس النخعي واحتزَّ راسَهٗ وانطلقَ بهٖ مُسْرِعًا الى ابن زيادٍ وهو يقولُ ؎

اَوقِرْ رِكابى فِضّةً وذَهَبًا	إنّى قَتَلْتُ الملكَ المحَجَّبَا

قَتَلْتُ خَيْرَ النّاسِ اُمًّا واَبًا

وَبعثَ مَعَہ الراسَ اِلیٰ یزید بن معاویۃ وعندہٗ ابوبرزۃ فجعل ینکتُ بالقضیبِ علیٰ فیہ وھو یقولُ

نُفَلِّقُ ھَامًا مِن رجالٍ اَعِزَّۃٍ	علینا وھم کانوا اَعَقَّ وَاَظْلَمَا

فقالَ لہٗ ابوبرزۃ: ارفع قضیبکَ فلقد رأیتُ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یلثمہٗ وقُتلَ یومَ عاشوراءَ سنۃَ اِحدیٰ وستین وقُتِلَ معہٗ سبعۃ وثمانونَ، منھم عَلِیٌّ ابنہ الاکبر، ومن وُلد اخیہ الحسن بن عبد اللّٰہ والقاسمُ وابوبکر ومن اخوتہ العباس وعبد اللّٰہ وجعفر ومحمد بن عثمان بنو علی ومن بنی عمّہ جعفر ومحمد وعون ابناءُ عبد اللّٰہِ بن جعفر ومن ولد عقیل عبد اللّٰہ وعبد الرحمن وجعفر وَدَفنھم اھل القادسیۃِ بعد قتلھم بیوم وقتلوا ام من اصحاب عمرو بن سَعْد ثمانیۃ وثمانین۔

لغوی تحقیق

رُزْءٌ - ج ارزاء - رزیۃ ج رزایا: بڑی مصیبت۔ رزأ (ف) رزاءً الرجل مالہٗ: تھوڑا حاصل کرنا۔ کم کرنا۔ الحسین بن علی بن ابی طالب۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے آنکھوں کی ٹھنڈک، جگر گوشۂ فاطمہؓ۔ آپکی ولادت شعبان ۴ھ میں ہوئی، چھ سال تک حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیرنگرانی تربیت پاتے رہے، اس کے بعد والدہ ماجدہ کے ساتھ رہے، آپنے کبھی کوئی غیر شرعی چیز کا استعمال نہیں کیا، ابتداء ہی سے بہت بھولے بھالے اور نڈر تھے جوانمردی، بہادری اور سخاوت آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ آپ انتہائی بزرگ عابد وزاہد اور خدمت خلق اور بہت زیادہ حج کرنیوالے تھے، آپ کے فضائل، مناقب میں بہت سی احادیث مروی ہیں، آپکی شہادت بقول اصح بروز جمعہ یا ہفتہ یوم عاشوراء ۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ میں واقع ہوئی۔ الحق۔ لحوق سے مضارع متکلم ہے اور جواب امر ہونیکی وجہ سے مجزوم ہے۔ نعمان بن بشیر بن سعد بن ثعلبہ انصاری، آپ قبیلۂ خزرج کے رہنے والے تھے۔ آپ کا شمار صغار صحابہ میں ہوتا ہے، آپکے والد ماجد بھی صحابی تھے، اور آپ کی والدہ محترمہ عبد اللہ بن رواحہ کی بہن تھیں اور یہ بھی صحابیہ ہیں۔ آپکی ولادت ہجرت کے چودہ ماہ بعد ۲ھ میں ہوئی، آپ نہایت ذکی اور ہوشیار تھے، آپ نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی کچھ حدیثیں سنیں۔ سب سے پہلے آپ دمشق کے قاضی مقرر ہوئے پھر امیر معاویہؓ نے کوفہ کا پھر حمص کا والی مقرر کر دیا تھا، آپ مروان کے حمایت داروں کے ہاتھ ۶۴ھ یا ۶۶ھ میں شہید کر دیئے گئے۔ استقفر: قتل کرنا، شہر بدر کرنا، ذلیل سمجھنا۔ ملثم: ڈھاٹا، کپڑا جو ناک اور اس کے ارد گرد لپیٹا جائے، نقاب ڈالے ہوئے۔ حسر (ن) حسرًا الشیئ: کھولنا۔ حسورًا البصر: نگاہ کا تھک جانا۔ حصبوہ۔ حصبًا: کنکریاں مارنا۔ الرصد جمع راصد: تاک میں بیٹھنے والا۔ حائرًا: حیرت زدہ، حیران۔ ازقۃ۔ ج زقاق: گلی کوچہ۔ محمد بن اشعث بن قیس کندی ابومحمد کے خاندان سے ہیں، آپ کا شمار شرفاء عرب میں ہوتا تھا۔ ۶۷ھ میں آپ قتل کر دیئے گئے۔ فافتحموا: غفلت کی حالت میں اچانک آ جانا۔ بثارنا۔ ثار (ف) ثارًا القتیل و بالقتل: خون کا مطالبہ کرنا، قاتل کو قتل کرنا۔ محیص: علیحدہ ہونیکی جگہ، بھاگنے کی جگہ۔ حاص (ض) حیصًا و حیصۃً وحیوصًا محیصًا وحیصانًا وانحاص وتحایص عن کذا:

الگ ہونا، ہٹ جانا۔ بآل: پرانا۔ بلی، بلاء۔ الثوب: خستہ ہونا۔ مضمحل: ناپید ہونیوالا۔ مکفہر اللیل، غیر معمولی تاریک ہونا۔
قلعۃ: ہمیشہ نہ رہنے والا مال، مستعار مال۔ تلعۃ: پانی بہنے کا راستہ، پست زمین۔ ج تلعات۔ طعنۃ: نیزہ کی مار۔ احتز۔ احتزازًا، کاٹنا۔ اوقر۔ ایقارًا۔ الدابۃ: چوپایہ پر وزن دار سامان لادنا۔ المحجب: پوشیدہ۔ ینکت (ن) نکتًا: غور و فکر کی حالت میں زمین کو انگلی یا چھڑی سے کریدنا۔ علیٰ فیہ ای علیٰ فمہ۔ نفلق۔ تفلیقًا۔ فلق (ض) فلقًا الشیٔ: چیرنا، پھاڑنا، ٹکڑے کرنا۔ ہاما۔ ج ہامۃ: کھوپڑی۔ ابو برزۃ۔ آپ کے احوال مقدمہ میں بیان ہوچکے ہیں۔ قضیب: کٹی ہوئی شاخ۔ ج قضبان: کاٹنے والی تلوار۔ یلثمہ (ض، س) لثمًا۔ الوجہ: چومنا، بوسہ لینا۔ قادسیہ: کوفہ کے قریب ایک شہر ہے جہاں ابراہیم علیہ السلام کا گذر ہوا تو ایک بڑھیا سے آپکی ملاقات ہوئی، اس نے آپ کے سر کو دھویا تھا تو حضرت ابراہیمؑ نے یہ جملہ دعائیہ ارشاد فرمایا "قدست من ارض" پس اس شہر کا نام قادسیہ رکھدیا گیا۔

توضیح حضرت معاویہؓ کا جب انتقال ہوگیا تو کوفیوں نے حضرت حسینؓ کے پاس خبر بھیجی کہ ہم نے اپنے آپ کو روک رکھا ہے آپ کی بیعت پر، اور مدینہ میں یزید کی بیعت کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ تو حضرت حسینؓ مکہ کی جانب نکلے اور اپنے چچازاد بھائی مسلم ابن عقیل کو کوفہ بھیجا اور ان سے فرمایا کہ اگر وہ بات سچ ہے جو انھوں نے لکھا ہے تو تم مجھے بتانا، میں تمہارے پاس آجاؤں گا۔ تو حضرت مسلم ابن عقیل مکہ سے نصف (پندرہ) رمضان کو نکلے اور شوال کی پانچ تاریخ کو آئے۔ اور مکہ کے امیر نعمان بن بشیرؓ تھے۔ حضرت مسلم ابن عقیل چھپ کر کوفہ میں داخل ہوئے، کوفہ والوں نے اٹھارہ ہزار کی تعداد میں ان سے بیعت کی۔ حضرت مسلم نے حضرت حسینؓ کے پاس اس کے بارے میں لکھا۔ جب حضرت حسینؓ نے نکلنے کا ارادہ کیا تو ان سے حضرت ابن عباسؓ ملے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت حسینؓ سے فرمایا اے میرے چچا کے لڑکے! مسلم نے میرے پاس لکھا ہے کوفہ والوں کے اتفاق کے بارے میں مجھ پر۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا میں نے انھیں آزمایا ہے، اور وہی لوگ آپ کے والد اور آپ کے بھائی کے قتل کے باعث بنے ہیں، اور آپکو بھی کل وہ قتل کریں گے اپنے معاملہ کے ساتھ۔ جب ابن زیاد کو آپ کی خبر ملے گی تو انھیں ابھارے گا۔ تو گویا تمہارے پاس لکھنے والے ہی تم پر شدت برتیں گے تمہارے دشمنوں کے مقابلہ میں۔ لیکن اگر تم انکار ہی کر رہے ہو نکلنے کے علاوہ کا تو اپنے ساتھ اپنی بیوی بچوں کو مت لے جاؤ، مجھے اندیشہ ہے کہ تمہیں قتل کردیا جائے گا جس طرح حضرت عثمانؓ اور انکی بیوی بچوں کو قتل کردیا گیا انکی آنکھوں کے سامنے۔ تو انھوں نے جواب دیا یقینًا میرا فلاں جگہ پر قتل ہوجانا مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں حلال سمجھا جاؤں (قتل کیا جاؤں) مکہ میں۔ اور یزید کو خبر ملی تو اس نے عبیداللہ ابن زیاد کو کوفہ کے والی بننے کا پروانہ لکھ کر دیا تو وہ جلدی نکل کر اپنے خدام کے ساتھ نقاب اوڑھ کر کوفہ میں داخل ہوا، اور لوگ حضرت حسینؓ کے آنیکا انتظار کر رہے تھے تو عبیداللہ بن زیاد نے لوگوں کو سلام کرنا شروع کیا اور لوگ جواب دیتے رہے وعلیک السلام یا ابن رسول اللہ۔ تم بہت اچھا آنا آئے۔ یہانتک کہ وہ محل تک پہونچا اور نقاب کو ہٹایا تو اس کیلئے حضرت نعمان نے دروازہ کھول دیا اور لوگوں نے آواز لگائی کہ یہ تو ابن مرجانہ ہے۔ اور پتھر برسانا شروع کیا لیکن وہ ان سے نکل گیا اور ادھر اس نے پہرہ داروں کو رکھا حضرت مسلم کی تلاش میں۔ تو حضرت

مسلم نے آواز لگائی اے منصور! اور یہ ان کا شعار تھا، تو اسی وقت اس کی وجہ سے اٹھارہ ہزار آدمی جمع ہوئے۔ اور خلافت کے محل کا احاطہ کیا۔ پھر انھوں نے ابن زیاد سے قتال کیا اور شام نہیں ہوئی تھی کہ حضرت مسلم کے ساتھ سو آدمی تھے۔ جب حضرت مسلم نے تفرقہ دیکھا ان میں تو وہ کندہ کے دروازوں کی جانب چلے اور آپ کے ساتھ تین آدمی تھے۔ جب وہ دروازے پر پہونچ گئے۔ جب وہ نکلے تو ان کے ساتھ کوئی نہیں تھا تو آپ متحیر رہ گئے، وہ نہیں سمجھ رہے تھے کہ کہاں جائیں۔ پھر وہ اپنے گھوڑے سے اتر کر کوفہ کی گلی میں گھس گئے تو وہ محمد ابن اشعث کی آزاد کردہ باندی کے دروازے تک پہونچے۔ حضرت مسلم نے اس سے پانی مانگا اور باندی نے ان کو پانی پلایا اور اس کے بعد اپنا حال اس باندی کو سنایا تو باندی پر رقت طاری ہو گئی حضرت مسلمؒ کیلئے۔ اور اس نے حضرت مسلمؒ کو ٹھکانا دیا۔ اور محمد بن اشعث کو اطلاع دی آپکے مکان کی، محمد ابن اشعث ابن زیاد کے پاس گیا اور اس کو بتایا تو اس نے اس کے ساتھ ستر آدمی کو بھیجا اور وہ حملہ آور ہوئے حضرت مسلمؒ پر۔ حضرت مسلم نے ان سے قتال کیا، پھر محمد ابن اشعث نے آپ کو امن دیا اور پھر ابن زیاد کے پاس لے گیا، ابن زیاد نے آپکی گردن اڑادی، اور ان کے سر کو یزید ابن معاویہ کے پاس بھیجا، یزید نے سولی پر لٹکا دیا ان کے جسم کو اور معاملہ حضرت حسینؓ تک پہونچا جبکہ وہ قادسیہ تک پہنچ چکے تھے۔ تو انھوں نے لوٹنے کا ارادہ کیا، ان سے حضرت مسلم کے بھائیوں نے کہا کہ ہم نہیں لوٹیں گے، یا تو ہم قتل کئے جائیں گے یا اپنا بدلہ لیں گے۔ تو حضرت حسینؓ نے فرمایا کہ تمہارے بعد زندہ رہنے میں کوئی خیر نہیں ہے۔ تو آپ چل پڑے یہاں تک کہ ابن زیاد کے گھوڑے سے ملاقات ہوئی جس پر عمر بن سعد بن ابی وقاص سوار تھا۔ آپ کربلا کی جانب مڑ گئے اور آپ تقریباً پانچ سو شہسواروں کے درمیان تھے، جب لشکر میں زیادتی ہوگئی تو آپ نے یقین کر لیا کہ آپ کیلئے کوئی بچاؤ کا ذریعہ نہیں ہے۔ تو آپنے فرمایا اے اللہ ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان فیصلہ فرما کہ جنھوں نے ہمیں مدد کیلئے بلایا پھر وہ ہم سے لڑائی کر رہے ہیں۔ پھر اپنی قوم کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا اے اللہ کے بندو اللہ سے ڈرو، دنیا سے بچتے رہو کیونکہ اگر دنیا کسی کیلئے باقی یا کوئی دنیا میں باقی رہتا تو انبیاء علیہم السلام اس کے زیادہ حقدار تھے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو فنا ہونے کے لئے پیدا کیا، اس کی نئی چیز پرانی ہونیوالی ہے اور اس کی نعمت ختم ہونیوالی ہے اور اس کی خوشی سخت تاریکی ہے اور دنیا قلعہ ہے (منگنی کا مال ہے) اور پانی کے بہنے کی جگہ ہے۔ اور زاد راہ تیار رکھو۔ یقیناً بہترین توشہ تقویٰ ہے۔ اللہ سے ڈرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ پھر حضرت حسینؓ نے قتال شروع کیا یہاں تک آپ شہید ہوگئے۔ تہتر تیروں کے نشان تھے، اور چونتیس تلوار کی چوٹیں تھیں اور آپ کے قتل پر سنان ابن انس نخعی غالب ہوا اور آپ کے سر کو کاٹ کر بہت جلد ابن زیاد کے پاس یہ شعر کہتے ہوئے لایا۔

شعر، میری سواری کو تو سونے اور چاندی سے لاد دے، چونکہ میں نے ایسے بادشاہ کو قتل کیا جس کو روک دیا جاتا تھا (عوام و خواص سے) میں نے قتل کر دیا ہے لوگوں میں سب سے بہتر آدمی کو ماں اور باپ کے اعتبار سے۔

اور ابن زیاد نے آپ کے سر کو یزید ابن معاویہ کے پاس بھیجا، وہاں حضرت ابو برزہؓ تھے تو یزید حضرت حسین کے منہ پر چھڑی مارتا ہوا یہ کہہ رہا تھا۔

شعر : ہم باعزت لوگوں کی کھوپڑیاں چیرتے ہیں، چونکہ وہ بہت نافرمان اور بڑے ظالم تھے۔
حضرت ابوبرزہؓ نے فرمایا اپنی چھڑی اٹھالے چونکہ میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نے ان کا بوسہ لیا، اور حضرت حسینؓ عاشوراء کے دن ۶۱ھ میں شہید کئے گئے، اور آپ کے ساتھ ستاسیؓ آدمی شہید کئے گئے۔ ان میں سے ان کے بڑے صاحبزادے علی اور آپ کے بھتیجوں میں سے حسین ابن عبداللہ، قاسم اور ابوبکر اور بھائیوں میں سے عباس، عبداللہ اور جعفر اور محمد اور عثمان حضرت علیؓ کی اولاد میں سے اور آپ کے چچا کے بیٹوں میں سے جعفر، محمد اور عون، یہ لڑکے ہیں حضرت عبداللہ ابن جعفر کے۔ اور حضرت عقیل کی اولاد میں سے عبداللہ، عبدالرحمن اور جعفر۔ اور ان کو اہلِ قادسیہ نے ان کے قتل کے ایک روز بعد دفن کیا، اور انھوں نے عمر ابن سعد کے اٹھاسی ساتھیوں کو قتل کیا۔

نُبذۃ مِن ذکاوۃ العرب

عربوں کی ذہانت کا نمونہ

حَکَی ابوالفرج الاصفهانی بسندہ الی مجالد بن سعید عن عبد الملك بن عمر قال لما قَدِم علینا عُمَرُ بن هبیرۃَ الکوفۃِ فارسَلَ الی عشرۃٍ، انا اَحَدُهم من وجوہ اهل الکوفۃ فسمرنا عندہٗ ثم قال لیحدثنی کلّ رجل منکم اُحدُوثۃً وابدا انت یا ابا عمرو! فقلتُ: اصلح الله الامیرَ أحدیث الحق ام حدیث الباطل؟ قالَ بَلْ حَدِیث الحقِ قلتُ: اِنَّ امرءَ القیس آلی الیّۃَ ان لا یتزوج امرأۃ حتّٰی یسألها عَنْ ثمانیۃٍ واربعَۃٍ واثنین، فجعل یخطبُ النسَاءَ فاذا سألهُنّ عَنْ هٰذا قلنَ اربعۃ عشرَ فبیْنا هو یسیر فی جوف. اذا هو برجلٍ یحمِلُ ابنۃً لہٗ صغیرۃً کَاَنها البدر لِتَمّہٖ فاعجبتہ فسألها یا جاریَۃ، مَا ثمانیَۃٌ واربعۃ واثنان فقالت: اما ثمانیۃ فاطباء الکلبۃِ، وَاما اربعَۃ فاخلافُ الناقۃِ، واما اثنانِ فثدیا المَرْأۃِ فخطبها الی ابیها فزوجہٗ ایاهَا وشرطت علیہِ اَنْ تسألہٗ لیلۃ بنائها عَنْ ثلاث خصالٍ فجعل لهَا ذٰلك وَعلیٰ اَن یسُوقَ الیهَا مائۃً من الابلِ وعشرۃَ اَعْبُدٍ وعشرَ وصَائف وثلاثۃَ افرَاسٍ ففعل ذٰلكَ ثم انّہٗ بعثَ عبدًا لہٗ الی المَرأۃِ وَاهدی لهَا نحیًا من سمنٍ ونِحیًا مِن عسلٍ وَحُلۃً من قصبٍ فنزل العبد علیٰ بعض المیاہِ فنشرَ الحلۃ فلبسها فتعَلّقتْ بسمُرۃٍ فانشقت وفتح النحیَین فاطعمَ اهلَ المَاءِ منهما فنقصا ثم قدِمَ علی حیّ المَرْأۃِ وهم خلوفٌ فسألهَا عن ابیها وَامهَا واخیها ودفعَ الیها هَدیّتَهَا فقالتْ لہٗ: اعلم مولاك اَنَّ ابی ذهَب یقرّبُ بعیدًا ویُبَعّد قریبًا وانّ امی ذهبت تشق النفس نفسین وان اخی ذهب یُراعی الشمسَ وان سماءکم انشقت وانّ وعائیکم نضبا فقدم الغلامُ

علی مولاہ فاخبرہ فقال: اما قولھا ان ابی ذھب یقرب بعیدًا ویبعد قریبًا فان اباھا ذھب یحالف قومًا علی قومہ، واما قولھا ذھبت امی تشق النفس نفسین فان امھا ذھبت تقبل امرأۃً نفساء واما قولھا ذھب اخی یراعی الشمس فان اخاھا فی سرح لہ یرعاہ فھو ینتظر وجوب الشمس لیروح بہ وقولھا: ان سماءکم انشقت، فان البرد الذی بعثت بہ انشق واما قولھا ان وعائیکم نضبا فان النحیین نقصا فاصدقنی، فقال یا مولای انی نزلت بماء من میاہ العرب فسألونی عن نسبی فاخبرتھم انی ابن عمک ونشرت الحلۃ فلبستھا وتجملت بھا فتعلقت بسمرۃ فانشقت وفتحت النحیین فاطعمت منھما اھل الماء فقال، اولی لک ثم ساق مائۃ من الابل وخرج ومعہ الغلام لسقی الابل فعجز فاعانہ امرؤ القیس فرمی بہ الغلام فی البئر وخرج حتی اتی المرأۃ بالابل فاخبرھم انہ زوجھا فقیل لھا قد جاء زوجک فقالت: واللہ ما ادری ازوجی ھو ام لا؟ ولکن انحروا لہ جزورًا اطعموہ من کرشھا وذنبھا ففعلوا فاکل ما اطعموہ قالت: اسقوہ لبنًا حاذرًا (وھو الحامض) فسقوہ فشرب فقالت افرشوا لہ عند الفرث والدم ففرشوا لہ فنام فلما اصبحت ارسلت الیہ ارید ان اسألک عن ثلاث، قال: سلی عما بدالک؟ فقالت: لم تختلج شفتاک؟ قال من تقبیلی ایاک قالت لم تختلج فخذاک؟ قال لتورکی ایاک: قالت فلم یختلج کشحاک؟ قال لالتزامی ایاک: قالت علیکم العبد: فشدوا ایدیکم بہ ففعلوا قال: ومر قوم فاستخرجوا امرؤ القیس من البئر فرجع الی حیہ واستاق مائۃ من الابل واقبل الی امرأتہ فقیل لھا قد جاء زوجک فقالت: واللہ ما ادری ازوجی ھو ام لا؟ ولکن انحروا لہ جزورًا واطعموہ من کرشھا وذنبھا ففعلوا فلما اتوہ بذلک، قال: واین الکبد والسنام والملحاء؟ فابی ان یاکل فقالت اسقوہ لبنًا حاذرًا فاتی بہ فابی ان یشربہ وقال: این الصریف والرثیئۃ؟ فقالت افرشوا لہ عند الفرث والدم، ففرشوا لہ، فابی ان ینام وقال: افرشوا لی فوق التلعۃ الحمراء واضربوا علیھا خباءً، ثم ارسلت: ھلم شریطتی علیک فی المسائل الثلاث فارسل الیھا سلینی عما شئت فقالت لم تختلج شفتاک؟ قال لشرب المشعشعات، قالت: فلم یختلج کشحاک؟ قال للبس الحبرات، قالت: فلم یختلج فخذاک؟ قال، لرکض المطھمات: قالت: ھذا زوجی لعمری! فعلیکم بہ واقتلوا العبد فقتلوہ ودخل امرؤ القیس بالجاریۃ قال ابن ھبیرۃ حسبکم فلاخیر فی الحدیث فی سائر اللیلۃ بعد حدیثک یا اباعمرو ولن یاتینا احد باعجب منہ، فقمنا فانصرفنا وامرلی بجائزۃ ؛

لغوی تحقیق

نبذۃ: نمونہ۔ فسمرنا (ن) سمرًا، سمورًا: رات میں قصہ گوئی کرنا۔ احدوثۃ: کہانی، افسانہ، حدیث

امرؤ القیس بن حجر بن الحارث کندی شعراء جاہلیت میں سے ایک مشہور شاعر ہے جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے تقریبًا چالیس سال پہلے گذرا ہے۔ اس کا شمار ان شعراء میں ہوتا ہے جن کے اشعار خانہ کعبہ پر معلق کئے جاتے تھے، عاشق مزاج ہونے میں اس کا کوئی ثانی نہیں تھا، اسی وجہ سے اس کا لقب ملک ضلیل ہوگیا تھا، اپنی چچازاد بہن عنیزہ پر عاشق ہوگیا تھا جس کا واقعہ اپنے مشہور معلقہ قفا نبک الخ میں بیان کیا ہے۔ دنیاء ادب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شعراء عرب میں سے کوئی امرؤ القیس سے آگے نہ نکل سکا۔ نہج البلاغۃ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ شعراء عرب میں امرؤ القیس سے بڑا کوئی شاعر پیدا ہی نہیں ہوا۔ اٰلٰی۔ ایلاءً: قسم کھانا۔ الیۃ: قسم۔ ج الایا۔ جوٌّ: نشیبی زمین۔ لتمہ۔ لام حرف جار ہے اور تم مصدر ہے بمعنیٰ مکمل ہونا۔ اطباء۔ جمع طبی: مادہ، درندوں اور گدھی، گھوڑی وغیرہ کا تھن۔ الکلبۃ: کتیا۔ اخلاف۔ ج خلف: اونٹنی کا تھن۔ لیلۃ بنائہا: یعنی شادی کی پہلی رات۔ وصائف۔ جمع وصیفۃ: نابالغ کنیز۔ افراس۔ ج فرس: گھوڑا۔ نحیًا: گھی کی مشک۔ قصب: ریشم کا نرم اور باریک کپڑا۔ سمرۃ: ببول کا درخت۔ ج اسمُر۔ خلوف۔ ج خلف: غائب۔ نضیب (ن، ض) نضوبًا الماء: پانی کا زمین میں اترنا، خشک ہونا۔ تقبّل قبیل کیطرح کام کرنا۔ قبیل: دائی۔ سرح: زیادتی کا مال۔ وجوب الشمس: ڈوبنا، غروب ہونا۔ لیروح: شام کے وقت آنا جانا۔ برد: دھاری دار کپڑا۔ ج ابراد، برود۔ واحد بردۃ۔ اَوْلیٰ لک۔ اس کا استعمال ویل لک کی جگہ ہوتا ہے جزور: اونٹ، اونٹنی۔ ج جُزر۔ کیرش۔ کرش: جگالی کرنیوالے جانوروں کی اوجھ۔ ج کروش۔ حازر: ترش دودھ۔ حزر (ک) حزرًا، حزورًا، اللبن: ترش ہونا۔ صفت حازر۔ الفرث: گوبر، بٹ (جب تک اوجھ میں رہے) یختلج، اختلاجًا: حرکت کرنا۔ کشحاک۔ کشح: پہلو۔ ج کشوح۔ کبد: جگر۔ سنام: کوہان۔ ملحاء: پیٹھ کا گوشت کندھے سے سرین تک۔ صریف: تازہ گرم دودھ۔ رثیۃ: دہی۔ تلعۃ: اونچی زمین۔ خباء: خیمہ۔ الشعشعات: پانی ملی ہوئی شراب۔ الحبرات۔ ج حبرۃ: ایک مخصوص قسم کی یمنی کالی چادر ہے جس کو مصری عورتیں باہر جاتے وقت استعمال کرتی ہیں۔ رکض (ن) رکضًا: ایڑ لگانا۔ المطہمات۔ ج مطہم: موٹا، فربہ (گھوڑی کے اوصاف میں ذکر کیا جاتا ہے)

توضیح ابو الفرج اصفہانی نے نقل کیا ہے اپنی سند کو پہنچا کر مجالد بن سعید تک وہ ناقل ہیں عبد الملک بن عمر سے۔ انھوں نے کہا جب ہمارے پاس عمر ابن ہبیرہ کوفہ آیا تو اس نے بھیجا دس کے پاس، میں بھی ان میں سے ایک ہوں کوفیوں کے سرداروں میں سے۔ تو ہم نے اس کے پاس قصہ گوئی شروع کی۔ پھر اس نے کہا کہ چاہئے کہ ہر ایک تم میں سے ایک کہانی میرے سامنے بیان کرے، اور اے ابو عمر تو شروع کر۔ تو میں نے کہا: اللہ امیر کا بھلا کرے کیا سچی بات یا غلط بات۔ اس نے کہا بلکہ سچی بات سناؤ! تو میں نے کہا کہ امرؤ القیس نے یہ قسم کھائی کہ وہ کسی عورت سے شادی نہیں کریگا جب تک کہ نہ سوال کرے ان سے آٹھ اور چار اور دو کے بارے میں تو وہ عورتوں کو پیغام دینے لگا جب بھی ان سے اس کے بارے میں وہ پوچھتا تھا تو عورتیں جواب دیتی تھیں (مجموعہ) چودہ (ہوا) اس اثناء میں کہ وہ نشیبی زمین میں چل رہا تھا اچانک ایک آدمی اپنی چھوٹی بچی کو لے کر جارہا تھا جو چودھویں کے چاند کیطرح تھی، وہ اسے پسند آگئی۔ اس سے پوچھا اے لونڈی آٹھ اور چار اور دو کیا ہیں؟ تو اس نے جواب دیا:

آٹھ تو وہ کتیا کے تھن ہیں، اور چار تو وہ اونٹنی کے تھن ہیں، اور دو عورت کے پستان ہیں۔ امرؤالقیس نے اس لڑکی کیلئے اس کے باپ کو پیغام دیا تو اس کے باپ نے امرؤالقیس سے اس کی شادی کردی۔ اور امرؤالقیس سے لڑکی نے شرط لگائی کہ وہ اس سے شب زفاف میں تین باتیں پوچھے گی۔ تو امرؤالقیس نے اس کیلئے اس کو منظور کیا اس شرط پر کہ امرؤالقیس اسے سو اونٹ، دس غلام، اور دس باندیاں، اور تین گھوڑے دے۔ تو اس نے اسے بھی منظور کیا۔ پھر اس نے اپنے غلام کو عورت کے پاس بھیجا اور اس کے لئے ایک مشک گھی اور ایک مشک شہد اور کتان کا ایک جوڑا ہدیہ میں بھیجا، غلام کسی پانی کی جگہ میں اترا تو اس نے جوڑا کو کھولا اور اسے پہن لیا تو وہ کیکر میں پھنس گیا پھر پھٹا اور دونوں مشک کو کھول کر دونوں میں سے پانی والوں کو کھلایا تو وہ دونوں کم ہوگئے پھر وہ عورت کے محلہ میں آیا درانحالیکہ وہ سب غائب تھے۔ تو عورت سے اس کے والد، ماں اور بھائی کے بارے میں پوچھا اور اس عورت کو اس کا ہدیہ دیدیا۔ تو اس نے اس سے کہا اپنے آقا کو بتا دینا کہ میرا باپ گیا ہے تاکہ وہ بعید کو قریب کرے، اور قریب کو بعید کرے۔ اور میری ماں ایک کو دو کرنے کیلئے گئی ہے اور میرا بھائی آفتاب کی دیکھ بھال کے لئے گیا ہے اور تمہارا آسمان پھٹ گیا ہے، اور تمہارے دونوں برتن خشک ہوچکے ہیں۔ وہ غلام اپنے آقا کے پاس آیا اور اس نے خبر دی تو امرؤالقیس نے کہا کہ بہرحال اس عورت کا یہ کہنا کہ میرا باپ بعید کو قریب کرنے اور قریب کو بعید کرنے گیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا باپ کسی قوم کے معاہدہ کیلئے گیا ہے اس کی قوم کے ساتھ، اور بہرحال اس عورت کا یہ کہنا کہ میری ماں ایک کو دو کرنے گئی ہے۔ تو بیشک اس کی ماں گئی ہے ایک نفاس والی عورت کے پاس دایا بن کر، اور بہرحال اس عورت کا یہ کہنا کہ میرا بھائی سورج کی نگرانی کر رہا ہے۔ تو اس کا منشاء یہ ہے کہ اس کا بھائی اپنے مویشیوں میں ہے جنھیں وہ چرا رہا ہے، تو وہ سورج کے ڈوبنے کا منتظر ہے تاکہ وہ انھیں شام کو لے آئے۔ اور اس کا یہ کہنا کہ تمہارا آسمان پھٹ گیا ہے، تو وہ چادر ہے جسے میں نے بھیجی تھی تو وہ پھٹ گئی۔ اور اس کا یہ کہنا کہ اس کے دونوں برتن خشک ہوچکے ہیں۔ تو مجھے سچ سچ بتا، تو اس نے کہا اے میرے آقا! کہ میں عرب کے پانی میں سے کسی پانی پر اترا۔ تو انھوں نے مجھ سے میرے نسب کے متعلق پوچھا۔ میں نے انھیں بتایا کہ میں تمہارے چچا کا لڑکا ہوں اور میں نے جوڑے کو کھول کر پہنا اور میں نے اس سے خوبصورتی حاصل کی تو وہ کیکر سے لگ کر پھٹ گئی۔ میں نے دونوں مشک کو کھول کر اسی سے پانی والوں کو کھلایا تو اس نے کہا تیرے لئے بربادی ہے۔ اس کے بعد سو اونٹ ہانک کر نکلا اس کے ساتھ غلام تھا اونٹوں کو پانی پلانے کیلئے۔ جب وہ تھک گیا تو امرؤالقیس نے اس کی اعانت کی تو اسے ایک غلام نے کنویں میں پھینک دیا اور نکلا یہاں تک کہ عورت کے پاس اونٹ لیکر آیا تو ان کو بتایا کہ یہ اس کا شوہر ہے۔ تو اس سے کہا گیا کہ تیرا شوہر آگیا۔ تو اس نے کہا قسم خدا کی میں نہیں جانتی کہ وہ میرا شوہر ہے بھی یا نہیں۔ لیکن انھوں نے اس کے لئے اونٹ ذبح کئے اور انھیں کھلایا اس کے اوجھ اور دم میں سے تو انھوں نے ایسا ہی کیا تو کھالیا جو اس کو کھلایا۔ کہنے لگی کہ اس کو تلخ دودھ پلاؤ (کھٹا) تو انھوں نے پلایا، وہ پی گیا۔ تو عورت نے کہا اس کا بستر بچھا دو گوبر اور خون کے پاس۔ تو انھوں نے بچھا دیا۔ اس عورت نے جب صبح کی تو اس کے پاس خبر بھیجی کہ میں چاہتی ہوں کہ میں تجھ سے تین باتوں کے بارے میں پوچھوں۔ تو اس نے کہا

15
2

پوچھ لے جو تیرے سامنے ظاہر ہو، تو اس عورت نے کہا: تمہارے ہونٹ کیوں ہلتے ہیں؟ غلام نے کہا کہ میرے بوسہ لینے کی وجہ سے۔ اس نے کہا: تیری دونوں رانیں کیوں متحرک ہوتی ہیں؟ اس نے کہا: میرے چڑھنے کی وجہ سے تجھ پر۔ عورت نے کہا کیوں حرکت کرتے ہیں تمہارے پہلو؟ اس نے کہا میرے چمٹنے کی وجہ سے تجھ سے۔ عورت نے کہا تم غلام کو پکڑ لو اور اس کے ہاتھ کو باندھ دو، تو انھوں نے ایسا کیا۔ راوی نے بیان کیا۔ اور ایک قوم گذری تو انھوں نے امرؤالقیس کو کنویں سے نکالا تو وہ اپنے محلہ لوٹ گیا اور سو اونٹ ہنکایا اور اپنی عورت کے پاس گیا تو اس عورت سے کہا گیا کہ تیرا شوہر آ گیا۔ تو اس عورت نے کہا۔ قسم خدا کی میں نہیں جانتی کہ میرا شوہر ہے وہ یا نہیں لیکن اس کے لئے اونٹ ذبح کرو اور اس کی دم اور اوجھڑی کھلاؤ۔ تو امرؤالقیس نے کہا کلیجہ کوہان اور پیٹھ کا گوشت کہاں ہے اور کھانے سے انکار کیا۔ عورت نے کہا کھٹا دودھ پلاؤ۔ تو کھٹا دودھ لایا گیا تو پینے سے انکار کر دیا اور کہنے لگا کہاں ہے گرم دودھ اور یاماس۔ تو اس نے کہا کہ اس کیلئے گوبر اور خون کے پاس بستر بچھا دیا جائے۔ تو انھوں نے بچھا دیا۔ اس نے سونے سے انکار کیا اور کہا کہ میرے لئے بلند مقام پر بچھا دو اور اس پر خیمہ گاڑ دو۔ پھر اس نے بھیجا کہ میری شرط کو اپنے اوپر پوری کر دو تینوں باتوں میں۔ تو اس نے اس کے پاس اطلاع بھیجی کہ تو مجھ سے پوچھ لے جو جی چاہے اس نے کہا تمہارے ہونٹ کیوں ہلتے ہیں؟ کہا شراب پینے کیلئے۔ عورت نے کہا، تمہارے پہلو کیوں ہلتے ہیں؟ تو امرؤالقیس نے کہا یمنی چادر اوڑھنے کیلئے۔ عورت نے کہا تمہاری رانیں کیوں متحرک ہیں؟ تو امرؤالقیس نے جواب دیا گھوڑوں کو ایڑ لگانے کے لئے۔ عورت نے کہا: قسم خدا کی یہی میرا شوہر ہے۔ تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم اسے پکڑ لو اور غلام کو قتل کر دو انھوں نے غلام کو قتل کیا اور امرؤالقیس نے جاریہ سے ہمبستری کی۔ ابن ہبیرہ نے کہا تمہارے لئے کافی ہے، کوئی خیر نہیں ہے اس قصہ گوئی میں جو تیرے بعد ہو ساری رات اور نہیں آئے گا ہرگز کوئی تم سے زیادہ عجیب و غریب۔ تو ہم سب اٹھ کر چل دیئے اور ابو ہبیرہ نے مجھے انعام دینے کا حکم دیا۔

العدالة الفاروقية

فاروقی انصاف

جبلة بن الايهم اخر ملوك غسان، وكان طوله اثنى عشر شبرًا فاذا ركب مسح الارض بقدميه ولما اراد ان يسلم كتب الى عمر ليستأذنه فى القدوم عليه، فسر بذلك وكتب اليه ان اقدم، فلك ما لنا وعليك ما علينا فخرج فى مائة فارس من عك وجفنة فلما دنا الى المدينة البسهم ثياب الوشى المنسوجة بالذهب الاحمر والحرير الاصفر وجلل الخيل بجلال الديباج وطوقها اطواق الذهب والفضة ولبس تاجه، وفيه قرط مارية فلم يبق فى المدينة الا من خرج اليه وفرح المسلمون بقدومه واسلامه، ثم حضر الموسم

مَعَ عُمَرَ فَبَيْنَا هُوَ يطوف بالبيت، اذا وطئ علىٰ ازاره رجلٌ مِن فزارةَ، فحلّه فالتفت اليه جبلة مغضبًا فلطمهٗ فهشم انفهٗ فاستعدیٰ عليه الفزاری عُمَرَ فقال: ما دعاك الی ان لطمت اخاك؟ فقال انّه وطئ ازاری، ولولا حرمة هذا البيت لاخذت الذی فيه عيناه، فقال له عمر: اما أنت فقد اقررت فامّا ان ترضيه وامّا ان أُقيدهٗ منك، قال. اتقيده منی؟ وهو رجل سوقة، قال: قد شملك واياه الاسلام، فما تفضله الا بالعافية، قال قد رجوت أن أكون فی الاسلام اعزّ منی فی الجاهلية، فقال: هو ذاك، قال اذا انتصر قال ان تنصّرت ضربت عنقك واجتمع وفد فزارة ووفد جبلة وكادت تكون فتنة فقال جبلة انظرنی الیٰ غدٍ يا امير المؤمنين؛ قال: ذلك اليك فلمّا كان فی جنح الليل، خرج فی اصحابه الی القسطنطنية، فتنصّروا واعظم هرقل قدومهٗ وقربه وأقطع الاموال والرباع، فلمّا بعث عمر رضی الله عنه رسوله الی هرقل يدعوه الی الاسلام فاجاب الی المصالحة ثم قال للرسول أرأيت ابن عمّك الذی اتانا راغبًا فی ديننا يعنی جبلة، قال: لا، قال: القه ثم ائتنی وخذ الجواب فذهب فوجد علیٰ باب جبلة من الجمع والحجاب والبهجة مثل ما علیٰ باب قيصر قال: فتلطفت فی الاذن حتّی دخلت عليه فرأيت رجلا اصهب اللحية ذا اسبال وكان عهدی به اسود اللحية فانكرته، فاذا هو قد دعا بسحالة الذهب فذرّها علیٰ لحيته حتّی عاد اصهب وهو قاعد علیٰ سرير من قوارير، فلمّا عرفنی رفعنی معه علی السرير وجعلنی يسألنی عن المسلمين فقلت: قد أضعفوا اضعافًا علیٰ ما نعرف وسأل عن عُمَر رضی الله عنه فقلت بخير حالٍ؛ فاغتمّ بسلامة عمر فانحدرت عن السرير فقال: لم تأبی الكرامة فقلت ان رسول الله صلی الله عليه وسلم نهی عن هذا قال: نعم صلی الله عليه ولكن نقّ قلبك من الدنس، ولا تبال علامَ قعدت فطمعت فيه عند صلوته علی النبی صلی الله عليه وسلم فقلت: ويحك يا جبلة: ألا تسلم؟ وقد عرفت الاسلام، وفضله، قال: أبعد ما كان منی؟ قلت: نعم، قد فعل رجل من فزارة اكثر ممّا فعلت ارتدّ وضرب أوجه المسلمين بالسيف، ثم أسلم وقبل منه وخلفته بالمدينة مسلمًا، قال: زدنی من هذا، ان كنت تضمن لی ان يزوّجنی عمر ابنته ويولّينی الامر من بعده، رجعت الی الاسلام فضمنت له التزويج ولم اضمن الخلافة فاومأ الیٰ وصيف بين يديه، فذهب مسرعًا فاذا موائد الذهب قد نصبت بصحائف الفضة فقال لی: كُل فقبضت يدیّ وقلت ان رسول الله صلی الله عليه وسلم نهی عن الاكل فی آنية الذهب والفضة، فقال: نعم صلی الله عليه وسلم ولكن نقّ قلبك وكل فيما احببت فاكل فی الذهب والفضة واكلت فی الخلنج

ثم جیٔ بطست من الذھب فغسل فیھا وغسلت فی الصُّفر ثم اَوْمَأَ الٰی خادم عن یمینہ فذھب مُسْرِعًا فسمعت حِسًّا فاذا خَدَمٌ معَھُمْ کَرَاسی مُرَصَّعَۃٌ بالجواھر فوُضعَتْ عشرۃ عن یمینہ وعشرَۃٌ عَنْ یَسَارِہٖ ، وَاذا عشرُ جوارٍ فی الشعور علیھن ثیابُ الوشی مکسرات فی الحلی فقعدن عَنْ یمینہ وَقَعَدَ مثلھن عَنْ یَسَارِہٖ وَ اذا بجاریۃٍ قد خَرَجَتْ کالشمس حسنًا وعلٰی رَاسِھا تاجٌ علیہِ طائرٌ وفی یدھا الیُمْنٰی جَامَۃ وفیھا مسکٌ وَ عَنْبرٌ فتیتٌ وفی یدھا الیسری جامۃ فیھا مَاءُ الورد فصفرت بالطائر، فوقَعَ فِی جامۃ مَاءِ الورد فاضطربَ فیہ ثم وَقع فی جامۃ المسك فتمرَّغ فیہِ ثم طارَ فوقَعَ علٰی صلیب فی تاج جبلۃَ فرَفرَفَ حتی نفضَ مَا فی ریشہٖ علیہِ وَضحِكَ جبلۃَ من شدۃ السرور ثم قالَ للجواری اللاتی عن یمینہ ، باللہ اضحکننا فاندفعن یغنّین تخفِقُ عیدانُھُنَّ یقُلْنَ ــہ

لغوی تحقیق

غسّان۔ ایک چشمہ کا نام ہے جس پر قبیلہ ازد کی ایک جماعت وارد ہوئی تھی جن میں بنوجفنہ بھی ہیں۔ شِبْر: بالشت۔ ج اشبار۔ عك قال فی الحاشیۃ کذا فی المنقول عنہ ولم تطلع علٰی قبیلۃ تسمّٰی بھا، ولعل النسخ وقع من الناسخین والصحیح عندی عکل (باللام) وعکل بالضم ابو قبیلۃ فیھم غباوۃ اسمہٗ عوف بن عبد مناۃ حصنیۃ امۃ تدعی عکل فلقب بہ۔ جفنۃ: قبیلہ۔ ثیاب الوشی: پھولدار کپڑے۔ جلّل: گھوڑے کو جھول پہنانا جلال۔ ج جُلّ: جھول۔ قرط: بالی، کان کا زیور۔ ج اقراط، قراط۔ ماریۃ بنت ظالم بن وھب کندی جس کے کان کی بالیوں میں کبوتر کے انڈے کے برابر دو بڑے عجیب وغریب موتی یا چالیس ہزار اشرفیوں کا جوہر تھا جو بطور وراثت بادشاہوں میں منتقل ہوتا چلا آرہا تھا۔ وطئ (س) وطی الشئ برجلہ: پیر سے روندنا۔ لطم (ض) لطمًا: طمانچہ مارنا۔ ہشم (ض) ہشمًا: توڑنا۔ فاستعدی: فریاد کرنا۔ اقیدہ۔ اقاد الامیرُ القاتل بالقتیل: خون کا بدلہ لینا، قصاص لینا۔ رجل سوقۃ: بازاری آدمی، کمتر، ذلیل، انتصر: نصرانی ہو جاؤں۔ جنح: رات کا تھوڑا حصہ۔ الرباع۔ جمع ربع: گھر منزل۔ لحجاب۔ ج حاجب: نگراں۔ بہجۃ: حسن وخوبی۔ اصھب: سفیدی سرخی مائل۔ صھب (س) صھبًا صھبۃً۔ الشعر: بالوں کا سرخ یا سفید ہونا۔ صفت اصھب۔ سبال۔ جمع سبلۃ: مونچھ کے بال۔ سحالۃ: چاندی سونے کا گرد۔ گیہوں جو کی بھوسی۔ ذرّ (ن) ذرًّا: منتشر کرنا۔ قواریر۔ ج قارورۃ: شراب کا برتن، شیشہ۔ انحدرت۔ انحدارًا: نیچے اترنا۔ نقّ۔ تنقیہ سے نیچے امر حاضر ہے: پاک وصاف کرنا۔ الدنس: گندگی، میل کچیل۔ ج ادناس (س) دنسًا، دناسۃً: میلا ہونا۔ علامَ۔ علیٰ حرف جار ہے اور ما استفہامیہ ہے، الف گر گیا۔ وصیف: خادم۔ ج وصفاء۔ موائد۔ ج مائدۃ: دسترخوان۔ صحائف۔ ج صحیفۃ: پیالہ۔ خلنج۔ خلنگ کا معرب ہے: ایک درخت ہے جس کی لکڑی بہت کڑی ہوتی ہے۔ اس سے تیر، نیزہ وغیرہ بنایا جاتا ہے۔ ج خلانج۔ طست: ہاتھ صاف کرنیکا تانبے کا برتن۔ ج طسوت۔ صُفر: پیتل، سونا۔ خدم۔ جمع خادم۔ کراسی۔ جمع کرسی۔ مرصع: جڑا ہوا۔ جوار۔ ج جاریۃ: کنیز

لونڈی۔ شعور۔ ج شعر ای مستورات فی الشعور لکثرتہا۔ مکسرآت۔ اسم فاعل ہے۔ کسرت المرأة وتحوہا النور علی کذا فتکسر: آئینہ نے فلاں شئ پر روشنی ڈالی پس اس پر روشنی پڑ گئی۔ جامہ: چاندی کا برتن۔ ج جوام۔ فتیت۔ فعیل بمعنی مفعول: برادہ، ریزہ کیا ہوا، چورا کیا ہوا۔ صفرت (ض) صفرا صفورا بالفرس عند ورودہ: گھوڑے کو پانی پلانے کیلئے ہلانا۔ تمرغ: لوٹ پوٹ ہونا۔ رفرفت الطائر بجناحیہ: پروں کا پھڑ پھڑانا۔ نقنق: گرنا۔ جھڑنا۔ تخفقن، خفقان سے ہے: مضطرب ہونا۔ عید آہن۔ عیدان۔ جمع عود: سارنگی۔

توضیح جبلہ بن ایہم غسان کا آخری بادشاہ ہے جس کا قد بارہ بالشت اونچا تھا، جب وہ سوار ہوتا تھا تو زمین کو اپنے پیروں سے چھولیتا تھا اور جب اس نے ارادہ کیا کہ وہ مسلمان ہو تو حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت لکھ کر چاہی۔ حضرت عمرؓ اس سے بہت خوش ہوئے اور لکھا کہ آجاؤ تو تمہارے لئے وہی چیز مفید ہے جو ہمارے لئے اور مضر وہی چیز ہے جو ہمارے لئے مضر ہے تو وہ قبیلہ عک اور خفنہ کے سو شہسواروں کے ساتھ نکلا۔ جب وہ مدینہ سے قریب ہوا تو ان کو سونا اور ریشم سے بنے ہوئے کپڑے پہنایا اور گھوڑوں کو دیباج کی جھولیں پہنائی اور ان کو سونا اور چاندی کے ہار پہنائے اور اس نے خود اپنا ہار پہنا اس میں ماریہ کی بالیاں تھیں، مدینہ میں کوئی باقی نہ رہا مگر یہ کہ اس کی طرف نکلا، مسلمان اس کے آنے اور اس کے اسلام لانے پر خوش ہوئے پھر حضرت عمرؓ کے ساتھ موسم حج میں حاضر ہوا تو اس دوران کے وہ بیت اللہ کا طواف کررہا تھا کہ اچانک اس کے ازار پر ایک فزاری شخص کا پیر پڑ گیا تو اس نے اسے کھول دیا جب غصہ ہو کر اس کی طرف بڑھا تو اس طرح اس نے طمانچہ مارا کہ اسکی ناک کو توڑ دیا۔ اس نے (فزاری نے) حضرت عمرؓ سے اس پر انصاف چاہا تو حضرت عمرؓ نے پوچھا: کس چیز نے تجھے آمادہ کیا کہ تو نے اپنے بھائی کو طمانچہ مارا۔ تو اس نے کہا کہ اس نے تہبند کو روندا، اگر اس گھر کا احترام ملحوظ نہ ہوتا تو میں وہ کھوپڑی اتار لیتا جس میں اس کی آنکھیں ہیں تو حضرت عمرؓ نے اس سے کہا کہ تم نے اقرار کرلیا، تو یا تو تم اسے خوش کرو یا میں اسے بدلہ دلاؤں تجھ سے۔ تو اس نے کہا کیا تم اس کو بدلہ دوگے مجھ سے اور وہ بازاری آدمی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تمہیں اور اسے اسلام شامل ہے، تو تو اس پر نہیں بڑھ سکتا مگر خاتمہ بالخیر کے اعتبار سے۔ تو اس نے کہا میں نے یہ امید کی تھی کہ میں زیادہ عزیز ہو جاؤں اسلام میں زمانۂ جاہلیت کے مقابلہ میں۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ (عزت) یہی ہے جبلہ نے کہا تب میں نصرانی ہو جاؤں گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر تو نصرانی ہو جائیگا تو میں تیری گردن اڑادونگا اور فزارہ اور جبلہ کے دونوں وفد جمع ہوئے اور فتنہ ہونے کے قریب تھا، جبلہ نے کہا مجھے کل تک مہلت دیجئے اے امیر المؤمنین! تو حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ تیرے سپرد ہے۔ تو جبلہ رات کی تاریکی میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ قسطنطنیہ کی جانب نکلا اور نصرانی ہوگیا اور شاہ ہرقل نے اس کے آنیکی قدر کی اور بہت خوش ہوا اور اس کے لئے جائداد امکانات جاگیر کے طور پر دیدیئے۔ جب حضرت عمرؓ نے اپنا قاصد ہرقل کے پاس اسلام کی دعوت دینے کیلئے بھیجا تو اس نے مصالحت کے متعلق جواب دیا۔ پھر قاصد سے کہا گیا تو ہمارے چچا کے لڑکے کہ جو

ہمارے پاس آیا ہمارے دین میں رغبت کر کے اسے دیکھا ہے، مراد لے رہا تھا وہ (ابن عم سے) جبلہ، تو اس نے جواب دیا کہ نہیں، ہرقل نے کہا اس سے ملو، پھر میرے پاس آؤ اور جواب لے جانا، وہ گیا تو اس نے جبلہ کے دروازہ پر بھیڑ دربان اور رونق قیصر کے دروازہ کیطرح پائی، اس نے کہا میں اجازت کیلئے حیلہ کیا پھر اس پر داخل ہوا، تو میں نے ایک شخص کو سرخ و سفید ڈاڑھی والا لمبی لمبی مونچھوں والا دیکھا اور وہ میرے زمانہ میں سیاہ ڈاڑھی والا تھا، اور میں نے اسے اجنبی جانا تو اس نے سونے کا برادہ مانگ کر اسے چھڑکا. یہانتک کہ وہ سرخ و سفید ہو گیا اور وہ شیشہ کے تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ جب اس نے مجھے پہچانا اور مجھے بھی اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور مجھ سے مسلمانوں کے بارے میں پوچھنے لگا تو میں نے کہا وہ چند در چند ہوتے جا رہے ہیں جیسا کہ تجھے معلوم ہے۔ اور جبلہ نے حضرت عمرؓ کے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا: اچھے حال ہیں۔ تو وہ حضرت عمرؓ کی سلامتی سے مغموم ہوا۔ میں تخت سے اترآیا تو اس نے کہا کہ تو اعزاز سے کیوں انکار کرتا ہے؟ تو میں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے روکا، اس نے کہا کہ ہاں صلی اللہ علیہ وسلم لیکن اپنے دل کو گندگی سے پاک کرلو، اور نہ پرواہ کرو کہ تم کس چیز پر بیٹھے ہو تو میں نے امید کی اس کے بارے میں اس کے درود بھیجتے وقت رسول اللہ پر تو میں نے کہا تم پر اے جبلہ افسوس ہے تم مسلمان کیوں نہیں ہوتے جبکہ تم مسلمان اور اس کی فضیلت سے واقف ہو، تو اس نے کہا کیا ان چیزوں کے بعد بھی جو مجھ سے سرزد ہوئیں۔ میں نے کہا، ہاں ایک فزاری آدمی تم سے زیادہ برائیاں کرنے کے بعد مسلمان ہوا، وہ مرتد ہو گیا تھا اور تلوار سے مسلمان کو قتل کیا تھا، پھر مسلمان ہوا اور اس کا اسلام قبول ہوا اور میں اسے مدینہ میں چھوڑ آیا ہوں۔ اس نے کہا اس سے میرے لئے اضافہ کرو، اگر تو میرے لئے ضامن ہو کہ حضرت عمرؓ شادی کرادیں گے مجھ سے اپنی لڑکی کی اور مجھے خلافت کا مالک بنائیں گے اپنے بعد، تو میں اسلام کیطرف لوٹ جاؤں گا۔ تو میں اس کے لئے شادی کا ضامن ہو گیا، لیکن خلافت کا ضامن نہیں ہوا تو اس نے اپنے خادم کیطرف اشارہ کیا جو اس کے سامنے تھا، وہ فوراً گیا اور سونے کے دسترخوان سجائے گئے تھے چاندی کے پیالوں سے، تو اس نے مجھ سے کہا کھاؤ۔ میں نے اپنا ہاتھ روک لیا اور کہا کہ حضورؐ نے منع کیا ہے سونے کے برتنوں میں اور چاندی کے برتنوں میں کھانے سے۔ تو اس نے کہا ہاں اللہ تعالیٰ ان پر رحمتِ کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے۔ لیکن اپنے دل کو صاف کرلو اور کھاؤ جس میں چاہو، تو جبلہ نے سونے اور چاندی کے برتن میں کھایا اور میں نے خدنگ میں کھایا، پھر سونے کا ایک طشت لایا گیا اس میں اس نے ہاتھ کو دھویا اور میں نے پیتل کے برتن میں۔ پھر اس نے اشارہ کیا ایک خادم کو جو دائیں جانب تھا تو وہ جلدی سے گیا، میں نے ایک آواز سنی تو اچانک چند خادم آئے جن کے ساتھ موتیوں سے جڑی ہوئی کرسیاں تھیں، اس کے دائیں جانب دس اور اس کے بائیں جانب دس رکھی گئیں اور دس باندیاں آئیں جو خوب بالوں کے اندر تھیں ان پر منقش کپڑے تھے زیورات میں ڈھکی ہوئی تھیں۔ وہ

سب اس کے دائیں جانب بیٹھیں اور انھیں کیطرح اس کے بائیں جانب باندیاں بیٹھیں۔ اچانک لونڈی سورج کیطرح خوبصورت نکل کر آئی جس کے سر پر ایک تاج تھا جس پر ایک پرند تھا دائیں ہاتھ میں ایک جام تھا اس میں مشک اور پیسا ہوا عنبر تھا اور اس کے بائیں ہاتھ میں ایک جام تھا جس میں گلاب کا پانی تھا، اس نے پرندہ کو چھوڑ دیا۔ پرندہ گلاب کے پانی کے جام میں گر کر پھڑ پھڑایا پھر مشک کے جام میں گر کر الٹ پلٹ ہوا پھر اڑ گیا اس کے بعد وہ جبلہ کے تاج کے صلیب پر بیٹھ گیا اور پھڑ پھڑایا جس سے وہ چیز جو اس کے پردہ پر لگی ہوئی تھی وہ تاج پر جھڑ گئی اور خوشی کے مارے جبلہ ہنسنے لگا پھر دائیں جانب والی باندیوں سے کہا خدا کی قسم تم ہمیں ہنساؤ پھر وہ سب گانے لگیں، سارنگی بجا بجا کر گا رہی تھیں۔

لِلّٰہِ دَرُّ عِصَابَۃٍ نادمتُھُم	یو مًا بجلق فے الزمان الاوّلِ
یسقون من ورد البریص علیھم	بردٰی یُصَفّقُ بالرحیق السلسلِ
اولاد جفنۃ حول قبر ابیھم	قبر ابن ماریۃ الکریم المفضلِ
یُغْشَوْنَ حتّٰی ما تھرّ کلابھم	لا یسئلون عن السواد المُقبلِ
بیضُ الوُجُوہِ نقیّۃٌ احسابھم	شُمُّ الانُوفِ من الطراز الاوّلِ

فضحِكَ ثم قالَ : أتَدْرِی مَنْ قائلُ ھٰذا؟ قلتُ لا ، قال : حسّانُ بنُ ثابتٍ شاعرُ رَسُولِ اللّٰہِ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ثم قالَ للاتی عن یسارہ باللّٰہِ أبْکِیْنَا فاندفعْنَ یَعِیدُ انھنَّ یغنّینَ ۔

لِمَنِ الدارُ اقفرت بعمانِ	بینَ اعلی الیرموک وَالصمّانِ
ذاک مغنی لآل جفنۃ فی الدھـــــــــر	محلًّا لحادثات الزمانِ
قد ارانی ھناک دھرًا مکینًا	عندَ ذی التاج مجلسی ومکانی
ثکلت اُمّھم وقد ثکلتھم	یومَ حلّوا بحادث الجولانِ
وَدَنا الفصح فالولائد ینـــــــــ	ـظمْنَ سراعًا اکلۃ المرجانِ

فبکی حتّٰی سالت الدّموع علی لحیتہٖ ثم قال لی : وھٰذا الحسّانِ ایضًا ثم انشأ یقولُ ۔

تنصّرتِ الاشرافُ من اجل لطمۃٍ	وماکان فیھا لوصبرتُ لھا ضرر

تکلفنی فیہا الحاجُ وَ نخوۃٌ ... وَبِعتُ بہا العینَ الصحیحۃَ بالعور
فیا لیتَ اُمّی لم تلِدْنی وَلیتنی ... رَجعتُ الی الامر الذی قال لی عُمَرْ
وَیالیتنی ارعی المخاض بقفرۃٍ ... وکنتُ اَسیرًا فی ربیعۃ اومُضَرْ
ویالیتَ لی بالشام ادنیٰ معیشۃٍ ... اُجالس قومی ذاھبَ السّمع وَالبَصَرْ

ثمّ سَألنی عَنْ حسّانٍ : اَحَیٌّ ھو؟ قلتُ نعَم، ثم اَمَرَ بمالٍ وَکِسوۃٍ وَ نوقٍ موقورۃ بُرًّا، وقال: اقرئہُ سَلامی، وَادفعْ لہ ھذا ان وجدتہ میّتًا، فادفعہ الی اھلہ وَانحرِ الجمال علی قبرہ، فلمّا قدمتُ علیٰ عُمَرَ اخبرتہ الخبر، قال: فھلّا ضمنتَ لہ الامر، فاذا اَسلَمَ قضی اللّٰہُ علینا بحکمہ، ثم بعثَ الیٰ حسّان فاقبلَ، وقد کُفَّ بَصرُہٗ فلمّا دَخلَ، قالَ: یا اَمیرَ المؤمنین اِنّی وَجدتُ ریحَ آل جفنۃ قال: نعم، ھذا رجلٌ اقبلَ من عندہ، قال: ھاتِ، یا ابنَ اَخی! مَا بعثَ بہ اِلیَّ معکَ، قلتُ: وما عِلمُکَ قال انّہٗ کریمٌ مِنْ عُصبۃٍ رجالٍ کرامٍ مدحتھم فی الجاھلیۃ فحلفَ ان لا یلقی اَحَدًا یعرفُنی، اِلّا اھدیٰ الیَّ معہٗ شیئًا فدفعتُہٗ الیہ وَاخبرتہٗ بامرہ فی الابلِ فقال وددتُ اِنّی کُنتُ میتًا، فنحرتَ علیٰ قبری۔

لغوی تحقیق

لِلّٰہِ درّہ : اس کی اچھائی اللہ ہی کیلئے ہے۔ لا درّ درّہ : اللہ کرے کہ وہ خوشحال نہ ہو۔ عصابۃ : آدمیوں، جانوروں اور پرندوں کی جماعت جو دس سے چالیس عدد پر مشتمل ہو۔ نادَمتھم، علی الشراب : خاص دوستی کرنا، ہم نشینی کرنا۔ جِلّق : دمشق یا اطرافِ دمشق کے سبزہ زار۔ البَریص: ملکِ شام میں ایک مقام ہے، دمشق کی ایک نہر ہے۔ یصفّق۔ صفق الرجل الشراب: صفائی وستھرائی کے لئے ایک برتن سے دوسرے برتن میں کرنا۔ یغشونَ۔ مضارع مجہول ہے۔ غشا (ن) غشی (س)، غشوًا اغشیانًا فلانًا : کسی کے قریب آنا۔ ماتھرّ (ض) ہریرًا۔ الکلب : کتے کا بھونکنا (نباح سے کم) الطراز : کپڑے کا نقش ونگار۔ حسّان بن ثابت بن المنذر۔ عبد الرحمٰن انصاری قبیلۂ خزرج کے باشندے تھے، دورِ جاہلیت اور اسلام دونوں میں آپ کا شمار مشہور شعراءِ عرب میں ہوتا ہے اور آپ دربارِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے شاعر تھے، کافروں اور مشرکوں کی جانب سے جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرامؓ کی شان میں بذریعۂ اشعار برا بھلا، نکتہ چینی اور عیب جوئی کیا کرتے تھے، ان کا جواب آپ دربارِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں عوام کے سامنے اشعار میں دیتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے بہت ہی معقول جواب دیا اور حضورؐ کو اتنا پسند آیا کہ آپ نے دعا فرمائی " اللھم ایدہ القدس" یعنی اے اللہ آپ حسان کی تائید بذریعۂ جبرئیل علیہ السلام فرما۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے واسطے مسجد میں منبر رکھوا دیتے

تھے جس پر آپ کھڑے ہوکر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے مدحیہ قصائد پڑھتے تھے۔ آپ کو جہاد میں جانے کا بے انتہاء شوق تھا لیکن ایک بیماری کی وجہ سے آپ میں شجاعت نہیں رہی تھی جس کی وجہ سے آپ کسی بھی جنگ میں شریک نہ ہوسکے، آخر عمر میں آپ نابینا ہوگئے تھے، آپ کی وفات ۵۴ھ اور ۵۰ھ کے درمیان ہوئی۔ آپ کی اور آپ کے آباء و اجداد سبھی کی عمریں تقریباً ایک سو بیس سال کی تھیں۔ شیخ عبدالقادر قرشی نے کتاب الجامع میں لکھا ہے کہ صحابۂ کرام میں فقط دو آدمی ایسے ہیں جنھوں نے ساٹھ سال جاہلیت کے پائے، اور ساٹھ سال اسلام کے۔ اور دونوں کی وفات مدینہ منورہ میں ۵۴ھ میں ہوئی ایک حکیم بن حزام اور ایک حسان بن ثابت۔ لمن۔ کلمۂ مَن استفہامیہ ہے۔ اقفرت الدار، گھاس پانی اور آدمی سے خالی ہونا۔ عمان: کغراب یمن کا ایک شہر ہے۔ الیرموق۔ قال فی الحاشیۃ: ماوجدناہ فی کتب اللغۃ الموجودۃ عندنا وظنی انہا الیرموک۔ الصمان۔ عالج میں ایک مقام ہے۔ ثکلت (س) ثکلاً گم کرنا۔ ثکل: موت، ہلاکی، الفصح: عید۔ الولائد۔ جمع ولیدہ: خدمتگار عورت، لونڈی، کنیز۔ لجاج: جھگڑا۔ لج (س، ض) لجًا، لجاجًا: دشمنی میں مداومت کرنا، سخت جھگڑا کرنا۔ نخوۃ: گھمنڈ۔ قفر: چٹیل بیابان۔ ج قفار۔ ربیعۃ، مضر۔ یہ دونوں قبیلہ کے نام ہیں۔ نوق۔ جمع ناقۃ: اونٹنی۔ موقورۃ: بوجھ سے لدی ہوئی۔ عصبۃ: گروہ، جماعت۔

توضیح اللہ ہی کیلئے ہے اس جماعت کی خوبی کہ ان کے ساتھ میں نے ہم نشینی اختیار کی۔ ایک دن جلق نامی جگہ پر پہلے زمانہ میں پلاتے تھے۔ وہ اس کو جو بھی ان پر مقام بریص میں آتا تھا بردیٰ کا پانی جسے خوش گلو شراب کے ساتھ وہ پانی ملا ہوا ہوتا تھا۔

وہ جفنہ کی اولاد میں سے ہیں ان کے باپ کی قبر کے قریب ابن ماریہ جو کریم اور بڑا صاحب فضل ہے اسکی قبر ہے۔ ان کے پاس مہمان آتے رہتے ہیں یہانتک کہ نہیں بھونکتے ان کے کتے اور نہیں پوچھتے وہ آنیوالے کی کثرت کے متعلق، وہ سفید چہرہ والے اور حسب و نسب کے صاف ستھرے، بلند ناک والے پہلے کے طرز پر ہیں۔

تو جبلہ ہنسا پھر کہا کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس کا قائل کون ہے؟ میں نے کہا نہیں، تو اس نے کہا کہ حضرت حسان ابن ثابتؓ شاعر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر جبلہ نے ان باندیوں سے کہا جو ان کے بائیں جانب تھیں کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں تم ہمیں رلاؤ۔ تو انھوں نے اپنے سارنگیوں پر گانا شروع کیا۔

شعر: کس کا مکان ہے جو خالی ہے عمان شہر میں، یرموق اور صمان کے درمیان واقع ہے۔

یہ آل جفنہ کا مکان ہے جو زمانہ کے حوادث کا محل بنا ہوا ہے زمانہ میں۔ میں نے اس جگہ بہت دنوں تک اپنے کو مقیم دیکھا، میرے بیٹھنے کی جگہ صاحب تاج بادشاہ کے پاس تھی۔ روئیں انکی مائیں اور رو چکی ہیں ان پر جس دن وہ حوادث زمانہ میں مبتلا ہوئے تھے۔ عید قریب آگئی تو نو عمر لڑکیوں نے مونگے والی غذاؤں کو ترتیب دینے میں جلدی کیا ہے، پھر جبلہ رو یا یہانتک کہ آنسو اس کی ڈاڑھی پر بہنے لگے پھر اس نے مجھ سے کہا: یہ بھی حسان ہی کے اشعار ہیں، وہ یہ اشعار پڑھنے لگا ؎

شعر: شریف لوگ نصرانی ہو گئے ایک طمانچہ کی بناء پر، اور اس میں کوئی نقصان نہیں تھا اگر میں اس طمانچہ پر صبر کرتا۔ غرور اور نخوت نے مجھے مجبور کر دیا اس طمانچہ پر۔ اور میں نے اسی کی وجہ سے ایک صحیح سالم آنکھ کو کانی آنکھ کے بدلے بیچ دیا۔ تو کاش میری ماں مجھے نہ جنتی اور میں لوٹ جاتا اس امر کی جانب جس کے متعلق حضرت عمرؓ نے مجھ سے کہا تھا۔ کاش میں اونٹوں کو چراتا چٹیل میدان میں اور میں قبیلہ ربیعہ اور مضر میں قیدی ہوتا اور کاش میرے لئے شام میں ادنیٰ خرچ کا سامان ہوتا اور میں اپنی قوم کے ساتھ بیٹھتا اندھا بہرا ہو کر۔

پھر مجھ سے حضرت حسّان کے بارے میں پوچھا کہ کیا وہ زندہ ہیں۔ تو میں نے کہا ہاں، پھر اس نے مال اور جوڑے اور گیہوں سے بھری ہوئی اونٹنیاں دینے کا حکم دیا۔ جبلہ نے کہا: ان کو میرا سلام کہدینا اور یہ انھیں دیدینا اور اگر وہ مردہ تمہیں ملیں تو یہ ان کے اہل و عیال کو دیدینا اور اونٹوں کو انکی قبر پر ذبح کرنا۔ جب میں حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور ان کو واقعہ سے باخبر کیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: کیا تم اس کیلئے امر کے ضامن نہیں ہوئے جب وہ مسلمان ہو جائیگا تو اللہ تبارک تعالیٰ ہم پر اس کے حکم کیلئے کوئی نہ کوئی فیصلہ کرتا۔ پھر حضرت حسّان کے پاس اطلاع بھیجی، انکی بینائی ختم ہو چکی تھی اسی حالت میں وہ تشریف لائے۔ جب وہ داخل ہوئے تو انھوں نے کہا اے امیر المؤمنین میں نے آل جفنہ کی بو محسوس کی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہاں یہی وہ شخص ہے کہ جو ان کے پاس سے آیا ہے۔ تو حضرت حسانؓ نے فرمایا: او بھتیجے لاؤ دیدو جو اس نے میرے لئے تمہارے ساتھ بھیجا ہے۔ تو میں نے کہا اور آپ کو علم کیسے ہوا۔ تو حضرت حسانؓ نے فرمایا کہ وہ ایک سخی شخص ہے، سخی آدمیوں کی جماعت میں سے ہے جن کی میں نے زمانۂ جاہلیت میں تعریف کی ہے۔ تو اس نے یہ قسم کھا رکھی ہے کہ وہ میرے جس جان پہچان والے سے ملے گا ضرور کچھ نہ کچھ میرے لئے اس کی معرفت ہدیہ بھیجے گا۔ تو میں نے وہ سامان انھیں دیدیا اور ان کو وہ بات بھی بتادی جو اونٹوں کے بارے میں پیش آئی تھی۔ تو حضرت حسانؓ نے فرمایا کہ میں یہ بات زیادہ پسند کرتا ہوں کہ میں مردہ ہوتا پھر تو میری قبر پر ان اونٹوں کو ذبح کرتا۔

السيرة النبوية المحمدية

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ

نسبه صلى الله عليه وسلم

حضورؐ کا نسب مبارک

أمّا من أبيه فهو ابن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف بن قصيّ بن كلاب بن مرّة بن كعب بن لوي بن غالب بن فهر بن مالك بن النضر بن كنانة بن خزيمة بن مدركة بن الياس بن مضر ابن نزار بن معدّ بن عدنان، وامّا من أمّه فهو ابن آمنة بنت وهب بن عبد مناف بن زهرة بن كلاب، ففي كلاب يجتمع نسبه من الطرفين۔

توضیح آپ کے والد کیطرف سے یہ ہے: محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ۔ اور بہر حال آپ کی والدہ کیطرف سے یہ ہے: محمد بن آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب ۔ پس آپ کا نسب طرفین سے کلاب بن مرہ پر جا ملتا ہے

وفاۃ ابیہ صلی اللہ علیہ وسلم
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کا انتقال

تَزَوَّجَ ابوہُ عبدُاللہِ اٰمنۃَ ، اٰمنۃَ فحملت بہ صلی اللہ علیہ وسلم فمات عنہ وھو فی بطن اُمّہ ، ولم یُوَرِّثْ مالاً ولا عرضًا الا خمس جمالٍ وَ اُمَّ اَیمن وَ قطعۃ غنمٍ ۔

توضیح آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کی شادی آپ کی والدہ محترمہ حضرت آمنہ سے ہوئی، پھر آپ کا حمل مبارک بطن آمنہ میں ٹھہرا۔ حضرت عبداللہ کا انتقال ہوا آپ کو چھوڑ کر درانحالیکہ آپ بطن مادر میں تھے، اور وراثت میں نہ مال چھوڑا اور نہ کوئی سامان سوائے پانچ اونٹ اور ام ایمن اور کچھ بکریوں کے

ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت

وُلِدَ صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ عامَ الفیل یومَ الاثنین لاثنتی عشرۃ خلت من الربیع الاول علی الاصح مِنَ الاقوالِ وکانت مضت علی سیدنا المسیح خمس مائۃ واحدی وسبعون سنۃً وبینہٗ وَبینَ اٰدمَ اَربعۃُ اٰلاف وست مائۃٍ رُوِیَ انّہ صلی اللہ علیہ وسلم کان عند ولادتہ ناظرًا ببصرہ الی السماءِ وَمَا وَجَدَتْ اُمُّہٗ ثقلَ حملہ صلی اللہ علیہ وسلم کما تجد الحَوَامِلُ ۔

توضیح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش مکہ میں ہاتھی والے سال پیر کے روز، بارہ۱۲ ربیع الاول کو اصح قول کے مطابق ہوئی ۔ اور سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر پانچسو اکہتر ۵۷۱ سال گذر چکے تھے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان چار ہزار چھ سو سال کا فصل ہے ۔ مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیدائش کے وقت آسمان کیطرف دیکھ رہے تھے اور آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے حمل کی تکلیف محسوس نہیں کی جیساکہ عام طور پر عورتیں محسوس کرتی ہیں ۔

رضاعتہ صلی اللہ علیہ وسلم
حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شیرخوارگی

كانت نساءُ قريشٍ لا يُرضِعْنَ أولادَهُنَّ فارضعته أمنة أياماً قلائل ثم ارضعته ثوبيةُ جاريةُ ابي لهب ثم وقع هٰذا الشرف الاوفر، والحظ الاكبر لحليمة بنت ابي كبشة السعدية وبلغ صلى الله عليه وسلم الفطامَ عندها وكانت أرضها ذاتَ جدبٍ وقحط والسماء غير ماطرة، والانعام هربى مثل اربابها فعادت الارضُ كانها روضة خضراء، والصحارى القفر كانها داماء وطالتِ الزروع وامتلأت الضروع

لغوی تحقیق

قلائل ۔ ج قلیلۃ: کم ایام ۔ قلائل: چند دن ۔ اوفر: کامل مکمل ۔ الفطام: دودھ چھڑانے کی مدت ۔ فطم (ض) فطماً ۔ الولد: بچہ سے دودھ چھڑانا ۔ افطم الرضیع: دودھ پیتا بچہ دودھ چھڑانے کی مدت پر پہونچ گیا ۔ جدب: خشک سالی ۔ جدب (ن، ض) جدباً وجدوباً (ک) جدوبۃ وتجدب ۔ المکان: بارش نہ ہونیکی وجہ سے خشک ہونا ۔ صفت جدبٌ ۔ ہربی ۔ یہ ہریب بمعنی ہارب کی جمع ہے ۔ ہرب (ن) ہرباً: بھاگنا ۔ کہا جاتا ہے ما لہ ہارب ولا قارب: نہ اس سے کوئی بھاگنے والا ہے نہ قریب جانے والا یعنی وہ ناکارہ ہے ۔ اماء: سمندر ۔ ضروع ۔ ج ضرع، تھن ۔

توضیح

قریش کی عورتیں اپنے بچوں کو دودھ نہیں پلاتی تھیں ۔ اسی بناء پر حضرت آمنہ نے آپ کو کچھ ہی روز دودھ پلایا، پھر آپ کو ثوبیہ نے دودھ پلایا جو ابو لہب کی باندی تھیں، پھر یہ کامل ترین شرف اور بڑا حصہ آپ کی ولادت کے پہلے ہی سال میں (عمر آپ کی تقریباً ایک ماہ کی تھی) حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو نصیب ہوا، اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم ان ہی کے یہاں دودھ چھڑانے کی مدت کو پہونچے اور ان کے یہاں کی زمین خشک اور قحط زدہ تھی، آسمان بارش نہیں برسا رہا تھا اور چوپائے اپنے مالکوں کیطرح بھاگتے تھے، زمین سرسبز وشاداب باغ کیطرح ہوگئی اور چٹیل میدان سمندر کیطرح اور کھیتیاں بڑھ گئیں اور تھن بھر آئے ۔

شق صدره صلی اللہ علیہ وسلم
حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا شقِ صدر

وفي السنة الرابعة اتاه ملكان فاضجعاه وشقا صدره واخرجا منه علقة سوداءَ ثم غسلاه ثم رداه كما كان، فرآه الصبيان الذين كانوا معه فاسرعوا الى حليمة السعدية واخبروها بما جرى عليه صلى الله عليه وسلم فاسرعت اليه صلى الله عليه وسلم كأنّ خطوة تقذف فيها الى خطوة فوجدته صحيحًا فردته (في السنة الخامسة من مولده) الى عبد المطلب خشيةً عليه من اعدائه

ثم قدمت بعد النبوۃ واسلمت مع زوجہا۔

توضیح اور چوتھے سال آپؐ کے پاس دو فرشتے آئے، انھوں کو آپکو لٹایا آپؐ کا سینہ چاک کیا اور اس سے سیاہ (خون کا) لوتھڑا (یعنی دل) نکالا، اسے دھویا پھر اپنی جگہ لوٹا دیا، آپؐ .... کے ساتھ۔ (کھیلنے) والے بچوں نے دیکھ لیا، وہ جلدی سے حضرت حلیمہ سعدیہ کے پاس جاکر انھوں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیش آدہ واقعہ بیان کیا۔ تو جلدی سے حضرت حلیمہ سعدیہؓ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں کہ گویا ایک قدم انھیں دھکیل رہا تھا دوسرا کی جانب (یعنی بہت تیزی سے) انھوں نے آپؐ کو (آنے کے بعد) صحیح وسالم پایا، پھر آپؐ کو پانچ سال کی عمر میں حضرت عبدالمطلب کے پاس پہنچا دیا، آپؐ کے دشمنوں کا اندیشہ کرتے ہوئے۔ پھر نبوت کے بعد آکر اپنے شوہر کے ساتھ مسلمان ہوئیں۔

وفاۃ امہ صلے اللہ علیہ وسلم

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی وفات

ولما بلغ صلے اللہ علیہ وسلم السادسۃ من عمرہ زارت امہ آمنۃ اخوالہا من بنی النجار فی المدینۃ فلما رجعت وھو معہا وبلغت الابواء (قریۃ بین مکۃ والمدینۃ) وتوفیت (ونمی ذلک الی ام ایمن فخرجت الیہ وقدمت بہ الی مکۃ وکانت مولاۃ لہ قد ورثہا من ابیہ) وضمہ عبد المطلب واحبہ حبا شدیدا وتتابعت علی قریش سنون مجدبۃ فہتفت امرأۃ من قومہا ان یستشفعوا بہذا النبی، فقام عبد المطلب واعتضد بہ صلے اللہ علیہ وسلم ورفعہ علی عاتقہ فاستسقی بہ فلم یلبثوا اذ مطروا وصاروا فی خصب ورفاہیۃ عیش۔

لغوی تحقیق سنون۔ ج سنۃ: برس۔ مجدبۃ: خشک سال۔ اعتضدہ۔ بغل میں لینا۔ عضد (ن) عضدا: مدد کرنا۔ خصب: فراخ سالی۔ خصب (ن،س) خصبا المکان: سرسبز ہونا۔ زرخیز ہونا۔ صفت خصب وخصیب۔ رفاہیۃ: خوشحالی وارزانی۔

توضیح اور جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم چھ برس کی عمر کو پہونچے تو انکی والدہ بی بی آمنہ نے اپنے بھائیوں سے ملاقات کی مدینہ میں جو بنی نجار سے تعلق رکھتے تھے، جب وہ لوٹیں اور حضورؐ آپ کے ساتھ تھے اور وہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ابواء نامی بستی تک پہنچیں تو انکی وفات ہوگئی اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم ام ایمن کیطرف منسوب ہونے لگے تو وہ حضورؐ کو لیکر مدینہ آئیں، ام ایمن حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی باندی تھیں جو اپنے والد کی وراثت میں حضورؐ کو ملی تھیں۔ عبدالمطلب نے آپ کو اپنے سینہ

سے لگا کر بے پناہ محبت کا مظاہرہ کیا اور قریش پر لگاتار قحط سالی کا دور دورہ تھا تو ایک قریشی عورت نے کہا کہ اس نبی کے واسطہ سے شفاعت مانگو تو عبد المطلب کھڑے ہو کر حضورؐ کو اپنے کاندھے پر لیا اور انھیں اپنے کاندھے پر اٹھا کر بارش کی دعا مانگی تو ابھی لوگوں پر زیادہ دیر نہیں گذری تھی کہ ان پر بارش شروع ہو گئی اور وہ کشادہ سالی اور خوش عیشی میں رہنے لگے۔

وفاة عبد المطلب
خواجہ عبد المطلبؓ کی وفات

ثُمَّ كَفَلَهُ أَبُو طَالِب بَعْدَ مَا كَفَلَهُ عَبْدُ المطلب سنتين وَتُوُفِّيَ حِينَ مضت مِنْ عمره مائة وأربعون سَنَةً ❊

توضیح خواجہ عبد المطلب کی دو سال کفالت کے بعد ابو طالبؓ نے آپ کی کفالت کی اور ایک سو چالیس برس کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔

رحلته الأولى الى الشام
آپؐ کا پہلا سفر ملک شام کی طرف

وَفِي الثالثة عشرَ تهيأ أبُو طالب للخروج الى الشام فأخذَ صلى الله عليه وسلم زمامَ ناقته وقالَ الى من تكلني؟ لا أب لي ولا أمٌ، فرقَ له، فخرج به وتفرّس فيه ابوطالب من علائم النبوة مالم يره من قبلُ من اظلالِ الغمامة وخاتم النبوة ولم يمض في هذا السفر الا ايام قلائل حتى عاد سريعًا الى مكة بعد ما فرغ من تجارته وقد ربح فيها ربحًا كثيرًا ❊

لغوی تحقیق زمام، لگام، نکیل، مہار، باگ جس سے کوئی چیز باندھی جائے۔ زمۃ (ن) زما، باندھنا۔ یکلنی۔ وکل (ض) وکلا، وکولا۔ الیہ۔ الامر: حوالہ کرنا۔ تفرّس۔ فیہ: نظر جا کر دیکھنا۔ فیہ الخیر: کسی کے اندر علامت سے خیر پہچاننا۔ فرس (ض) فراسۃ۔ بالعین: ظاہر نظر سے باطن کو معلوم کرنا۔ علائم جمع علامۃ: نشان۔ اظلال۔ جمع ظل: سایہ۔ أظلّہ: سایہ ڈالنا، اپنی پناہ میں لینا۔ الغمامۃ: بادل کے ایک ٹکڑے کو کہتے ہیں۔ الغمام: بادل۔

توضیح اور تیرہ سال کی عمر میں ابو طالب نے شام جانے کی تیاری کی تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے انکی اونٹنی کی نکیل پکڑ کر فرمایا کہ چچا جان کس کے بھروسہ پر مجھے آپ چھوڑ رہے ہیں۔ نہ میرے باپ ہیں نہ میری ماں ہیں۔ تو ابو طالب کو رحم آیا اور وہ ساتھ لے چلے۔ حضورؐ کے اندر ابو طالب نے نبوت کی وہ علامتیں محسوس کیں جن کو ان سے پہلے محسوس نہیں کیا تھا، یعنی بادل کا سایہ ڈالنا اور نبوت

کی مہر۔ اور اس سفر میں کچھ ہی دن گذرے تھے کہ وہ اپنی تجارت سے نمٹ کر مکہ بہت جلد واپس آگئے اور تجارت میں کافی نفع ہوا تھا۔

رحلتہ الثانیۃ الی الشام
آپ کا دوسرا سفر ملک شام کیطرف

وَفی السَّنۃِ الخامِسَۃِ والعشرین خرج صلی اللہ علیہ وسلم الی الشام للتجارۃ لما بعثتہ سیدتنا خدیجۃ الکبریٰ بنتُ خویلدِ بن اسدِ بن عبدالعزیٰ بن قصیّ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وکانت من اھل ثروۃ من قریش وکان معہٗ صلی اللہ علیہ وسلم غلامہا میسرۃُ فرأی منہ خوارقَ وسمعَ من نسطوری الراھب شہادۃ بالنبوۃ وعاد صلی اللہ علیہ وسلم بارِبح تجارۃ ؛

توضیح

اور پچیس سال کی عمر میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم تجارت کیلئے شام حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بھیجنے پر تشریف لے گئے، وہ قریش کی مالدار عورت تھیں۔ آپ کے ساتھ ان کا غلام میسرو تھا اس نے آپ کے اندر خلافِ عادت اشیاء اور نسطوری راہب سے نبوت کی شہادت سنی اور حضور تجارت میں کافی نفع کے ساتھ واپس تشریف لائے۔

التزوج بخدیجۃ رضی اللہ عنہا
حضرت خدیجہؓ سے آپ کا نکاح مبارک

ولما سرد میسرۃ علی خدیجۃ ما رأی من خوارق النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورأت بعضھا، رغبت فی التزوج بہٖ فتزوجھا فی ھذہٖ السنۃ علی اربعمأۃ دینار وھی بنتُ اربعین سنۃ (وقیل فی سنہا غیر ذٰلک) فولدت اولادہٗ کلہا الا ابنہ ابراھیم ولم ینکح صلی اللہ علیہ وسلم امرأۃ قبلھا ولا بعد نکاحہا فی حیوتہا حتیٰ ماتت، وکانت وفاتہا فی شوال بعد بعثتہٖ بثلاث سنین وولدت لہٗ زینبُ ورقیۃ وام کلثوم وفاطمۃ و القاسم والطاہر والطیب۔ وماتوا قبل دعواہ صلی اللہ علیہ وسلم النبوۃ وادرکت اناث فاسلمن وھاجرن ؛

توضیح

اور جب میسرہ نے حضرت خدیجہ کو حضورؐ کے تمام دیکھے ہوئے معجزات بتائے اور کچھ معجزے حضرت خدیجہؓ نے بھی دیکھے تو ان کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کرنے میں رغبت ہوئی تو آپ نے ان سے اسی سال چار سو دینار پر نکاح فرمایا۔ حضرت خدیجہؓ چالیس سال کی تھیں اور

اس کے علاوہ بھی عمریں بتائی گئی ہیں۔ ابراہیم کے سوا تمام اولاد انھیں سے ہوئیں اور اس سے پہلے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی عورت سے نکاح نہیں کیا تھا، اور انکی حیات تک کسی اور سے نکاح نہیں کیا یہانتک کہ انکی وفات شوال میں ہوئی حضورؐ کے مبعوث ہونے کے تیس سال کے بعد۔ اور حضورؐ کی حسب ذیل اولاد تھیں۔

زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ، فاطمہؓ، قاسمؓ، طاہرؓ، طیبؓ۔ اور یہ صاحبزادے حضورؐ کی دعوت نبوت سے پہلے ہی انتقال کر گئے، اور صاحبزادیوں نے مدتِ بلوغ کو پہنچنے کے بعد اسلام قبول کیا اور ہجرت کی

بناءُ الكعبة — کعبہ شریف کی تعمیر

وَفِي سَنَةِ ستٍّ وثلاثين من مولده صلّى الله عليه وسلم بنتْ قريشٌ الكعبةَ وتراضتْ به، فوضعَ الحجرَ ؛

توضیح

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے چھتیس ۳۶ سال پر قریش نے کعبہ کی تعمیر کی، اور سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خوش تھے (اس کام کے لئے) تو حضورؐ نے پتھر رکھا (جہاں پہلے رکھا ہوا تھا)

ابتداءُ الوحي — وحی کی ابتداء

وَلمّا تمّ لَهُ اربعُونَ سَنَةً اُوحِيَ اليهِ بحراءَ "باقرأ باسم ربّك" وَعُلِّمَ الوضوءُ وَالصّلوٰةُ رَكعتين نعاً وَ الي خديجة وَ اخبرها بما جرى عليهِ فآمنت به وتوضّأت وَصلّت يومَ الاثنين لثانى عشر من الربيع الاوّل وَ آمَنَ بهِ ابوبكرٍ ؛

توضیح

اور جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے چالیس سال پورے ہوگئے تو (غار) حراء میں آپؐ پر وحی آئی "اقرأ باسم ربّک" کے ذریعہ۔ اور آپ کو وضو اور دوگانہ نماز کی تعلیم دی گئی۔ آپؐ حضرت خدیجہؓ کے پاس تشریف لائے اور انھیں اپنا سارا ماجرا بتایا تو حضرت خدیجہؓ آپؐ پر ایمان لائیں، اور وضو کر کے پیر کے روز ۱۲ ربیع الاول کو نماز پڑھی۔ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی آپ پر ایمان لائے۔

الدّعوة — دعوت وتبلیغ

وَكَانَ يَدْعُو النّاسَ سِرًّا ثلاثَ سِنِينَ الى ان نزلت فاصدع بما تُؤمر في السّنةِ الرابعةِ مِنْ نبوته فاظهرالدعوةَ ولبّى دعوتهُ رجالٌ عديدة ولما سَمِعَ اهلُ مكّة ما قالَ صلّى الله عليهِ وَسلم في من ماتَ علَى الكفرِ وَالشركِ من آبائهم وَ اجدادهم وَفي اوثانهم اشتدّ غيظ الكفارِ عليهِ وَقالوا لابي طالب: انت

کبیرُنا وسیّدُنا فانصِفہُ مَنْ ابنِ اَخیکَ وَمرہ اَنْ یکفّ من شتم الٰھتنا وذمّ اٰبائنا نکلمہ ابوطالب فقالَ یاعَمِّ! ادعُوھم الیٰ کلمۃٍ تدینُ لھم العرب ویملکون بھا العجم قالَ ابوجھلٍ: ماھِیَ؟ وَابیکَ لنُعطینّکَ وَعشرۃ امثالھا قالَ: لَا الٰہَ الا اللّٰہُ، فنفروا وغضبوا فقالَ: ابوطالب یاابن اخی انّ قومکَ قدْ لجاءُوا الیّ وقالوا الی کذا وکذا فابقِ علیّ وَعلیٰ نفسِکَ فظنّ صلّی اللّٰہُ علیہِ وَسلم انہ ضعف عن نصرتہٖ فقالَ وَاللّٰہ لا اترکُ ھٰذا الشیئ استعبر وبکیٰ وولّیٰ فناداہ وقالَ یاابن اخی: افعل مَا احببتَ وَقل ماشئت فغضب العرب حینئذٍ وَوثب کل قبیلۃٍ علیٰ من فیھا من المُسلمین وَعذبوھم وفتنوھم ٭

لغوی تحقیق

فاصدع - صدع (ف) الشیٔ: اس طرح پھاڑنا کہ علیحدہ نہ ہو۔ الامر: واضح کرنا۔ بالحق: حق بات برسرعام بیان کرنا۔ رجال عدیدۃ: چند لوگ۔ یکف (ن) کفا عن الامر: باز رہنا۔ ہٗ عن الامر: باز رکھنا۔ کف: ہتھیلی۔ ج اکف۔ کف بصرہ: اندھا ہونا۔ مکفوف: اندھا۔ ج مکافیف۔ شتم (ض) شتما: گالی دینا۔ شتیمۃ: گالی۔ ج شتائم۔ ابق۔ الابقاء سے امر حاضر ہے۔ ابقی علیہ: رحم کرنا مہربانی کرنا۔ استعبر: آنسو بہانا، غمزدہ ہونا

توضیح

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نبوت کے چوتھے سال آیت فاصدع بما تؤمر کے نازل ہونے تک تین سال خفیہ طور پر لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ پھر آپ نے دعوت وتبلیغ کا اعلان کیا اور چند لوگوں نے آپ کی دعوت پر لبیک کہا اور جب مکہ والوں نے کفر اور شرک پر ان کے آباء و اجداد میں سے مرنے والوں کے سلسلہ میں اور ان کے بتوں کے سلسلہ میں حضورؐ کی باتیں سنیں تو ان کا غصہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر بھڑک اٹھا اور ابوطالب سے کہنے لگے کہ آپ ہمارے بڑے اور سردار ہیں آپ انکو انصاف سے کہدیں (اپنے بھتیجے کو) اور انھیں ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہنے سے منع کریں۔ اور ہمارے آباء واجداد کی مذمت کرنے سے۔ تو اس سلسلہ میں ابوطالب نے آپ سے گفتگو کی، آپ نے فرمایا کہ اے چچا جان! میں انکو ایسی بات کی دعوت دے رہا ہوں کہ ان کے سامنے پورا عرب جھک جائے گا اور اس کے ذریعہ وہ عجم کے مالک ہو جائیں گے۔ ابوجہل نے کہا وہ بات کیا ہے تمہارے ابا جان کی قسم، ہم تمہاری دس بات ماننے کے لئے تیار ہیں۔ تو آپ نے فرمایا "لاالٰہ الا اللہ" تو سب غصہ ہو کر بھاگ گئے۔ ابوطالب نے کہا کہ بھتیجے تمہاری قوم نے مجھے پریشان کردیا اور مجھ سے اس اس طرح کہا۔ تو تم اپنے اوپر اور میرے اوپر رحم کرو۔ حضورؐ نے یہ خیال کیا کہ وہ ان کی مدد سے کمزور پڑ گئے۔ آپ نے فرمایا قسم خدا کی میں اسے نہیں چھوڑوں گا پھر آپ آنسو بہانے لگے اور خوب رونے لگے اور واپس چل دیئے، تو ابوطالب نے آپ کو آواز دی اور کہا کہ بھتیجے جو چاہو کرو اور جو چاہو کہو۔ اس وقت اہل عرب اور خفا ہوئے اور ہر قبیلہ اس شخص پر کود

پڑا جو اس میں مسلمان تھا اور انھیں تکلیف پہونچانا شروع کیا اور مصیبتیں ڈھانا شروع کی۔

الھجرۃ الی الحبشۃ
حبشہ کیطرف ہجرت

فلما اشتد اذاھم فی من اٰمن بہ صلی اللہ علیہ وسلم ھاجر قوم الی الحبشۃ فی السنۃ الخامسۃ فوجدوھا خیر دار فارسل قریش ھدایا الی النجاشی ووشوا الیہ بانھم ترکوا ما کان علیہ اٰباؤھم ولم یدخلوا فی دینک ولا دین الیھود، فارسل الیھم النجاشی واخبرھم بما قالوا، فقال جعفر، کنا علی ما کانوا علیہ، نقتل البنات، ونطوف عراۃ ونعبد حجارۃ، وذکر غیرھا من الاوصاف الذمیمۃ، فبعث اللہ الینا رسولا یامرنا بالمعروف وینھانا عن الرذائل فاتبعناہ فاٰذونا فخرجنا الی بلدک ملتجئین من اذاھم فسمع النجاشی منہ کھیعص، وبکی وبکت اساقفتہ وقال، ھذا وما جاء بہ موسیٰ یخرجان من مشکوۃ واحدۃ وامن بہ صلی اللہ علیہ سلم فلما اسلم عمر حملھم علی الظھور فخرجوا و امامھم عمر ینادی بکلمۃ التوحید وھم اربعون رجلا مع عمر واعلن صلی اللہ علیہ وسلم یوما الدعوۃ علی الصفا فاجتمعوا یستمعون الیہ فشجہ اللعین ابوجھل وتبعہ المشرکون بالحجارۃ فھبط الملائکۃ یعرضون علیہ ان یھلکوھم فقال (ارواحی وروح ابی وامی فداہ) ماسحا الدم عن وجھہ انی بعثت رحمۃ لا عذابا لھم:

لغوی تحقیق

اذی: مصیبت، تکلیف۔ نجاشی۔ اصحمہ بن بحر، آپ حبشہ کے بادشاہ تھے۔ مسلمانوں کا جب مکہ میں رہنا دشوار ہوگیا تھا اور ابھی مدینہ ہجرت شروع نہیں ہوئی تھی تو آپ ہی کے اخلاقِ کریمانہ کیوجہ سے مسلمانوں نے حبشہ میں پناہ لی تھی۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب شاہانِ وقت کے پاس اسلام کا دعوت نامہ بھیجا تو آپ کے یہاں بھی روانہ فرمایا، دعوت نامہ ملتے ہی آپ نے لبیک کہا اور مشرف باسلام ہوئے، آپ مشہور مخضرمی تابعی ہیں، آپ کا عربی نام عطیہ تھا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم آپکو عبد صالح کے لفظ سے یاد فرماتے تھے۔ آپ ہی نے (ام المؤمنین) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا عقد حضورؐ کے ساتھ کیا تھا اور مہر اور دعوتِ ولیمہ اپنی طرف سے کی تھی، جب آپ کی وفات کی اطلاع حضورؐ کو ملی تو آپؐ نے صحابۂ کرامؓ کے ساتھ نمازِ جنازہ غائبانہ پڑھی جس کا تذکرہ صحیحین میں موجود ہے۔ آپ کی وفات ۸ھ یا ۹ھ میں ہوئی ہے۔ وشوا (ض) وشیا، وشایۃ۔ بہ: چغلخوری کرنا۔ عراۃ۔ جمع عاری: ننگا۔ رذائل۔ جمع رذیلۃ: گھٹیا کمتر، فضیلت کی ضد۔ اساقفہ۔ جمع اسقف: دین عیسوی کا مجتہد، بڑا پادری۔ مشکوۃ: طاق۔ چراغ دان۔ فشجہ۔ شجا: زخمی کرنا۔

توضیح جب کفار کی تکلیف حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانیوالوں پر زیادہ ہوئی تو مومنین نے حبشہ کیطرف پانچویں سال ہجرت کی اور حبشہ کو بہترین جگہ پایا۔ قریش نے نجاشی کے پاس ہدایا بھیجے اور یہ چغلی کی کہ ان لوگوں نے اپنے آباء و اجداد کا دین چھوڑ دیا اور یہ نہ تمہارے دین میں داخل ہوئے اور نہ یہودیوں کے دین میں۔ نجاشی نے انکو اطلاع دی اور کفار کی بات ان سے بیان کی تو حضرت جعفر طیار رضؓ نے فرمایا کہ ہم اس دین پر تھے جس پر وہ ہیں۔ ہم لڑکیوں کو قتل کر دیتے تھے اور ننگے طواف کرتے تھے اور پتھروں کو پوجتے تھے اور اس کے علاوہ برے اوصاف بیان کئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پاس ایک رسول بھیجا جو ہمیں بھلائی کا حکم دیتا ہے اور برے کاموں سے روکتا ہے۔ ہم نے انکی اتباع کی تو انھوں نے ہمیں تکلیف پہنچائی اور ہم آپ کے شہر میں آگئے ان کی تکلیف سے بچنے کے لئے۔ نجاشی نے حضرت جعفرؓ سے کھیعص سنی اور وہ رونے لگا، اور اس کے ارکین سلطنت بھی رونے لگے اور کہنے لگا: یہ اور جو موسیٰ لیکر آئے تھے دونوں ایک ہی منبع نور سے نکلے ہیں (اس کے بعد آپؐ پر ایمان لے آیا) اور حضور پر حضرت عمرؓ ایمان لائے تو مسلمانوں کو کھلم کھلا دعوت پر آمادہ کیا، پھر سب نکلے اور آگے آگے حضرت عمرؓ تھے کلمۂ توحید کی آواز لگا رہے تھے، حضرت عمرؓ کے ساتھ چالیس آدمی تھے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صفا پہاڑ پر دعوت کا اعلان کیا، سب جمع ہوئے تو ملعون ابوجہل نے آپ کو زخمی کیا اور مشرکین نے بھی آپؐ پر پتھر چلائے تو فرشتے نازل ہوئے یہ عرض کرتے ہوئے کہ وہ انھیں ہلاک کر دیں۔ تو آپؐ نے فرمایا (روحی و روح ابی و امی فداہ) اپنے چہرہ سے آنسو پونچھکر: کہ میں رحمت بناکر بھیجا گیا ہوں نہ کہ عذاب بناکر ان کے لئے۔

التقاطع فی ما بین کفار مکۃ والمؤمنین

کفار مکہ اور مؤمنین کے درمیان مقاطعہ

فلما عزّ الاسلام وقوی امرہ وعرف قریش ان لا سبیل الی محمدٍ واصحابہ، تعاھدوا بعد ما کتبوا صیفۃ العھدِ ان لا ینا کحوا بنی ھاشم ولا یبایعوھم وعلقوا الصحیفۃ علی الکعبۃ فدخل ابوطالب وبنو ابیہ ومن معھم الشعب فاذوھم وقطعوا عنھم المارۃ من الاسواق من الاطعام وغیرہ فبقوا علی ھذہ الحالۃ ثلاث سنین فسلط اللّٰہ علی الصحیفۃ الارضۃ فاکلت کلّ اسمِ اللّٰہ وبقی فیھا الظلم وادحی الیہ بذلک، فاخبر بہ ابا طالب فاخبرھم ابو طالب فوجدوھا کذلک فتبرأ بعضھم منہ وخرجوا من شعبھم:

لغوی تحقیق التقاطع، ایک دوسرے سے ترک دوستی کرنا۔ عزّ (ض) عزّا، عزّۃً: غالب ہونا، قوی ہونا۔

وبنی ابیہ ۔ واؤ بمعنے مع ہے۔ الشِّعْبُ : پہاڑی راستہ ، پانی کا راستہ ، درۂ کوہ ، بڑا قبیلہ ، جانب ۔ ج شعاب ۔ المارّۃ : گذرگاہ ، سڑک ، گھاٹی ۔ الارضۃ : ایک قسم کا کیڑا جو لکڑی کھاتا ہے ، دیمک ۔ ج ارض ۔

توضیح جب اسلام کو غلبہ حاصل ہوا اور اس کا معاملہ مضبوط ہوگیا اور قریش نے یہ جان لیا کہ حضورؐ اور ان کے اصحاب کی جانب (دعوت سے روکنے کیلئے) کوئی راہ نہیں ہے تو انھوں نے ایک عہد نامہ لکھنے کے بعد یہ آپس میں معاہدہ کیا کہ بنو ہاشم سے وہ نکاح نہیں کریں گے اور نہ ان سے خرید و فروخت کریں گے ۔ اور یہ عہد نامہ کعبہ پر لٹکا دیا ۔ ابو طالبؑ اور ان کا کنبہ اور جو ان کے ساتھ تھے سب ایک گھاٹی میں داخل ہو گئے تو کفار مکہ نے انھیں تکلیف پہونچائی ، اور ان سے بازاروں کی گذرگاہوں کو، کھانا وغیرہ کو بند کر دیا ۔ اور ایسے ہی تین سال تک رہے ۔ پھر اللہ نے اس دستاویز پر دیمک کو مسلط کیا اس نے اللہ کے تمام ناموں کو کھالیا اور صحیفہ میں ظلم (شرک اور قطع رحمی وغیرہ) باقی رہ گیا ۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کی وحی کر دی گئی تو آپؐ نے ابو طالب کو بتایا اور ابو طالب نے لوگوں کو بتایا تو لوگوں نے اسی طرح پایا تو بعض اس سے بری ہو گئے اور سب لوگ گھاٹی سے نکل آئے ۔

مَوْتُ اَبِی طَالِبٍ وَ خَدِیْجَۃَ

ابو طالب اور حضرت خدیجہؓ کی وفات

وَفِی السَّنَۃِ العَاشِرَۃِ مَاتَ اَبُوْطَالِبٍ عَلَی الْکُفْرِ وَ لَمَّا مَضٰی خَمْسَۃُ اَشْہُرٍ تُوُفِّیَتْ خَدِیْجَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا وَہِیَ بِنْتُ خَمْسٍ وَّسِتِّیْنَ سَنَۃً فَاجْتَمَعَتْ عَلَیْہِ مُصِیْبَتَانِ فَلَزِمَ بَیْتَہٗ وَ نَالَ مِنْ قُرَیْشٍ مَالَمْ یَنَلْ ، فَبَلَغَ اَبَالَہَبٍ ذٰلِکَ ، فَقَالَ : یَا مُحَمَّدُ امْضِ لِمَا اَرَدْتَّ وَ مَا کُنْتَ صَانِعًا ، لَا یَصِلُوْنَ اِلَیْکَ حَتّٰی اَمُوْتَ فَمَکَثَ اَیَّامًا لَا یُتَعَرَّضُ لَہٗ فَقَالَ اَبُوْجَہْلٍ یَزْعَمُ ابْنُ اَخِیْکَ اَنَّ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ فِی النَّارِ ، فَقَالَ ، وَاللّٰہِ لَا بَرِحْتُ لَکَ عَدُوًّا فَاشْتَدَّ عَلَیْہِ ہُوَ وَسَائِرُ قُرَیْشٍ ؛

توضیح اور سنہ ۱۰ نبوی میں ابو طالبؑ کا کفر پر انتقال ہوا اور پانچ مہینہ بعد حضرت خدیجہؓ کا پینسٹھ[۶۵] سال کی عمر میں انتقال ہوا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر دو دو مصیبتیں آپڑیں اور آپؐ نے گھر کو لازم کر لیا اور قریش سے وہ مصیبتیں اٹھائیں جو اس سے پہلے نہیں اٹھائی تھیں ۔ ابو لہب کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے کہا اے محمد ! تم اپنے ارادہ کے مطابق کام کرتے رہو اور جو تمہیں کرنا ہے کرتے رہو ، یہ تم تک میرے مرنے تک نہیں پہنچ سکتے ۔ تو چند ہی دن گذرے کہ ابو لہب نے کوئی تعارض نہیں کیا پھر ابو جہل کہنے لگا کہ تمہارا بھتیجا یہ کہتا ہے کہ عبد المطلب دوزخ میں ہے ۔ تو ابو لہب نے کہا قسم خدا کی میں آپکا دشمن ہو گیا ہوں ۔ تو آپ پر ابو لہب اور سارے قریش نے سختی کی ۔

الاسراء والبیعۃ
معراج اور بیعت

وفی الثانیۃ عشر تشرّف صلی اللہ علیہ وسلم بالاسراء الی السموات العُلی وفیھا کانت بیعۃ العقبۃ الاولی حیث قدم من الانصار اثنا عشر وفی الثالثۃ عشرۃ کانت بیعۃ العقبۃ الثانیۃ فی الموسم وکان سبعون رجلاً وامرأتان ؁

توضیح ۱۲ سنہ نبوی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلند و بالا آسمان کی جانب معراج سے مشرف ہوئے اور اسی سال بیعت عقبۂ اولی ہوئی جس وقت انصار میں سے بارہ تشریف لائے اور ۱۳ سنہ میں موسم حج کے موقع پر بیعتِ عقبۂ ثانیہ ہوئی، اور ستّر مرد اور دو عورتیں تھیں۔

الھجرۃ
ہجرت

وفی الرابعۃ عشر اراد ابوبکر الخروج نحو الحبشۃ لشدۃ ایذ ائھم حتّٰی اذا بلغ برک الغماد لقی ابن الدغنۃ سید القارۃ فقال این ترید؟ قال اخرجنی قومی، قال، مثلک لایخرج انک تکسب المعدوم فانالک ارجع فاعبد ربک ببلدک فرجع فطاف ابن الدغنۃ فی اشراف قریش طلباً للامان لہ فاشترطوا ان لا یستعلن بالقرآن، فانا نخاف فتنۃ نسائنا وابنائنا فابتنی ابوبکر مسجداً بفناء دارہ وکان یقرأ فیجتمع علیہ نساؤھم وصبیانھم یعجبون منہ وکان بکاءً اذا قرأ فافزع اشراف قریش فقالوا لابن الدغنۃ: ان ابابکر خالف شرطہ فمرہ ان یمضی علیہ اویرد الیک ذمتک فبلغہ ابن الدغنۃ قولھم فقال ارد الیک جوارک وارضی بجوار اللہ فتجھز قبل المدینۃ فقال صلی اللہ علیہ وسلم علی رسلک فانی ارجوالاذن فحبس نفسہ وعلف راحلتین اربعۃ اشھر فلما رأت قریش انہ صارت لہ شیعۃ واصحاب بغیر بلدھم واصابوا منعۃ حذروا خروجہ وعرفوا عزمہ اللحوق بھم فاجتمعوا فی دارالندوۃ یتشاورون فی امرہ واجتمع ابلیس فی صورۃ شیخ نجدی معھم فقال بعض منھم قد صار من امرہ ما صار وانا لانامنہ الا ان یثب علینا بمن قد تبعہ فاجسوا فی الحدید وتربصوا موتہ فقال الشیخ النجدی ما ھذا

برأيٍ فانكم ان جسستموه يَثِبُ اصحابُه وينتزعونَ مِنْ ايديكم فقيل نُخرجُهُ من بلدنا وننفيه منه فقال النجديُّ الَمْ ترَوا حسنَ حديثِه وغلبته به على القلوب فان نفيتم يحلُّ على حيٍّ من احياء العرب ثم يسير به عليكم حتى يطأكم فقال ابوجهل: نأخذ من كلِّ قبيلةٍ رجلاً فيقتلونه ضربةَ رجلٍ واحدٍ فيتفرّق دمُهٗ في القبائل كلها فلم يقدر بنو عبد مناف على حرب قومهم جميعًا فقال النجدى القولُ ما قال هذا، فأوحيَ اليه ان لا يبيتَ الليلةَ على فراشه فقال لعليٍّ نَمْ على فراشي وَاتّشِحْ ببُردي فاجتمعوا على بابه بالعتمة فخرج صلى الله عليه وسلم واخذ بحفنةٍ من تراب ونثر على رؤسهم وهو يقرأ يٰسٓ (الى) وجعلنا من بين ايديهم وانصرفَ حتى لحق بالغار ولم يشعروا حتى اتاهم آتٍ وقال: ماتنتظرون فانَّ محمدًا قد خرجَ وانطلقَ فاطلعوا فرأوا عليًّا على فراشه فقالوا: هذا محمدٌ نائمٌ فلم يبرحوا كذلك حتى اصبحوا فقام عليٌّ عن الفراش فضربوه وحبسوه ساعةً ثم تركوه واقتصّوا اثرَه وكانَ ذلك الخروج ليلةَ الاثنين لاربع خلونَ من الرّبيع الاوّلِ ولحقا النبي صلى الله عليه وسلم وابوبكر بالغار فلحقهما الكفارُ ورأوا نسجَ العنكبوت وبيض الحمامةِ على فم الغارِ فانصرفوا وكانا فيه ثلٰثةَ ايامٍ حتى سكنَ الناسُ ثم قدموا الى المدينةِ فتلقاه الناس وتنازعوا فيمن ينزل عليه فقالَ انزلُ الليلةَ على بني النجار اخوال بني عبد المطلب لاكرمهم به فلما اصبحَ ركبَ ناقتهُ وارخىٰ لها الزمامَ فجعلتْ لا تمرُّ بدارٍ من دور الانصارِ الا قالوا: هلمّ يا رسولَ اللهِ الى العَددِ والعدد فيقولُ خلّوا زمامَها فانها مامورة حتى انتهى الى موضع مسجد اليوم فبركت على بابه وهو يومئذٍ مربدٌ لغلامين فلم ينزلْ عنها النبي صلى الله عليه وسلم فوثبت فسارت غير بعيد ثم التفت خلفها ثم رجعت الى مبركها الاول فبركت فيه ووضعت جرانها فنزل صلى الله عليه وسلم فاحتمل ابوايوب رحلهٗ فوضعه في بيته فاقام عند ابي ايوب حتى ابتاعَ المربدَ فبنىٰ مسجدًا ومساكنهٗ فاقامَ في المدينةِ احدىٰ عشرَ شهرًا متهيئًا لِلحَرب ؂

لغوی تحقیق

بَرْکَ الغِمَاد: یمن میں ایک مقام ہے۔ القارہ: ایک قبیلہ تھا جس کا ہر فرد تیرانداز تھا۔ تکسِبُ المعدوم۔ کسب (ض)، مالاً واکتسبہ مالاً: مال حاصل کرنا، کمائی کرنا۔ اکسب۔ اِکساب، مال حاصل کرانا، کمائی کرنے میں مدد کرنا۔ انالک ای انا ضامن لحفظک: میں آپکی حفاظت کا ذمہ دار ہوں۔ بکاءٌ: بہت رونا۔ علیٰ رسلک: آہستہ دباوقار رہ۔ رسلٌ: نرمی، آسودگی۔ ج رِسال۔ علف (ض)، علفًا الدابۃ: چوپایوں کو چارہ دینا۔ شیعۃ: پیرو، معاون۔ ج شیع، اشیاع۔ منعۃ: عزت، قوت

شوکت۔ دار الندوۃ: مکہ میں قصی بن کلاب کا ایک مکان تھا جہاں کفار باہمی تجویز کیا کرتے تھے۔ تربصوا۔ تربص: انتظار کرنا۔ ننفیہ۔ نفیًا: شہر بدر کرنا۔ حی: قبیلہ۔ ج احیاء۔ یطاکم (س) وطائً، روندنا۔ الشئ برجلہ: پیر سے روندنا۔ التسح۔ وساح: ہر وہ شئ جس سے زیب و زینت حاصل کی جائے۔ بردۃ: چادر۔ العتمۃ: رات کا پہلا تہائی حصہ۔ حفنۃ: مٹھی بھر۔ اقتصوا اثرہ: قدم کے نشان پر چلنا۔ نسج بمعنی نسیج: بنا ہوا۔ عنکبوت: مکڑی۔ بیض۔ جمع بیضہ: انڈا۔ ارخی: اونٹنی کی نکیل کو ڈھیلا چھوڑنا۔ دور۔ جمع دار: گھر، مکان۔ برکت (ن) بروکًا، البعیر: بیٹھنا۔ مربد: اونٹ وغیرہ کا باڑا۔ جران: اونٹ کی گردن کا اگلا حصہ۔ ج جرن، اجرنۃ۔

توضیح اور ۱۴ سنہ نبوی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حبشہ کیطرف نکلنے کا ارادہ کیا کفار مکہ کے سخت تکلیف پہنچانے کیوجہ سے یہاں تک کہ جب برک الغماد مقام تک پہنچے تو ابن دغنہ قبیلہ قارہ کے سردار سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا کہ کہاں کا ارادہ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے۔ ابن دغنہ نے کہا آپ جیسا آدمی تو نہیں نکالا جاتا ہے۔ آپ مفلس کو دیتے ہیں میں آپ کے لئے ضامن ہوں آپ واپس چلئے اور اپنے رب کی اپنے شہر میں عبادت کیجئے۔ تو حضرت ابوبکرؓ واپس ہوئے تو ابن دغنہ قریش کے سرداروں میں گھوما حضرت ابوبکرؓ کیواسطے امان تلاش کرنے کے لئے۔ تو انھوں نے شرط یہ لگائی کہ وہ زور سے قرآن نہ پڑھیں چونکہ ہم اندیشہ کرتے ہیں اپنی عورتوں کے فتنہ کا تو ابوبکرؓ نے ایک مسجد بنائی اپنے گھر کے صحن میں اور آپ تلاوت کیا کرتے تھے، آپ کے پاس عورتیں اور بچے جمع ہوتے تھے اور آپ کی تلاوت پر وہ خوش ہوتے تھے، اور حضرت ابوبکرؓ تلاوت کے وقت بہت زیادہ روتے تھے تو اس چیز نے قریش کے سرداروں کو گھبرا دیا۔ انھوں نے ابن دغنہ سے کہا کہ ابوبکر نے اپنی شرط کے خلاف کیا آپ ان کو حکم کر دیجئے یا تو وہ شرط پر برقرار رہیں یا تو وہ تمہاری ذمہ داری کو واپس کر دیں تمہاری طرف، تو ابن دغنہ نے حضرت ابوبکر کو انکی بات پہنچائی، تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں تمہیں تمہارا ذمہ واپس کرتا ہوں اور اللہ کی پناہ کو پسند کرتا ہوں۔ پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مدینہ کیطرف ہجرت کرنیکا ارادہ کیا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رک جاؤ مجھے بھی اجازت کی امید ہے۔ حضرت ابوبکرؓ رک گئے اور دو سواریوں کو چار مہینہ تک چارہ کھلایا۔ جب قریش نے دیکھا کہ حضرت ابوبکرؓ کی ایک جماعت تیار ہوگئی اور کچھ لوگ تیار ہوگئے دوسرے شہر میں اور انھوں نے ایک لشکر کو پایا تو ان کے نکلنے کا انھیں اندیشہ ہوا اور وہ جان گئے ان کے پاس جانیکا ارادہ بھی تو وہ دار الندوہ میں جمع ہوکر ان کے معاملہ میں مشورہ کرنے لگے اور ابلیس ان کے ساتھ جمع ہوگیا ایک نجدی بوڑھے کی شکل میں۔ ان میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ جو کچھ ہوگیا وہ تو ہوگیا اور ہم اس سے مامون نہیں ہیں اس بات سے کہ وہ ہم پر حملہ کرے اپنے متبعین کے ساتھ۔ لوہے میں جکڑ دو اور اس کے مرنے کا انتظار کرو۔ نجدی بوڑھے نے کہا کہ یہ کوئی معقول رائے نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگر تم اسے قید کروگے تو ان کے ساتھی کود پڑیں گے اور تمہارے ہاتھ سے چھڑا لیں گے۔ تو کہا گیا (قائل ہشام بن عمر ہے) کہ ہم

اس کو اپنے شہر سے نکال دیں اور جلاوطن کردیں۔ تو نجدی نے کہا کیا تم اس کی شیریں گفتاری کو نہیں دیکھتے ہو اور اس کے ذریعہ دلوں پر قابو پالینے کو۔ اگر تم جلاوطن کروگے تو وہ عرب کے کسی محلہ میں جاکر رہیگا پھر وہ انھیں اپنے ساتھ لیکر تم پر حملہ کرے گا یہاں تک کہ وہ تمہیں پیس ڈالیگا۔ ابوجہل نے کہا کہ ہم ہر قبیلہ سے ایک شخص لے لیں اور وہ انھیں ایک شخص کے مارنے کی طرح مار ڈالیں تو اس کا خون تمام قبیلوں میں منقسم ہو جائے گا اور بنو عبد مناف تمام قوموں کے ساتھ لڑ نہیں سکیں گے۔ نجدی نے کہا خیر جو کچھ بھی اس نے کہا وہ تو معلوم ہو ہی چکا۔ تو اس کی طرف وحی کی گئی ہے کہ رات اپنے بستر پر نہ سوئے۔ اس نے علی سے کہہ رکھا ہے کہ تم سو جانا میرے بستر پر اور میری چادر اوڑھ لینا۔ تو وہ سب آپ کے دروازے پر شام ہی سے جمع ہو گئے۔ تو حضورؐ نکلے اور ایک مٹھی مٹی ہاتھ میں لیکر ان کے سروں پر چھڑک دیا اور آپ سورۂ یٰسین وجعلنا من بین ایدیھم تک پڑھ رہے تھے اور وہ چلتے رہے یہانتک کہ غار میں جا پہونچے اور انھیں محسوس نہیں ہوا یہاں تک کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ تم کس کا انتظار کر رہے ہو، محمد تو نکل کر چلا بھی گیا۔ تو وہ متوجہ ہوئے۔ انھوں نے حضرت علیؓ کو آپ کے بستر پر دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ محمد سویا ہوا ہے تو وہ اسی طرح رہے یہانتک کہ صبح ہو گئی۔ پھر حضرت علیؓ بستر سے اٹھے، انھیں مارا اور کچھ دیر تک قید میں رکھا پھر انھیں چھوڑ دیا اور وہ ان کے پیچھے ہو لئے، اور یہ نکلنا پیر کی رات چار ربیع الاول کو تھا اور دونوں لاحق ہو گئے (یعنی حضورؐ اور حضرت ابوبکرؓ) غار میں، تو ان دونوں سے کفار بھی جلے اور مکڑی کا جالا بھی دیکھا اور غار کے دہانے پر کبوتروں کے انڈے بھی دیکھے پھر وہ واپس ہو گئے۔ دونوں اس میں تین دن تک رہے پھر لوگ مطمئن ہو گئے۔ پھر وہ مدینہ آئے تو لوگوں نے آپکا استقبال کیا اور جھگڑنے لگے کہ کس کے پاس آپ اتریں۔ تو حضورؐ نے فرمایا رات میں بنو نجار کے یہاں اتروں گا جو بنی عبد المطلب کے ماموں ہیں۔ پھر جب صبح ہوئی تو آپ اونٹنی پر سوار ہوئے اور اس کی باگ ڈھیلی کر دی تو وہ انصار کے گھروں میں سے کسی کے گھر نہیں گذرتی تھی مگر یہ کہ آواز آتی تھی کہ تشریف لائیے یا رسول اللہؐ ساز و سامان اور کثیر الافراد گھر میں ہیں تو آپ فرماتے تھے اس کی باگ چھوڑ دو اسے حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ آپؐ مسجد کے دروازے پر پہونچے جہاں وہ اب ہے، تو مسجد کے دروازہ پر اونٹنی بیٹھ گئی اور وہ اس وقت دو غلاموں کا مربد تھا۔ آپؐ اونٹ پر سے نہیں اترے پھر وہ اونٹنی کودپڑی اور کچھ ہی دور تک چل کر پھر اپنے پیچھے مڑ گئی اور اپنی پہلی جگہ لوٹ کر بیٹھ گئی اور اپنے گھٹنے ٹیک دیئے تو حضورؐ اترے اور حضرت ابوایوب انصاریؓ نے آپ کا کجاوہ اتارا اور اپنے گھر میں رکھا تو آپ حضرت ابوایوب انصاریؓ کے پاس مقیم رہے اور مربد کو خرید لیا اور مسجد بنائی اور اپنا گھر بنایا پھر مدینہ میں گیارہ مہینے مقیم رہے اور لڑائی کی تیاری کرتے رہے

الغزوات والسرایا

غزوات اور سریئے

وَفی اقامتہٖ فی المدینۃ وقعتْ غزواتٌ وسَرَایا عدیدۃ، منها غزوۃ بدر الکبریٰ صبیحۃ سبعۃ عشر من رمضانَ وَ ذٰلک انہ سمع بابی سفیان مُقبلاً من الشام بعیرٍ فیها اموالهم فندب المسلمین الیها فخفَّ بعضٌ وثقل اٰخرونَ، ظنّوا انہ لا یلقی حرباً ولما سمع ابو سفیان بخروجہٖ اھل الیٰ مکۃ لیستنفرَ الیٰ اموالهم فخرجُوا مُسْرعین ونزلَ واِذْ یعدکم اللّٰہ احدی الطائفتین انها لکم فخرج احدی الطائفتین انها لکم فخرج یومَ السبتِ لاثنی عشر من رمضانَ واستخلف علی المدینۃ عمرو بن ام مکتوم وکانَ الابلُ معہ سبعین والخیل فرسین والدرع ستۃ وَ السیف ثمانیۃ وَالمسلمونَ ثلاث مأۃ وثلاث عشرۃَ من المهاجرین سبعۃ وسبعون وَمن الانصارِ مائتان وستۃ وثلاثونَ والمشرکونَ تسعمأۃ وخمسونَ مقاتلاً وَکانَ خیلهم مائۃ فدخلَ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مع الصدیق العریش وَاستنصر ربّہ فبشرہٗ ربُّہ بالوحی، فخرجَ وحرّض علی القتالِ وَاخذ حفنۃ من الحصباء فاستقبل بها قریشًا وقالَ شاهت الوجوہ وقالَ: شُدُّوا فانهزموا فقُتِلَ منهم سبعون واُسِرَ سبعون واستشهد من الانصار ثمانیۃ ومن غیرهم خمسۃٌ:

لغوی تحقیق

غزوات۔ ج غزوۃ: وہ معرکہ جس میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے خود شرکت فرمائی ہو۔ سرایا۔ ج سریۃ: لشکر، فوج۔ بعیر۔ با، حرف جار ہے اور عیر قبیلہ کا قافلہ۔ بعدہٗ سبھی قافلوں پر اس کا اطلاق ہونے لگا۔ ندب (ن) ندبًا الی الامر: پکارنا۔ عمرو بن ام مکتوم۔ قریشی پایہ درجہ کے صحابی ہیں اور بی بی خدیجہؓ کے ماموں زاد بھائی ہیں۔ آپ کے نام میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض عبداللہ کہتے ہیں اور بعض عمرو۔ آپ کے والد کے نام میں بھی مختلف اقوال ہیں۔ حافظ ابن حجر نے عمرو بن قیس کو راجح قرار دیا ہے۔ ام مکتوم آپ کی والدہ کی کنیت ہے، حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے تیرہ غزوات میں آپ کو مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام بنایا ہے، آپ ہی کی شان میں سورۂ عبس نازل ہوئی تھی۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں جنگِ قادسیہ میں شہید ہوگئے یا اس کے بعد مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ دروع۔ جمع درع: زرہ۔ عریش: جھونپڑی، انگور کی ٹٹی۔ حصباء: روڑی، کنکری، سنگریزہ۔ شاہت الوجوہ: بدصورت ہونا۔ شدّوا۔ صیغہ جمع حاضر فعل امر ہے۔ شدّ علیہ: حملہ کرنا۔

توضیح

اور آپ کے مدینہ میں مقیم رہنے کے دوران چند غزوات اور سریئے ہوئے جن میں غزوۂ بدر کبریٰ ہے جو رمضان کی ۱۷ سترہ تاریخ کی صبح کو ہوا۔ — اور اس کا واقعہ یہ ہے کہ آپ کو ابوسفیان کے شام سے آنے کی خبر ملی ایک قافلہ کے ساتھ جس میں بہت سے مال تھے مسلمان اس قافلہ کی طرف متوجہ ہوئے، کچھ لوگ پست پڑگئے اور کچھ لوگ سخت پڑگئے۔ انھوں نے یہ گمان کیا کہ جنگ نہیں ہوگی۔ اور جب ابوسفیان نے حضورؐ کے نکلنے کی خبر سنی تو اس نے مکہ والوں کو اطلاع دی تاکہ وہ اپنے مالوں کی حفاظت کریں۔ چنانچہ وہ بہت جلد نکلے اور یہ آیت نازل ہوئی "واذ یعدکم اللہ اِحْدَی الطائفتین انہا لکم

حضور صلے اللہ علیہ وسلم ۱۲ رمضان بروز سنیچر نکلے اور مدینہ میں عمرو ابن مکتوم کو اپنا جانشین بنایا اور آپ کے ساتھ ستر اونٹ اور دو گھوڑے اور چھ زرہیں اور آٹھ تلوار اور تین سو تیرہ مسلمان تھے۔ ستتر مہاجرین اور دو سو چھتیس انصار تھے اور جنگ جو مشرکین ساڑھے نو سو تھے۔ ان کے پاس سو گھوڑے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق رض کے ساتھ جھونپڑی میں داخل ہوئے اور خدا سے مدد چاہی۔ تو اللہ تعالے نے وحی کے ذریعہ آپ کو خوشخبری دی اور قتال پر ابھارا، آپ نے ایک مٹھی کنکری لی اور قریش کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا شاہت الوجوہ (چہرے بدصورت ہو جائیں) اور فرمایا حملہ کرو۔ آخر کار وہ شکست کھا گئے۔ ان کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر قید کئے گئے، آٹھ انصاری شہید کئے گئے اور ان کے علاوہ پانچ شہید کئے گئے۔

ومنها غزوة أُحُدٍ لسابع شوال سنة ثلاث من الهجرة خرج صلى الله عليه وسلم في ثلثة آلاف فيهم سبع مأة دراع ومائتا فرس وثلاثة آلاف بعير ونزلوا ذا الحليفة فاقاموا يوم الاربعاء والخميس فصلى النبي صلى الله عليه وسلم العصر يوم الجمعة فعمّم ولبس لامته وظهر الدرع وحزم بمنطقته من أُدُم وتقلّد السيف والقى الترس في ظهره وركب فرسه وتقلد القوس واخذ قناة بيده وبات بالشيخين فصلى الصبح وجعل على جبل قناة خمسين رُماة فشدّ المسلمون فانهزم المشركون ونساؤهم يدعون بالويل وتبعهم المسلمون فلمّا رأى الرماة النصرة والانتهاب تجاوزوا وعصوا ما امروا به فانقلب الامر وانهزموا وبقي معه صلى الله عليه وسلم اربعة عشر فاصيب رباعيته وطعن صلى الله عليه وسلم بحربة أُبيّ بن خلف فخرّ صريعًا وقتل سبعون من المهاجرين والانصار۔

لغوی تحقیق دراع: زرہ بند۔ ذاالحلیفۃ، مدینہ منورہ سے چھ میل کے فاصلہ پر بنو جشم کا ایک چشمہ تھا۔ لامۃ: زرہ۔ ظہر الدرع: اوپر نیچے پہننا۔ حزم (ض)، حزمًا: باندھنا۔ منطقۃ: پیٹی، کمر باندھنے کا دوپٹہ۔ اُدُم: پختہ چمڑا۔ الترس: ڈھال۔ القوس: کمان۔ قناۃ: تیر۔ شیخین: ایک مقام ہے جہاں حضورؐ نے اُحد جاتے وقت رات میں فوج کو ٹھہرایا تھا۔ رُماۃ: جمع رام، تیر چلانے والا۔ انتہاب: غارت گری لوٹ مار۔ رباعیۃ: سامنے کے چار دانت اور کچلیوں کے درمیان والا دانت۔ حربۃ: چھوٹا نیزہ۔ جمع حراب۔

توضیح انھیں غزوں میں سے غزوۂ احد بھی ہے جو ۷ شوال ۳ھ میں ہوا ہے۔ حضورؐ تین ہزار افراد کے ساتھ نکلے جن کے ساتھ سات سو زرہیں اور دو سو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ تھے، ذوالحلیفہ میں اترے وہیں بدھ اور جمعرات کو قیام فرمایا، پھر حضورؐ نے عصر کی نماز جمعہ کے دن پڑھی پھر عمامہ باندھا اور اپنی زرہ پہنی اور دو زرہیں اوپر نیچے پہنیں اور چمڑے کے پٹکے سے کمر کس لی اور تلوار

نکالی اور اپنی کمر میں ڈھال کو ڈال لیا اور گھوڑے پر سوار ہو گئے اور کمان نکالی اور اپنے ہاتھ میں نیزہ لے لیا اور شیخین میں رات گذاری پھر صبح کی نماز پڑھ کر جبل قنات پر پچاس تیر اندازوں کو رکھ دیا، مسلمانوں نے جب حملہ کیا تو مشرکین شکست کھا گئے، انکی عورتیں واویلا کر رہی تھیں۔ مسلمان کفار کے پیچھے دوڑ پڑے تھے، جب تیر اندازوں نے غلبہ دیکھا تو وہ وہاں سے ہٹ گئے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کی تو معاملہ پلٹ گیا اور مسلمان شکست کھا گئے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چودہ صحابی رہ گئے تھے، آپ کا رباعی دانت شہید کیا گیا اور ابی بن خلف کے نیزے سے آپ کو چوٹ آئی جس کی بناء پر آپ پیچھے گر پڑے۔ مہاجرین اور انصار میں سے ستر آدمی شہید کئے گئے۔

غزوۃ الحدیبیۃ وارسال الرسل

غزوۂ حدیبیہ اور ایلچیوں کی روانگی

وفی السادسۃ الھجریۃ وقعت غزوۃ الحدیبیۃ و بعث الرسل الی الآفاق وفیھا ماتت ام رومان ام عائشۃ وعبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنھا وعنھم واسلم ابو ھریرۃ قدم مع الدوسیین المدینۃ وھو صلے اللہ علیہ وسلم بخیبر فشھدھا واسمہ عبد شمس او غیرہ مات سنۃ سبع وخمسین ؕ

توضیح ۶ھ میں غزوۂ حدیبیہ ہوا اور اطراف عالم میں قاصدوں کو بھیجا گیا اور اسی سال حضرت عائشہؓ اور حضرت عبد الرحمٰنؓ کی والدہ کا انتقال ہوا اور حضرت ابو ھریرۃؓ مسلمان ہوئے، دوسیوں کے ساتھ آپ مدینہ تشریف لائے جبکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم خیبر کے مقام میں تھے۔ اس بناء پر وہ مدینہ حاضر ہوئے آپ کا نام عبد شمس یا اس کے علاوہ تھا، آپکی وفات ۵۷ھ میں ہوئی۔

وفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیاءِ فانی سے رحلت

مرض النبی صلے اللہ علیہ وسلم وھو بالمدینۃ بصداع الراس و اشتد مرضہ حینًا فحینًا فلما اصبح یوم الاثنین خرج الی الناس فراٰھم یصلون الصبح، فتبسم صلے اللہ علیہ وسلم سرورًا بما راٰی من اقامتھم الصلوٰۃ ثم رجع الی بیتہ فانصرف الناس وھم یرون انہ افاق

مِنْ وَجَعِهٖ وَرَجَعَ ابوبكرٍ اِلٰی اهلهٖ بِالسُّنْحِ فتوفی فی نصف نهارهٖ وقیل ضحاہ اثنی عشرة من هجرته وكان مدة مرضه اثنی عشر او اربعة عشر یومًا فتشاوروا فی امر الخلافة كل الیوم وغسلوه یوم الثلاثاء وصلوا علیه فرادیٰ الی اللیل فدفنوه لیلة الاربعاء وكان عمره ثلاث وستون ؞

لغوی تحقیق صُدَاع، سرکا درد۔ سُنح: عوالی المدینہ میں ایک مقام ہے جس میں بنو حارث بن خزرج کے لوگ رہتے تھے۔ ضُحیٰ: چاشت کا وقت۔ فرادیٰ: باری باری، تنہا تنہا۔

توضیح حضور صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں سر کے درد میں مبتلا ہوئے اور روقتاً فوقتاً آپ کا مرض بڑھتا گیا، پیر کی صبح کو آپ لوگوں کے درمیان تشریف لائے، آپ نے لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھا، جس کی وجہ سے آپ خوشی کے مارے مسکرائے نماز کو قائم کرتے ہوئے دیکھ کر۔ پھر آپ گھر تشریف لے آئے۔ لوگ بھی لوٹ گئے۔ سب دیکھ رہے تھے کہ آپ کو سر کے درد سے افاقہ ہوگیا، اور حضرت ابوبکرؓ اپنے گھر مقام سنح میں تشریف لے گئے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات نصف النہار اور بعضوں نے کہا کہ چاشت کے وقت ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ میں ہوئی، اور آپ کی مدتِ مرض بارہ یا چودہ دن ہے تو لوگوں نے خلافت کے مسئلہ میں پورے دن مشورہ کیا اور آپ کو منگل کے دن غسل دیا اور سبھوں نے نماز پڑھی تنہا تنہا رات تک پھر بدھ کی رات کو دفن کیا۔ اور آپ کی عمر ترسٹھ ۶۳ سال کی تھی۔

حلیتہ المبارکۃ

آپ کا حلیۂ مبارکہ

كان صلى الله علیه وسلم یتلألأ وجهه تلألؤ القمر لیلة البدر وفیه تدویر عظیم الهامة رجل الشعر لیس بجعد ولا سبط واسع الجبین ادعج العینین اقنى العرنین له نور یعلوه سهل الخدین ازهر اللون كث اللحیة كان عنقه جید دمیة طویل الزندین رحب الراحة شثن الكفین والقدمین ذو مسربة سواء البطن والصدر بین كتفیه خاتم النبوة اجرد اذا مشى كانما ینحط من صبب اجود الناس صدرًا واصدق الناس والینهم عریكة واكرمهم عشیرة من راه بداهة هابه ومن خالطه معرفة احبه یبدأ من لقی بالسلام ؞ ے

اَخلایَ ان شط الحبیب وداره ؞ وعز تلاقیه وناءت منازله

وَفاتكم ان تبصروه بعينكم ✽ فما فاتكم منه فهذى شمائلُهُ

لغوی تحقیق

یتلألأ وجہ: چہرہ کا چمک اٹھنا۔ تدویر: گولائی۔ ہامۃ: سر، ہر چیز کا کنارہ۔ ج ہامٌ۔ رَجِل: ہلکا گھنگھریالا بال۔ ج ارجال۔ رجالیٰ۔ جَعد: زیادہ گھنگھریالا بال۔ (ک) جعادۃً وجعودۃً۔ الشعر: گھنگھریالا ہونا۔ سَبِط: سیدھے بال۔ ج سباط، سبِط (س،ن) سبطًا، سبوطۃً۔ بالوں کا سیدھا ہونا۔ ادعج: بڑی اور زیادہ سیاہ آنکھ والا۔ دعِجت (س) دعجًا۔ العین: آنکھ کا بے انتہا سیاہ اور بڑا ہونا۔ اقنیٰ: نتھنے تنگ اور درمیان سے اونچی ناک والا ہونا۔ العرنین: ناک، ہر چیز کا اگلا حصہ۔ ج عرانین۔ کثّ اللحیۃ: گھنی ڈاڑھی والا۔ ج کثاث۔ کثّ (ض)، کثاثۃً (س) کثثا: غلیظ ہونا۔ دمیۃ: پتلی جو خون کیطرح سرخ اور منقوش ہو۔ بت۔ ج دُمیٰ۔ الزندین۔ زند کا تثنیہ ہے: کلائی، ہاتھ کا گٹا۔ ج زناد، ازند۔ رحب: کھلا ہوا، کشادہ۔ رحُب (ک) رُحبًا (س) رحبًا۔ المکان: کھلا ہوا ہونا۔ کشادہ ہونا۔ الراحۃ: ہتھیلی۔ شثن: موٹا اور سخت۔ مضبوط۔ مسروبۃ: سینہ کے مابین پیٹ تک کے بال اجرد: بے بال، چھوٹے بالوں والا۔ ینحطّ: نیچے اترنا۔ صبب: نشیب۔ ج اصباب۔ عریکۃ: خصلت، عادت، طبیعت۔ عشیرۃ: قبیلہ، جماعت۔ ج عشائر۔ ہابَ۔ ہیبۃً: ڈرنا، خوف کرنا۔ اخلائیٔ۔ مرکب اضافی ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے۔ یا خلائی۔ اخلاء خلیل کی جمع ہے۔ جیسے اطباء جمع طبیب کی ہے۔ ضرورتِ شعریہ کیوجہ سے مقصور کر دیا۔ شطّ (ض، ن) شطًا، شطوطا: بعید ہونا۔ عزّ (ض) عزا۔ الشئ: کمیاب ہونا، مشکل ہونا۔ تلاقی: ملاقات۔

توضیح

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور چودہویں رات کے چاند کیطرح چمکتا تھا، چہرہ میں کچھ گولائی تھی، سر بڑا تھا۔ آپ گھنگھریالے بال والے نہیں تھے، بہت زیادہ اور نہ بالکل سیدھے بال والے تھے بلکہ کم گھنگھریالے بال والے تھے، کشادہ پیشانی والے تھے، بڑی اور سیاہ آنکھ والے تھے اور درمیان سے بلند ناک والے تھے، نرم رخسار والے تھے، رنگ آپ کا نکھرا ہوا تھا، ڈاڑھی گھنی تھی، آپ کی گردن خوبصورت تصویر کی گردن کیطرح تھی، آپ کے گٹے لمبے تھے، ہتھیلیاں چوڑی چوڑی تھیں، ہاتھ اور پاؤں موٹے اور سخت تھے، سینہ میں بال والے تھے، پیٹ اور سینہ دونوں ہموار تھے، مونڈھوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی، آپ کے پورے بدن پر بال نہ تھے، جب آپ چلتے تھے تو گویا بلندی سے اترتے ہیں۔ آپؐ لوگوں میں سب سے زیادہ صحیح دل کے اعتبار سے اور سب سے زیادہ سچے بات کے اعتبار سے تھے، اور سب سے زیادہ شریف خاندان کے اعتبار سے اور سب سے زیادہ نیک طبیعت کے اعتبار سے تھے، جو آپؐ کو اچانک دیکھتا تو ہیبت میں مبتلا ہو جاتا اور جو آپ سے ملتا جلتا تھا وہ آپ سے محبت کرتا، جس سے بھی ملاقات کرتے تھے تو پہلے سلام کرتے تھے۔

میرے دوستو اگر دوست اور اس کا مکان دور ہوگیا اور اس سے ملنا دشوار ہوگیا اور اس کی منزلیں بعید ہوگئیں اور اپنی آنکھوں سے دیکھنا فوت ہوگیا تو تم سے نہیں فوت ہوئی ہے اس کی عادتیں تو یہ ہیں اس کی عادتیں۔

العَشَرَةُ المُبَشَّرَة
عشرہ مبشرہ

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی ایک جماعت کے بارے میں جنت کی خوشخبری دی ہے۔ ہر ایک فضل و کمال میں مشہور ہیں۔

حضرت سعید، حضرت زبیر، حضرت سعد، حضرت طلحہ، حضرت عامر، حضرت ابوبکر، حضرت عثمان، حضرت عبدالرحمن ابن عوف، حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں۔

السِّيرَةُ الصِّدِّيقِيَّة
حضرت ابوبکر صدیقؓ کی سیرت

ابو بکر هو عبد الله بن عثمان ابي قحافة بن عامر، وكان اسمه عبد رب الكعبة فسماه صلى الله عليه وسلم عبد الله، وامه ام الخير بنت صخر بن عامر وماتت هي وابوه مسلمين، ولابويه وولده وولد ولده صحبة ولم يجتمع لاحد من الصحابة، خُلِفَ يومَ الثلاثاء ثاني يوم موته صلى الله عليه وسلم مات لثمان بقين من جمادى الأخرة بين المغرب والعشاء وله ثلاث وستون، غسلته امرأته بوصيته۔

توضیح

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی عبداللہ ابن عثمان ابن ابی قحافہ ابن عامر ہے۔ اور ابوبکر کنیت ہے۔ آپ کا نام عبدرب الکعبہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ نام رکھا۔ آپ کی والدہ ام الخیر بنت صخر ابن عامر ہیں۔ آپ کی والدہ اور والد دونوں نے اسلام کی حالت میں انتقال کیا۔ آپ کے والدین، بچے اور پوتے سب کو حضورؐ کی صحبت حاصل تھی اور کسی صحابی کیلئے یہ خوبیاں جمع نہیں ہوئیں۔ بروز منگل حضورؐ کی وفات کے دوسرے دن آپ کو خلیفہ بنایا گیا۔ جمادی الاخریٰ کی ۲۲ تاریخ کو ۱۳ھ میں مغرب اور عشاء کے درمیان آپکی وفات ہوئی۔ آپ کی عمر ۶۳ سال کی تھی، آپ کی اہلیہ نے ہی آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو غسل دیا۔

السِّيرَةُ الفَارُوقِيَّة
حضرت عمرؓ کی سیرت

الفَارُوقُ هُوَ ابو حفصٍ عُمَرُ بنُ الخطابِ بنِ نُفَيلٍ اَسْلَمَ سنةَ سِتٍّ اَوْ خَمْسٍ قبلَ الهجرَةِ بعدَ اربعينَ رجلاً، ماتَ لِطَعْنِ

اَبِی لُوْلُوَۃَ غُلَامِ المُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ لِاَرْبَعٍ بَقِیْنَ مِنْ ذِی الحِجَّۃِ سَنَۃَ ثَلَاثٍ وَّعِشْرِیْنَ وَدُفِنَ غُرَّۃَ المُحَرَّمِ وَلَہٗ ثَلَاثٌ وَّسِتُّوْنَ وَمُدَّۃُ خِلَافَتِہٖ عَشْرُ سِنِیْنَ وَنِصْفٌ ؎

توضیح لقب فاروق ہے، کنیت ابوحفص، نام عمر۔ پورا نسب یہ ہے عمر بن خطاب ابن نفیل بن عبد العزیٰ ابن قرط ابن رباح بن عبداللہ ابن رباح ابن عدی ابن کعب۔

ہجرت سے پانچ یا چھ سال قبل آپ نے اسلام قبول کیا چالیس مرد کے بعد۔ ابولؤلؤہ کے نیزہ مارنے کیوجہ سے جو مغیرہ ابن شعبہ کا غلام تھا آپ نے ۲۳ھ ۲۶ ذوالحجہ کو وفات پائی۔ اور محرم کی پہلی تاریخ میں دفن کئے گئے۔ اور آپ کی عمر ۶۳ سال کی تھی، اور آپ کی مدتِ خلافت ساڑھے دس سال ہے۔

السیرۃ العثمانیۃ
حضرت عثمان غنیؓ کی سیرت

عُثْمَانُ ھُوَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَفَّانَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ العَاصِ بْنِ اُمَیَّۃَ اَسْلَمَ قَدِیْمًا قَبْلَ دُخُوْلِہٖ دَارَ الاَرْقَمِ وَھَاجَرَ اِلَی الحَبْشَۃِ الھِجْرَتَیْنِ سُمِّیَ ذَا النُّوْرَیْنِ لِجَمْعِہٖ بَیْنَ بِنْتَیِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رُقَیَّۃَ وَاُمِّ کُلْثُوْمٍ اسْتُخْلِفَ غُرَّۃَ المُحَرَّمِ سَنَۃَ اَرْبَعٍ وَّعِشْرِیْنَ وَقُتِلَ لِثَانِیْ عَشَرَ مِنْ ذِی الحِجَّۃِ سَنَۃَ خَمْسٍ وَّثَلَاثِیْنَ وَلَہٗ اثْنَانِ وَثَمَانُوْنَ سَنَۃً وَصَلّٰی عَلَیْہِ حَکِیْمُ بْنُ حِزَامٍ وَمُدَّۃُ خِلَافَتِہٖ اثْنَا عَشَرَ سَنَۃً ؎

توضیح نام عثمان ہے، کنیت ابوعبداللہ (لقب ذوالنورین ہے) نسب نامہ یہ ہے: عثمان ابن عفان ابن عبداللہ ابن عاص ابن امیہ۔

آپ دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے ہی شروع ہی میں اسلام لے آئے تھے اور حبشہ کیطرف دو مرتبہ ہجرت کی۔ آپ کو ذوالنورین حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی دونوں صاحبزادی حضرت رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما کے جمع کرنیکی وجہ سے کہا جاتا تھا۔

محرم کی پہلی تاریخ ۲۴ھ کو خلیفہ بنائے گئے اور ۱۲ ذوالحجہ ۳۵ھ میں شہید کئے گئے۔ آپ کی عمر ۸۲ سال کی تھی۔ حضرت حکیمؓ ابن حزام نے آپکے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ اور آپ کی مدتِ خلافت بارہ سال ہے

السیرۃ العلویۃ
حضرت علیؓ کی سیرت

عَلِیٌّ ھُوَ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اَبُو الحَسَنِ وَاَبُوْ تُرَابٍ وَاُمُّہٗ فَاطِمَۃُ بِنْتُ اَسَدٍ اَسْلَمَ وَلَہٗ خَمْسٌ مَعَ العَشْرِ ضَرَبَہٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُلْجَمٍ لِسَبْعَ عَشَرَ مِنْ رَمَضَانَ سَنَۃَ اَرْبَعِیْنَ، وَمَاتَ بَعْدَ

ثلاث ولہ ثلاث وستون اوغیرہ ومدۃ خلافتہ اربع سنین وشہورٌ ؛

توضیح نام علی، کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے۔ سلسلۂ نسب یہ ہے، علی بن ابی طالب ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ابن عبدمناف۔ آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد ہیں۔ آپ کی عمر اسلام لانے کے وقت پندرہ سال کی تھی۔ عبدالرحمٰن ابن ملجم نے ۴۰ھ بتاریخ ۱۷ رمضان آپ کو نیزہ مارا۔ اور آپ تین روز کے بعد انتقال فرما گئے۔ آپ کی عمر ۶۳ سال یا اس کے علاوہ تھی۔ آپ کی مدت خلافت چار سال اور کچھ مہینے ہیں۔

طلحۃ (حضرت طلحہؓ) ھو ابو محمد بن عبداللہ بن عمرو، اسلم قدیمًا، قُتِلَ فی وقعۃ الجمل العشرین من جمادی الاخریٰ سنۃ ست وثلاثین ولہ اربع وستون سنۃ ؛

توضیح نام طلحہ ہے، کنیت ابومحمد۔ سلسلۂ نسب یوں ہے، طلحہ ابن عبداللہ ابن عمرو۔ آپ بہت پہلے اسلام لاچکے تھے۔ جنگِ جمل میں ۲۰ رجمادی الاخریٰ ۳۶ھ میں آپکو شہید کردیا گیا، آپکی عمر ۶۴ سال کی تھی۔

الزبیر (حضرت زبیرؓ) ھو ابو عبداللہ بن العوام وَ اُمُّہٗ صَفِیَّۃُ عمّۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَسلم قدیمًا، قُتِلَ سنۃَ ستٍّ وثلاثین ولہ اربع وستون اوغیر ذٰلک ؛

توضیح نام زبیر ہے، کنیت ابوعبداللہ ابن عوام ہے۔ آپ کی والدہ حضرت صفیہؓ ہیں جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں۔ آپ شروع ہی میں مسلمان ہوگئے تھے۔ ۳۶ھ میں آپ کو شہید کردیا گیا۔ عمر ۶۴ سال کی تھی یا اس کے علاوہ۔

سعد (حضرت سعدؓ) ھو ابو اسحٰق بن ابی وقاص اَسلمَ قدیمًا مات سنۃ خمس وخمسین ؛

توضیح نام سعدؓ ہے، کنیت ابواسحاق ابن ابی وقاص ہے۔ آپ شروع ہی میں مسلمان ہوگئے تھے وفات ۵۵ھ میں ہوئی۔

سَعِید (حضرت سعیدؓ)

ھو ابوالاعور بن عبد الرحمٰن اسلم قدیماً مات سَنَۃ احدیٰ وخمسین ؛

توضیح

نام سعید، کنیت ابوالاعور ابن عبد الرحمٰن ہے۔ آپ بھی شروع ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔ وفات سنہ ۵۱ھ میں ہوئی ہے۔

عبد الرحمٰن (حضرت عبد الرحمٰنؓ)

ھو ابو محمد بن عوف مات سنۃ اثنین وثلاثین ؛

توضیح

نام عبد الرحمٰن، کنیت ابو محمد ابن عوف ہے۔ آپ بھی ابتداء ہی میں اسلام لا چکے تھے۔ وفات سنہ ۳۲ھ میں ہوئی ہے۔

ابو عُبیدۃ (حضرت ابو عبیدہؓ)

ھو عامر بن عبد اللہ بن الجراح مات سنۃ ثمان عشر ؛

توضیح

نام عامر، کنیت ابو عبیدہ ابن الجراح ہے۔ وفات سنہ ۱۸ھ میں ہوئی ہے۔

ثمرۃ العلم
علم کا پھل

لقی ھارون الرشید الکسائی فی بعض طرقہ فوقف علیہ وتحفّی بسؤالہ عن حالہ فقال: انا بخیر یا امیر المؤمنین ولو لم اجد من ثمرۃ الادب الا ما وھب اللہ تعالیٰ لی من وقوف امیر المؤمنین علیّ لکان ذٰلک کافیاً۔

لغوی تحقیق

ثمرۃ: نتیجہ، پھل۔ ج ثمار۔ الکسائی: ابوالحسن بن حمزہ اسدی کوفہ کے رہنے والے تھے۔ آپ ہارون الرشید کے اساتذہ میں سے ہیں، آپ کا فنِ قراءت میں بہت بلند مقام ہے اور یہی نہیں آپ علم نحو کے بھی امام تھے۔ امام شافعیؒ کا قول ہے جو شخص علم نحو میں مہارتِ تامہ حاصل کرنا چاہے وہ کسائی کا اتباع کرے۔ آپ فنِ قراءت میں حمزہ زیات کے شاگرد ہیں۔ کسائی، سیبویہ، یزیدی، ابو یوسف، محمد میں اکثر مناظرات ہوتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت امام محمدؒ نے کہا کہ جو شخص سجدۂ سہو میں سہو کرے اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے، آیا اس کو دوبارہ سجدہ کرنا چاہیئے یا نہیں۔ کسائی نے کہا: نہیں۔ امام محمدؒ نے پوچھا: کیوں؟

کسائی نے جواب دیا کہ نحویوں کا مذہب ہے، المصغر لا یصغر یعنی جب صیغہ کی تصغیر کرلی جائے تو دوبارہ اس کی تصغیر نہیں ہوتی۔ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں نقل کیا ہے کہ یہ واقعہ امام محمد اور امام زفر کا ہے۔ جب ہارون نے خراسان کا ارادہ کیا تو کسائی اور محمد ان کے ہمراہ تھے، مقام رنبویہ میں جو علاقہ رَی سے ہے ان دونوں حضرات کی حیات وفا نہ کرسکی۔ اور ۱۸۳ھ اور بقول انباری ۱۸۲ھ میں اسی جگہ انتقال کر گئے۔ جس پر ہارون نے حسرت بھرے لہجہ میں کہا آج میں نے فقہ اور لغت کو مقام رے میں دفن کیا۔ تحفی فی الشئ، کوشش کرنا۔

توضیح ایک راستہ میں امام کسائی سے ہارون رشید کی ملاقات ہوئی۔ ہارون رشید کھڑا ہوگیا اور بہت ہی خوشی ظاہر کرکے حالت دریافت کی۔ تو کسائی نے جواب دیا امیر المؤمنین میں بخیر ہوں۔ اگر میں علم ادب کے پھل میں سے سوائے اس کے نہیں پاتا جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عنایت کی یعنی امیر المؤمنین کا میری وجہ سے رکنا، تو یہ بھی کافی ہوتا۔

وَدَخَلَ ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ وھما فی مذاکرۃ وممازحۃ فقال یا امیر المؤمنین ان ھذا الکوفی قد غلب علیک، فقال یا ابا یوسف! انہ لیاتینی باشیاء یشتمل علیھا قلبی وتاخذ بمجامعہ فقال الکسائی: یا ابا یوسف! ھل لک فی مسئلۃ؟ فقال: فی نحو او فی فقہ؟ فقال: بل فی فقہ فضحک ھارون حتی فحص برجلیہ فقال: تلقی علی ابی یوسف الفقہ؟ فقال: نعم ثم قال: یا ابا یوسف فما تقول فی رجل قال لزوجتہ: انت طالق ان دخلت الدار، قال ان دخلت الدار طلقت، قال، اخطأت یا ابا یوسف فضحک الرشید ثم قال فکیف الصواب، قال اذا قال: اَن وجب الفعل دخلت بعد اَو لم تدخل واذا قال: اِن بالکسر لم یجب ولم یقع الطلاق۔

توضیح اور امام ابو یوسفؒ تشریف لائے درآنحالیکہ یہ دونوں آپس میں بات چیت اور مزاح کر رہے تھے تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا اے امیر المؤمنین یہ کوفی آپ پر غالب آچکا ہے۔ ہارون رشید نے جواب دیا کہ اے ابو یوسف یہ میرے سامنے کچھ چیزیں بیان کرتا ہے جن میں میری طبیعت لگتی ہے اور میرے دل پر چھا جاتی ہے۔ کسائی نے کہا: اے ابو یوسف کیا آپ کے پاس ایک مسئلہ کا جواب ہے؟ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا نحو کے بارے میں یا فقہ کے بارے میں۔ کسائی نے کہا نہیں بلکہ فقہ کے بارے میں۔ ہارون رشید اس قدر ہنسا کہ اس نے دونوں پیر زمین پر دے مارے۔ ہارون رشید نے کہا تو امام ابو یوسف کے سامنے فقہ کا مسئلہ پیش کرتا ہے۔ کسائی نے جواب دیا۔ ہاں۔ پھر کسائی نے سوال کیا اے ابو یوسف تم کیا کہتے ہو اس شخص کے بارے میں جس نے اپنی بیوی سے کہا انتِ طالقٌ ان دخلتِ الدار۔ تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا اگر وہ گھر میں داخل ہو جائے گی تو طلاق پڑ جائے گی۔ کسائی نے کہا: ابو یوسفؒ تم غلط کہہ رہے ہو۔ تو ہارون رشید ہنسا پھر اس نے کہا تو پھر

صحیح کیا ہے؟ کسائی نے جواب دیا جب وہ کہے اَنْ تو فعل واجب ہوگیا۔ اس کے بعد داخل ہو یا نہ ہو۔ اور جب وہ کہے اِنْ کسرہ کے ساتھ تو فعل واجب نہیں ہوا اور طلاق واقع نہیں ہوگی۔

اِکْرَامُ الشَّیْب

بڑھاپے کی عزت

حَدَّثَ محمد بن مسلم الخواصُ الرجلُ الصّالح قال رأیتُ یحییٰ ابن اکثم القاضی فی المَنَامِ فقلتُ لہٗ، ما فعل اللّٰہ بکَ، قالَ: اوقفنی بین یدیہ وقال: یا شیخ السوء! لولا شیبتُکَ لاحرقتُکَ بالنّارِ فاخذنی ما یاخذ العبدَ بین یدَی مولاہ، فلما افقتُ قالہا ثانیۃً وثالثۃً فلما افقتُ قلتُ: یاربِّ! ما ھٰکذا حُدِّثتُ عنکَ، فقال تعالیٰ ما حُدِّثتَ عنّی؟ قلتُ حدّثنی عبد الرزاق، قال حدثنی معمرُ بن راشد عن ابن شہابٍ الزہری عن انس بن مالک عن نبیکَ محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن جبریل عنکَ یا عظیم انکَ قلتَ: ما شاب لی عبدٌ فی الاسلام شیبۃً اِلَّا استحییتُ منہ ان اُعذّبہٗ بالنّارِ، فقال اللّٰہ عزوجل: صَدَقَ عبد الرزاق وَصَدَقَ مَعْمَرٌ وصدق الزہری وصدق انس وَصَدَقَ نبیٌّ وَصَدَقَ جبریلُ، انا قلتُ ذٰلکَ انطلقوا بہٖ الی الجنّۃِ۔

لغوی تحقیق شیب: بڑھاپا۔ شابَ (ض) شیبًا: بوڑھا ہونا۔ محمد بن مسلم الخواص۔ آپ اعلیٰ درجہ کے عابد وزاہد وپرہیزگار بزرگ تھے اور قرنِ ثالث کے آخری دور کے مجذوب صفت صاحب حکایات عجیب وغریب شخص تھے۔ افقتُ۔ افاقۃ من مرضہٖ: بیماری کے بعد تندرست ہونا۔ عبد الرزاق ابن ہمام بن نافع الحمیری۔ آپ کی ولادت ۱۲۶ھ میں ہوئی۔ اور آپ کی رحلت ۲۱۱ھ میں ہوئی۔ آپ نے ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام مصنَّف ہے۔ جو آج کل ہمارے درمیان مصنف عبد الرزاق کے نام سے مشہور ہے۔ حافظ ذہبی نے آپ کی کتاب مصنَّف کو علم کا خزانہ لکھا ہے۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عبد الرزاق سے بڑھ کر روایتِ حدیث میں کسی کو نہیں دیکھا۔ سفیان بن عیینہ، یحییٰ بن معین، علی بن المدینی آپ کے جید تلامذہ میں سے ہیں۔ معمر بن راشد الاسدی۔ آپ بطور مہمان یمن تشریف لے گئے اور وہیں ۱۵۴ھ میں وفات کر گئے۔

توضیح ایک نیک شخص محمد ابن مسلم خواص نے بیان کیا کہ میں نے یحییٰ ابن اکثم قاضی کو خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا اے بُرے بوڑھے اگر تیرے بال سفید نہ ہوتے تو میں تجھے آگ میں جلا دیتا۔ تو مجھے اس چیز نے پکڑ لیا جو غلام کو مولیٰ کے سامنے پکڑ لیتی ہے (یعنی بیہوشی) جب مجھے افاقہ ہوا تو اللہ تعالےٰ

نے دوسری اور تیسری بار یہی فرمایا۔ جب مجھے افاقہ ہوا تو میں نے عرض کیا مجھے آپ کے بارے میں اس طرح کی حدیث نہیں بیان کی گئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میرے بارے میں کیا حدیث بیان کی گئی ہے؟ تو میں نے عرض کیا مجھ سے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی ہے، ان سے معمر بن راشد نے، ان سے ابن شہاب زہری نے، ان سے حضرت انسؓ ابن مالک نے اور ان سے آپ کے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے، ان سے حضرت جبرئیلؑ نے اور حضرت جبرئیلؑ سے آپ نے اے عظمت والے تو نے کہا میرا کوئی بندہ اسلام میں بوڑھا نہیں ہوتا مگر میں اس سے شرماتا ہوں کہ اسے آگ میں عذاب دوں۔ تو اللہ تعالےٰ نے کہا عبدالرزاق نے بھی سچ کہا اور معمر نے بھی اور زہری نے بھی اور حضرت انسؓ نے بھی اور حضرت جبرئیل نے بھی سچ کہا کہ میں نے یہ کہا ہے اسے جنت میں لے جاؤ۔

اِعْتِوارُ الْاِعْرَاب

حرکت کی تبدیلی

تَعَذَّرَ عَلٰی رجلٍ لقاءُ المامونِ فِی ظلامۃٍ، فصَاحَ عَلٰی بابہٖ انا احمدُ النبی المبعوث فَاُدْخِلَ الیہ، وَاعلم انہ تنبّأ فقال لہٗ ما تقول: فذکر ظلامتہ فقال لہٗ ما تقول فیما حُکِیَ عنکَ؟ فقال وما ھو؟ قال ذکروا انک نبیٌّ فقال: معاذ اللہِ انما قلتُ: احمدُ النبیَّ المبعوث افانت یا امیرالمؤمنین ممن لا یحمدہ؟ فاستظرفہ وامر بانصافہ ÷

لغوی تحقیق اعتوار: ہاتھ در ہاتھ لینا۔ ظلامۃ: ظلم جو تم برداشت کرو۔ ج مظالم۔ تنبأ: نبوت کا دعویٰ کرنا۔ فاستظرفہ۔ استظرف: ظریف الطبع سمجھنا۔

توضیح ایک شخص کیلئے مامون سے اپنے حق کے طلب کرنے کے سلسلہ میں ملاقات مشکل ہوگئی تو اس نے دروازے پر آواز لگائی "انا احمد النبی المبعوث" تو مامون کے پاس داخل کیا گیا اور یہ بتایا گیا کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے، تو مامون نے اس سے کہا: تم کیا کہہ رہے ہو؟ تو اس نے اپنا حق بیان کیا۔ مامون نے اس سے پوچھا: تم کیا کہہ رہے ہو اس چیز کے بارے میں جو تمہارے متعلق نقل کی جارہی ہے۔ اس نے کہا وہ کیا ہے؟ تو مامون نے کہا کہ لوگوں نے یہ بیان کیا کہ تو نبی ہے۔ اس نے کہا معاذ اللہ۔ میں نے کہا "احمدُ النبیَّ المبعوثَ" یعنی میں تعریف کرتا ہوں نبی مبعوث صلے اللہ علیہ وسلم کی تو آپ اے امیرالمؤمنین کیا ان لوگوں میں سے ہیں جو آپ کی تعریف نہیں کرتے۔ تو مامون نے اس کو ظریف الطبع آدمی سمجھا اور اس کو اس کا حق دینے کا حکم دیا۔

صَونُ اللسانِ عمّا یؤولُ الیہ

زبان کی حفاظت اس چیز سے جو اسی کیطرف لوٹ آتی ہے

خرجَ شریحُ القاضی من عند زیاد، وترکہُ یجودُ بنفسہٖ نسألہُ الناسُ عَنْ حالہٖ فقالَ ترکتہ یا مرو ینھی فجزعوا السّلامۃ فما راعھم الاصیاحُ النائحاتِ علیہ فسُئِلَ شریحُ عن قولہٖ فقال: ترکتُہٗ یامرُ بالوصیۃ وینھیٰ عن البکاءِ علیہِ ؛

لغوی تحقیق صونَ (ن) پناہ دینا، محفوظ رکھنا، حفاظت کرنا۔ شریح بن الحارث بن قیس کندی البوامیہ۔ آپ کا شمار کبارِ تابعین میں ہوتا ہے اور مشہور و معروف قاضی ہیں، حضرت عمر فاروقؓ نے آپ کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا تھا، چنانچہ آپ نے ۷۵ رسال امور قضاء کو بخوبی انجام دیا۔ آپ ایک سو سال یا ایک سو آٹھ سال، یا ایک سو بیس سال کی عمر میں ۷۶ھ یا ۷۸ھ یا ۷۹ھ یا ۸۰ھ میں اس دارِ فانی سے دارِ بقاء کو رحلت فرمائی۔ یجودُ ان۔ جوداً: بخشش میں غالب آنا۔ بنفسہٖ: جان دینا۔ راعھم۔ روعاً: پریشان کر دینا، گھبرا دینا۔ صیاح۔ صاح (ن) صیحاً، صیاحاً: شور مچانا، چیخنا، چلانا۔ النائحات۔ جمع نائحۃ: نوحہ اور واویلا کرنیوالی عورت۔

توضیح قاضی شریح زیاد کے پاس سے نکلے درانحالیکہ وہ جان دینے کے قریب تھا تو لوگوں نے آپ سے زیاد کے بارے میں پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا میں نے اسے چھوڑا امر و نہی کرنے کی حالت میں تو لوگ اس کی سلامتی پر گھبرا اٹھے تو نہیں ڈرایا ان کو مگر اس پر نوحہ کرنیوالی عورتوں کی چیخ و پکار نے۔ تو شریح سے ان کے قول کے متعلق دریافت کیا گیا تو انھوں نے فرمایا: میں نے اسے چھوڑا وصیت کا حکم کرتے ہوئے اور رونے سے منع کرتے ہوئے۔

ما الحیلۃُ لمن خُلق قبیحَ الوجہ

اس شخص کیلئے کیا تدبیر ہے جو بدصورت پیدا کیا گیا ہو

قالَ الاصمعی رحمہ اللہ: دخلتُ یوماً علیٰ جعفر بن یحیےٰ فقال لی: ھل لکَ یا اصمعیُّ! مِن زوجۃٍ؟ قلتُ: لا قال: فجاریۃ؟ قلتُ للمھنۃ، قال: فھل لکَ ان اھبَ لکَ جاریۃً نظیفۃً قلتُ: انی لمُحتاجٌ الیٰ ذٰلک فامَرَ بجاریۃٍ فأُخرجت وھی فی غایۃِ الحسنِ والجمالِ وَالھیئۃِ وَالظرف فقال لھا، قد وھبتکِ لھٰذا، وَقالَ لی: خذ ھٰذہٖ فشکرتہ وبکت الجاریۃ وَقالت یا سیدی! اتدفعنی لھٰذا الشیخ؟ مع ما اریٰ من سماجتہٖ وَقبح منظرہٖ وَجزعتْ

جزعًا شدیدًا فقال لی: یا اصمعی! ھل لك أن أعوضك منھا الف دینارٍ؟ فقلت ما اکرہُ ذٰلك فامرلی بھا ودخلت الجاریۃ فقال لی یا اصمعی! انکرتُ علیھا شیئا فاردتُ عقوبتھا بك، ثم رحمتُھا منك، فقلت یا ایّھا الامیر افلا اعلمتنی قبل ذٰلك فانی لم اٰتك حتٰی سرّحتُ لحیتی وَ اصلحتُ وجھی وَ عِمّتی فلو عرفتُ الخبرَ لسرتُ علٰی ھیئتی وخلقی، فواللّٰہ لو رأتنی کذٰلك لما عاوَدَتْ شیئًا تنکرہُ ابدًا ؛

لغوی تحقیق

الحیلۃ: تجویز، تدبیر ج حیل۔ الاصمعی۔ ابوسعید، عبدالملک۔ جاحظ کی طرح یہ بھی بدصورتی میں مشہور تھے، مگر ادب ولغت اور حفظ دواوین عرب میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ خود آپ کا ارشاد ہے کہ مجھے سولہ ہزار اشعار حفظ ہیں۔ ہارون الرشید آپکو سلطان الشعراء کے لقب سے یاد کرتا تھا، اخفش فرماتے ہیں کہ اصمعی وخلف سے بڑھ کر کسی کو اشعار حفظ نہ تھے، لیکن اصمعی نحوی بھی تھا اسلئے اس کا علم خلف سے بڑھا ہوا تھا۔ ابوحاتم سختیانی، صفانی، عبدالرحمٰن بن عبداللہ، ابوالفضل ریاشی، احمد ترمذی وغیرہ آپکے تلامذہ ہیں۔ ایک دن ایک شخص نے آپ کی مجلس میں کہا کہ زمانہ خراب ہوگیا ہے تو آپ نے بلاتکلف یہ شعر کہا۔

ان الجدیدین فی طول اختلافھما لا یفسدان ولکن یفسد الناس

آپ نے تقریبًا اسّی سال کی عمر پائی ہے اور ۲۱۵ھ میں یا ۲۱۶ھ میں وفات پائی۔ المھنۃ: کام کی مہارت، خدمت ج مِھَن، مُھن۔ سماحۃ: جود وسخاوت، کرم بخشش۔ سرحت۔ تسریحًا: کنگھا کرنا۔ عمتی۔ عمۃ: پگڑی باندھنے کی ہیئت۔

توضیح

اصمعی نے بیان کیا کہ میں ایک دن جعفر ابن یحییٰ کے پاس گیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ اے اصمعی! کیا تمہاری بیوی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا تو جاریہ ہے؟ تو میں نے کہا کام کاج کیلئے تو جعفر ابن یحییٰ نے کہا کیا صاف ستھری باندی ہبہ کے طور پر تمہیں دیدوں۔ تو میں نے کہا کہ ہاں میں اس کا ضرورت مند ہوں تو اس نے ایک جاریہ دینے کا حکم دیا، جاریہ نکالی گئی، وہ بہت زیادہ حسین وجمیل خوشحال اور خوش وضع تھی۔ جعفر نے باندی سے کہا میں نے تجھے ہبہ کردیا اس کو، اور مجھ سے کہا یہ لے لو۔ میں نے اس کا شکریہ ادا کیا، باندی رونے لگی اور اس نے کہا کیا آپ مجھے ہبہ کررہے ہیں، اس شیخ کے لئے باوجودیکہ میں آپکی سخاوت، اور اس کی بدصورتی دیکھ رہی ہوں۔ اور بہت زیادہ گھبرانے لگی تو مجھ سے کہا، اے اصمعی کیا تمہیں اس کی رغبت ہے کہ میں تمہیں اس کے بدلے ایک ہزار دینار دوں۔ تو میں نے کہا میں اسے پسند کرتا ہوں، میں اسے ناپسند نہیں کرتا، پھر ایک ہزار دینار دینے کا حکم دیا اور باندی اندر چلی گئی تو مجھ سے جعفر کہنے لگا، اے اصمعی مجھے اس کی ایک حرکت ناگوار گذری تھی، میں نے چاہا تھا کہ اسے سزا دوں، آپ کے ذریعہ میں نے رحم کھایا آپ کی وجہ سے۔ تو میں نے کہا اے امیرالمؤمنین کیوں آپ نے مجھے اس سے پہلے نہیں بتایا۔ اس لئے کہ میں آپ کے پاس نہیں آیا مگر ڈاڑھی میں کنگھی لگا کر اور پگڑی سنوار کر۔ اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں اپنی صورت میں آتا، توقسم خدا کی اگر وہ

مجھے اس طرح دیکھتی تو کبھی دوبارہ آپ کیلئے ناگوار حرکت نہیں کرتی۔

اِعْلَمْ (هَدَاكَ اللّٰهُ) مَاذُكِرَتْ مِنْ قُبْحِ وجهه مَعَ علمه الذی زَیّنَهُ اللّٰہ به واشتهر شرقًا وَغربًا وكذا ینبغی لِمَنْ خُلِقَ قبیحَ الصورۃ ان یَدَّخرلها الاخلاق الحسّان وَالافعال الممدوحۃ علیها لئلا یکونَ جامعًا بین قبحین ومن هٰهنا ما روی كان الاوقص المخزومی اقبحَ الناس خلقۃ ومَا رُؤی مثلہ فی العَفاف والزهد وكان قاضی مکۃ فقالَ یومًا لجلسائه قالت لی اُمّی، یابُنیَّ انكَ خُلقت خلقۃً لاتصلح معها لمجالسۃ الفتیان فی بیوت القیان فعلیك بالدین، فانّ اللّٰہ تعالیٰ یرفع به الخسیسۃ ویتمّ به النقیصۃ فنفعنی اللّٰہ بكلامها فولیتُ القضاءَ ورُوی ان امّ مالك بن انس اوصت بمثل هٰذه الوصیۃ حِیْنَ اَراد ان یتعلّم الغناءَ فی حداثته فتركہ، وتعلّمَ العلم فذهبَ به حیث بلغ وكانَ عطاء بن ابی رباح اعورَ، اسود، افطس، اشلَّ، اعرجَ، ثم عَمِیَ وامّه سوداء تسمّٰی برکۃ وقیل لاهل مکۃ بعد موته: كیف كان عطاء بن ابی رباح فیكم؟ قالوا كان مثل العافیۃ التی لایُعرف فضلها حتّٰی تفقد ؛

لغوی تحقیق

یدّخر۔ اذخر بمعنٰی ذخر (ف) ذخرًا الشیَ، وقت ضرورت کیلئے پوشیدہ رکھنا۔ حسّان۔ جمع حسن۔ العفاف: پارسائی۔ عفّ (ض)، عفًّا وعفافًا حرام یا غیر مستحسن سے رکنا، پاکدامن ہونا۔ صفت مذکر عفیف وعفٌّ۔ ج اعفّۃ۔ صفت مؤنث عفیفۃ۔ ج عفیفات۔ القیان۔ قین: غلام۔ الخسیسۃ۔ الخسیس کا مؤنث: فرومائگی ج خسائس۔ خسّ (س)، خساسۃً وخسوسۃً وخسّۃً، رذیل ہونا۔ وزن یا اندازہ میں کم ہونا۔ النقیصۃ: عیب گیری، بری خصلت۔ ج نقائص۔ حداثۃ: ابتدا رجوانی۔ عطاء بن ابی رباح اسلم القرشی۔ آپ کی کنیت ابو محمد تھی۔ آپ کی ولادت یمن کے ایک مقام جند میں ۲۷ھ میں ہوئی، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت تھا، ابتدائی تعلیم و تربیت مکہ میں ہوئی، بچپن ہی سے سادہ مزاج اور ذکاوت و تجابت آپ کے چہرہ سے نمایاں تھیں، آپ حضرت عائشہؓ اور حضرت ابوہریرہؓ اور ابن عباسؓ وغیرہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، آپ اگرچہ آل ابی میسرہ بن ابی خیثم فہری کے غلام تھے مگر فضل و کمال، زہد و تقویٰ کے اعتبار سے بہت بلند مرتبہ تابعی تھے۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ عطاء بن ابی رباح بڑے ثقہ فقیہ اور عالم اور کثیر الحدیث تھے۔ علامہ نحوی فرماتے ہیں کہ آپ مکہ مکرمہ کے مفتی اور مشہور امام تھے، بڑے بڑے ائمہ آپ کے علمی کمالات کے معترف تھے۔ امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے افضل نہیں دیکھا، امام رازی کا بیان ہے کہ حضرت عطاء دنیا سے اس حال میں تشریف لے گئے کہ آپ لوگوں کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تھے، حضرت ابن عباسؓ فرمایا کرتے تھے کہ مکہ والو تم میرے پاس جمع ہوتے ہو حالانکہ تمہارے درمیان عطاء ابن ابی رباح موجود ہیں۔ آپ نے اٹھاسی سال کی عمر میں ۱۱۵ھ میں مکہ معظمہ میں وفات پائی۔ اعور: کانا۔ اسود: سیاہ۔ افطس: چپٹی ناک والا۔ اشلّ: جس کے جسم میں رعشہ ہو۔

توضیح یاد رکھو مجھے ہدایت دے اللہ تعالیٰ جو میں نے اصمعی کی بدصورتی بیان کی وہ ان کے اس علم کے ساتھ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے انھیں مزین کیا اور مشرق و مغرب میں مشہور ہوئے اور اس طرح پر بدصورتی کیلئے اچھے اخلاق اور ممدوح افعال کا کرنا کہ دو بدصورتی کے درمیان جمع کرنیوالا نہ ہو اور اس موقع کے مناسب وہ واقعہ ہے جو نقل کیا جاتا ہے کہ اوقص مخذومی بہت ہی بدصورت تھے لیکن پاکدامن اور تقویٰ میں انکی نظیر نہیں تھی اور وہ مکہ کے قاضی تھے، ایک دن اپنے مصاحبین سے فرمایا کہ مجھ سے ماں نے کہا اے بیٹے تو اس طرح پیدا کیا گیا ہے کہ تو جوانوں کے ساتھ غلاموں کے گھروں میں بیٹھنے کے قابل نہیں ہے لہٰذا تو دین کو مضبوط پکڑے رہنا، چونکہ اللہ تعالےٰ اس کے ذریعہ ذلت کو ختم فرمائیں گے اور نقصان کو پورا فرمائیں گے۔ تو اللہ تعالےٰ نے مجھے فائدہ پہنچایا ماں کی بات کیوجہ سے، چنانچہ میں قاضی بنایا گیا۔ اور منقول ہے کہ حضرت مالکؒ بن انس کی والدہ نے بھی اسی طرح نصیحت کی تھی جب انھوں نے یہ چاہا تھا کہ بچپن میں گانا بجانا سیکھیں تو والدہ کی نصیحت پر انھوں نے اسے چھوڑ کر علم حاصل کیا اور اس کی وجہ سے بہت بڑے مرتبہ کو پہنچے۔ اور حضرت عطاء ابن ابی رباح کالے سیاہ ناک کے چپٹے ہاتھ شل پاؤں کے لنگڑے تھے پھر اندھے ہوگئے تھے، حضرت کی والدہ بھی کالی تھیں، نام برکہ تھا اور مکہ والوں سے ان کے انتقال کے بعد پوچھا گیا کہ عطاء بن ابی رباح تم میں کیسے تھے، تو انھوں نے کہا کہ اس سلامتی کیطرح تھے کہ جس کی قدر ہوتی ہے اس کے ختم ہونے کے بعد۔

التفکر فی القضاء

فیصلہ میں غور و فکر

مِنْ عَجَائِب حکم سُلیمانَ علیہ السَّلام ما رواہُ مسلمٌ مِنْ حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم بینا امرأتانِ معھُمَا ابناھما اذ جاءَ الذئب فذھب باحدھما فقالت ھٰذہٖ: انما ذھَبَ بابنكِ وقالت الاخریٰ: انما ذھَبَ بابنكِ فاختصمتا الی داؤد علیہ السَّلام فقضی بہ الکبریٰ فمرّتا علی سلیمان فاخبرتاہ فقال علیہ السلام ائتُونی بسکین اشقُّہ بَیْنَکُمَا فقالت الصغریٰ لا ویرحمك اللہ، ھو ابنھا فقضی بہ للصغریٰ قال ابو ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کنتُ سمعتُ بالسکین قبل ذٰلك ماکنت اقولُ الا المدیۃ ؛

لغوی تحقیق عجائب۔ جمع عجیبۃ: حیرت انگیز چیز۔ حِکَم۔ جمع حکمت: دانائی، عقل۔ سکین: چھری۔ مدیۃ: بڑی چھری۔

توضیح حضرت سلیمان علیہ السّلام کی عجیب و غریب حکمتوں میں سے امام مسلم کی نقل کردہ روایت ہے کہ جو حضرت ابو ہریرہؓ نے حضورؐ سے نقل کی ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ دو عورتیں یعنی جن کے ساتھ دو بچے تھے، اچانک

ایک بھیڑیا آیا اور ان میں سے ایک بچہ کو لے گیا تو اس نے کہا (دوسری سے) کہ تیرے بچہ کو لے گیا۔ دوسری نے کہا (پہلی سے) کہ تیرے بچہ کو لے گیا ہے۔ دونوں نے اپنا مقدمہ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس پیش کیا، تو حضرت داؤد علیہ السلام نے بڑی کے حق میں فیصلہ کیا، دونوں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سے گذریں اور دونوں نے صورت حال بیان کی، تو حضرت علیہ السلام نے فرمایا میرے پاس ایک چھری لاؤ، میں اسے ٹکڑا کر کے تم دونوں میں تقسیم کر دوں گا۔ تو چھوٹی نے کہا، نہیں خدا کی قسم اللہ آپ پر رحم کرے یہ اسی کا بیٹا ہے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی کے حق میں فیصلہ کر دیا حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا میں نے اس سے پہلے سکین نہیں سنا تھا اس بناء پر کہ میں مدیہ کے سوا نہیں استعمال کرتا تھا۔

كَيفَ النَّجاةُ مِنَ الألسنةِ الطّاعِنةِ

اچھی زبان سے نجات کس طرح ملے

وَكَانَ لأبِي دُلامَةَ برذون اعجف حطم هرم فدخلَ علی المهدی یومًا وبین یدیہ مسلمۃ الوصیف فقال یا امیرالمؤمنین: انی جلبتُ ببابك مهرًا لیس لاحدٍ مثلہ وَاحببتُ ان اُهدِیہ لكَ فان احببتَ اَنْ تشرِفنی بقبولہ فامر بادخالہ فخرجَ وَادخَلَ بِرذونَہٗ فقال لہ المهدی ایّ شیٔ هٰذا؟ ویلكَ، الم تزعم انہ مُهر؟ فقال لہٗ ابوُ دلامۃ: اولیس هٰذا مسلمۃ الوصیف قائمًا بین یدیك؟ تسمیہ الوصیف ولہ ثمانون سنۃً، فان كانَ مسلمۃ وصیفًا فهٰذا مهرٌ فجعلَ المهدی یضحَكُ ومسلمۃ یشتمہ، فقال لہ المهدی، وَیلك ان لهٰذہٖ اخواتٍ واللّٰہ لیُضحِكَن بك فی المحافل فقالَ: وَاللّٰہِ یا امیرالمؤمنین لا فضحنہ، فلیس فی موالیك احدٌ الاوقد وصلنی وغیرہٗ فما شربتُ الماءَ لہٗ قط، فحكم علیہ المهدی ان یشتریَ نفسَہٗ بثلاثۃ آلاف درهم فقال لہ مسلمۃ علیٰ ان لا تُعَاود، فقال ابو دلامۃ: افعلُ، فحملها الیہِ۔

لغوی تحقیق

السنۃ۔ جمع لسان: زبان۔ لسَنَ (ن)، لسنًا: تیز زبان والا ہونا (س) لسنًا: فصیح و بلیغ ہونا۔ برذون: تاتاری گھوڑا۔ اعجف: لاغر، دبلا، کمزور۔ عجفَ (ن، ض) الدابۃ: جانور کو لاغر کرنا۔ عجِفَ (س) عجُفَ (ک) کمزور ہونا، دبلا ہونا۔ حطِم: ٹوٹے ہوئے جسم والا۔ حَطَمَ (ض) حطمًا: توڑنا۔ ہرَم: بوڑھا۔ الوصیف: نابالغ غلام۔ مہرا: گھوڑے کا بچہ۔

توضیح

ابو دلامہ کے پاس ایک تاتاری گھوڑا تھا جو کمزور، بہت بوڑھا اور شکستہ جسم تھا۔ مہدی کے پاس ایک دن آیا اور اس کے سامنے مسلمہ غلام تھا تو اس نے کہا اے امیرالمؤمنین میں نے آپ کے دروازہ پر ایک ایسا بچھیرا پیش کیا کہ کسی کے پاس اس طرح کا نہیں ہے اور میں چاہتا

ہوں کہ آپ کو ہدیہ میں دیدوں، اگر آپ کی خواہش ہو تو آپ شرف قبولیت سے مجھے نوازیں۔ تو مہدی نے لانے کا حکم دیا تو وہ نکلا اور اپنا تاتاری گھوڑا لایا تو اس سے مہدی نے کہا، یہ کیا ہے؟ تیرا ناس ہو۔ کیا تو نہیں کہتا تھا کہ وہ بچھیرا ہے۔ تو اس سے ابودلامہ نے کہا اور کیا یہ مسلمہ غلام جو تیرے پاس کھڑا ہے تو اسے غلام نہیں کہتا درانحالیکہ اس کی عمر اسّی سال ہے، تو اگر مسلمہ غلام ہو سکتا ہے تو یہ بچھیرا ہے۔ اس پر مہدی ہنسنے لگا اور مسلمہ اسے گالی دینے لگا۔ مہدی نے ابودلامہ سے کہا کہ تیرا ناس ہو، اس کی چند بہنیں ہیں۔ قسم خدا کی وہ تجھ پر مجلسوں میں ہنسوائیں گی۔ تو اس نے کہا خدا کی قسم اے امیر المؤمنین میں اس کو ضرور رسوا کروں گا۔ آپ کے غلاموں میں کوئی نہیں ہے اس کے علاوہ کہ کچھ نہ دیا ہو، کبھی میں نے اس کا پانی نہیں پیا۔ مہدی نے مسلمہ کے خلاف یہ فیصلہ کیا کہ وہ تین ہزار درہم کے ذریعہ اپنے کو خریدلے۔ تو مسلمہ نے کہا اس شرط پر کہ اے ابودلامہ تو دوبارہ مجھ سے کچھ نہ کہے۔ تو ابودلامہ نے کہا ایسا ہی کروں گا۔ تو مسلمہ نے وہ تین ہزار درہم ابودلامہ کو دیدیئے۔

الفرحُ علی العلمِ

علم پر اظہارِ مسرت

رأیتُ فی بعضِ الفرائدِ انّ الحجاجَ قالَ لابی عمرو: ما وجہُ قراءتکَ الّا مَنِ اغترفَ غَرفۃً بفتحِ الغینِ فقالَ: ابلعنی ریقی، فقالَ: قد ابلعتکَ الفراتَ، وقالَ: قاتلَ اللہُ ابنَ امِّ الحجاجِ لئن لم تأتنی بالجوابِ الیٰ خمسۃ عشرَ یومًا لاقتلنّکَ شرَّ قتلۃٍ ووکّلَ بہٖ موکلینَ، فخرجَ ابو عمرو یطوفُ فی احیاءِ العربِ فلم یجد لہٗ حجۃً الیٰ یومِ وعدہٖ، فجرّہُ الموکلونَ بہٖ لیرجعوہُ الی الحجاجِ فسمعَ راعیًا ینشدُ ؎

ربما تجزعُ النفوسُ عن الامرِ ✽ لہٗ فَرجۃٌ کحلِّ العقالِ

فقالَ لہٗ ابو عمرو: کیفَ تنشدُ ھٰذا البیتَ لہٗ فَرجۃٌ او فُرجۃٌ؟ فقالَ فُرجۃٌ وفَرجۃٌ، وکذلکَ کلُّ ما جاءَ علیٰ فعلۃٍ، قلنا فیہِ ثلاثُ لغاتٍ، فقالَ لہٗ ابو عمرو فما سببُ انشادکَ ھٰذا البیتَ فی ھٰذا الوقتِ؟ فقالَ انا کنا خائفینَ مِنَ الحجاجِ وقد بلغنا نعیُہٗ قالَ واللہِ لا ادری بایہما کنتُ اشدَّ فرحًا بوجدانی الجوابَ والحجۃَ لقولی او اختیاری ام بموتِ الحجاجِ ✽

لغوی تحقیق

الفرائد۔ جمع فریدۃ۔ مؤنث فرید: نفیس جوہر، نوادر۔ التی بالفرائد یعنی ایسے الفاظ جو فصیح وبلیغ اور عربی الاصل ہونے پر دلالت کریں۔ ابو عمرو ابن علاء۔ آپ کی ولادت ۶۸ھ میں ہوئی، آپ انتہائی خوش الحان تھے، اور فن قراءت سے خصوصی لگاؤ رکھتے تھے، آپ کا شمار قراء سبعہ میں ہوتا ہے۔

اور قرارت کے ساتھ ساتھ لغت و عربیت میں بھی آپ کا بہت بلند مقام ہے۔ غُرْفَۃ: چلو۔ ج غرف۔ البلعنی ریقی: مجھے تھوک نگلنے کی مدت کی فرصت دے۔ یہ ایک محاورہ ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ فی الفور جواب کا مطالبہ نہ کیجئے بلکہ سوچ سمجھ کر جواب دینے کا موقع دیجئے۔ راعیًا: مویشی چرانے والا، نگراں۔ فرجۃ: دو چیزوں کے درمیان کشادگی۔ ج فرج۔ فَرَجَ (ض) فرجًا وفرج الشیٔ: کشادگی کرنا۔ عقال: رسی۔ نعی: خبر وفات۔

توضیح میں نے بعض نوادرات میں یہ دیکھا ہے کہ حجاج نے ابوعمرو سے کہا کہ لا من اغترف غَرفۃ غین کے فتحہ کے ساتھ، تمہارے پڑھنے کی وجہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ مجھے تھوک تو نگلنے دو۔ تو اس نے کہا کہ میں نے تمہیں نہر فرات نگلنے کی فرصت دیدی۔ اور کہا اللہ تعالیٰ حجاج کی ماں کے بیٹے کو ہلاک کرے۔ اگر تو نے پندرہ دن تک جواب نہیں دیا تو میں تمہیں بری طرح قتل کروں گا۔ چنانچہ حجاج نے کچھ افراد کو آپ پر دیکھ بھال کیلئے متعین کر دیا تو ابوعمرو عرب کے قبیلوں میں چکر لگاتے رہے مگر وعدہ کے روز تک انھیں کوئی دلیل نہیں ملی، پس لوگ آپ کو گھسیٹ کر لا رہے تھے کہ راستے میں ایک چرواہے کو یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا ؎

(شعر)۔ بسا اوقات طبیعتیں گھبرا جاتی ہیں اس سے کہ اس کیلئے فراخی ہوتی ہے اونٹ کے گھٹنے سے رسی کھولنے کی طرح۔ ابوعمرو نے چرواہے سے پوچھا: تم یہ شعر فَرجہ یا فُرجہ پڑھ رہے ہو؟ چرواہے نے کہا: دونوں طرح، کیونکہ ہر فعلۃ کے وزن والے لفظ میں ہمارے یہاں تین لغتیں ہیں۔ ابوعمرو نے کہا: اس وقت اس شعر کو پڑھنے کا کیا مطلب۔ اس نے کہا ہم حجاج سے خوف کر رہے تھے، اور ابھی ابھی ہمیں اس کی خبر ملی ہے کہ ابوعمرو کا بیان ہے کہ میں فرق نہیں کر سکا کہ ان دونوں میں سے کس سے زیادہ خوشی ہوئی، آیا جواب پانے کی وجہ سے یا حجاج کے موت کی خبر سننے کی وجہ سے۔

جَزاءُ الطَّمَعِ
لالچ کا بدلہ

كَانَ ابنُ المغازلِ رجُلاً يتكلَّمُ ببغدادَ على الطرقِ بأخبارٍ ونوادرَ متنوعةٍ وكانَ نهايةً في الحذقِ لا يستطيع من سمعه ان لا يضحك قال، وقفت يومًا على بابِ الخاصّةِ أضحكُ الناسَ وأتنادرُ بحضرِ خلقٍ بعضُ خدامِ المعتضدِ فأخذتُ في نوادرِ الخدمِ فأعجبَ بذلكَ فانصرفَ ثم عادَ فأخذ بيدي وقال دخلتُ فوقفتُ بين يدي سيدي فتذكرتُ حكاياتكَ فضحكتُ فأنكرَ عليَّ وقالَ: مالكَ؟ ويلكَ، فقلتُ، على البابِ رجلٌ يُعرفُ بابنِ المغازلِ يتكلمُ بحكاياتٍ ونوادرَ تضحكُ الثكولَ فأمرَ بإحضاركَ ولي نصفُ جائزتكَ فطمعتُ

في الجائزة، وقلت: يا سيدي انا ضعيف وعلي عيلة فلو اخذت سدسها او ربعها فابى وادخلني فسلمت فرد السلام وهو ينظر في كتاب فنظر في اكثره وانا واقف، ثم اطبقه ورفع راسه اليّ وقال: انت ابن المغازلي؟ قلت نعم يا مولاي، قال بلغني انك تحكي وتضحك بنوادر عجيبة فقلت: يا امير المؤمنين الحاجة تفتق الحيلة، اجمع للناس حكايات اتقرب بها الى قلوبهم فالتمس برّهم، فقال هات ما عندك، فان اضحكتني اجرتك بخمس مائة درهم وان انا لم اضحك فمالي عليك؟ فقلت للحين ما معي الا قفاي، فاسأل ما احببت قال انصفت ان لم تضحكني اصفعك بذلك الجراب عشر صفعات فقلت ما اخطأني عسى فيه ريح ان اضحكته ربحت واخذت الجائزة والا فعشر صفعات بجراب منفرج شيء هيّن ثم اخذت في النوادر والحكايات والنعاشة والعبارة فلم ادع حكاية اعرابي ولا نحوي ولا مخنث ولا قاض ولا نبطي ولا سندي ولا زنجي ولا خادم ولا تركي ولا شاطر ولا عيار ولا نادرة ولا حكاية الا واحضرتها حتى نفد كل ما عندي وتصدع راسي وفترت وبردت ولم يبق ورائي خادم ولا غلام الا وقد ماتوا من الضحك وهو مقطب لا يتبسم فقلت قد نفد ما عندي ووالله ما رأيت مثلك قط، فقال لي: هيه ما عندك فقلت، ما بقي لي سوى نادرة واحدة قال هاتها، قلت: وعدتني ان تجعل جائزتي عشر صفعات واسألك ان تضعفها لي وتضيف اليها عشر صفعات اخرى فاراد ان يضحك ثم تماسك وقال: تفعل يا غلام خذ بيده ثم مددت قفاي فصفعت بالجراب صفعة فكانها سقطت على قفاي قطعة واذا هو مملوء حصا مدورا فصفعت عشرا فكادت ان تنفصل رقبتي وطنت اذناي وانقدح الشعاع من عيني فصحت يا سيدي! نصيحة فرفع الصفع بعد ان عزم على العشرين فقال: قل نصيحتك فقلت يا سيدي! انه ليس في الديانة احسن من الامانة واقبح من الخيانة وقد ضمنت للخادم الذي ادخلني نصف الجائزة على قلها وكثرها، وامير المؤمنين بفضله وكرمه قد اضعفها وقد استوفيت نصفي وبقي نصفه فضحك حتى استلقى واستفزه ما كان سمع فتحامل له فما زال يضرب بيديه الارض ويفحص برجليه ويمسك بمراق بطنه حتى اذا سكن قال: عليّ به، فاتي به وامر بصفعه وكان طويلا فقال: وايش جنايتي؟ فقلت له: هذه جائزتي وانت شريكي فيها، وقد استوفيت نصيبي منها وبقي نصيبك فلما اخذه الصفع وطرق قفاه الوقع اقبلت الومه، واقول له: قلت لك: اني ضعيف معيل وشكوت اليك الحاجة والمسكنة واقول لك: خذ ربعها او سدسها وانت تقول: لا آخذ الا نصفها ولو علمت ان امير المؤمنين اطال الله بقاءه، جائزته

الصَّفعُ وَهبتُهما لكَ كلّها فعاد إلى الضحك مِنْ عِتابي للخادِم فلما استوفى نصيبه اخرجَ صرّةً فيها خمسمائة درهم وقال هذه كنتُ اعددتُها لك فلم يدعك فضولك حتى اخضرتَ شريكاً لك فقلتُ: واين الامانة؟ فقسمها بيننا وانصرفت ؛

لغوی تحقیق

ابن المغازل۔ علامہ مسعودی نے بیان کیا ہے کہ یہ بغداد میں ایک پر مزاح وظریف الطبع شخص تھا، نہایت ہوشیار اور خدا داد عقل کا مالک تھا جس کو بہت سے چٹکلے اور کہانیاں یاد تھیں، جو بھی کوئی اسے سنتا وہ ہنسے بغیر نہ رہتا اور قسم قسم کے افسانے سنا کر ہنساتا رہتا تھا۔ اس کی ولادت منصور کے دورِ خلافت میں ہوئی اور قرنِ ثالث کے آخر میں یعنی تقریباً ۲۹۸ھ میں انتقال کر گیا۔ نوادر۔ جمع نادرۃ۔ نادر کا مؤنث۔ نوادر الکلام، فصیح وبلیغ کلام۔ ندر (ک) ندارۃً۔ الکلام: فصیح ہونا، عمدہ ہونا عجیب وغریب ہونا۔ متنوعۃ۔ تنوع سے اسم فاعل ہے، قسم قسم کی باتیں۔ الحذق (ض، س) حذقاً، حذاقاً، حذاقۃً: چالاک و ماہر ہونا۔ باب الخاصۃ: بغداد میں ایک مشہور گیٹ ہے۔ اتنادر۔ تنادر: عجائبات بیان کرنا۔ الخدم۔ جمع خادم۔ الثکول۔ کصبور، ثکل بالضم سے مشتق ہے بمعنے موت وہلاکت۔ ثکل (س) ثکلاً ابنہ: گم کرنا، کھو دینا۔ عیلۃ۔ عال (ض) عیلاً، عیلۃً، عیولاً: ضرورت مند ہونا۔ صفت عائل۔ مؤنث عائلۃ۔ اسم عَیلۃ۔ تفتق۔ (ن، ض) فتقاً۔ الشیئ: پھاڑنا۔ الثوب: سیون ادھیڑنا۔ بات۔ اسم فاعل بمعنی بیار بمعنی لا۔ اجز تک۔ متکلم کا صیغہ ہے بمعنی دینا۔ للحین۔ لام بمعنی فی ہے بمعنی فوراً۔ اصفعک صفعہ (ف) صفعاً: طمانچہ مارنا۔ الجراب: تھیلا۔ ماأخطار۔ کلمۂ ما نافیہ ہے۔ الجائزۃ: بخشش۔ النعاشۃ۔ قال فی الحاشیۃ کذا فی المنقول عنہ ولعلہ النقاشۃ بالنون والقاف بالکسر حرفۃ النقاش: نقش ونگار کرنیوالا۔ نبطی۔ نبط کیطرف منسوب ہے۔ نبط ایک پہاڑی ہے جس کیطرف ایک عجمی قوم منسوب ہے جو عراقین کے مابین آباد ہوئی تھی۔ شاطر: ہوشیار، چالاک۔ ج شطار۔ عیار۔ آوارہ گرد۔ نفد (س) نفاداً: ناپید ہونا، ختم ہونا۔ فترت (ن) فتوراً: تیزی کے بعد ساکن ہونا۔ اور سختی کے بعد نرم پڑنا۔ بردت (ن) برداً (ک) برودۃً: ٹھنڈا ہونا۔ مقطب۔ قطب (ض) قطباً قطوباً: بدمزاجی کرنا۔ قفا: گدی۔ طنت (ض) طناً الاذن: جھنکار پیدا ہونا، بجنا، جھنجھنانا۔ الناقوس اوالذباب: بھنبھنانا۔ انقدح: آگ نکلنا۔ استفزہ۔ استفزازاً: متحیر کر دینا، باوجود مصیبت کے برداشت کرنا۔ یفحص۔ فحصھا برجلہ: پیروں سے کھودنا۔ مراق: پیٹ کا ملائم اور پتلا حصہ۔ ایش۔ ای شیئ کا مخفف ہے۔ الوقع۔ وقع (س) وقعاً۔ الرجل: پیروں کا درد مند ہونا۔ یہاں مطلق درد مراد ہے۔ معیل: زیادہ بال بچوں والا۔ صُرّۃ: تھیلی۔

توضیح

ابن مغازل ایک شخص تھا جو بغداد میں سڑکوں پر کہانیاں اور طرح طرح کی عجیب وغریب باتیں کرتا تھا اور بہت ہی ہوشیار آدمی تھا، نہیں قادر تھا کوئی شخص جو اس کی بات سنتا اور نہ ہنستا۔ اس نے بیان کیا کہ میں ایک دن باب الخاصہ پر کھڑے ہو کر لوگوں کو ہنسا رہا تھا اور نادر

باتیں سنا رہا تھا تو میرے پیچھے حاضر ہوا معتصم باللہ کا ایک خادم، تو میں نے خادموں کی نادر باتیں شروع کی تو وہ اس سے خوش ہوا اور چلا گیا، پھر لوٹ کر اس نے میرے ہاتھ پکڑ کر کہا، میں نے جاکر اپنے آقا کے سامنے کھڑے ہو کر تمہارا قصہ یاد کیا تو میں ہنسا۔ اس نے میرے اس عمل کو ناگوار سمجھا اور کہا تجھے کیا ہو گیا ہے تیرا ناس ہو۔ تو میں نے کہا کہ دروازے پر ایک شخص ابن مغازل سے مشہور ہے وہ عجیب عجیب باتیں اور قصے بیان کرتا ہے کہ جو مردوں کو بھی ہنسا دیتے ہیں، تو اس نے حکم دیا ہے تمہارے حاضر کرنیکا اور میرے لئے تمہارے انعام کا آدھا ہو گا۔ تو میں نے لالچ کیا انعام میں اور کہا اے میرے آقا میں کمزور ہوں اور محتاج ہوں۔ اگر آپ اس کا چھٹا یا چوتھائی لے لیں (تو بہتر ہو گا) لیکن وہ نہ مانا اور مجھے اس نے داخل کیا، میں نے سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا اور وہ کتاب دیکھ رہا تھا، کتاب کا اکثر حصہ اس نے دیکھ ڈالا تھا اور میں کھڑا تھا۔ اس نے کتاب کو بند کر کے میری جانب نظر اٹھائی، اور کہا تو ابن مغازل ہے؟ میں نے کہا ہاں اے میرے آقا۔ اس نے کہا تو ہی قصے بیان کرتا ہے اور عجیب وغریب نادر کہانیوں سے ہنساتا ہے۔ تو میں نے کہا اے امیر المومنین! ضرورت حیلہ کا دروازہ کھول دیتی ہے، میں لوگوں کیلئے قصے اکٹھا کر کے ان قصوں کے ذریعہ ان کے دلوں سے قریب ہوتا ہوں پھر ان سے کچھ بدلہ طلب کرتا ہوں۔ اس نے کہا سناؤ جو تمہارے پاس ہو اگر تم نے مجھے ہنسا دیا تو میں تم کو پانچسو درہم انعام دوں گا، اور اگر میں نہیں ہنسا تو پھر میرے لئے تمہارے ذمہ کیا ہے۔ تو میں نے فوراً ہی جواب دیا کہ میرے پاس گدی کے سوا کچھ نہیں ہے، تو پوچھئے جو آپ چاہیں۔ معتصم باللہ نے کہا تم نے انصاف کی بات کہی، اگر تم نے مجھے نہیں ہنسایا تو میں تمہیں اس تھیلے سے دس چپت لگاؤں گا۔ تو میں نے کہا میرا گمان غلط نہیں ہے شاید اس میں ہوا ہو اگر میں نے ہنسا دیا اسے تو میں نفع حاصل کروں گا اور انعام لے لوں گا ورنہ تو ہوا سے بھرے تھیلے سے دس چپت کھانا آسان کام ہے پھر میں عجیب عجیب قصے سنانے لگا اور کہانیاں اور چٹکلے بیان کرنا شروع کیا تو میں نے نہ چھوڑا کسی دیہاتی، نجومی، ہجڑا، قاضی، نبطی، سندی، نوکر، ترکی، عیار، بدمعاش کا واقعہ۔ اور میں نے نہیں چھوڑا کوئی عجیب سے عجیب واقعہ بھی مگر یہ کہ اسے ضرور بیان کیا۔ یہاں تک کہ میرے پاس والے سارے قصے ختم ہو گئے اور میرا سر دکھنے لگا اور میں سست اور ٹھنڈا پڑ گیا اور میرے پیچھے کوئی خادم اور نوکر نہیں تھا مگر یہ کہ ہنسی کی وجہ سے وہ مرے جا رہے تھے اور وہ ترش رو تھا، مسکراتا بھی نہ تھا۔ تو میں نے کہا جو کچھ میرے پاس تھا۔ خدا کی قسم تجھ جیسا میں نے نہیں دیکھا۔ اس نے کہا جو تمہارے پاس ہو وہ بیان کرو۔ تو میں نے کہا ایک نادر واقعہ کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ اس نے کہا وہ بھی سنا دے میں نے کہا تو نے مجھ سے وعدہ کیا کہ میرا انعام تو دس[10] چپت رکھے گا۔ اور میں تم سے یہ سوال کر رہا ہوں کہ تو دس چپت کو میرے لئے دوگنا کر کے اس میں دس دوسرے اور چپت شامل کر دے تو اس نے ہنسنے کا ارادہ کیا پھر رہ گیا اور کہا اے لڑکے اس کا ہاتھ پکڑ لے پھر میں نے اپنی گدی بڑھا دی، پھر مجھے اس تھیلے کے ذریعہ ایسا چپت مارا گویا کہ گدی پر پہاڑ کا ایک ٹکڑا گر پڑا اور حال یہ تھا کہ وہ تھیلا گول گول کنکریوں سے بھرا ہوا تھا، مجھے دس چپت لگنے پر ایسا معلوم ہوا کہ میری گردن الگ ہو جائے گی اور میرے کان جھنجھنانے لگے

اور میری آنکھوں سے شعاعیں نکلنے لگیں۔ میں نے چیخ کر کہا: اے میرے آقا ایک نصیحت سن لیجئے۔ تو اس نے چپت مارنا بند کر دیا جبکہ وہ بیس چپت کا ارادہ کر چکا تھا۔ اس نے کہا کہ تم نصیحت کی بات کہو، تو میں نے کہا اے میرے آقا دنیا میں امانت سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے اور میں اس خادم کیلئے ضامن ہو چکا ہوں جو مجھے لایا ہے آدھا انعام کا، خواہ انعام کم ہو یا زیادہ۔ اور امیر المؤمنین نے اپنے فضل و کرم سے انعام دوگنا کر دیا ہے اور میں آدھا وصول کر چکا ہوں اور آدھا باقی رہ گیا ہے۔ تو امیر المؤمنین ہنسنے لگا یہاں تک کہ چت لیٹ گیا اور سنی ہوئی بات پر اچھلنے لگا، پھر جب وہ سنبھل گیا تو اپنے ہاتھوں کو زمین پر مارنے لگا اور پیروں کو چلانے لگا اور اپنے پیٹ کے نرم حصہ کو پکڑے رہا، یہاں تک کہ جب وہ مطمئن ہو گیا تو اس نے کہا خادم کو لاؤ۔ خادم کو لایا گیا اور چپت لگانے کا حکم دیا گیا۔ خادم بہت لمبا تھا، اس نے کہا میری کیا غلطی ہے۔ تو میں نے کہا اس سے یہی میرا انعام ہے اور تو اس میں میرے برابر کا شریک ہے اور میں نے اپنا حصہ وصول کر لیا اور تیرا حصہ باقی رہ گیا۔ جب اس کے چپت شروع ہوئے اور جھکا دیا اس کی گدی کو درد نے تو میں نے اس کی ملامت شروع کر دی اور میں اس سے کہنے لگا کہ میں نے تجھ سے کہا تھا کہ میں کمزور محتاج ہوں اور میں نے تجھ سے ضرورت اور فقر و فاقہ کی شکایت کی تھی اور میں نے تم سے کہا تھا کہ تو اس کی چوتھائی یا چھٹا حصہ لے لے اور تو یہ کہتا رہا کہ میں نہیں لوں گا مگر آدھا۔ اور اگر میں جانتا کہ امیر المؤمنین اللہ اسکی عمر دراز کرے اس کا انعام چپت ہے تو میں تجھے سارا ہی دے دیتا۔ معتضد پھر ہنسنے لگا خادم کو میرے بگڑنے کی وجہ سے، جب وہ بھی اپنا حصہ وصول کر چکا تو اس نے تھیلی نکالی جس میں پانچ سو درہم تھے، اور کہا یہ میں نے تمہارے لئے ہی تیار کیا تھا، تجھ کو نہیں چھوڑا تیری فضول گوئی نے یہاں تک کہ تو نے حاضر کر دیا اپنے شریک کو۔ تو میں نے کہا اور امانت کہاں ہے، تو اس نے اسے ہمارے درمیان تقسیم کر دیا اور میں واپس لوٹ گیا۔

سَترُ العُیُوبِ وَالمُجَامَلَۃِ مَعَ مَن یُؤذِیہِ

عیوب کا چھپانا اور اچھا معاملہ کرنا اس شخص کیساتھ جو تکلیف دے

اَرَادَ مَولٰی لُقمَان بیعہٗ فقَال: یا مَولای! انّ لی علیك حقاً فلا تبعنی الا ممن اُحِبُّ قالَ: لكَ ذٰلكَ فكَانَ الرجُلُ اذا جَاءَ یسَامہٗ قالَ لای شیٔ تریدنی؟ فقال احدھم تحفظ علیّ بابی، قال، اشترنی فلماجنّہٗ اللیلُ اغلق البابَ وَ قامَ یصلی فی الدھلیز، وکان لبنات الرجل اخلاء فجاؤا فضربوا البابَ فقلنَ: یالقمانُ افتح البابَ فقال بابی انتنّ وامی، لیس لھٰذا اشترانی ابوکن فضربنہ ضرباً لَدنَ ان یاتین منہ علی نفسہ فلما اصبح لم یخبر اباھنّ فلما کانت اللیلۃ الثانیۃ عاودنہ بمثل ذٰلك فلما اصبح لم یخبر اباھنّ فلما کانت اللیلۃ الثالثۃ عاودنہ بمثل ذٰلك فلما اصبح لم یخبر اباھنّ فاقبل بعضھن علی بعض فقلن ماجعل اللہ ھٰذا العبدَ الاسود اولی بھٰذ الخیر منا قال (الراوی) فنسکن نسکاً لم یکن فی بنی اسرائیل افضل منھن۔

لغوی تحقیق المجاملۃ : اچھا برتاؤ کرنا۔ یسآمہٗ ۔ استیاماً : بھاؤ لگانا، قیمت کو متعین کرنا۔ جنۃ ، (ض) جنّاً : چھپا ہوا ہونا۔ اخلاء۔ جمع خلیل : دوست ۔ فنسکَ (ن،ک) نسکاً : پارسا ہونا، زاہد و عابد ہونا۔

توضیح حضرت لقمانؑ کے آقا نے انکو بیچنے کا ارادہ کیا تو حضرت لقمان نے فرمایا اے میرے آقا : میرا آپ پر ایک حق ہے۔ آپ مجھے اس کے پاس بیچئے جسے میں چاہوں تو آقا نے کہا تیرے لئے اس کا اختیار ہے۔ جب کوئی شخص آکر بھاؤ لگاتا تھا تو آپ کہتے تھے کس کام کیلئے تو مجھے چاہ رہا ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا تم میرے دروازے کی حفاظت کروگے؟ تو حضرت لقمان نے فرمایا تو مجھے خرید لے۔ جب رات آگئی تو انھوں نے دروازہ بند کرکے دہلیز پر نماز پڑھنا شروع کر دیا اور اس شخص کی لڑکیوں کے کچھ دوست تھے، انھوں نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا تو لڑکیوں نے کہا اے لقمان دروازہ کھولئے۔ تو حضرت لقمان نے فرمایا تم پر میرے والدین قربان ہوں۔ اسلئے مجھے نہیں خریدا ہے تمہارے والد نے۔ تو لڑکیوں نے ان کو اتنا مارا کہ وہ انکی جان کے درپے ہوگئی تھیں۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے ان کے والد کو خبر نہیں دی۔ جب دوسری رات ہوئی تو انھوں نے اسی طرح کیا۔ جب تیسری رات ہوئی تو انھوں نے اسی طرح مارپیٹ کی۔ جب صبح ہوئی تو حضرت لقمان نے ان کے والد کو خبر نہیں دی، تو بعض بعض پر متوجہ ہوکر کہنے لگیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس حبشی غلام کو اس خیر کے متعلق ہم سے بہتر نہیں بنایا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ وہ ایسی پرہیزگار ہوئیں کہ بنی اسرائیل میں اس سے بہتر عورت نہیں تھیں۔

الدناءۃ

کمینگی

مرّ بالحَطیئۃ ابن حمامۃ وهو جالسٌ بفناءِ بیتہٖ فقالَ : السلام علیکمُ، فقالَ قد قلتَ مَالا یُنکر قالَ : خرجتُ من اهلی بغیر زاد قال : ما ضمنتُ لاهلك قراك قال : افتاذنُ لی اَن آتِیَ ظلَّ بیتكَ ؟ قال : دونك الجبلُ یفئُ علیك ، قال : انا ابن حمامۃ قال : انصرف وکن ابنَ ایّ طائرٍ شئت ۔

لغوی تحقیق الدناءۃ : فرومائگی (س) دنا ودناءۃً : گھٹیا ہونا۔ ردی ہونا۔ صفت دَنِیٌّ ۔ ج ادنیاء ۔ الحطیئۃ : بدشکل، ٹھنگنا، بونا۔ الحُطَیئۃ تصغیر کے ساتھ۔ اس جگہ ابوملیکہ جرول ابن اوس ابن مالک شاعر کا لقب ہے جو فصاحت و بلاغت میں بہت بلند مقام رکھتا تھا۔ اپنے وقت کا زبردست شاعر تھا، لیکن بڑا کمینہ، رذیل و گھٹیا، بدمعاش اور بدخلق تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہوگیا تھا۔ ایک دن اس کے خیال میں آیا کہ کسی کی برائی بیان کرے مگر باتفاق اس دن کوئی ملا نہیں تو اپنے دل ہی میں کہنے لگا ؎

ابت شفتای الیوم الا تکلما ٭ بشر فما ادری لمن انا قائلہ

کچھ دیر کے بعد پانی کے چشمہ پر پہونچا اور اس میں چہرہ دیکھا تو اس نے اپنی ہی ہجو میں یہ شعر کہا ؎

اری لی وجھاً قبح اللہ خلقہ ❊ فقبح من وجہ حاملہ

مرضِ وفات میں اس سے کہا گیا کہ کچھ وصیت کر جا، اس نے کہا میرا سارا مال میری اولاد کیلئے ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اللہ نے اس کا حکم نہیں کیا۔ اس نے برجستہ کہا میں تو حکم کر رہا ہوں۔ ابن حمامہ۔ ایک بدو تھا جس کو شعر و شاعری سے بڑی دلچسپی تھی حتیٰ کہ اسی پر اپنا گذر بسر کرتا تھا، قرنِ ثانی کے آخر میں دارِ فانی سے دارِ آخرت کو رحلت فرمائی۔ دونک۔ اسم فعل بمعنیٰ امر ہے ای خذہ یعنی لے لو۔ یفیٔ (ض) فیئاً الظل: سایہ کا ہٹ جانا، سایہ کرنا۔

توضیح حطیئہ کے پاس سے ابن حمامہ گذرا اور وہ اپنے گھر کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا۔ ابن حمامہ نے کہا السّلام علیکم تو حطیئہ نے کہا تو نے ایک ناقابلِ انکار بات کہی۔ ابن حمامہ نے کہا میں اپنے گھر والوں سے بغیر توشہ کے نکل گیا ہوں۔ حطیئہ نے کہا میں تیرے گھر والوں کیلئے تیری مہمان داری کا ضامن نہیں ہوں۔ ابن حمامہ نے کہا کیا تم مجھے اجازت دوگے اپنے گھر کے سایہ میں آنے کی۔ تو حطیئہ نے کہا پہاڑ میں چلا جا وہ تجھ پر سایہ ڈالے گا۔ ابن حمامہ نے کہا میں ابن حمامہ ہوں۔ حطیئہ نے کہا چلا جا اور جس پرندے کا چاہے بیٹا بن جا۔

العلم لا یعطیک بعضہ حتی تعطیہ کلک

علم تجھے اپنا معمولی سا حصہ بھی نہیں دیگا جبتک کہ تو اسے اپنا سب کچھ نہ دیدے

قال علی بن الجعد: حدثنی ابو یوسف قال توفی ابی ابراھیم وخلفنی صغیراً فی حجر اُمّی فاسلمتنی الیٰ قصّارٍ اخدمہ فکنت ادع القصّار وامرّ علیٰ حلقۃ ابی حنیفۃ فاجلس واستمع فتجیٔ امّی فتاخذ بیدی وتذھب بی الی القصّار وکان ابو حنیفۃ یعنی بی لما کان یری من حرصی علی التعلم فلمّا طال ذلک علیٰ اُمّی وکثر علیھا ھربی قالت لابی حنیفۃ ما لھٰذا الصبی فساد غیرک ھٰذا صبیٌّ یتیمٌ لا شیٔ لہ وانما اُطعمہ من مغزلی وآمل ان یکتسب دانقاً یعود بہ علیٰ نفسہ فقال لھا ابو حنیفۃ مُرّی، یارعناء! ھا ھو ذا، یتعلم اکل الفالوذج بدھن الفستق فانصرفت عنہ وھی تقول: انت شیخ قد خرفت وذھب عقلک ثم لزمتہ ونفعنی اللہ تعالیٰ بالعلم ورفعنی حتیٰ تقلدت القضاء فکنت اُجالس الرشید واٰکل معہ علیٰ مائدتہ فلمّا کان فی بعض الایام قدم الیہ فالوذجۃ فقال لی: کُل یا یعقوب! فلیس فی کل یوم یُعمل لنا مثلھا فقلت: وما ھٰذہ یا امیر المؤمنین فقال: ھٰذہ فالوذجۃ بدھن الفستق فضحکتُ فقال لی: مِمَّ تضحک؟ فقلت خیراً ابقی اللہ امیر المومنین فقال لتخبرنی والحّ علیّ فحدثتہ بالقصۃ من اولھا الیٰ آخرھا فعجب من ذٰلک ❊

18/2

لغوی تحقیق علی بن الجعد بن عبید ابوالحسن۔ جوہر بغدادی۔ آپ کی ولادت ۱۳۳ھ میں ہوئی۔ ابتداء ہی سے علم دین حاصل کرنے کا بڑا شوق تھا، آپ کا حافظہ بہت قوی تھا، انتہائی ذکی فصیح و بلیغ تھے۔ چنانچہ آپ نے حضرت امام ابو یوسفؒ کی صحبت اختیار کی اور ان کے علاوہ دیگر لوگوں سے بھی علم حاصل کیا۔ آپ اپنے وقت کے محدث اور فقیہ تھے، اور امام بخاریؒ اور امام ابوداؤد وغیرہ کے استاذ ہیں۔ موسیٰ بن داؤد کا ارشاد ہے کہ میں نے علی بن الجعد سے بڑھکر حافظِ حدیث نہیں دیکھا، آپ کی لقاء امام ابو حنیفہؒ سے بھی ہے اور حضرت کے جنازہ مبارکہ پر بھی حاضر ہوئے ہیں۔ حِجْر: گود۔ ج حجور۔ قصّار: دھوبی۔ مغزَل۔ مِغزَل: تکلہ۔ ج مغازل۔ اَمَلَ۔ اَمَلاً: امید کرنا۔ دانق: درہم کے چھٹے حصے کا ایک سکہ۔ ج دوانق۔ یہ لفظ فارسی ہے۔ مُرِّی۔ مرور سے امر حاضر ہے۔ رعناء: بیوقوف۔ رَعَنَ (س، ک، ف) رعونۃً: احمق بیوقوف ہونا۔ دُہن: روغن۔ الفستق: پستہ۔ خرف (س، ک) خرفاً: بڑھاپے کیوجہ سے فاسد العقل ہونا۔ مائدۃ: دسترخوان۔ اَلَحَّ فی السوال: ضد کرنا۔

توضیح علی ابن جعد بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابو یوسف نے بیان کیا کہ میرے والد ابراہیم کا انتقال ہوا اور مجھے میری والدہ کی گود میں چھوٹا سا چھوڑ کر چلدیئے تو میری والدہ نے مجھے ایک دھوبی کے حوالہ کیا اس کی خدمت کیلئے۔ میں دھوبی کو چھوڑ کر امام ابو حنیفہؒ کے حلقۂ درس میں جا کر بیٹھتا تھا اور سنتا تھا۔ میری والدہ آتی تھی اور میرا ہاتھ پکڑ کر دھوبی کے پاس لے جاتی تھی اور امام ابو حنیفہؒ مجھ پر توجہ دیتے تھے سیکھنے پر حرص دیکھتے ہوئے جب اسی طرح بہت دنوں تک معاملہ رہا میری والدہ کیلئے اور اس پر میرا بھاگنا حد سے زیادہ ہو گیا تو والدہ نے امام ابو حنیفہؒ سے کہا اس بچے کے خراب ہونیکا سبب آپ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ یہ ایک یتیم بچہ ہے جس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ میں سے کھلاتی ہوں اپنے تکلے کے ذریعہ اور مجھے امید ہے کہ یہ ایک آدھ درہم کما کر اپنے لئے فائدہ کا سامان مہیا کریگا۔ امام ابو حنیفہؒ نے اس سے فرمایا کہ جاؤ اے پگلی وہ یہ ہے جو سیکھ رہا ہے فالودہ کھانا روغنِ پستہ کے ساتھ۔ انکی والدہ امام ابو حنیفہؒ کے پاس سے یہ کہتے ہوئے لوٹی تو بوڑھا ہو گیا ہے تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے اور تیری عقل جاتی رہی۔ پھر میں امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں پابندی سے حاضر ہوتا رہا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے علم سے مجھے فائدہ پہنچایا اور مجھے اس قدر بلند کیا کہ میں منصبِ قضاء پر فائز ہو گیا۔ چنانچہ میں ہارون رشید کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا تھا اور اس کے دسترخوان پر کھاتا پیتا تھا۔ ایک دن اس کے پاس فالودہ لایا گیا تو مجھ سے ہارون رشید نے کہا یعقوب کھالو، ہر دن اس طرح ہمارے لئے تیار نہیں ہوتا۔ میں نے کہا امیر المومنین یہ کیا ہے تو ہارون رشید نے کہا یہ روغنِ پستہ میں ملا ہوا فالودہ ہے۔ تو میں ہنسا تو مجھ سے کہا آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ میں نے کہا کوئی بات نہیں۔ اللہ امیر المومنین کو تا دیر باقی رکھے۔ تو ہارون رشید نے کہا ضرور بتاؤ اور بہت اصرار کیا۔ میں نے پورا قصہ سنایا تو وہ اس پر تعجب کرنے لگا۔

العفو عن المذنبین

غلطی کرنیوالوں کو معاف کر دینا

وَكَانَ رَجُلٌ شِرِّيبٌ جمع قومًا من ندمائه، وَدفع الى غلامٍ له اربعةَ دراهمَ ان يشترى بها مِنَ الفواكهِ للمجلسِ فمرَّ الغلامُ بباب مجلس منصور بن عمارٍ وهو يسأل لفقيرٍ شيئًا ويقول من دفع له اربعةَ دراهمَ، دعوتُ له اربعَ دعواتٍ، فدفع له الغلام الدراهم فقال له منصور. ما الذى تريد ان ادعُوَ لك؟ قالَ: ان يعتقنى الله من رق العبودية فدعا منصور وَامَّنَ الناسُ، قال: والثانية؟ قالَ ان يخلف اللهُ علىَّ الدراهمَ فدعا لهُ وَامّن الناس قال: وَالثالثةُ؟ يا غلام! قالَ: اَنْ يتوبَ اللهُ على مولاىَ فدعا لهُ وَامّن الناس قال، والرابعة؟ يا غلام! قال: ان يغفرَ الله لى ولمولاىَ ولك يا منصورُ! وللحاضرين فدعا منصور وامّن الناسُ فرجع الغلام فقالَ له مولاه لِمَ ابطأتَ؟ فقصَّ عَليه القصةَ، قالَ وَبِمَ دَعَا؟ قالَ: سئلتُ لنفسى العتقَ قالَ اذهَبْ فانتَ حُرٌّ. قال: وَالثانيةُ؟ قالَ اَنْ يخلف الله علىَّ الدراهمَ قال: لك اَربعةُ آلافِ درهم، قالَ: وَالثالثة قال اَن يتوبَ اللهُ عليكَ، قالَ: تبتُ اِلَى اللهِ عزوجلَّ، قالَ: والرابعة؟ قالَ: اَنْ يغفرَ لى ولكَ وَللواعظِ وللحاضرين قالَ: هٰذه الواحدةُ ليست اِلَىَّ فلمّا باتَ رأى فى المنامِ كأن قائلًا يقولُ: انتَ فعلتَ ما كانَ اليكَ اترانى لا افعل ما كانَ اِلَىَّ قد غفرتُ لكَ وَللغلام وللمنصور وللحاضرينَ ؛

لغوی تحقیق

المذنبین - جمع مذنب: بدکار، قصوروار۔ شِرِّیب: بے انتہا شراب نوشی کرنیوالا۔ ندماء۔ جمع ندیم۔ مجلس شراب کا دوست، ساقی۔ الفواکہ۔ جمع فاکہۃ: میوہ، پھل۔ منصور بن عمار شیخ ابوالسری واقفِ طریقت، کاشفِ حقیقت اور ایسے شاندار مقرر تھے کہ اس زمانہ میں آپ کا مثل نہ تھا۔ آپ خراسان کے باشندے تھے۔ اور بعض لوگ مرو اور بعض لوگ بصرہ کو آپ کا ماویٰ و ملجا بتلاتے ہیں، بعد میں آپ عراق چلے گئے تھے، آپ صاحب علم و حکمت اور فصحاء و بلغاء میں شمار ہوتے تھے۔ آپ کی وفات ۲۲۵ھ میں ہوئی۔ وفات کے بعد حضرت ابوالحسن شعرانی نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ باری تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا تو انھوں نے کہا کہ بخش دیا اور مجھے حکم کیا کہ جس طرح تو دنیا میں ہماری تعریف انسانوں کے روبرو کرتا تھا اسی طرح ملائکہ کے سامنے ہماری حمد و ثناء کر۔ رق: غلامی، پتلی چیز۔ الطأت۔ بطوء: دیر کرنا۔

توضیح

ایک شرابی نے اپنی مجلس شراب کے مصاحبین کو جمع کیا اور اپنے ایک غلام کو چار درہم دیئے تاکہ وہ ان دراہم سے مجلس کیلئے میوے خرید لائے تو غلام منصور بن عمار کی مجلس کے دروازے سے گذرا اور منصور فقیر کے لئے کچھ مانگ رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ جو اس کو چار درہم دے گا میں اس کے واسطے چار دعائیں کرونگا تو غلام نے فقیر کو چار درہم دیدیئے۔ تو اس سے منصور نے کہا کس چیز کیلئے دعا تم چاہتے ہو۔ غلام نے کہا کہ اللہ مجھے غلامی سے آزاد کردے تو منصور نے دعا کی اور لوگوں نے آمین کہی۔ کہا دوسری؟ کہا کہ اللہ تعالےٰ مجھے وہ چار درہم واپس کردے تو منصور نے اس کے لئے دعا کی اور لوگوں نے آمین کہی۔ منصور نے کہا اور اے غلام تیسری کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ

اللہ تعالیٰ میرے آقا کو توبہ کی توفیق دے۔ تو منصور نے اس کے لئے دعا کی اور لوگوں نے آمین کہی۔ تو منصور نے کہا اے غلام چوتھی کیا ہے؟ تو غلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ میری، میرے آقا کی اور تمام حاضرین مجلس کی مغفرت فرمائے۔ تو منصور نے دعا کی اور لوگوں نے آمین کہی، پھر غلام لوٹا تو اس سے اس کے آقا نے کہا کہ تم نے تاخیر کیوں کی؟ تو غلام نے سارا قصہ سنایا، تو آقا نے کہا اور کس چیز کی منصور نے دعا کی، تو غلام نے کہا اپنے لئے میں نے آزادی کی درخواست کی، تو آقا نے کہا جاؤ تم آزاد ہو۔ آقا نے کہا اور دوسری کیا ہے؟ غلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے وہ درہم واپس کردے تو آقا نے کہا تیرے لئے چار ہزار درہم ہیں۔ آقا نے کہا تیسری۔ غلام نے کہا کہ تجھے اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق دے آقا نے کہا میں نے اللہ سے توبہ کی۔ آقا نے کہا اور چوتھی۔ غلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ میری، آپ کی اور واعظ کی اور حاضرین مجلس کی مغفرت فرمائے۔ آقا نے کہا یہ ایک درخواست ایسی ہے جو میرے اختیار میں نہیں ہے۔ جب رات کو سویا تو خواب میں دیکھا کہ کہنے والا یہ کہہ رہا ہے تو نے وہ سب کچھ کرلیا جو تیرے بس میں ہے کیا تم مجھے سمجھتے ہو کہ میں وہ نہیں کروں گا جو میرے بس میں ہے۔ میں نے تمہاری، غلام کی اور حاضرینِ مجلس کی مغفرت کردی۔

احسن الیٰ من اساء الیک

اس شخص سے بھلائی سے پیش آ جو تمہارے ساتھ برائی کرے

وحُکِیَ اَنَّ زُبَیدَۃَ العباسیۃ کانت جالسۃً ذات یومٍ فی قصرھا وَقد دخلت علیھا حاجبتھا تقول لھا: انّ امرأۃً جمیلۃً علیھا المھابۃ ترید الدخولَ علیكِ وتذکران لھا معرفۃً قدیمۃً تامۃً بھا فانکرت زبیدۃ ذٰلكَ وتوقفت فیہِ ثم سألھا من حضرھا من نسائھا وجواریھا فی الاذن لھا فاذنت فدخلت امرأۃ تامۃ القامۃ معتدلۃ الخلقۃ جمیلۃ الصورۃ علیھا اطمار بالیۃ ورداء مرقع فجعلت تمشی علی استحیاء تلاحق حیطان الاروقۃ حتّٰی انتھت الیٰ باب المجلس فسلّمت فقالت زبیدۃ حییتِ فمن انت؟ قالت انا جریحۃ الزمان وطریحۃ الحدثان، ذھبت الرجال اختلف الاحوال وجفانا الصدیق وکدنا ان نلقی علی الطریق فقالت لھا: انتسبی فقالت انا زبیبۃ ابنۃ مروان ابن محمد فقالت لاحیّاكِ اللہ ولا سلّم علیكِ ویلكِ اتذکرین؟ وقد دخلَ عجاشرنا وانتِ فی ملكِكِ وجبروتكِ یسألنكِ ویرغبن ان تسألی صاحبكِ ان ینزل فی انزال ابراھیم من خشبتہ فما فعلت فتغرغرت عیناھا بالدموع وقالت یا ابنۃ العم! وای شئ اعجبكِ من ثمرۃ العقوق وقطع الرحم وکفر النعمۃ حتی تتأسّین السلام علیکم ورحمۃُ اللہ ثم ولّت منصرفۃً فندمت زبیدۃ علیٰ بادرتھا وادرکتھا رقۃ، بعثت جواریھا الیھا فلم ترجع فقامت تعد خلفھا حتّٰی ادرکتھا فی الدھلیز وردتھا واعتذرت الیھا فرجعت

فامرت جواریها ان یدخلنها الحمّام واحضرت لها اصنافًا من الثیاب والجباب فاختارت منها مالبست وتطیّبت واقبلت کانّها فلقۃ قمر فقامت الیها واعتنقتها ورفعت مجلسها واکلتها، فلما دخل الخلیفۃ قصّت علیه القصۃ فشکرها علی تدارك فارطها وامرها ان تفرض لها مقصورۃ وجواری یخدمنها وتسألها هل بقی لها من تعنی بامرہ ففعلت معها ذلك

لغوی تحقیق

زبیدہ - امیرالمومنین ہارون الرشید کی زوجہ تھیں اور جعفر بن منصور کی صاحبزادی تھیں، بہت نیک خصلت ومشہور پارسا بی بی تھیں۔ قصر، محل۔ اطمار۔ جمع طِمر، پرانی چادر۔ رثۃ، پھٹا پرانا کپڑا۔ بالیۃ، پرانے۔ ردآء، چادر۔ مرقع، پیوند در پیوند۔ حیطآن۔ جمع حائط، دیوار۔ اَروقۃ۔ جمع رُواق، برآمدہ، سائبان جریحۃ بمعنی مجروح۔ طریحۃ بمعنی مطروحۃ، ڈالا ہوا، پھینکا ہوا۔ الحدثات، مصائب زمانہ۔ اختلت۔ اختلالاً، خراب ہونا جفانا (ن) جفائۃ: زیادتی کرنا، ظلم کرنا۔ ربیبۃ: دایہ، پرورش کرنیوالی۔ وقد دخل۔ جملہ حالیہ مفعول کے قائم مقام ہے۔ عجائز۔ جمع عجوز، بوڑھی عورت۔ جبروت، گھمنڈ، سرکشی۔ نمرۃ: دھاری دار چادر، اون کی چادر جس میں سیاہ وسفید دھاریاں ہوں۔ ج نمار۔ العقوق: نافرمانی، ترک شفقت۔ رقۃ: نرم دلی، مہربانی۔ جباب۔ جمع جبۃ۔ ایک قسم کا لباس ہے۔ فلقۃ: ٹکڑا۔ اعتنقتہا۔ اعتناقًا: ایک دوسرے کی گردن میں ہاتھ ڈالنا۔ فارط: پیش دستی۔ مقصورۃ: چھوٹا حجرہ، شب زفاف کیلئے مزین کیا ہوا مکان۔

توضیح

اور منقول ہے کہ زبیدہ عباسیہ ایک دن اپنے محل میں بیٹھی ہوئی تھی، اس کے پاس اس کی حاجبہ اس سے یہ کہتے ہوئے داخل ہوئی کہ ایک خوبصورت عورت جس پر پرانے کپڑے ہیں وہ آپ کے پاس آنا چاہتی ہے اور وہ بیان کرتی ہے کہ اس نے اچھی طرح بہت پرانی جان پہچان ہے آپ سے۔ تو زبیدہ نے اس کا انکار کیا اور اس سلسلہ میں اس نے توقف کیا پھر اس کے بارے میں اپنے پاس موجود عورتوں اور باندیوں سے اس کی اجازت دینے کے بارے میں پوچھا۔ پھر زبیدہ نے اجازت دی تو ایک عورت پورے قدوالی مناسب اعضاء والی حسین شکل والی داخل ہوئی جس پر پرانے کپڑے اور پیوند لگی ہوئی چادر تھی، وہ شرما کر چل رہی تھی برآمدوں کی دیوار سے لگ کر، یہانتک کہ مجلس کے دروازے تک پہونچی پھر اس نے سلام کیا، تو زبیدہ نے کہا تو زندہ رہے تو کون ہے؟ اس نے کہا میں زمانے کی زخم کھائی ہوئی اور حوادث زمانہ کی پھینکی ہوئی ہوں۔ مرد چلے گئے، حالات درہم برہم ہو گئے اور ہم پر دوستوں نے ظلم کیا اور ہم قریب تھے کہ راستے پر ڈال دیئے جائیں۔ تو زبیدہ نے کہا اس سے کہ تو اپنا نسب بیان کر۔ اس نے کہا میں مروان ابن محمد کی صاحبزادی کی دایا ہوں۔ زبیدہ نے کہا کہ اللہ تجھے زندہ نہ رکھے اور نہ تجھ پر سلامتی نازل کرے تیرا ناس ہو کیا تجھے یاد ہے کہ ہماری کچھ بوڑھی عورتیں گئی تھیں اور تو اپنی حکومت اور سلطنت کے اندر تھی تجھے سوال کر رہی تھیں کہ تو اپنے صاحب سے یہ درخواست کرے کہ وہ اجازت دیدے ابراہیم کو سولی سے اتارنے کی، تو تونے منظور نہیں کیا تھا۔ اس عورت کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں۔ اور کہنے لگی اے چچا کی لڑکی اور کون سی چیز تم کو بھلی معلوم

ہوئی قطع رحمی اور نافرمانی کی چادروں میں سے اور ناشکری میں سے یہانتک کہ تو اسے اختیار کررہی ہے تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر واپس چلی گئی۔ زبیدہ کو اپنے کئے ہوئے پر ندامت ہوئی اور اس پر رقت طاری ہوئی، اس نے اپنی باندیوں کو اس کے پاس بھیجا وہ واپس نہیں ہوئی تو زبیدہ اٹھ کر اس کے پیچھے دوڑی یہانتک کہ دہلیز پر اسے پکڑ لیا اور اسے واپس کیا اور معذرت چاہی تب وہ واپس ہوئی، پھر زبیدہ نے اپنی باندیوں کو اسے غسل خانہ میں لیجانے کا حکم دیا اور اس کیلئے مختلف قسم کے کپڑے اور جبّے حاضر کئے تو اس نے اپنے پسند کا پہن لیا، خوشبو لگائی اور نکلی گویا وہ چاند کا ٹکڑا تھی۔ زبیدہ اس کیطرف اٹھی اس کو گلے سے لگایا اور اس کے مقام کو بلند کیا اور اس کیساتھ کھایا پیا۔ پھر جب خلیفہ داخل ہوا تو زبیدہ نے اسے سارا قصہ سنایا تو خلیفہ نے شکریہ ادا کیا زبیدہ کی پیش دستی کے تدارک پر اور اس کو حکم دیا کہ اس کیلئے ایک چھوٹا سا کمرہ متعین کر دیا جائے اور کچھ باندیاں جو اس کی خدمت کریں اور اس سے پوچھا جائے کیا اس کا کوئی شخص باقی رہ گیا ہے جس کے معاملے کا یہ خیال رکھتی ہے، تو زبیدہ نے اس کے ساتھ اسی طرح کیا۔

مدح الجبن
بزدلی کی تعریف

وَقَالَ اَسْلَمُ بْنُ زُرْعَةَ وَكَانَ وَجَّهَهُ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ زِيَادٍ لِحَرْبِ اَبِي بِلَالٍ الْخَارِجِيِّ فِي الْفَيْنِ وَاَبُوْ بِلَالٍ فِي اَرْبَعِيْنَ رَجُلًا فَشَدَّ عَلَيْهِ شَدَّةَ رَجُلٍ وَاحِدٍ، فَانْهَزَمَ هُوَ وَاَصْحَابُهُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى ابْنِ زِيَادٍ عَنَّفَهُ فِي ذٰلِكَ وَقَالَ اتَمْضِي فِي الْفَيْنِ وَتَنْهَزِمُ عَنْ اَرْبَعِيْنَ بِمَخْرَجٍ عَنْهُ وَهُوَ يَقُوْلُ: لَاَنْ يَذُمَّنِي ابْنُ زِيَادٍ حَيًّا خَيْرٌ مِنْ اَنْ يَمْدَحَنِي وَاَنَا مَيِّتٌ وَفِي رِوَايَةٍ اُخْرٰى اَنْ يَشْتُمَنِي الْاَمِيْرُ وَاَنَا حَيٌّ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ يَدْعُوَ لِي وَاَنَا مَيِّتٌ، فَقَالَ شَاعِرُ الْخَوَارِجِ ؎

اَاَلْفَا مُؤْمِنٍ لَسْتُمْ كَذٰلِكُمْ	وَلٰكِنِ الْخَوَارِجُ مُؤْمِنُوْنَا
هُمُ الْفِئَةُ الْقَلِيْلَةُ قَدْ عَلِمْتُمْ	عَلَى الْفِئَةِ الْكَثِيْرَةِ يُنْصَرُوْنَا

لغوی تحقیق الجبن (ن،ک) جُبْنًا، بے ہمت ہونا۔ بزدل ہونا۔ عَنْفٌ، سختی سے معاملہ کرنا۔ (ک) عنفا: سختی کرنا۔ صفت عنیف۔ ج عُنُف۔ الفِئَۃ: جماعت، گروہ۔

توضیح اسلم بن زرعہ نے بیان کیا جسے عبید اللہ ابن زیاد نے ابو بلال خارجی سے لڑنے کیلئے دو ہزار آدمیوں کے لشکر کے ساتھ روانہ کیا تھا اور ابو بلال چالیس آدمیوں کے ساتھ تھا۔ ابو بلال نے اس پر ایک آدمی

کیطرح اتنا زور حملہ کیا کہ اسلم اور اس کے ساتھی مغلوب ہوگئے۔ جب ابن زیاد کے پاس آیا تو اس نے اسے برا بھلا کہا اور کہا کیا تو دو ہزار آدمیوں کے ساتھ جاکر چالیس آدمیوں سے شکست کھاتا ہے تو وہ ابن زیاد کے پاس سے یہ کہتے ہوئے نکلا کہ ابن زیاد کا میری مذمت کرنا زندہ ہونیکی حالت میں بہتر ہے کہ وہ میری تعریف کرے جب میں مرجاؤں۔ اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ امیر المؤمنین مجھے زندہ ہونیکی حالت میں گالی دے یہ مجھے زیادہ پسند ہے کہ وہ میرے لئے دعا کرے جب میں مرجاؤں۔ تو ایک خارجی شاعر نے کہا ؎

کیا دو ہزار آدمیوں کا مومن ہونا بعید ہے تم تو ایسے نہیں ہو لیکن خوارج ہی ایمان والے ہیں وہ تھوڑے سے ہیں تم جانتے ہو کہ وہ بڑی جماعت پر غالب آجاتے ہیں۔

الحذاقة فی الرّمی

تیر چلانے میں مہارت

حَدَّثَ العتبی عَنْ بعضِ اشیاخہٖ قالَ: کُنتُ عند المُھَاجر بن عبد اللہ وَالی الیمامَۃِ فأُتی باعرابی کَانَ مَعروفًا بالسّرف فقالَ لَہٗ اخبرنی عن بعض عجائبك، قال: عجائبی کثیرۃ ومن اعجبھا انہٗ کَانَ لی بعیرٌ لا یُسبق وَکانت لی خیل لا تلحق فکنتُ اخرج فلا ارجع خائبا فخرجتُ فاحترشت ضبا فعلقتہ علی قبتی ثم مررتُ بخباءٍ لیس فیہ الا عجوز فقلت: یجب ان یکون لھذہٖ رائحۃ من غنم وابل فلما امسیتُ اذا ابل، واذا شیخ عظیم البطن شثنُ الکفین ومعہٗ عبد اسود فلما رأی رحّب بی ثم قام الی ناقۃ فاحتلبھا وناولنی العُلبۃ فشربتُ ما یشرب الرجل فتناول الباقی فضرب بھا جبھتہٗ ثم احتلب تسع اینق فشرب البانھن ثم نحر حُوارًا فطبخہ فاکلتُ شیئا واکل الجمیعَ حتی القی عظامہٗ بیضا وجثی علی کومۃ وتوسّدھا ثم غطّ غطیط البکر فقلتُ ھذہ وَاللہِ الغنیمۃ ثم قمتُ الی فحل ابلہٖ فخطمتُہٗ ثم قرنتہ ببعیری وصحتُ بہٖ فاتبعنی واتبعتُ الابل اربابًا فی قطارٍ فصارت خلفی کانھا حبل ممدود فمضیت اُبادرُ ثنیّۃً بینی وَبینھا مسیرۃ لیلۃ للمسرع وَلم ازل اضرب بعیری مرۃً بیدی وَمرۃً برِجلی حتی طلع الفجرُ فابصرت الثنیۃَ وَاذا علیھا سواد فلما دنوتُ منہ اذا الشیخ قاعدٌ وقوسہٗ فی حجرہٖ فقال اضیفنا قلتُ نعم، قال استخر نفسك عن ھذہ الابل قلتُ لا، فاخرج سھمًا کانہٗ لسان کلب، ثم قال انظرہٗ بین اُذنی الضبّ المعلّق فی القتب ثم رماہ فصدّع عظمہٗ عن دماغہٖ فقال لی: ماتقول؟ قلتُ: انا علی رائی الاول قالَ انظر ھذا السھمَ الثانی فی فقرۃِ ظھرہ الوسطی ثم رمی بہٖ فکانما قدّرہ بیدہٖ ثم قال رأیك؟ فقلتُ انی احب ان استثبت قال انظر ھذا السھم

فی عکوۃ ذنبہ وَ الرابعُ واللہ فی بطنك، ثم رماہُ، فلم یخطُ العکوۃَ، قلتُ، انزلُ آمنا، قال: ودفعت الکیہ خطامَ فحلِہٖ، وقلتُ: ھٰذہ ابلك، لم تذہب منہا وبرۃ، وَ انا انظرمنی یرمینی بسھم یقصد بہٖ قلبی، فلما تباعدتُ قال اقبل، فاقبلتُ وَ اللہِ فَرَقًا من شرّہٖ لاطمعًا فی خیرہٖ فقالَ ما احسبك تجشّمتَ اللیلۃ مَا تجشمتَ الّا من حَاجۃٍ قلتُ: نعم، قال فاقرن من ھٰذہٖ الابل بعیرین وامض لِطیتك، قال، قلتُ، اما واللہِ لا امضی حتیٰ اخبرك عن نفسك فلا واللہ ما رأیتُ اعرابیا اشدَّ ضرسًا ولا اَعدی رِجلًا ولا ارمی یدًا ولا اکرمَ عفوًا وَ لا اسخی نفسًا منك فصرف وجہہٗ عنیّ حیَاءً وَ قالَ: خُذِ الابلَ برمتھا مبارکًا لك فیھا :

لغوی تحقیق

اشایخ۔ جمع شیخ۔ سَرِف تنعیم کے قریب ایک جگہ ہے۔ فاحترشت۔ حرش (ض) حرشًا واحترش الضب: شکار کرنا۔ ضبًا: گوہ۔ ج۔ اضب، ضبان، ضباب۔ ضبّ (ض) ضبًّا: خاموش ہونا۔ قتب: پالان ج اقتاب۔ قتب (ن)، قتبًا ہٗ: بمعنی آنت کھلانا۔ اقتب البعیر: اونٹ پر پالان باندھنا۔ رائحۃ۔ کہا جاتا ہے مالہٗ سارحۃ ولا رائحۃ: یعنی اس کے پاس جانوروں میں سے کچھ بھی نہیں ہے۔ شثن بمعنی شثل، سخت۔ شثل الاصابع: سخت اور موٹی انگلیوں والا۔ رحّب۔ مرحبا کہا۔ العلبۃ: چمڑے یا لکڑی کا برتن۔ ج علاب۔ علب (ن،س) علبًا: سخت ہونا۔ اینق۔ ج ناقۃ: اونٹنی۔ حُوار: اونٹنی کا بچہ جس کا دودھ ابھی نہ چھڑایا گیا ہو۔ ج احورہ۔ جثیٰ (ن) جثوًا۔ جثی (ض) جثیًا: ران پر بیٹھنا۔ صفت جاث ج جثی۔ مؤنث جاثیۃ۔ کومہ: مٹی کا ڈھیر۔ ج اکوام۔ توسّد۔ الوسادۃ: سر کے نیچے تکیہ رکھنا۔ غطّ (ض) غطیطًا: سونے والے کا خراٹے لینا۔ البکر: جوان اونٹ۔ فحل: سانڈ، ہر جانور کا نر۔ ج فحول۔ خطمۃ (ض) خطمًا: مہار لگانا۔ اربًا: عضو۔ یہاں گروہ مراد ہے۔ ارب (س) اربًا: ماہر ہونا۔ قطار من الابل: اونٹوں کی قطار۔ ج قُطُر۔ ثنیۃ: گھاٹی، درۂ کوہ۔ سواد: وجود۔ کہا جاتا ہے۔ رأیتُ سوادًا: میں نے وجود کو دیکھا۔ ج اسودہ۔ صدع (ف) صدعًا: اس طرح پھاڑنا کہ الگ نہ ہو۔ فقرہ: ریڑھ کی ہڈی۔ ج فقر۔ عکوۃ: پونچھ کی جڑ۔ عکا (ن) عکوًا: جانور کی پونچھ کو اس کی جڑ کیطرف موڑنا۔ وبرۃ: اونٹ کی اون۔ فرقًا (س) منہ گھبرانا۔ تجشمت: مصیبت برداشت کرنا۔ طیۃ: آرزو، ارادہ، تمنا، خواہش۔ ضرسًا: داڑھ کے دانت۔ ج اضراس۔ رمۃ۔ اعطاہ الشئ برمہ: اس نے اسکو کچھ دیا۔

توضیح

عتبی نے اپنے بعض شیوخ سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ میں یمامہ کے حاکم مہاجر ابن عبداللہ کے پاس تھا اس کے پاس ایک دیہاتی لایا گیا جو سرف نامی جگہ میں مشہور تھا۔ اس سے مہاجر نے کہا تو مجھے کچھ اپنی عجائبات سنادے، اس نے کہا میرے عجائبات بیحد ہیں اور ان میں سب سے زیادہ عجیب ترین واقعہ یہ ہے کہ میرا ایک اونٹ تھا جس سے سبقت نہیں کی جا سکتی تھی۔ اور میرا ایک گھوڑا تھا جس سے لاحق نہیں ہوا جا سکتا تھا۔ میں نکلتا تھا (شکار کیلئے) تو نامراد نہیں لوٹتا تھا۔ میں نکلا تو میں نے ایک گوہ شکار کرکے اپنی پالان کی لکڑی پر لٹکا دیا پھر میں ایک خیمہ میں گیا جس میں ایک بڑھیا کے سوا کوئی نہیں تھا۔ میں نے کہا ضرور اس کے پاس مویشی ہونگے

یعنی بکری اور اونٹ وغیرہ۔ جب میں نے شام کی تو ایک اونٹ نظر آیا اور ایک بوڑھا پیٹ والا، ابھری ہوئی ہتھیلیوں والا جس کے ساتھ ایک حبشی غلام تھا اس نے مجھے مرحبا کہا پھر ایک اونٹنی کا دودھ دوہ کر ایک برتن میں میرے سامنے پیش کیا، میں پی چکا جتنا ایک آدمی پیتا ہے پھر باقی کو اس نے پی لیا اور اس سے اپنی پیشانی کو مارا پھر اس نے نو اونٹنیوں کا دودھ دوہا پھر ان کا سارا دودھ پی گیا پھر اس میں ایک اونٹنی کا بچہ پکایا میں نے کچھ کھایا اور وہ سارا کھا گیا یہاں تک کہ اس کی ہڈیوں کو بھی صاف کر ڈالا پھر مٹی کے تودہ کا تکیہ بنا کر زانو پر بیٹھ گیا اور اونٹ کیطرح خراٹے لینے لگا تو میں نے کہا یہ قسم خدا کی موقع غنیمت ہے۔ پھر میں اٹھا اس کے اونٹ کی ناک میں نکیل ڈال کر اس کو اپنے اونٹ کے ساتھ باندھ دیا اور اس کو ٹھٹھکی دی پس وہ میرے پیچھے ہو لیا اور باقی اونٹ بھی ایک ایک کر کے قطار میں لگ گئے تو میرے پیچھے وہ اسطرح ہو گئے گویا کہ ایک لمبی رسی ہے تو میں چلا کہ گھاٹی پار ہو جاؤں، میرے اور اس کے درمیان تیز رفتار کے لئے ایک رات کی مسافت تھی اور میں اپنے اونٹ کو کبھی ہاتھ سے اور کبھی پیر سے مارتا رہا یہاں تک کہ صبح صادق ہو گئی تو میں نے گھاٹی کو دیکھا اور اس پر کوئی جثہ معلوم ہوتا تھا۔ جب میں اس سے قریب ہوا تو دیکھا بوڑھا بیٹھا ہوا ہے اور اس کی کمان اس کی گود میں ہے تو بوڑھے نے کہا، کیا ہمارا مہمان ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا اپنی جان کیلئے بھلائی سوچ لے ان اونٹوں کو چھوڑ کر میں نے کہا نہیں، تو اس نے ایک کتے کی زبان کیطرح زبان نکالی پھر اس نے کہا کہ پالان میں لٹکی ہوئی گوہ کے دونوں کانوں کے درمیانی حصہ کو دیکھو۔ پھر اس نے اس پر تیر مارا اور اس کے دماغ کی ہڈی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا پھر مجھ سے کہا، تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا میں اپنی پہلی رائے پر ہی ہوں۔ اس نے کہا اس دوسرے تیر کو اس کی کمر کی بیچ والی ہڈی میں دیکھ۔ پھر تیر مارا گویا اس نے اپنے ہاتھ سے اسے رکھا پھر اس نے کہا تمہارا کیا خیال ہے؟ میں نے کہا میں چاہتا ہوں کہ کچھ سوچوں۔ اس نے کہا اس تیر کو اس کے دم کی جڑ میں دیکھتے رہنا اور قسم خدا کی چوتھا تیر تیرے پیٹ میں ہو گا تو دم کی جڑ سے خطا نہیں کی۔ میں نے کہا صحیح سالم اتر رہا ہوں۔ پھر میں نے اسے اس کے اونٹ کی نکیل دیدی اور میں نے کہا یہ تیرا اونٹ ہے اس کا ایک بال بھی ضائع نہیں ہوا ہے اور میں دیکھ رہا تھا کہ وہ کب مجھے تیر مارے گا جس سے وہ میرے دل کو نشانہ بنائیگا، میں جب دور ہوا تو اس نے کہا آجا تو میں آیا قسم خدا کی اس کے شر سے ڈرتے ہوئے نہ کہ اس کی بھلائی کی امید رہی۔ تو اس نے کہا میں تمہیں نہیں گمان کرتا ہوں کہ تم نے رات بھر تکلیف اٹھائی، جو بھی اٹھائی مگر کسی ضرورت سے تو میں نے کہا ہاں، اس نے کہا ان اونٹوں میں سے دو اونٹ لیکر اپنی خواہش کے مطابق چلا جا۔ میں نے کہا: قسم خدا کی میں نہیں جاؤں گا یہاں تک کہ تجھ کو تیرے بارے میں بتا دوں۔ قسم خدا کی میں نے نہیں دیکھا کسی دیہاتی کو تجھ سے زیادہ سخت ڈاڑھ کے اعتبار سے (قوت) اور نہ کوئی مضبوط ایڑ لگانے والا اور نہ کوئی تیر چلانے والا اور نہ کوئی معاف کرنیوالا اور نہ تم سے بڑا سخی دیکھا تو اس نے اپنا چہرہ شرم کے مارے مجھ سے پھیر لیا اور کہا کہ سارا اونٹ لے جا اس میں تیرے لئے برکت ہے۔

كَانَ رجُلٌ مِنْ اهلِ الكوفةِ قد بلغهُ عَنْ رجُلٍ من اهل السلطانِ انهٗ يعرض لهٗ ضيعةً بواسطٍ فى مغرمٍ لزمهٗ للخليفة فحمل وكيلاً لهٗ على بغلٍ واترع لهٗ خرجًا بدنانير، وقال له اذهب الى واسطٍ فاشترلى هٰذه الضيعة المعروضة فان كفاك ما فى هٰذا الخرج والا فاكتب الىّ اُمدك بالمالِ فخرج فلما اصحر من البيوتِ لحق به اعرابيٌّ راكبٌ على حمارٍ معه قوسٌ وكنانةٌ فقال له اين تتوجه؟ فقال الى واسطٍ، قال فهل لك فى الصحبةِ قال نعم فسارا حتى فوز انعنت لهما ظباء، فقال له الاعرابى اى هٰذه الظباء احب اليك؟ المتقدم منها ام المتأخر فاذكيه لك قال له المتقدم فرماه فخرمهٗ بالسهم فاشتويا واكلا فاغتبط الرجل بصحبة الاعرابى ثم عن له زفة قطا، فقال ايها تريد؟ فاصرعها لك فاشار الى واحدة منها فرماها فاقصدها ثم اشتويا واكلا فلما انقضىٰ طعامهما فوق له الاعرابى سهمًا، ثم قال، اين تريد ان اصيبك؟ فقال له، اتق الله واحفظ ذمام الصحبةِ قال لابدّ منه قال اتق الله ربك واستبقنى ودونك البغل والخرج فانه مترعٌ مالاً، قال فاخلع ثيابك فانسلخ من ثيابه ثوبًا ثوبًا حتى بقى مجردًا قال له اخلع امواقك وكان لابسًا خفين، فقال له: اتق الله فى ودع لى الخفين اتبلغ بهما من الحر فان الرمضاء تحرق قدمى قال لابد منه قال فدونك الخف، فاخلعه فلما تناول الخف ذكر الرجل خنجرا كان معه فى الخف فاستخرجه ثم ضرب به صدره فشقه الى عانته وقال: له استقصاء خرقه فذهبت مثلاً وكان هٰذا الاعرابى من رماة الحدقِ ؛

لغوی تحقیق

الباحث۔ بحث (ف) فی الارض: کھودنا۔ اور اسی سے مثل ہے "کالباحث عن حتفہ بظلفہ" یعنی وہ اپنی ہلاکت وبربادی کا سامان خود پیدا کرتا ہے۔ حتف، موت۔ کہا جاتا ہے۔ مات حتف انفہ: وہ اپنی موت مرا۔ قال السموٴل بن عادیا ؎

وما مات منا سید حتف انفہٗ ؛ ولا طُلّ منا حیث کان قتیلٗ

ہمارا کوئی سردار بستر پر پڑکر نہیں مرا، بلکہ جو مرا وہ جنگ میں مرا، اور ہمارا کوئی ایسا مقتول نہیں ہے جس کا بدلہ نہ لیا گیا ہو۔ علامہ سبکی نے بعض اصحاب سے نقل کیا ہے کہ شعر کی نسبت سموٴل کیطرف صحیح نہیں ہے کیونکہ اس بات پر اجماع ہے کہ مات حتف انفہ اس جملہ کے موجد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور سموٴل دورِ جاہلیت کا شاعر ہے جس کی وفات بعثت

سے پہلے ہی ہو چکی تھی۔ ظلف: ناخن، پھٹے ہوئے کھر۔ ضیعۃ: زمین۔ مغرم: تاوان، جرمانہ۔ اترع الارض: برتن پُر کرنا۔ اصحر: جنگل میں چلا جانا۔ کنانۃ: ترکش۔ ج کنائن۔ فوزا: تثنیہ کا صیغہ ہے۔ فوز الطریق: جنگل طے کرنا۔ عنت۔ عنا: نمودار ہونا۔ خرمۃ۔ خرما (ن) سوراخ کرنا، ناک کے درمیانی ہڈی کو پھاڑنا۔ اغتبط۔ اغتباطا: خوش ہونا۔ زفۃ: جماعت گروہ۔ قطا: ایک چڑیا ہے جس کو سنگخوارش کہتے ہیں۔ فوق لہ سہما: سوفار لگانا۔ ذمام: حق، عزت، حرمت۔ ج۔ احرمۃ۔ مترع: بھرا ہوا۔ امواق۔ جمع موق: موزہ جو باریک موزہ پر پہنا جائے، دھوپ کی شدت کی وجہ سے گرم زمین۔ رمض (س) رمضا۔ النھار: سخت گرم ہونا۔ عانۃ: موئے زیر ناف۔ الاستقصاء: بھرپور کوشش کرنا۔ خرقۃ: بیوقوفی، نادانی۔ الحدق۔ جمع حدقۃ: پتلی۔ یہاں ماہر تیر چلانیوالا مراد ہے۔

توضیح ایک کوئی شخص کو بادشاہ کے آدمی کی جانب سے یہ خبر لی کہ وہ شخص اس کوئی شخص کو ایک زمین جو واسط میں تھی پیش کر رہا ہے اس قرض کے بدلہ میں جو لازم ہو گیا تھا اس پر خلیفہ کا، تو کوئی نے اپنا وکیل خچر پر بھیجا اور ایک خرجین دیناروں کی اس کے لئے بھردی اور اس سے کہا کہ واسط شہر میں چلے جاؤ اور میرے لئے اس پیش کردہ زمین کو خرید لو۔ اگر خرجین میں موجودہ دینار کفایت کر جائے تو بہتر ہے ورنہ پھر میرے پاس خط لکھنا میں مال بھیجدوں گا، تو وکیل نکلا اور جب گھروں سے نکل کر جنگل میں پہونچا تو اس سے ایک گھوڑے پر سوار دیہاتی ملا جس کے ساتھ کمان اور ترکش تھا اور اس نے کہا کہ تم کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا واسط جا رہا ہوں۔ دیہاتی نے کہا کیا تم ساتھ چلنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا ہاں۔ دونوں چلے یہاں تک کہ بیابان طے کر چکے تو ان کے سامنے کچھ ہرنیاں آئیں۔ تو دیہاتی نے کہا: تجھے ان میں سے کون سی پسند ہے اگلی یا پچھلی کہ میں اسے تمہارے لئے ذبح کروں۔ وکیل نے کہا دیہاتی سے اگلی، تو دیہاتی نے اس پر تیر مارا اور ناک کی ہڈی کو پھاڑ ڈالا۔ اور دونوں نے بھون کر کھا لیا۔ وکیل کو دیہاتی کے ساتھ جانے میں بڑی مسرت محسوس ہوئی پھر قطا کا ایک گروہ سامنے آیا تو دیہاتی نے کہا کیا تم اس کا ارادہ کرتے ہو تاکہ میں اسے بھی تمہارے لئے پھاڑ دوں۔ وکیل نے ان میں سے ایک کی جانب اشارہ کیا تو دیہاتی نے تیر مارا اور وہیں ختم کر دیا پھر دونوں نے بھون کر کھا لیا۔ جب کھانا ختم ہو گیا تو دیہاتی نے وکیل کیلئے تیر تان دیا، پھر کہا: کہاں لگاؤں۔ وکیل نے کہا خدا سے ڈر اور ساتھ چلنے کی حرمت کا لحاظ رکھ۔ دیہاتی نے کہا کام تو ضرور ہو گا۔ وکیل نے کہا اللہ سے ڈر اور مجھے چھوڑ دے اور خچر اور خرجین لے لے وہ مال سے بھرا ہوا ہے۔ دیہاتی نے کہا اپنے کپڑے بھی نکال دے تو اس نے ایک ایک کپڑا نکال دیا یہاں تک کہ ننگا رہ گیا۔ دیہاتی نے کہا اپنے موزے اتار دے، وہ دو موزے پہنے ہوئے تھا تو وکیل نے کہا اللہ سے ڈر میرے بارے میں اور موزے چھوڑ دے تاکہ میں گرمی سے بچ سکوں چونکہ یہ گرم زمین میرے پاؤں کو جلا ڈالے گی۔ دیہاتی نے کہا یہ تو ضروری ہے تو وکیل نے کہا لے موزے بھی۔ پھر اس نے اسے بھی نکالدیا جب اس نے موزہ لینا چاہا تو وکیل کو اپنا خنجر یاد آیا جو اس کے پاس موزے میں تھا تو اس نے اس کو نکالا اور دیہاتی کے سینہ پر ایسا مارا کہ ناف تک چیر ڈالا اور اس سے کہا یہ تمام کوشش تمہاری نادانی تھی تو یہ ضرب المثل بن گئی اور یہ دیہاتی بڑا تیر انداز تھا۔

اخلاف الوعد
وعدہ خلافی

قالوا: الخلف الأم من البخل، لانہ من لم یفعل المعروف لزمہ ذم اللوم وحدہ، ومن وعد واخلف لزمہ ثلاث مذمات، ذم اللوم، وذم الخلف، وذم الکذب۔

توضیح علماء نے بیان کیا ہے کہ وعدہ خلافی بخل سے زیادہ قابل ملامت ہے۔ چونکہ جس نے کوئی بھلائی نہیں کی اس کیلئے صرف ملامت کی مذمت ثابت ہوتی ہے، اور جو شخص وعدہ کرکے اس کے خلاف کرے تو اس کے لئے تین مذمتیں ثابت ہوتی ہیں۔ ملامت کی مذمت، وعدہ خلافی کی مذمت، اور جھوٹ کی مذمت۔

حسن الجوار
بہترین پڑوس

وذکروا أن جارًا لابی دلف ببغداد لزمہ کبیر دین فادح حتی احتاج الی بیع دارہ، فساوموہ بہا فسالہم الفی دینار فقالوا: لہ ان دارک تساوی خمس مائۃ قال وجواری من ابی دلف بالف وخمسمائۃ فبلغ ابادلف فامر بقضاء دینہ وقال لہ لا تبع دارک ولا تنتقل من جوارنا

لغوی تحقیق الجوار: پڑوس۔ فادح: گرانبار۔ فدح (ف) فدحًا، ؤ: گرانبار بنا دینا۔ ساوموہ۔ مساومۃ: مول بھاؤ کرنا۔

توضیح لوگوں نے بیان کیا ہے کہ ابو دلف کے ایک پڑوسی پر جو بغداد میں تھا بہت بڑا دین اس پر لازم ہوا یہاں تک کہ وہ اپنا گھر بیچنے کا محتاج ہوگیا۔ لوگوں نے اس سے اس مکان کے بھاؤ تاؤ کئے تو ان سے اس نے دو ہزار دینار مانگے۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ تیرا گھر پانچ سو کے برابر ہے۔ اس نے کہا اور میرا ابو دلف کے پڑوس میں رہنا ڈیڑھ ہزار دینار کے برابر ہے۔ ابو دلف کو خبر پہونچی تو اس نے اس کے قرض کو ادا کرنیکا حکم دیا۔ اور اس سے کہا کہ تو اپنا گھر نہ بیچ اور نہ تو ہمارے پڑوس سے منتقل ہو۔

حلم الحجاج
حجاج کی بردباری

قَالَ الهيثم بن عدی اُتِیَ الحجّاج بحرورية، فقال لاصحابه ما تقولون فی هٰذه؟ فقالوا: اقتلها اصلح الله الامير وَنكّل بها غيرها فتبسّمت الحرورية فقال لها لِمَ تبسّمت؟ فقالت لقد كان وُزراء اخيك فرعون خيرًا من وُزرائك يا حجّاج استشارهم فی قتل موسیٰ، فقالوا اَرجِه وَاَخاه وَهٰؤلاءِ يامرونك بتعجيل قتلی فضحك الحجّاج وَاَمَرَ باطلاقها ؛

توضیح ہیثم ابن عدی کا بیان ہے کہ حجاج کے پاس ایک خارجیہ عورت لائی گئی تو حجاج نے اپنے ہم نشینوں سے کہا کہ تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ تو سبھوں نے کہا کہ آپ اس کو قتل کر دیجئے۔ اللہ امیر کا بھلا کرے۔ اور اس کے ذریعہ دوسروں کو عبرت دیجئے، تو خارجیہ مسکرائی تو حجاج نے کہا تو کیوں مسکرائی۔ تو خارجیہ نے کہا تیرے بھائی فرعون کے وزراء تو تیرے وزیروں سے اچھے تھے۔ اے حجاج فرعون نے موسیٰ علیہ السّلام کے قتل کے بارے میں مشورہ لیا تھا تو انھوں نے کہا تھا کہ اسے اور اس کے بھائی کو مہلت دیدے اور یہ تمہیں مشورہ دیتے ہیں مجھے فوری طور پر قتل کرنے کا، تو حجاج ہنسا اور اس کو چھوڑ دینے کا حکم دیا۔

البارّ باُمّہ

والدہ کیساتھ اچھا سلوک کرنیوالا

وَكان حيوة بن شريح يقعد للناس فتقول له اُمّه: قُمْ يا حيوة الق الشعير للدجاج فيقوم۔

لغوی تحقیق البارّ: مطیع، نیک شعار۔ حیوٰۃ بن شریح ابن صفوان بن مالک ابوزرعہ مشہور زاہد و عابد، فقیہ اور مستجاب الدعوات تھے۔ امام احمد ابن معین، ابن یونس وغیرہ نے آپ کو ثقہ راوی کہا ہے۔

ابن وضاح نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص طواف کرتے ہوئے دعا کر رہا تھا کہ اے اللہ مجھے قرضہ کے بوجھ سے سبکدوش کردے اس نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا وہ کہہ رہا ہے کہ اگر تو قرضہ سے چھٹکارا چاہتا ہے تو حیوٰۃ ابن شریح کے پاس جا وہ تیرے لئے دعا کرے گا۔ یہ شخص بروز جمعہ عصر کے بعد اسکندریہ آیا اور آپ کے پاس قیام پذیر ہوا۔ اس نے دیکھا کہ آپ کے اردگرد جو کنکریاں وغیرہ تھیں سب اشرفیوں میں تبدیل ہوگئیں۔ چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے شخص خدا سے ڈر اور جتنا تجھ پر قرض ہے اتنی ہی اشرفیاں اٹھالے۔ وہ شخص کہتا ہے میں نے تین سو اشرفیاں لے لی اور قرض سے بری ہو گیا۔ شعیر: جو۔ دجاج: مرغی۔

توضیح حیوٰۃ بن شریح لوگوں کیلئے بیٹھے ہوئے تھے تو ان سے انکی والدہ کہتی تھیں کہ اٹھ جاؤ اے حیوٰۃ! مرغی کو جو ڈالدو، تو آپ اٹھ جاتے تھے۔

تعظیم الصحبۃ النبویۃ

صحبت نبوی کی تعظیم

قالَ: خرج عمرُ بن الخطاب رضی اللہ عنہ ویدہٗ علی المعلی ابن الجارود العبدی فلقیتہٗ امرأۃ من قریش فقالت لہٗ: یاعمرُ فوقف لہا فقالت، کنّا نعرفک مدۃً عمیرًا، ثم صرتَ من بعد عمیرٍ عمر، ثم صرتَ من بعد عمر امیر المؤمنین، فاتق اللہ یا ابن الخطاب وانظر فی امور الناس فانہٗ من خاف الوعیدَ قرب علیہ البعید ومن خاف الموتَ خشی الفوتَ، فقال المعلی ایھًا یا امۃ اللہ فقد ابکیتِ امیر المؤمنین فقال لہٗ عمر: اسکُت اَتدری من ھٰذہ؟ ھٰذہ خولۃُ بنت حکیم التی سمع اللہُ قولہا من سمائہٖ فعمر احریٰ ان یسمعَ قولہا ویقتدیَ بہٖ ؛

لغوی تحقیق

عُمَیر۔ تصغیر عمر۔ خولہ بنت حکیم بن امیہ، ام شریک مشہور صحابیہ ہیں رضی اللہ عنہا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون کے عقد میں تھیں۔ بہت پارسا، عابدہ، زاہدہ بی بی تھیں۔ آپ کا شمار ان صحابیات میں ہوتا ہے جنھوں نے اپنی ذات کے متعلق تمام اختیار حضور پاک صلے اللہ علیہ وسلم کو سونپ دیئے تھے۔

توضیح

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نکلے اور آپ کا ہاتھ معلّی بن جارود عبدی کے کندھے پر تھا۔ ایک قریشی عورت ملی اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اے عمر! حضرت عمر رضی اللہ عنہ رک گئے۔ وہ کہنے لگی ہم تمہیں ایک زمانہ تک عمیر جانتے رہے۔ پھر تم عمیر کے بعد عمر ہو گئے پھر تم عمر کے بعد امیر المؤمنین ہو گئے، تو اے خطاب کے صاحبزادے اللہ سے ڈرو اور لوگوں کے معاملہ میں غور وفکر کرو۔ چونکہ جو وعید سے ڈریگا اس پر بعید قریب ہو جاتا ہے اور جو موت سے ڈرتا ہے وہ فوت سے ڈرتا ہے۔ تو معلّی نے کہا اے اللہ کی بندی تو نے امیر المؤمنین کو رلا دیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو خاموش رہ، تمہیں معلوم ہے یہ کون ہے یہ خولہ بنت حکیم ہے کہ جس کی بات کو اللہ تعالےٰ نے آسمان سے سنی تھی۔ تو عمر زیادہ لائق ہے کہ اس کی بات سنے اور اسکی پیروی کرے۔

ثمرۃ السّبّ

گالم گلوج کا نتیجہ

قالَ رَجُلٌ لابی بکر رضی اللہ عنہ لَاَسُبَّنَّکَ سَبًّا یدخُلُ القبرَ معک قالَ معکَ

یَدْخلُ لامعی وَقیل لعمرو بن عبید: لقد وقع فیك الیوم ابوایوب السجستانی حتیٰ رحمناك قال ایاہ فارحموا وشتم رجلٌ الشعبیَ فقال لہٗ: ان کنتَ صادقًا فغفرَ اللہ لی وَان کنت کاذبًا فغفرَ اللہُ لكَ ؂

لغوی تحقیق
ثمرۃ: پھل، نتیجہ۔ السَّبّ: گالی۔ سبّ (ن) سَبًّا: سخت گالی دینا۔ عمرو بن عبید۔ قبیلۂ تمیم سے ہے، بصرہ کا رہنے والا تھا اور معتزلی تھا۔

توضیح
ایک شخص نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا میں تجھے ایسی گالی دوں گا جو تیرے ساتھ قبر میں بھی جائے گی۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تیرے ساتھ جائے گی میرے ساتھ نہیں۔ اور عمرو ابن عبید سے کہا گیا کہ تیرے بارے میں آج ابوایوب سجستانی نے ایسی بات کہی کہ ہم کو آپ پر رحم آگیا۔ عمرو نے کہا اس پر رحم کھاؤ۔ اور ایک شخص نے امام شعبیؒ کو گالی دی تو امام شعبیؒ نے فرمایا اگر تو سچا ہے تو اللہ تعالےٰ میری مغفرت فرمائے اور اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالےٰ تیری مغفرت فرمائے۔

الحسُودُ لَا یرضیٰ بشیٍٔ

حاسد کسی بھی چیز سے راضی نہیں ہوتا

قَالَ الاصمعی کَانَ رجلٌ مِنْ اھل البصرۃ بذیًّا شرّیرًا، یُوذی جیرانہٗ وَیشتمُ اعراضَھم فاتاہ رجلٌ فوعظہٗ، فقال لہٗ مابالُ جیرانك؟ یشکونك، قال انھم یحسدونی، قال لہٗ علیٰ ایِّ شئٍ یحسدونك؟ قالَ، علی الصلب، قالَ: وکیف ذالك؟ قال اقبلْ مَعی، فاقبل معہٗ الیٰ جیرانہٖ فقعد مُتحازنًا فقالوا لہٗ: مالك؟ قالَ: طرق اللیلۃَ کتابُ معاویۃَ ان اُصلبَ انا ومَالكُ بن المنذرِ وفلان وفلان، فذکر رجالًا من اشرافِ اھلِ البصرۃِ فوثبوا علیہ وَقالوا یا عدواللہ انتَ تُصلب مَعَ ھٰؤلاءِ وَلاکرامۃَ لك فالتفتَ الیٰ الرجل فقالَ: اماتراھم قد حَسَدونی علی الصَّلب فکیف لوکان خیرًا؟

لغوی تحقیق
الحسُود: وہ شخص جسکی طبیعت میں حسد گھر کرگیا ہو۔ ج حُسُد۔ بذیًّا: گستاخ، گالی گلوچ بکنے والا، فحش گو۔ بذأ (ف) بذی (س) بذو (ک) بذاءۃ: فحش گو ہونا۔ اعراض۔ جمع عِرض: اچھی عادت، آبرو، باعث فخر وعزت۔ الصلب: سولی پرچڑھانا۔ متحازن۔ اسم فاعل ہے تحازن: اپنے آپ کو غمزدہ ظاہر کرنا۔

توضیح اصمعی نے بیان کیا کہ ایک شخص بصرہ کا بہت ہی بدگو اور شریر تھا، اپنے پڑوسیوں کو تکلیف دیتا تھا اور ان کی عزت پامال کرتا تھا، تو ایک شخص نے آکر اسے نصیحت کی اور کہا تمہارے پڑوسی تمہاری شکایت کیوں کرتے ہیں۔ اس نے کہا وہ مجھ سے حسد کرتے ہیں اس نے کہا کس چیز پر، تو اس نے کہا سولی دیئے جانے پر۔ کہا یہ کیسے۔ اس نے کہا: چلو میرے ساتھ، تو وہ اس کے ساتھ اس کے پڑوسی کے پاس گیا اور غمگین بیٹھ گیا۔ تو پڑوسیوں نے اس سے کہا تجھے کیا ہو گیا رات میں میرے سولی دیئے جانے کے بارے میں حضرت معاویہؓ کا خط آیا ہے اور مالک ابن نذر کے سولی دیئے جانے کا اور فلاں کا اور فلاں کا، اس نے بصرہ کے چند اشراف کا ذکر کیا تو سب لوگ اس پر کود پڑے اور کہنے لگے اے اللہ کے دشمن تو ان کے ساتھ سولی دیا جائیگا اور تیرے اندر کوئی شرافت نہیں ہے۔ تب اس شخص کیطرف متوجہ ہوا پھر اس نے کہا کیا تم ان کو نہیں دیکھ رہے ہو کہ میرے سولی دیئے جانے پر حسد کر رہے ہیں تو کیا حال ہوتا اگر کوئی اچھا کام ہوتا۔

حُبُّ الجہاد فی سبیل اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کا شوق

عَنْ اَشیاخٍ مِن بنی سلمۃَ اَنّ عمرو بن الجموحِ کانَ رجلاً اعرجَ شدید العرجِ وکان لہ بنون اربعۃ مثل اسد یشھدون مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم المشاھدَ فلما کان یوم احد ارادوا احبسہٗ وقالوا لہ ان اللہ قد عذرك فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان بنی یریدون اَن یحبسونی عن ھٰذا الوجہ وَالخروج معا فیہ فواللہ انی لارجوان اطأبعرجتی ھٰذہ فی الجنۃ، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انت فقد عذرك اللہ فلاجہاد علیك وقال لبنیہ: ما علیکم اَنْ لا تمنعوہ لعل اللہ ان یرزقہ الشہادۃ فخرج معہ فقتل یوم احد۔

لغوی تحقیق العرج، لنگڑاپن۔ بنونَ۔ جمعُ ابن، لڑکا۔ المشاھد: میدانِ جنگ۔ الوجہ: بزرگی و مرتبت۔ اطأ۔ وطئًا: پیر سے روندنا۔

توضیح ابن سلمہ کے شیوخ سے یہ منقول ہے کہ حضرت عمروؓ ابن جموح ایک بہت لنگڑے شخص تھے اور ان کے چاروں لڑکے شیر کیطرح تھے، وہ حضورؐ کے ساتھ جنگوں میں شریک ہوتے تھے جب احد کا دن آیا تو انھوں نے حضرت عمرو بن جموح کو روکنے کا ارادہ کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معذور بنایا ہے تو وہ حضورؐ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے لڑکے مجھے اس عظیم مرتبہ سے روکنے کا ارادہ کر رہے ہیں اور

آپؐ کے ساتھ جنگ احد کیلئے جانے سے روکنا چاہتے ہیں۔ قسم خدا کی میری تمنا ہے کہ میں جنت میں اپنے اس لنگڑے پن کے ساتھ چلوں پھروں۔ تو حضورؐ نے فرمایا کہ رہی تمہاری بات تو تم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے معذور قرار دیا تو تم پر جہاد ضروری نہیں ہے، اور ان کے لڑکوں سے فرمایا تمہیں ان کو روکنا نہیں چاہئے شاید اللہ تعالیٰ ان کو شہادت نصیب کرے۔ تو وہ آپ کے ساتھ نکلے اور جنگ احد میں شہید ہو گئے۔

العقوق

والدین کی نافرمانی

عَن عبد الله بن ابى اوفى قال جاء رجلٌ الى النبى صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله! ان ههنا غلامًا قد احتضر فيقال له، قل لا اله الا الله فلا يستطيع ان يقولها قال اليس كان يقولها فى حيوته قالوا: بلى قال فما منعه منها عند موته؟ فنهض النبى صلى الله عليه وسلم ونهضنا معه حتى اتى الغلام فقال يا غلام! قل لا اله الا الله قال: لا استطيع ان اقولها قال وَلِمَ قال، لعقوق والدتى قال: احى حية؟ قال: نعم قال: ارسلوا اليها فجاءته فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم: ابنك هو؟ قالت نعم، قال، ارأيت لوان نارًا أُججت فقيل لك ان لم تشفعى فيه قذفناه فى هذه النار فقالت: اذا كنت اشفع له قال: فاشهدى الله وَاشهدينا بأنك رضيت عنه، فقالت، قد رضيت عن ابنى، قال، يا غلام! قل لا اله الا الله فقال: لا اله الا الله، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم الحمد لله الذى انقذه من النار۔

لغوی تحقیق

العقوق: ماں باپ کی نافرمانی۔ عاق۔ معاقۃ: مخالفت کرنا۔ عبداللہ بن ابی اوفی۔ علقمہ بن حارث اسلمی مشہور صحابی ہیں رضی اللہ عنہ، اور صحابی زادے بھی ہیں۔ غزوۂ حنین، فتح خیبر، حدیبیہ، بیعت الرضوان وغیرہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ حضورؐ کی وفات کے بعد کوفہ میں اقامت اختیار کرلی تھی۔ آپ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ کوفہ کے رہنے والے صحابہ میں سب سے بعد میں آپ ہی کی وفات ہوئی۔ آپ کی وفات ۸۶ھ یا ۸۷ھ میں ہوئی ہے۔ احتضر المریض: مرنے کے قریب ہونا۔ اججت۔ اجج النار: بھڑکانا۔ قذفناہ (ض) قذفا: پھینکنا، ڈالنا۔ انقذہ، نقذہ (ن) نقذا: نجات دینا۔

توضیح

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ یہاں ایک لڑکا قریب المرگ ہے اس سے کہا جاتا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ پڑھو تو وہ پڑھ نہیں سکتا تو آپ نے فرمایا کیا زندگی میں نہیں پڑھتا تھا تو لوگوں نے فرمایا ہاں پڑھتا تھا

19/2

آپ نے فرمایا اب موت کے وقت کس چیز نے اسے پڑھنے سے روک دیا، تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ اس نوجوان کے پاس تشریف لا کر فرمایا کہ اے لڑکے لا الہ الا اللہ پڑھو اس نے کہا میں نہیں پڑھ سکتا حضورؐ نے فرمایا کیوں؟ تو اس نے کہا والدہ کی نافرمانی کیوجہ سے۔ آپؐ نے فرمایا کیا وہ زندہ ہیں؟ اس نے کہا ہاں! تو حضورؐ نے فرمایا کہ اسے آدمی بھیجکر بلالو۔ جب وہ آئی تو حضورؐ نے فرمایا۔ یہ تمہارا لڑکا ہے تو اس نے کہا ہاں، تو حضورؐ نے فرمایا کیا تم مناسب سمجھتی ہو کہ آگ دہکا دی جائے پھر تجھ سے یہ کہا جائے کہ اگر تو نے اس کے بارے میں سفارش نہیں کی تو ہم اسے آگ میں ڈالدیں گے۔ تو اس عورت نے کہا تب تو میں اس کیلئے سفارش کروں گی۔ آپ نے فرمایا تو اللہ کو اور مجھے گواہ بنا لے کہ تو اس سے خوش ہے تو اس نے کہا میں اپنے لڑکے سے خوش ہوں۔ پھر حضورؐ نے فرمایا اے لڑکے کہو لا الہ الا اللہ تو اس نے پڑھا لا الہ الا اللہ۔ تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے اس کو آگ سے بچایا میری وجہ سے۔

ختامُہٗ مِسْك

اس کا خاتمہ مشک کے مانند ہے

قال رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (۱) مَا تَعُدُّوْنَ الصُّرَعَۃَ فِیْکُمْ؟ قَالُوا الَّذِی لَا یَصْرَعُہُ الرِّجَالُ، قَالَ: لَا وَلٰکِنَّہُ الَّذِی یَمْلِكُ نَفْسَہٗ عِنْدَ الْغَضَبِ (۲) لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ الْجَوَّاظُ وَلَا الْجَعْظَرِیُّ (۳) الرَّجُلُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُخَالِلُ ؛

لغوی تحقیق ختام، ہر وہ چیز جسے مہر بند کیا جائے۔ ج ختم۔ الصرعۃ: پہلوان، بہت پچھاڑنے والا۔ جوّاظ: متکبر، اجڈ۔ الجعظری: بدخصلت، بدخلق۔

توضیح حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: تم اپنے درمیان پہلوان کس کو سمجھتے ہو۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ جسے لوگ پچھاڑ نہ سکیں۔ تو حضورؐ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ شخص پہلوان ہے جو غصہ کے وقت اپنے اوپر قابو رکھے۔ اور حضورؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جنت میں نہیں جائے گا کوئی متکبر اور بدخلق۔ اور حضورؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ہر شخص اپنے دوست کے طریقہ پر ہوتا ہے تو تم میں سے ہر شخص دیکھ لے اس کو جس سے وہ دوستی کر رہا ہے۔

(۴) مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ ذُو الْوَجْہَیْنِ الَّذِی یَاْتِی ھٰؤُلَاءِ بِوَجْہٍ وَھٰؤُلَاءِ بِوَجْہٍ (۵) اِنَّ مِنْ اَرْبیٰ

الربي الاستطالۃ فی عرض مسلم بغیر حقٍّ (۶) ایاکم والحسد فان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب (۷) کبرت خیانۃ ان تحدث اخاک حدیثا ھو لک بہ مصدق وانت لہ بہ کاذب (۸) ویل للذی یحدث فیکذب لیضحک بہ القوم ویل لہ ویل لہ (۹) قال اذا وعد الرجل اخاہ ومن نیتہ ان یفی لہ فلم یف ولم یجئ للمیعاد فلا اثم علیہ (۱۰) اذا تثاءب احدکم فلیمسک علی فیہ فان الشیطان یدخل (۱۱) خمس تجب للمسلم علی اخیہ رد السلام وتشمیت العاطس واجابۃ الدعوۃ وعیادۃ المریض واتباع الجنائز

لغوی تحقیق

ذوالوجہین: دورُخا، دو غلا۔ ربیٰ: زیادتی، سود۔ الاستطالۃ: بدنامی کی شہرت دینا۔ الحطب: لکڑی۔ ویل: ہلاکت، بربادی۔ یفی (ض) وفاءٌ بالعہد: وعدہ پورا کرنا۔ اثم: گناہ۔ تثاءب: جمائی لینا۔ تشمیت: چھینک کا جواب دینا۔

توضیح

لوگوں میں سب سے بدترین وہ دورُخا شخص ہے کہ جوان کے پاس آئے اس چہرے کے ساتھ اور دوسروں کے پاس دوسرے چہرے کے ساتھ۔ اور سب سے بڑا سود ناحق مسلمانوں کی عزت میں بدگوئی کرنا ہے۔ پھر حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ حسد سے بچو چونکہ وہ نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جسطرح آگ لکڑیوں کو۔ اور یہ بھی ارشاد ہے کہ یہ بڑی خیانت کی بات ہے کہ تم اپنے بھائی سے ایک بات کہو وہ تمہاری تصدیق بھی کر رہا ہے اس بات میں اور حقیقت یہ ہے کہ تم اس کے سامنے اس بات میں جھوٹے ہو۔ اور ارشاد فرمایا کہ اس شخص کے لئے بربادی ہے کہ جو جھوٹ بولتا ہے تاکہ لوگ اس کی بات سے ہنسیں اس کیلئے بربادی ہے۔ اور ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور نبھانے کی نیت ہو پھر نبھانہ سکا اور وقت متعین پر وہ نہ آسکا تو کچھ گناہ نہیں ہے۔ اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی جمائی لے تو وہ اپنے منہ کو بند کرلے چونکہ شیطان داخل ہوتا ہے۔ یہ بھی ارشاد ہے کہ پانچ چیزیں ایک مسلمان کیلئے ضروری ہیں۔ اس کے بھائی کے سلام کا جواب دینا، اور چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا، اور دعوت قبول کرنا، اور بیمار کی بیمار پرسی کرنا، اور جنازے کے پیچھے چلنا۔

(۱۲) مَن بَاتَ عَلٰی ظَھرِ بیتٍ لیسَ عَلَیہِ حِجَارٌ فقد برئت منہ الذمّۃ (۱۳) قال: مَن اسْتَعَاذَ بِاللّٰہِ فَاَعِیذُوْہُ ومَن سَاَلَکُم بِوَجہِ اللّٰہِ فَاَعطُوہُ

توضیح

جو شخص ایسے گھر کی چھت پر سوئے جس پر چہار دیواری نہیں ہے تو اللہ کا ذمہ اس سے بری ہے۔ اور حضورؐ کا ارشاد ہے فرمایا جو اللہ کا واسطہ دیکر پناہ چاہے تو تم اسے پناہ دے دو اور جو تم

سے اللہ کے واسطے سوال کرے تو تم اسے دیدو۔

(۱۴) وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا اَفَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی اَمْرٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْہُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ (۱۵) مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَمْثُلَ لَہُ الرِّجَالُ قِیَامًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ (۱۶) لَا تَتْرُکُوا النَّارَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ حِیْنَ تَنَامُوْنَ (۱۷) اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاللّٰہِ تَعَالٰی مَنْ بَدَأَہُمْ بِالسَّلَامِ (۱۸) اَلْاَیْمَنَ فَالْاَیْمَنَ (۱۹) اَکْرِمُوا الْخُبْزَ۔ (۲۰) اَلصَّبْرُ رِضًا (۲۱) اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ (۲۲) اَلْفَخِذُ عَوْرَۃٌ (۲۳) لَا تَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ (۲۴) اَلْزِمْ بَیْتَکَ (۲۵) اَلْعِدَۃُ دَیْنٌ (۲۶) اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ (۲۷) قَیِّدْ وَتَوَکَّلْ (۲۸) یَدُ اللّٰہِ مَعَ الْجَمَاعَۃِ (۲۹) اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (۳۰) اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی (۳۱) لَا تَکْذِبُوْا عَلَیَّ فَاِنَّہٗ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ یَلِجِ النَّارَ (۳۲) مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا لِغَیْرِ اللّٰہِ اَوْ اَرَادَ بِہٖ غَیْرَ اللّٰہِ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔

لغوی تحقیق

یمثل (ک، ن) مُثولاً بین یدی فلاں: کسی کے روبرو کھڑا ہونا۔ فلیتبوأ۔ تبوّأ المکان: مسکن بنانا۔ مقعد: بیٹھنے کی جگہ۔ ج مقاعد۔ جُنّۃ: ڈھال۔ الفخذ: زانو۔ العدۃ: وعدہ۔ یلج۔ ولوجاً: داخل ہونا۔

توضیح

اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تم جنت میں داخل نہیں ہوسکتے جب تک کہ تم مومن نہیں ہوگے اور تم مومن نہیں ہوسکتے یہاں تک کہ آپس میں محبت نہ ہو کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتادوں کہ جب تم اسے کروگے تو آپس میں محبت پیدا ہو جائے گی، تم آپس میں سلام کو رواج دو۔ اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس بات کو پسند کرے کہ لوگ اس کیلئے کھڑے ہوں بت کیطرح تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تم اپنے گھروں میں سوتے وقت آگ نہ چھوڑا کرو۔ اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب لوگوں میں سے وہ شخص ہے جو لوگوں کو پہلے سلام کرے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ شروع دائیں سے کیا جائے پھر دائیں سے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تم اپنے گھروں میں سوتے وقت آگ نہ چھوڑا کرو۔ اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب لوگوں میں سے وہ شخص ہے جو لوگوں کو پہلے سلام کرے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ شروع دائیں سے کیا جائے پھر بائیں سے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ روٹی کا احترام کرو۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ صبر رضاء الٰہی کا باعث ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ران ستر عورت ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ موت کی تمنا نہ کیا کرو۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اپنے گھر کو لازم پکڑو۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ وعدہ قرض ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ دین خیر خواہی کا نام ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ باندھ دو (جانور کو) اور توکل کرو۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ

اللہ کی مدد جماعت کے ساتھ ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میرے متعلق جھوٹ نہ کہو جو میرے خلاف جھوٹ بولے گا جہنم میں داخل ہوگا۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس نے کوئی علم غیر اللہ کی خاطر سیکھا یا اس سے غیر اللہ کو مقصد بنایا تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم کو بنالے۔

(۳۳) مَنْ خرج فے طلب العِلمِ فهو فی سَبِیلِ اللہِ حتیٰ یَرجِعَ (۳۴) بین الکفرِ وَالایمانِ ترک الصَّلٰوۃ (۳۵) لا یُؤمِنُ اَحَدُکُم حتیٰ یحِبّ لاخیہ مَا یحِبّ لنفسہٖ (۳۶) لیس الغنیٰ عَنْ کثرۃ العرضِ وَلکن الغنیٰ غنی النفس (۳۷) نعمتانِ مغبونٌ فیھما کثیر من الناسِ الصحۃُ والفراغ (۳۸) مَنْ اَھانَ سُلطانَ اللہ فی الارضِ اَھانہُ اللہ (۳۹) الدال علی الخیرِ کفاعلہٖ (۴۰) کان رسولُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللّٰھُمَّ بَرِّدْ قلبی بالثلجِ والبردِ والماءِ البارِدِ اللّٰھُمَّ نَقِّ قلبی من الخطایا کما نقیتَ الثوبَ الابیضَ مِنَ الدنس ؛

لغوی تحقیق العرض : سامان۔ مغبون : دھوکہ دیا ہوا۔ الثلج : برف۔ الدنس : میل کچیل۔

توضیح جو شخص طلب علم کیلئے نکلا تو وہ لوٹنے تک اللہ کے راستہ میں ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ کفر اور ایمان کے درمیان فرق نماز کے چھوڑنے کا ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے بھائی کیلئے وہی چیز پسند نہ کرے جسے اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ مالداری سامان کی کثرت کا نام نہیں ہے بلکہ اصل مالداری تو دل کی مالداری ہے۔

دو نعمتیں ایسی ہیں جن سے لوگ گھاٹے میں ہیں۔ ایک صحت، دوسری فرصت۔ جس نے اللہ کے بادشاہ کی اہانت کی زمین میں تو اللہ اس کی اہانت کرے گا۔ بھلائی کی رہنمائی کرنے والا اس کو کرنیوالے کیطرح ہے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ میرے دل کو برف، اولے، ٹھنڈے پانی کے ذریعہ ٹھنڈا کردے۔ اے اللہ میرے دل کو گناہوں سے صاف کردے جس طرح سفید کپڑے کو تو گندگی سے صاف کردیتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغفر لکاتبہٖ ولوالدیہ ولمن سعٰے فیہٖ

الباب الثانی فی النظم

الشیخ عمر بن الوردی رحمہ اللہ تعالیٰ

اتق اللہ فتقوی اللہ ما — جاورت قلب امری الا وصل
لیس من یقطع طرقا بطلا — انما من یتقی اللہ البطل
صدق الشرع ولا ترکن الی — رجل یرصد فی اللیل زحل
حارت الافکار فی قدرۃ من — قد ھدانا سبلنا عز وجل
کتب الموت علی الخلق فکم — فل من جیش وافنی عن دول
این نمرود وکنعان ومن — ملک الارض وولی وعزل
این عاد این فرعون ومن — رفع الاھرام من یسمع یخل
این من سادوا وشادوا وبنوا — ھلک الکل ولم تغن الحیل
این ارباب الحجا اھل التقی — این اھل العلم والقوم الاول
سیعید اللہ کلا منھم — وسیجزی فاعلا ما قد فعل

لغوی تحقیق

البطل: پہلوان، بہادر۔ ج ابطال۔ لا ترکن (ن، س) رکونا الیہ: متوجہ ہونا، بھروسہ کرنا۔ یرصد (ن) رصدا: تاک میں بیٹھنا۔ زحل۔ ایک سیارہ ہے۔ حارت (س) حیرا، حیرۃ: حیران ہونا۔ فل، فلا۔ القوم: ہزیمت دینا۔ دول۔ جمع دولۃ۔ الاھرام۔ جمع ہرم: مخروطی شکل کی عمارت جس کی کرسی مثلث یا مربع یا بہت اضلاع والی ہو۔ اسی سے اہرام مصر ہے جو بادشاہوں کے دفن کرنے کے لئے تعمیر کئے گئے تھے۔ یہ بے انتہا مضبوط اور سنگین عمارتیں ہیں۔ علامہ ابوالفرج جوزی نے کتاب سلوۃ الاحزان میں لکھا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کی اونچائی چار سو ہاتھ ہے جو رخام اور مرمر سے بنائی گئی ہیں۔ ان میں لکھا ہے کہ یہ ہم نے اپنے بل بوتے پر بنائی ہے۔ سو جس شخص کو اپنی قوت کا دعویٰ ہو وہ ان کو توڑ کر ہی دکھلا دے۔ حالانکہ بنانے کی نسبت توڑنا آسان ہے۔ ابن المنادی

کہتے ہیں کہ ہم کو یہ اطلاع ملی ہے کہ لوگوں نے کئی مرتبہ پوری دنیا کی آمدنی کا اندازہ لگایا لیکن یہی ظاہر ہوا کہ ان عمارتوں کے ڈھانے میں پوری دنیا کی آمدنی بھی ناکافی ہے۔ کہتے ہیں کہ جب مامون الرشید مصر پہونچا تو اس نے ایک ہرم میں سوراخ کرنیکا حکم کیا۔ بڑی مشکل اور بے انتہا مال صرف کرنیکے بعد سوراخ کیا گیا دیکھا تو اس کے اندر بہت بڑی مسافت ہے جس کو طے کرنا مشکل ہے۔ نیز اس کے منہ پر ایک مکان دیکھا جس کے ہر ضلع کی مقدار آٹھ ہاتھ تھی اور اس کے درمیان ایک نہایت مضبوط حوض تھا۔ یہ دیکھ کر مامون الرشید باقی اہرام کے کھدوانے سے قاصر رہ گیا۔ روایتوں میں یہ بھی ہے کہ ہرمس اول اخنوع یعنی حضرت ادریسؑ نے ستاروں کے حالات سے وقوع طوفان پر استدلال کیا اور اہرام کی تعمیر کا حکم کیا تھا، مدتِ تعمیر کل چھ ماہ تھی اور اس کے اندر مکتوب تھا کہ ہمارے بعد میں آنیوالوں سے کہو کہ کوئی ان کو چھ سو سال میں ہی منہدم کر دکھلائے حالانکہ بنانیکے مقابلہ میں گرانا سہل تر ہے۔ اہرام کی بابت اقبالؔ نے کہا تھا ؎

اہرام کی عظمت سے نگوں سار ہے ہیں افلاک ؛ کس ہاتھ نے کھینچی ابدیت کی یہ تصویر

سادوا، سیدودۃ، سیادۃ: شریف ہونا۔ ساد (ض) سیدًا البناء: عمارت کو اونچی کرنا۔ الحجار: عقل۔ ج احجار۔

توضیح اللہ سے ڈرو تو اللہ کا تقویٰ نہیں متصل ہوا کسی سے مگر وہ بہو بچ گیا۔ وہ شخص جو رہزنی کرے ہیرو اور بہادر نہیں ہے، بہادر تو وہی ہے جو اللہ سے ڈرے۔ شریعت کی بات مانو اور اس شخص کیطرف مائل نہ ہو جو زحل کے گھات میں لگے رات میں۔ افکار و خیالات سرگرداں ہیں اس ذات کی قدرت میں جس نے ہماری رہنمائی کی راستوں کی وہ باعزت اور جلیل الشان ہے، اس نے مخلوق پر موت کو لکھ دیا، تو کتنے ہیں ایسے لشکر جن کو شکست دیدی، اور کتنی حکومتوں کو فنا کر دیا، کہاں ہیں نمرود، کنعان وغیرہ اور وہ لوگ جو زمین پر حکومت کرتے تھے اور دوسروں کو حاکم بناتے تھے۔ کہاں ہے عاد اور کہاں ہے فرعون اور وہ لوگ جنھوں نے اہرام مصر کو بلند کیا، جو سنتا ہے وہ خیال کرتا ہے، کہاں ہیں وہ جنھوں نے سرداری حاصل کی تھی اور مضبوط عمارت بنائی، تمام ہلاک ہو گئے اور تدبیریں کام نہیں آئیں، کہاں ہیں اربابِ عقل اور اصحابِ تقویٰ، کہاں ہیں اہلِ علم اور پہلے لوگ۔ بہت جلد اللہ تعالےٰ ان میں سے ہر ایک کو لوٹائیگا۔ اور ہر شخص کو جو کیا ہے اسی کا بدلہ دیگا۔

الشیخ تقی الدین ابوبکر علی الحموی

شیخ تقی الدین ابوبکر علی حموی

مَنْ عرف اللہ ازال التہمۃ ؛ وقال کُلُّ فعلہ للحکمۃ

من انکر القضاء فہو مشرك ؛ ان القضاء بالعبادا ملكُ

ونحن لانشرك باللہ ولا ؛ نقنط من رحمتہ اذ نبتلی

عَارٌ علینا وقبیحٌ ذکرٍ ؛ ان نجعل الکفر مکان الشرِ

وَلیسَ فی العَالم ظلمٌ جَار	اذ کان مایجری بامرِ الباری
وَاسعدُ العالمِ عند اللّٰہ	مَنْ سَاعد الناس بفضل الجاہ
وَمن اغاث البائس الملھوفا	اغاثہ اللّٰہ اِذا اُخیفا
انّ العظیمَ یدفع العظیم	کمَا الجسیم یحمل الجسیم
فَان من خلائق الکرام	رحمۃ ذی البلاءِ والاسقام
وَانّ من شرائط العلوّ	العطف فی البؤس علی العدوّ
قد قضت العقول ان الشفقۃ	علی العدو والصدیق صَدَقہ
وَقد علمتَ واللبیب یعلمُ	بالطبع لایُرحَم من لایَرحم
فَالمرءُ لایدری متٰی یمتحنُ	فانہٗ فی دھرہٖ مرتھن
وَان نجا الیومَ فما ینجو غدا	لایأمن الأفات الّا ذو الردٰی
لاتغترر بالحفظ والسلامہ	فَانما الحیٰوۃ کالمدامہ
وَان مَن خصّ اللئیم بالندیٰ	وَجدتہٗ کمن یُربی اسدًا
ولیسَ فی طبع اللئیم شکرٌ	وَلیس فی اصل الدنی نصرٌ
وَان من الزمہٗ وکلفہٗ	ضدّ الذی فی طبعہٖ ما انصفہ

لغوی تحقیق لاتقنط (س، قنطاً (ن، ض) قنوطاً (ک)، قناطۃً : ناامید ہونا۔ صفت قانط، قنوط۔ الکفر: ناشکری۔ اغاث، اغاثۃً : مدد کرنا۔ البائس : سخت حاجتمند۔ الملھوف : غمزدہ جس کا مال برباد ہوگیا ہو۔ فریاد کرنیوالا، مظلوم۔ اسقام۔ ج سقم : بیماری۔ لاتغترر۔ اغترارًا : دھوکہ کھانا۔ المدامۃ : شراب۔ الدنی : کمینہ۔

توضیح وہ شخص جس نے اللہ کو پہچانا وہ الزام کو ختم کردیگا اور کہے گا کہ ہر فعل اس حکمت پر مبنی ہے جس نے قضا کا انکار کیا وہ مشرک ہے۔ بیشک قضا بندوں پر حاوی ہے۔ اور ہم اللہ کا شرک نہیں کرتے اور اس کی رحمت سے مصیبت کے وقت ناامید نہیں ہوتے، ہمارے اوپر عار ہے اور بہت برا ذکر ہے کہ ہم کفر کو شرک کی جگہ رکھیں، اور دنیا میں ظلم کا سلسلہ جاری نہیں ہے، چونکہ جو ہوتا ہے اللہ کے حکم سے ہوتا ہے اور دنیا میں سب سے زیادہ نیک لوگوں کے نزدیک وہ شخص ہے جو لوگوں کی عزت کے ذریعہ مدد چاہے اور جو محتاج ومظلوم کی فریادرسی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے گا جب خوف کا دن ہوگا۔ بیشک بڑا آدمی بڑی مصیبت کو دفع کرتا ہے جیسا کہ قوی قوی کو اٹھا لیتا ہے، چونکہ شریف آدمیوں کی عادت میں سے ہے کہ مصیبت زدہ پر رحم کرنا۔ اور بے شک بلند ہمتی کی شرطوں میں سے ہے ضرورت اور تنگی کے وقت دشمن پر کرم کرنا، عقلوں کا فیصلہ ہے کہ دشمن پر شفقت کرنا اور دشمنوں پر صدقہ ہے، اور تم جانتے ہو کہ عقلمند فطری طور پر جانتا ہے کہ جو رحم

نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا، آدمی کو معلوم نہیں کہ اسے کب آزمایا جائے گا۔ چونکہ آدمی اپنے زمانہ میں مرہون ہے۔ اگر آج بچ گیا تو وہ کل نہیں بچے گا، آفات سے مامون و مطمئن نہیں ہوتا، مگر ہلاک ہونیوالا۔ حفظ و سلامتی سے دھوکہ نہ کھا، چونکہ زندگی شراب کے مانند ہے، اور جو شخص لئیم کو سخاوت کے ساتھ مخصوص کرے تم اسے دیکھوگے کہ وہ شیر کی پرورش کر رہا ہے۔ اور کمینہ کے مزاج میں شکر کا جذبہ نہیں ہوتا اور کمینہ کی ذات میں مدد کا جذبہ نہیں ہوتا، اور جس نے ان پر لازم کیا اور اس کو مکلف کیا اس چیز کے خلاف جو اس کی طبیعت میں ہے اس نے اس کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔

ولبعضهم

يا ربِّ خذ بيدي ماقد دفعت له	فلستُ منه على وردٍ ولا صدرِ
الامر ما انت رائيه وعامله	وقد عتبتُ ولا عتبٌ على القدرِ
مَن يكشف السوءَ الا انت بارئنا	ومن يزيل لصفوٍ حالة الكدرِ

توضیح اے ہمارے پروردگار میرے ہاتھ کو پکڑ لیجئے اس مصیبت میں جس میں دھکیل دیا گیا ہیں۔ میرے پاس اس کے سلسلہ میں کوئی حیلہ اور تدبیر نہیں ہے۔
امر وہ ہے کہ تو اس کا دیکھنے والا ہے اور اس کا کرنیوالا ہے، اور میں مبتلاء عتاب ہوں اور تقدیر پر نہیں ہوں۔ کون ہے جو برائی کا انکشاف کرے مگر آپ اے ہمارے خالق، اور کون بدتر حالت کو بہتر حالت سے بدل سکتا ہے۔

لبعض الاکابر
بعض اکابر کے اشعار

جميعُ الكتب يدرك من قرأها	ملالٌ او فتورٌ او سآمه
سوى هذا الكتاب فان فيه	بدائعَ لا تملُّ الى القيامه

لغوی تحقیق سآمۃ: ملول ہونا، اکتا جانا۔ بدائع۔ جمع بدیعۃ: انوکھی چیز

توضیح تمام کتابیں ان کے پڑھنے والوں کو تکان، سستی اور اکتاہٹ پکڑ لیتی ہے اس کتاب عزیز کے علاوہ چونکہ اس میں ایسی انوکھی باتیں ہیں کہ تو قیامت تک نہیں اکتائے گا۔

مدح النبیّ المختار

نبی مختار صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف

نور الدّین ابو الحسن علی بن احمد

فؤاد بایدی النائبات مصاب ؛ وَجفن لفیض الدمع فیہ مصاب

تناءت دیارٌ قد الفت وَجیرۃٌ ؛ فہل لی الیٰ عہد الوصال ایاب

وَفارقتُ اوطانی ولم ابلغ المُنیٰ ؛ ودون مرادی ابحرٌ و ھضابٌ

مضیٰ زمنی والشیبُ حل بمفرقی ؛ وَ ابعد شیٔ اَنْ یُرَدّ شبابٌ

اذا مَرّ عمرُ المرءِ لیس بَرَاجع ؛ وَانْ حَلّ شیبٌ لم یُفدہٗ خضابٌ

فحلّ حمام الشیب فی فرق لِمّتی ؛ وقد طار عنہا للشباب غرابٌ

وَکم عظۃٍ لی فی الزمَانِ واھلہ ؛ وبینَ فوادی والقبول حجَابٌ

فدع شہوات النفس عَنکَ بمعزلٍ ؛ فعذبُ اللیالی مقتضاہ عذابٌ

اُطَہِّرُ اثوابی وقلبی مُدَنس ؛ وَازعم صدقًا والمقال کذابٌ

وَ اَخشی سہَامَ الموت تفجأ غفلۃً ؛ وَمَا سارَ بی نحو الرّسول رکابٌ

وقلبی معمورٌ بحُبّ مُحَمّدٍ ؛ فمالِیَ فی غیر الحجَاز طلابٌ

یحِنُّ الیٰ اوطانہٖ کل مسلمٍ ؛ فقُدّس منہا منزل وَجنابٌ

فاسعدُ ایامی اذا قیل ھٰذہٖ ؛ مَنازلُ من وادی الحمیٰ قبابٌ

فجسمی فی مصرٍ وروحی بطیبۃٍ ؛ فللروح عن جسمی ھناک منابٌ

علیٰ مثل ھٰذا العجز والعمر مُنقضٍ ؛ تشقّ قلوبٌ لا تشقّ ثیابٌ

وَارجو ثوابًا بامتداحی محمّدًا ؛ وَمَا کلُّ مُثنٍ فی الزمان یثابٌ

بہٖ اُخمِدت من قبل نیرانُ فارسٍ ؛ وَحُقّق من ظبی النّلاۃِ خطابٌ

وَکم قد سُقی من کفہ الجیش فارتووا ؛ وکم قد شفی منہ العیونَ رضابٌ

فلم تُلھہٖ دنیاہُ عَنْ خوف رَبّہٖ ؛ وَلا شغلتہ عن رضاہ کعَابٌ

محمّدٌ المختار اعلی الوریٰ ندیٰ ؛ وَاکرمُ مبعوثٍ اَتاہُ کتابٌ

الیک رسُول اللہ اُنہی مدائحی ؛ وَان رجائی راحۃ وَثوابٌ

اذا قیل مَن تعنی بمدحک کلہ ؛ فانتَ اذا خبرتُ عنہ جوابٌ

فلیتک تحلو والحیوۃ مریرۃ	و لیتک ترضی و الانام غضاب
فانت اجل العالمین مکانۃ	و اکرم مدفون حواہ تراب

لغوی تحقیق

فؤاد : دل ۔ ج افئدہ ۔ النائبات ۔ ج نائبۃ : حادثہ ، مصیبت ۔ مصاب : مصیبت کا مارا ہوا ، بدبخت ۔ جفن : پلک ۔ ج اجفان ۔ مصاب ۔ مصدر میمی بمعنی جاری ہونا ۔ تنائت ۔ بمعنی تباعدت : دور ہونا ۔ الفت ۔ الفۃ ، مانوس ہونا ۔ جیرۃ ۔ جمع جار : پڑوسی ۔ ایاب : واپس ہونا ۔ اوطان ۔ ج وطن ۔ المنی ۔ ج منیۃ : مراد ۔ آرزو ۔ ہضاب ۔ ج ہضبۃ ، زمین پر پھیلا ہوا پہاڑ ۔ مفرق : مانگ ۔ ج مفارق ۔ لمۃ : بالوں کی زلف جو کانوں کی لو سے بڑھی ہوئی ہو ۔ ج لم ، لمام ۔ مدنس : میلا کچیلا ۔ سہام ۔ ج سہم : تیر ۔ تفجأ ۔ فجاءۃ : ناگاہ آجانا ۔ طلاب ۔ مطالبہ ۔ یحن ۔ حنینا : مشتاق ہونا ۔ قباب ۔ ج قبۃ ۔ الفلاۃ : جنگل ۔ ارتووا : تر و تازہ ہونا ۔ سیراب ہونا ۔ رضاب : چوسا ہوا تھوک ۔ کعاب : ابھری ہوئی پستان والی لڑکی ۔ مریرۃ ۔ بمعنی تلخ ۔ غضاب ۔ جمع غضبان ۔ مدفون : دفن کیا ہوا

توضیح

دل مصائب کے قبضہ کرنے کی وجہ سے تکلیف محسوس کر رہا ہے ، اور آنکھیں آنسو کے بہانے کے لئے ان میں بہنے کی جگہ ہے ۔ گھر دور ہو گئے جن سے الفت پیدا ہو چکی تھی اور تعلق تو کیا میرے لئے وصال کے زمانہ تک لوٹنے کی گنجائش ہے ۔ اور میں اپنے وطن سے جدا ہو چکا ہوں اور اپنی تمنا حاصل نہیں کر سکا اور میرے مقصد کے درمیان سمندر اور پہاڑ ہیں ۔ میرا زمانہ چلا گیا اور بڑھاپا میرے سر پر اتر گیا اور سب سے زیادہ بعید جوانی کا لوٹنا ہے ۔ آدمی کی گذری ہوئی عمر لوٹتی نہیں ہے ، اور بڑھاپا اگر اتر جائے تو اس کو خضاب کوئی فائدہ نہیں دیتا ۔ تو بڑھاپے کا کبوتر اتر گیا میرے لمبے لمبے بالوں میں اور اس سے جوانی کا کوا اڑ گیا ۔ اور بہت سی نصیحتیں ہیں میرے لئے زمانہ اور اہل زمانہ میں ۔ اور میرے دل اور قبول کے درمیان ایک پردہ ہے تو چھوڑ دے شہوات نفسانی کو اپنے آپ سے الگ چونکہ راتوں کی مٹھاس کا تقاضہ عذاب ہے ۔ میں اپنے کپڑوں کو صاف کر رہا ہوں باوجودیکہ میرا دل میلا ہے اور میں سچ سمجھ رہا ہوں حالانکہ بات جھوٹ ہے ۔ اور میں موت کے تیروں سے خوف کر رہا ہوں کہ وہ اچانک نشانہ بنالے اور نہیں لے چلیں مجھ کو حضور کیطرف سواریاں ۔ میرا دل معمور رہے محمدؐ کی محبت سے تو میرے لئے حجاز کے علاوہ اور کوئی مطلب کی بات نہیں ہے ۔ اس کے وطن کیطرف ہر شخص مائل ہے چونکہ وہاں تو گھر اور صحن مقدس ہیں تو میرا زمانہ سعادت وہ ہے جو کہا جائے گا کہ یہ مدینہ طیبہ کے گھر ہیں اور گنبد خضرا ہے ۔ تو میرا جسم مصر میں ہے اور میری روح مدینہ طیبہ میں ہے تو میری روح کے لئے میرے جسم کے بدلے میں وہیں ٹھکانہ ہے ۔ اس عاجزی کے مثل پر اور درانحالیکہ عمر ختم ہو رہی ہے دل پھٹے جا رہے ہیں نہ کہ کپڑے ۔ اور میں حضورؐ کی مدح سرائی کے ذریعہ ثواب کی امید رکھتا ہوں اور زمانہ میں ہر تعریف کرنیوالے کو بدلہ نہیں دیا جاتا ۔ اس کے ذریعہ اس سے پہلے فارس کی آگ بجھادی گئی اور جنگل کے ہرنوں سے

بات چیت ہوئی۔ اور بہت سی دفعہ آپ کے دستِ مبارک سے بہت سے لشکر کو پانی پلایا گیا تو وہ سیراب ہو گئے۔ اور بہت سی دفعہ آنکھیں آپ کے لعابِ دہن سے شفا یاب ہو گئیں۔ تو آپ کو دنیا نے غافل نہیں کیا خوفِ خداوندی سے اور نہ رضاءِ الٰہی سے دوشیزہ عورتوں نے باز رکھا۔ محمد اللہ کے برگزیدہ بندے اور مخلوق میں سخاوت کے اعتبار سے سب سے بڑھے ہوئے اور ہر نبی سے زیادہ اشرف ہیں جنھیں کتاب ملی۔ آپ ہی کی بارگاہ میں اے اللہ کے رسولؐ تعریفیں پہونچا رہا ہوں اور مجھے امید ہے راحت و ثواب کی۔ جب کہا جائے گا کہ تو اپنی تمام تعریفات سے کون سی ذات مراد لے رہا ہے تو آپ ہی جواب ہیں۔ پس کاش آپ شیریں رہیں درانحالیکہ زندگی تلخ ہو اور کاش کہ آپ راضی رہیں باوجودیکہ لوگ ناراض ہوں۔ آپ لوگوں میں سب سے زیادہ مرتبہ والے اور مدفونین میں سب سے زیادہ صاحبِ کرامت ہیں جن کو مٹی نے گھیر لیا ہے۔

وَقَالَ حَسَّانُ يَمْدَحُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت حسانؓ کے آنحضورؐ کے حق میں مدحیہ اشعار

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي	وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ	كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

توضیح اور آپ سے بہتر میری آنکھوں نے دیکھا نہیں، اور نہ آپ سے بہتر عورتوں نے جنا۔ آپ ہر عیب سے پاک وصاف کر کے پیدا کئے گئے، گویا کہ آپ جس طرح چاہتے تھے اسی طرح پیدا کئے گئے۔

وَلِبَعْضِهِمْ

اَلْمُرْتَمِي فِي دُجًى وَالْمُبْتَلِي بِعَمًى	وَالْمُلْتَظِي بِصَدًى وَالْمُحْتَوِي دَيْنًا
يَاتُوْنَ سُدَّتَهٗ مِنْ كُلِّ نَاحِيَةٍ	وَيَسْتَفِيدُوْنَ مِنْ نَعْمَائِهٖ عَيْنًا

لغوی تحقیق المرتمی۔ ارتماء سے مفعول ہے: پھینکا جانا۔ دجیٰ: تاریکی۔ الملتظی۔ التظاء سے مفعول ہے: بھڑکنا۔ صدیٰ پیاس۔ المحتوی۔ احتواء: اکٹھا کرنا۔ سدۃ: چوکھٹ۔ عین: آنکھ، آفتاب، چشمہ، نقدی (سونا چاندی) گھٹنہ۔

توضیح تاریکی میں پڑے ہوئے اندھاپن میں گرفتار اور پیاس کی آگ میں جلے ہوئے اور قرض میں پھنسے ہوئے۔ ہر چہار جانب سے آتے ہیں سب آپ کی چوکھٹ پر اور آپ کی نعمتوں سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

الاقتداءُ بالنبیّ (فداہ ابی وامی)

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اقتداء، میرے والدین آپ پر قربان ہوں

ابو حیّان

أَمَا إِنَّهُ لَوْلَا ثَلٰثٌ أُحِبُّهَا — تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَا أُعَدُّ مِنَ الْأَحْيَا

فَمِنْهَا رَجَائِي أَنْ أَفُوزَ بِتَوْبَةٍ — تُكَفِّرُ لِي ذَنْبًا وَتُنْجِحُ لِي سَعْيَا

وَمِنْهُنَّ صَوْنِي النَّفْسَ عَنْ كُلِّ جَاهِلٍ — لَئِيمٍ فَلَا أَمْشِي إِلَى بَابِهٖ مَشْيَا

وَمِنْهُنَّ أَخْذِي بِالْحَدِيثِ إِذَا الْوَرٰى — نَسُوا سُنَّةَ الْمُخْتَارِ وَاتَّبَعُوا الرَّأْيَا

أَتَتْرُكُ نَصًّا لِلرَّسُولِ وَتَقْتَدِي — بِشَخْصٍ؟ لَقَدْ بَدَّلْتَ بِالرُّشْدِ الْغَيَّا

توضیح اگر تین چیزیں نہ ہوتیں جو مجھے پسندیدہ ہیں تو میں تمنا کرتا کہ زندوں میں شمار نہ کیا جاؤں۔ ان تین چیزوں میں سے ایک تمنا یہ ہے کہ میں توبہ کرکے کامیاب ہو جاؤں کہ جو میرے گناہوں کو مٹا دے اور میری مدد کرے نیک کام کرنے میں۔ اور انھیں میں سے میرا اپنے آپ کو ہر جاہل کمینہ سے محفوظ رکھنا ہے کہ میں اس کے دروازے تک بالکل نہ جاؤں۔ اور ان میں سے میرا اختیار کرنا ہے حدیث پاک کو ایسی حالت میں کہ لوگوں نے برگزیدہ نبی کی سنت کو بھلا دیا ہے اور وہ رائے کی اتباع کرنے لگے۔ کیا تو آنحضور کی حدیث کو چھوڑ کر کسی اور آدمی کی اقتداء کرتا ہے۔ یقیناً تم نے گمراہی کو ہدایت کے بدلہ میں لے لیا۔

الرّضاء بالقضاء

فیصلۂ خداوندی پر خوش رہنا

لبعضهم

يَقُولُونَ لِي صَبْرًا وَإِنِّي لَصَابِرٌ — عَلَى نَائِبَاتِ الدَّهْرِ وَهِيَ فَوَاجِعُ

سَأَصْبِرُ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ مَا قَضٰى — وَإِنْ أَنَا لَمْ أَصْبِرْ فَمَا أَنَا صَانِعُ

توضیح وہ مجھ سے صبر کیلئے کہہ رہے ہیں حالانکہ میں زمانے کے خطرناک مصائب پر صبر کرنیوالا ہوں۔ میں یقیناً صبر کرتا رہوں گا یہانتک کہ اللہ تعالےٰ اس چیز کا فیصلہ کردے جو اس نے تقدیر میں لکھا ہے اور اگر میں صبر نہیں کرسکا تو میں کوئی کام نہیں کرسکتا۔

الشکر — وقال آخر

اذا کان شکری نعمۃ اللہ نعمۃً	علیّ لہ فی مثلھا یجب الشکر
فلیس بلوغ الشکر الا بفضلہ	وان طالت الایام واتصل الصبر

توضیح جب اللہ کی نعمت کا شکریہ ادا کرنا انعام ہے تو اس جیسے میں شکریہ ادا کرنا میرے لئے واجب ہے تو شکریہ کا ادا کرنا اس کے فضل وکرم کے بغیر نہیں ہوسکتا اگرچہ زمانہ طویل ہو جائے اور صبر دائمی طور پر رہے۔

ابن نباتہ

لم یبق جودک شیئاً اؤمّلہ	ترکتنی اصحب الدنیا بلا امل

توضیح تیرے جود وسخا نے نہیں باقی چھوڑی میرے لئے کچھ قابل تمنا شی، تم نے مجھے چھوڑا اس حال میں کہ میں دنیا میں بغیر کسی امید کے رہتا۔

ولہ

لنا ملکٌ قد قاسمتنا ھباتہٗ	فنثر العطا منہ ونظم الثنا منا
یذکّرنا اخبار معن بجودہٖ	فننشی لہ لفظا وینشی لنا معنا

توضیح ہمارا بادشاہ ایسا ہے کہ اس نے ہمیں تقسیم کردی اپنی بخششیں، تو عطیہ بکھیرنا اس کی جانب سے اور تعریف کے لئے الفاظ پرونا ہماری جانب سے۔ ہمیں وہ اپنی سخاوت کے ذریعہ مانگ کی باتیں یاد دلاتا ہے تو ہم اس کے لئے الفاظ تیار کرتے ہیں اور وہ ہمارے سامنے سخاوت کا منظر پیش کرتا ہے۔

الدنیا — ابن جبیش

قالوا اتصبر عن الدنیا الدنیۃ او	کن عبدھا واصطبر للذل واحتمل

لَا بُدَّ مِنْ اَحَدِ الصَّبْرَیْنِ قلتُ نَعَمْ	الصَّبرُ عَنْهَا بِعَوْنِ اللّٰہِ اَوفقُ لِیْ

لغوی تحقیق تصبّر: تکلف کے ساتھ صبر ظاہر کرنا۔ علیہ: صبر کرنا۔ الدنیّۃ: رذیل، گھٹیا، کمینہ۔ ذلّ۔ ذلت وخواری۔

توضیح لوگوں نے کہا تو اس کمینی دنیا کو چھوڑ دے یا اس کا غلام ہو جا اور ذلت پر صبر کرتے رہو اور برداشت کرتے رہو۔ دونوں صبروں میں سے ایک تو ضروری ہے۔ تو میں نے کہا کہ دنیا کو چھوڑ دینا اللہ کے فضل سے میرے لئے زیادہ مناسب ہے۔

ابو محمد القرطبی

لعمرك ما الدنیا وسرعة سیرها	لسکانها الا طریق مجاز
حقیقتها ان المجاز بغیرها	ولکنهم قد اوسعوا بمجاز

توضیح تیری زندگی کی قسم دنیا اور اس کی تیز رفتاری اس کے باشندوں کے لئے نہیں ہے مگر ایک گذرنے کی جگہ۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ مجاز کا وجود بغیر حقیقت کے ہے لیکن انھوں نے مجاز میں وسعت پیدا کی۔

وَلَہٗ

لَعُمْرُكَ مَا حَصَلْتَ عَلٰی خَطِیْرٍ	من الدنیا ولا ادرکت شیئًا
وَهَا انَا خَارِجٌ مِنْهَا سَلِیْبًا	اُقَلِّبُ نَادِمًا کِلْتَا یَدَیَّا
وَابکی ثم اعلم ان مبکا	یَ لا یجدی فامسح مقلتیّا
وَلم اجزع لهول الموت لکن	بکیتُ لقلة الباکی علیّا
وانّ الدهر لم یعلم مکانی	ولا عرفت بنوه ما لدیّا
زمان سوف اُنشَرُ فیه نشرًا	اذا انا بالحمام طویت کلیّا
اُسَرُّ بانّنی سَاعیشُ مَیْتًا	به ویَسُوءُنی ان متُّ حیّا

لغوی تحقیق خطیر: عظیم۔ ج خُطُر۔ خطر (ک)، خطرًا: بلند مرتبہ ہونا۔ سلیب: عقل یا حال، کھویا ہوا لایجدی۔ لاینفع: بے سود۔

توضیح تیری زندگی کی قسم تو نے دنیا کے کسی بڑے حصے کو نہ حاصل کیا اور نہ تمہیں تھوڑا سا حصہ ملا اور آگاہ رہو کہ میں دنیا سے جا رہا ہوں خالی ہاتھ ندامت کے ساتھ دونوں ہاتھ ملتے ہوئے اور میں رو رہا ہوں پھر جانتا ہوں کہ میرا رونا مفید نہیں ہے۔ تو میں اپنی آنکھوں کو پوچھ رہا ہوں اور میں گھبراتا نہیں موت کے خوف سے، لیکن میں رو رہا ہوں مجھ پر رونیوالوں کی کمی کیوجہ سے زمانہ نے میری حیثیت نہیں پہچانی۔ اور نہ اہلِ زمانہ نے میرے پاس موجود جوہر کو دیکھا اس زمانہ کا انتظار کرو کہ میں جس میں خوب اشاعت کروں گا اپنے کمالات کو جبکہ میں موت سے اپنی کتاب کو لپیٹ لوں گا۔ مجھے خوشی ہے اس بات پر کہ میں مردہ ہونیکے بعد بھی زندہ رہوں گا، اور میرے لئے یہ چیز باعثِ غم ہے کہ میں زندہ ہونے کی حالت میں مردہ رہوں۔

الاضبط

قد یجمع المَالَ غیرُ اٰکلِه	وَ یاکلُ المالَ غیرُ من جمعه
ویقطع الثوبَ غیرُ لابسِه	وَ یلبَسُ الثوبَ غیرُ من قطعه

توضیح کبھی مال کو جمع کرنیوالا اس کو استعمال کرنیوالے کے علاوہ ہوتے ہیں اور مال کو جمع کرنیوالے کے علاوہ کھاتا ہے۔ اور کپڑے کو تیار کرتا ہے اس کو پہننے والے کے علاوہ اور کپڑے کو وہ شخص پہنتا ہے جس نے اس کو تیار نہیں کیا۔

زیاد بن زید

هَلِ الدّهرُ وَالایامُ الّا کما ترٰی	رَزِیّةُ مَالٍ اَوْ فراقُ حبیبٍ

توضیح زمانہ اور یہ ایام نہیں ہیں مگر اسی طرح، جس طرح کہ تم دیکھ رہے ہو یعنی مالی تنگی یا احباب کی جدائی۔

الاخطل

النّاسُ هَمُّهُمُ الحیٰوۃ وَلا اَرٰی	طولَ الحیٰوۃ یزید غیرَ خبالٍ
وَ اِذَا افتقرتَ الی الذخائرِ لم تجد	ذُخرًا یکونُ کصالحِ الاعمالِ

توضیح لوگوں کو فکر زندگی کی ہے اور میں درازئ عمر کو خیالات کے اضافہ کرنیوالے کے سوا کچھ نہیں سمجھتا۔ اور جب

تجھے ذخیرہ کی ضرورت ہو تو نہیں ملے گا تمہیں وہ ذخیرہ جو ہو نیک اعمال کی طرح۔

الامام الشافعیؒ

اِنّ لِلّٰهِ عِبَادًا فُطَنَا — طَلَّقُوا الدُّنیا وخافُوا الفِتَنَا
نَظَرُوْا فیھا فلمّا عَلِمُوا — انّھا لیسَتْ لِحَیٍّ وَطَنَا
جَعَلُوھَا لُجَّةً وَاتَّخَذُوا — صَالِحَ الاعمالِ فیھا سُفُنَا

توضیح بیشک اللہ کے وہ سمجھدار بندے ہیں جنھوں نے دنیا کو ترک کر دیا اور اس کے فتنوں سے ڈرے۔ جب انھوں نے دنیا میں غور و فکر کے بعد یہ سمجھا کہ دنیا زندوں کیلئے رہنے کی جگہ نہیں ہے تو اس کو انھوں نے ایک بھنور قرار دیا اور اس میں نیک اعمال کو کشتیاں بنائیں۔

ولبعض الزهّادِ

دُنیا تخادِعُنِی کَاَ — نِّی لَسْتُ اَعْرِفُ حَالَھَا
مَدَّتْ اِلَیَّ یَمِیْنَھَا — فَقَطَعْتُھَا وَ شِمَالَھَا
مَنَعَ الْاِلٰهُ حَرَامَھَا — وَاَنَا اجْتَنَبْتُ حَلَالَھَا
وَرَاَیْتُھَا مُحْتَاجَةً — فَوَھَبْتُ جُمْلَتَھَا لَھَا

توضیح دنیا مجھے دھوکہ دیتی ہے جیسا کہ میں اس کی حالت جانتا ہی نہیں۔ اس نے اپنا دایاں ہاتھ میری جانب بڑھایا تو میں نے اسے کاٹ دیا اور اس کا بایاں ہاتھ بھی۔ اللہ نے اس کی حرام چیزوں سے روکا اور میں اس کی حلال چیزوں سے بھی بچا رہتا ہوں۔ اور میں نے اسے محتاج دیکھا تو میں نے اس کا سارا اسی کو ہبہ کر دیا۔

التهامی

حُکْمُ المنیةِ فی البریةِ جارٍ — مَا هٰذِهِ الدنیا بدارِ قرارِ
وَمُکَلِّفُ الایامِ ضِدَّ طِبَاعِھَا — متطلِّبٌ فی الماءِ جذوةَ نارِ
جُبِلَتْ علی کَدَرٍ وانتَ تریدُھا — صفوًا من الاقذاءِ والاقذارِ
وَاِذا رَجَوْتَ المستحیلَ فانّما — تبنی الرجاءَ علی شفیرٍ ھارِ
فالعیشُ نومٌ والمنیةُ یقظةٌ — والمرءُ بینھما خیالٌ سارِ

لغوی تحقیق المنیۃ: موت۔ البریۃ: مخلوق۔ جذوۃ: چنگاری۔ کدر: تیرگی۔ اقذار۔ جمع قذی: خس وخاشاک اقذار۔ جمع قذر: گندگی، نجاست، پلیدی۔ شفیر: ہونٹ، ہر چیز کا کنارہ۔ ہار۔ بمعنی ہائر۔ ہار (ن) ہورًا۔ البناء: منہدم، شکستہ و ویران ہونا۔

توضیح موت کی حکومت ساری مخلوق پر حاوی ہے۔ یہ دنیا کسی کی قرارگاہ نہیں۔ زمانہ کو اس کی طبیعت کے خلاف مکلف بنانے والا گویا پانی میں آگ کا انگارہ تلاش کرنے والا ہے۔ اس کی تو تخلیق ہی تیرگی پر ہے۔ اور تو اس کو صاف کرنا چاہتا ہے ناپاکی اور گندگیوں سے اور جب تو نے ایک محال چیز کی امید کی تو تو امید کی بنیاد ڈال رہا ہے۔ اس کنارے پر جو گرنے والا ہے۔ تو زندگی نیند ہے اور موت بیداری ہے اور آدمی ان دونوں کے درمیان ایک خیال کیطرح ہے جو گذرنے والا ہے اور رات میں چلنے والا ہے۔

انقلاب الزمان ابوحیّان

اریٰ الدھر سادَ بہ الارذلون	کالسیل یطفو علیہ الغثاء
ومات الکرام وفات المدیح	فلم یبق للقول الا رثاء

لغوی تحقیق ساد (ن) سودۃً: شریف ہونا۔ سیل: سیلاب۔ یطفو (ن) طفوًا: پانی پر آجانا، اور تہ نشین نہ ہونا۔ الغثاء: کوڑاکرکٹ جو سیلاب کی جھاگ سے ملا ہوا ہو۔

توضیح میں زمانہ کو دیکھ رہا ہوں کہ سردار ہو گئے زمانہ میں رذیل لوگ مثل سیلاب کے کہ اس کے اوپر جھاگ سے ملا ہوا کوڑاکرکٹ آجاتا ہے اور شریف لوگ مرگئے اور تعریف ختم ہو گئی تو قول کیلئے باقی نہیں رہا سوائے مرثیہ کے۔

ولبعضھم

ولا غرو بعدی ان یسود معشر	فیضحی لھم یوم ولیس لھم امس
کذالک نجوم الدھر تبدو زواھرًا	اذا ما توارت فی مغاربھا الشمس

لغوی تحقیق غرو: تعجب۔ یسود: سردار بنانا۔ معشر: جماعت، گروہ۔ زواہر۔ جمع زاہرۃ: چمکدار۔ توارت۔ توارئا: چھپا ہوا ہونا۔

توضیح اور میرے بعد تعجب نہیں ہے کہ ایک ایسی قوم کو سردار بنایا جائے کہ زمانۂ حاضر ان کیلئے مفید ثابت ہو۔ درانحالیکہ ان کیلئے ماضی مفید نہیں تھا۔ اسی طرح زمانہ کے ستارے ظاہر ہوتے ہیں

چمکتے ہوئے جبکہ سورج چھپ جاتا ہے ان کے مغرب کی جانب۔

وَلِلّٰہِ دَرُّ الْقَائِلِ لَا فُضَّ فُوْہُ

اور اللہ ہی کیلئے کہنے والے کی خوبی ہے نہ گرے اسکے منہ کے دانت

وَاِخْوَانٍ تَخِذْتُهُمْ دُرُوْعًا	فَكَانُوْهَا وَلٰكِنْ لِلْاَعَادِيْ
وَخِلْتُهُمْ سِهَامًا صَائِبَاتٍ	فَكَانُوْهَا وَلٰكِنْ فِيْ فُؤَادِيْ
وَقَالُوْا قَدْ صَفَتْ مِنَّا قُلُوْبٌ	لَقَدْ صَدَقُوْا وَلٰكِنْ مِنْ وِدَادِيْ

لغوی تحقیق در: بھلائی۔ لافض۔ فض (ن) فضًا، اللہ فاہ: دانتوں کو گرادینا۔ اور اسی سے ہے لافض فوک۔ اس شخص کیلئے جو عمدہ گفتگو کرے۔ دعا ہے کہ تمہارے دانت نہ گرائے جائیں۔ اخوان۔ جمع اخ: بھائی۔ دروع۔ جمع درع: زرہ۔ اعادی۔ جمع عدو: دشمن۔ سہام۔ جمع سہم: تیر۔ صائبات: نشانہ پر لگنے والے۔ فوادی: دل۔ صفت (ن) صفوًا: صاف ہونا۔ وداد: محبت۔

توضیح اور کچھ بھائی ایسے ہیں کہ جن کو میں نے ڈھال بنایا اور وہ تھے بھی ڈھال ہی یعنی دشمنوں کیلئے۔
اور میں نے ان کو نشانہ پر لگنے والے تیر خیال کیا اور تھے بھی وہ اسی طرح لیکن میرے دل پر۔
اور انھوں نے کہا کہ ہمارے دل صاف ہو چکے ہیں انھوں نے سچ کہا لیکن میری محبت سے۔

معن بن اوس

اُعَلِّمُهُ الرِّمَايَةَ كُلَّ يَوْمٍ	فَلَمَّا اشْتَدَّ سَاعِدُهُ رَمَانِيْ

توضیح میں اسے ہر روز تیر اندازی سکھاتا رہا لیکن جب اس کا بازو مضبوط ہو گیا تو اس نے مجھ پر تیر چلایا۔

ابو سعید المخزومی

وَكَمْ رَأَيْنَا لِلدَّهْرِ مِنْ اَسَدٍ	بَالَتْ عَلٰى رَاْسِهٖ ثَعَالِبُهٗ

توضیح اور ہم نے زمانہ میں بہت سے شیر دیکھے کہ ان کے سروں پر لومڑیوں نے پیشاب کیا ہے۔

ولابی الفتح علی بن محمد العتبی

اذا حیوانٌ کانَ طُعمۃَ ضدّہٖ ... توقّاہُ کالفار الذی یتقی الھرّا
وَلاشکَّ انّ المرءَ طعمۃُ دھرہٖ ... فما بالہ یا ویحہ یامنُ الدھرا

لغوی تحقیق طعمہ: خوراک۔ توقاہ: ڈرنا، پرہیز کرنا۔ الفار: چوہا۔ واحد فارۃ۔ الھر: بلی۔ ج ہررہ۔ مؤنث ہرۃ۔ ج ہرر۔ بقول بعض ہر کا استعمال مذکر و مؤنث دونوں پر ہوتا ہے اور ہرۃ صرف مؤنث کیلئے مستعمل ہے۔

توضیح جب کوئی حیوان غذا بن جاتا ہے اپنی ضد کیلئے تو وہ اس سے بچتا ہے جس طرح کہ چوہا بلی سے ڈرتا ہے۔ اور یقیناً آدمی اپنے زمانہ کی خوراک ہے تو پھر اس کا کیا حال ہے افسوس ہے اس پر کہ وہ زمانہ سے مامون ہے۔

اِستنشدَ المتوکل اَبا الحسن علی بن محمد بن موسیٰ ابن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین فقال انی لقلیل الروایۃ فی الشعر فقال لابدّ فانشدہٗ

متوکل نے شعر پڑھنے کی درخواست کی ابوالحسن علی بن محمد بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین سے تو انھوں نے جواباً فرمایا کہ میں شعر کی روایت بہت کم کرتا ہوں۔ متوکل نے کہا کہ پڑھنا تو ضروری ہے تو انھوں نے یہ اشعار سنائے

بَاتوا علیٰ قُللِ الاجبَال تحرسھم ... غُلبُ الرجال فلم تنفعھم القُلل
وَاستنزلوا بعد عزٍّ عن مَعاقلھم ... وَاُودعُوا حفرًا یا بئس مانزلوا
ناداھم صارخٌ من بعد ما دُفنوا ... اینَ الاسرّۃُ وَالتیجانُ الحلل
این الوجوہ التی کانت منعمۃً ... من دونھا تضرب الاستاد والکلل
فافصح القبر عنھم حین سائلھم ... تلک الوجوہ علیھا الدود یقتتل
قد طال ما اکلوا دھرًا وَمَا شربوا ... فاصبحوا بعد طول الاکل قد اُکلوا

لغوی تحقیق باتوا۔ بیتوتۃ: رات گذارنا۔ قُلل۔ جمع قلۃ: پہاڑ کی چوٹی۔ اجبال۔ جمع جبل: پہاڑ۔ عرس (ن، ض) عرسًا: حفاظت کرنا، نگرانی کرنا۔ غلب۔ جمع اغلب: شیر، بہادر۔ معاقل:

جمع معقل ۔ پناہ گاہ ۔ حفر ۔ جمع حفرۃ : گڑھا ۔ صارخ : چیخنے والا ۔ اسرۃ ۔ ج سریر ۔ تیجان ۔ جمع تاج ۔ حلل ۔ ج حلۃ : جوڑا ، پوشاک ۔ استار ۔ جمع ستر : پردہ ۔ کلل ۔ جمع کلۃ : مچھر دانی ۔ سیل تبہم سختی میں مبتلا ہونا ۔ الدود ۔ جمع دودۃ : کیڑا

توضیح وہ راتوں میں پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہے ان کی حفاظت کرتے رہے شیروں کیطرح لوگ لیکن انکو پہاڑوں کی چوٹیوں نے فائدہ نہیں پہونچایا ۔ اور ان کو عزت کے بعد اتار دیا گیا ان کی جائے پناہ سے اور ان کو گڑھوں میں رکھ دیا گیا کیا ہی برے طریقہ سے اترے ۔ ان کو آواز دی کسی چیخنے والے نے انکو دفنا دینے کے بعد کہ کہاں ہیں وہ تخت شاہی ؛ تاج اور پوشاک ۔ کہاں ہیں وہ چہرے جو نعمت کے اندر دبے ہوئے تھے جن پر پردے اور مچھر دانی ڈالی جاتی تھیں ۔ تو قبر نے جواب دیا ان کی طرف سے جب ان پر سختی کی گئی کہ یہ وہ چہرے ہیں جن پر کیڑے لڑ رہے ہیں ۔ وہ زمانے میں بہت دنوں تک مستی سے کھاتے پیتے رہے ، اب مدتِ اکل کے طویل ہونیکے بعد وہ اس طرح ہو گئے کہ انھیں نگل لیا گیا ۔

ابو العتاھیۃ

وَلقد سَألتُ الدارَ عن اخبارِهم	فتبسمتْ عَجَباً وَلمْ تُبْدِ
حتیٰ مررتُ علی الکنیفِ فقال لی	أَموالُهم وَنوالُهم عندی

لغوی تحقیق لم تبد : جواب نہیں دیا ۔ الکنیف : بیت الخلاء ، پاخانہ ۔ اموال ۔ جمع مال ۔ نوال : عطیہ ، داد و دہش ۔

توضیح میں نے گھروں سے ان کے حالات پوچھے تو وہ تعجب سے مسکرانے لگے اور ان گھروں نے جواب دیا نہیں ۔ یہاں تک کہ میں بیت الخلاء سے گذرا تو اس نے مجھ سے کہا کہ ان کے مال اور ان کے عطایا میرے پاس ہیں ۔

وقال بعضهم واجاد

ان اللیالی للانامِ مطیۃٌ	تطوی وَتنشرُ بینهما الاعمارُ
فقصارهن مع الهمومِ طویلۃٌ	وطوالهن مع السرورِ قصارُ

توضیح یہ دن رات لوگوں کیلئے سواری ہے جن کے درمیان عمریں کھولی اور لپیٹی جاتی ہیں ۔ تو ان راتوں کا چھوٹی ہونا غموں کی حالت میں بہت طویل ہے ، اور ان راتوں کا خوشی کی حالت میں طویل ہونے میں بھی چھوٹی ہونے کی طرح ہے ۔

عُلُوّ الھمّۃ

بلند ہمتی

القاضی ھبۃ اللہ بن سنا الملک رحمہ اللہ تعالیٰ

سوای یخاف الدھر ویرھب الردی — وَغیری یھویٰ ان یکون مخلّدا

وَلکنني لا ارھب الدھر ان سطا — وَلا احذرُ الموت الزوام اذا غدا

وَلو مَدَّ نحوی حَادث الدھر طرفہٗ — لحَدّثتُ نفسی ان امُدّ لہٗ یدا

توقدُ عزمٍ یترك المَاء جمرۃً — وَحیلۃُ حلمٍ تترك السیف مبردا

وَاظمأ اِن ابدیٰ لی المَاء منّۃً — وَلو کَانَ لی نھر المجرّۃ موردا

ولو کَانَ ادراك الھدی بتذلّل — رَأیتُ الھدیٰ ان لا امیل الی الھدیٰ

وقدمًا بغیری اصبح الدھر اشیبًا — وبی بل بفضلی اصبح الدھر امردا

وَانك عبدی یا زمان وَانني — علی الکُرہ منی ان اُری لك سیدا

وَما انا راض انني واطئ الثریٰ — ولی ھمّۃ لا ترتضی الافق مُقعدا

ولو عَلِمَتْ زھرُ النجوم مکانیٔ — لخرّتْ جمیعًا نحو وجھی سُجّدا

وَبذلُ نوالی زاد حتّٰی لقد غدا — من الغیظ منہ ساکن البحر مزبدا

ولی قلم فی انمُلی ان ھززتہٗ — فلمّا ضرّنی ان لا اھُزّ المھندا

اذا جَالَ فوق الطرس وقع صریرہ — فان صلیل المشر فی لہٗ صدیٰ

لغوی تحقیق

الردیٰ: ہلاکت۔ یہوی۔ ہوًا: آرزو کرنا، چاہنا۔ سطًا۔ سطوۃ۔ علیہ: حملہ کرنا۔ الزؤام: مکروہ۔ طرف: نظر۔ جمرۃ: چنگاری۔ مبرد: سوہان۔ اظمأ۔ ظمأ: پیاسا ہونا۔ المجرۃ: کہکشاں۔ قدمًا: پرانا زمانہ۔ اشیب: سفید سر والا، بوڑھا۔ امرد: بے ریش نوجوان۔ واطیٔ۔ وطی برجلہ: روندنا۔ الثریٰ: نمناک مٹی۔ زہر النجوم۔ اضافت صفت الی الموصوف کے قبیل سے ہے: چمکدار ستارے۔ خرّت (ن، ض) ساجدًا: سجدہ میں گر پڑنا۔ مُزبد: جھاگ پھینکنے والا سمندر۔ انمل: انگلی کے پور۔ ہززتہٗ۔ ہزا: حرکت دینا۔ المہند: ہندوستانی تلوار۔ جال (ن) جولانًا: گھومنا۔ الطرس: صحیفہ جس کو مٹا کر دوبارہ لکھا جائے۔ ج اطراس۔ صریر: لکھتے وقت قلم کی آواز۔ صلیل: تلوار کی جھنکار۔ صدیٰ، گونج۔

توضیح

میرے علاوہ زمانہ سے ڈرتے ہیں اور ہلاکت کا خوف کرتے ہیں۔ اور میرے علاوہ یہ خواہش کرتے ہیں کہ ہمیشہ رہیں۔ لیکن میں زمانہ سے ڈرنیوالا نہیں اگر وہ حملہ کرے اور میں موت سے ڈرنیوالا

نہیں جب کہ وہ آجائے۔ اس کی سختی سے اگر میری جانب زمانے کے حوادث اپنی نظر اٹھا کر دیکھیں تو دل میں سوچتا ہوں کہ اس کے لئے ہاتھ بڑھا دوں۔ ارادہ کا بھڑکنا پانی کو چنگاری بنا دیتا ہے اور بردباری کی تدبیر تلوار کو سوہان بنا دیتی ہے۔ اور میں پیاسا رہوں گا اگر پانی میرے لئے اپنا احسان ظاہر کرے اگر چہ میرے لئے کہکشاں کی نہر گھاٹ بن جائے۔ اگر ہدایت کا پانا ذلت کے ساتھ ہو تو میں ہدایت کو سمجھوں گا کہ میں ہدایت کیطرف مائل نہ ہوں۔ اور قدیم زمانہ میں زمانہ بوڑھا ہو گیا تھا میرے علاوہ کی وجہ سے اور میری وجہ سے بلکہ میرے فضل و کمال کیوجہ سے اب زمانہ جوان ہو گیا ہے اور تو اے زمانہ میرا غلام ہے اور میں اپنی ناگواری کیوجہ سے تیرے لئے اپنے آپ کو آقا سمجھتا ہوں۔ اور میں خوش نہیں ہوں کہ نمناک مٹی کو روندوں اور میرے لئے تو ایک ایسا حوصلہ ہے کہ افق کو بھی بیٹھنے کی جگہ بنانے پر راضی نہیں۔ اور اگر یہ چمکتے ستارے میرے رتبہ کو جان لیتے تو وہ سب میرے سامنے سجدہ میں گر جاتے۔ اور میری بخششوں کا خرچ اس قدر زیادہ ہو گیا ہے کہ غصہ کی وجہ سے پرسکون دریا بھی جھاگ پھینکنے والا ہو گیا۔ اور میری انگلیوں میں ایسا قلم ہے کہ اگر میں اسے حرکت دوں تو مجھے ضرر نہیں پہنچائیگا کہ میں ہندی تلوار کو حرکت نہ دوں۔ جب اس کی سرسراہٹ کی آواز صحیفہ کے اوپر گھومتی ہے تو مشرفی تلوار کی جھنکار بھی اس کے سامنے ایک گونج کیطرح ہے۔

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

اصونُ عرضی بمالٍ لا اُدَنِّسُہٗ	لا بارک اللہ بعد العرض فی المالِ
احتالُ للمالِ ان اودیٰ فاکسبہٗ	ولستُ للعرض ان اودیٰ بمحتالِ

لغوی تحقیق اصون (ن) صونًا: بچانا، حفاظت کرنا۔ عرض: آبرو۔ عزت۔ لا ادنسہٗ: عیب دار نہیں بنانا۔ اودیٰ۔ ایداءً: ہلاک کرنا۔

توضیح میں اپنی عزت کو مال کے ذریعہ محفوظ کر لیتا ہوں میں اسے عیب دار نہیں بناتا۔ اللہ تعالیٰ مال میں برکت نہ دے عزت کے ختم ہونیکے بعد۔ میں مال کیلئے حیلہ کرتا ہوں اگر وہ ہلاک ہو جاتا ہے تو پھر میں کما لیتا ہوں۔ اور میں عزت بڑھانے کے لئے حیلہ نہیں کرتا اگر وہ ختم ہو جائے۔

ابوذؤیب الھذلی

وتجلّدی للشامتین اریھم	انی لریب الدھر لا اتضعضع
واذا المنیّۃ انشبت اظفارھا	الفیتَ کلّ تمیمۃٍ لا تنفع
والنفسُ راغبۃٌ اذا رغبتھا	واذا تردُّ الی قلیل تقنع

لغوی تحقیق تجلد: صبر و استقلال ظاہر کرنا۔ تضعضع: عاجزی کرنا۔ التشبث: چمٹانا۔ چسپاں کرنا۔ اظفار۔ جمع ظفر: ناخن۔ تمیمۃ: تعویذ۔ تقنع: قناعت کرنا۔ صبر کرنا۔

توضیح اور میرا صبر و استقلال ظاہر کرنا دشمنوں کے سامنے اس لئے ہوتا ہے کہ میں انھیں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ میں حوادث زمانہ کے سامنے جھکنے والا نہیں۔ اور جب موت اپنے ناخن گاڑ دے گی تو تو ہر تعویذ کو غیر مفید پائے گا۔ اور نفس مائل ہوتا ہے جب تو اس کو مائل کرے اور جب تھوڑی چیز کی جانب اسے لوٹا دیا جاتا ہے تو وہ قناعت کرتا ہے۔

بشار بن برد

اذا کنت فی کل الامور معاتبا	صدیقک لم تلق الذی لاتعاتبہٗ
فعش واحدا او صل اخاک فانہٗ	مقارف ذنب مرۃ و مجانبہٗ
اذا انت لم تشرب مرارا علی القذی	ظمئت و ای الناس تصفو مشاربہٗ

توضیح جب تو ہر کام میں اپنے دوست کو عتاب کرتا رہے تو تو کوئی شخص نہیں پائیگا کہ اس پر عتاب نہ کرے تو تو تنہا رہ یا اپنے بھائی سے اچھا سلوک کر چونکہ وہ ایک مرتبہ غلطی کرتا ہے اور دوسری دفعہ نہیں کرتا۔ جب تو کئی بار نہیں پیئے گا تنکا ہوتے ہوئے پر تو تو پیاسہ رہے گا اور کس شخص کا پانی صاف ہوگا۔

ابو الفرج الببغا

ما الذل الا تحمل المنن	فکن عزیزا ان شئت او فھن

لغوی تحقیق ذل: ذلت۔ المنن۔ جمع منۃ: احسان۔ ھن۔ امر حاضر ہے۔ ہان (ن) ہونا: ذلیل و خوار ہونا۔

توضیح نہیں ہے ذلت مگر احسانوں کا ٹھکانہ، تو اگر چاہے تو باعزت رہ یا پھر ذلیل و حقیر رہ۔

ابو الحسن الموسوی النقیب

اشتر العز بما بیع فما العز بغال	بالقصار البیض ان شئت او السمر الطوال
لیس بالمغبون عقلا مشتر عزا بمال	انما یدخر المال لحاجات الرجال

والفتی من جعل الاقوال اثمان المعالی

لغوی تحقیق غالٍ: مہنگی، قیمت۔ القصار۔ جمع قصیر: چھوٹی۔ البیض۔ جمع ابیض۔ مراد چمکتی ہوئی تلواریں۔ السمر۔ جمع اسمر: نیزہ۔ المغبون: دھوکا دیا ہوا۔ ثمان۔ جمع ثمن: قیمت۔

توضیح تو عزت کو خرید لے جتنے میں بیچی جائے چونکہ عزت مہنگی نہیں ہوتی اگر چلے ہے تو۔ تو چھوٹی چھوٹی چمکدار تلواروں کے ذریعہ یا لمبے لمبے نیزوں کے ذریعہ عقلاً غبن میں مبتلا نہیں ہوتا مال کے ذریعہ عزت کو خریدنیوالا چونکہ مال کو لوگوں کی ضروریات ہی کیلئے جمع کیا جاتا ہے۔ اور جوان وہی شخص ہے جس نے باتوں کو مراتبِ عالیہ کی قیمت بنالی۔

ابو الفتح علی بن محمد البستی

اذا مرّ بی یومٌ ولم اتخذ یدًا	وَ لَمْ اَستفد علما فما ذاك من عمری

توضیح جب کوئی دن مجھ پر گذرے اور میں مرتبہ اور علم حاصل نہ کروں تو وہ میری عمر نہیں ہے۔

وَقالَ آخر

کم مِنْ اَخٍ لك لم یَلِدہ ابو کا	وَ اَخٍ ابوك ابوہ قد یجفوکا
صافِ الکرام اذا اردت اخاءھم	وَ اعلم بانّ اخا الحفاظ اخوکا
والناسُ ما استغنیتَ کنت اخاھم	وَ اذا افتقرتَ الیھم رفضوکا

لغوی تحقیق یجفو (ن) جفوًا: بدکرداری سے پیش آنا۔ اخا الحفاظ: خود دار۔ رفضوا۔ (ن) رفضًا: چھوڑنا۔

توضیح بہت سے تیرے بھائی ہیں کہ جو تیرے باپ سے پیدا نہیں، اور بہت سے بھائی ہیں کہ تیرا باپ ان کا باپ ہے۔ وہ بدسلوکی سے پیش آتا ہے تو شریفوں سے خلوص کے ساتھ مل اگر تو ان سے اخوت چاہتا ہے۔ اور جان لے کہ خود دار شخص تیرا بھائی ہے اور لوگ جب تک تو مستغنی ہے تو ان کا بھائی ہے۔ اور جب تو ان کا محتاج ہو جائے تو وہ تجھے چھوڑ دیں گے۔

لبعضھم

اذا انت لم تعرف لنفسك حقها	ھَوَانًا بھا کانت عَلَی النّاس اھونا

فنفسك اكرمها وان ضاق مسكن	عليك بها فاطلب لنفسك مسكنا
وایاك والسكنیٰ بدار مذلة	تعدّ مسیئا بعد ماکنت محسنا

توضیح جب تو خود اپنا حق نہ پہچانے اپنے آپ کو حقیر سمجھ کر تو لوگوں کیلئے اور زیادہ ذلیل ہو جائے گا۔ تو تو اپنے نفس کا اکرام کر اگرچہ رہنے کی جگہ تنگ ہو۔ تیرے لئے اس کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ تو اپنے لئے رہنے کی جگہ تلاش کر۔ اور تو بچتا رہ رسوا کرنے والے گھر میں رہنے سے۔ چونکہ تو بُرا سمجھا جائے گا اچھا ہونے کے باوجود۔

عبد المطلب جد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

لنا نفوس لنیل المجد عاشقة	ولو تسلت اسلناها على الاسل
لا ینزل المجد الا فی منازلنا	کالنوم لیس لہ ماوی سوی المقل

لغوی تحقیق المجد: بزرگی۔ تسلت۔ تسلیا: تسلی کا اظہار کرنا۔ مراد بھول جانا۔ منازل۔ جمع منزل: رہنے کی جگہ۔ الاسل: تلوار، چھری۔ المقل۔ جمع مقلة: آنکھ۔

توضیح ہمارے لئے ایسے نفوس ہیں جو بزرگی حاصل کرنے کے لئے عاشق ہیں، اور اگر وہ بھلا دیتے تو ہم ان کو بہا دیتے نیزوں پر۔ بزرگی نہیں اترتی ہے مگر ہمارے گھروں میں جس طرح نیند کیلئے کوئی ٹھکانہ آنکھوں کے سوا نہیں ہے۔

الشبلی

یعز على حاسدی اننی	اذا اطرق الخطب لم اخرق
وانی طود اذا صادمت	ریاح الحوادث لم یغلق

لغوی تحقیق حاسد: حسد کرنیوالا۔ اطرق۔ اطراق: چپ ہونا۔ لم اخرق (س) خرقا: ڈر یا شرم سے دہشت زدہ ہونا۔ طود: پہاڑ۔

توضیح میرے حاسد کے لئے یہ بڑی مشکل چیز ہے کہ میں مصائب کے آنے پر ڈرتا نہیں ہوں اور میں ایک پہاڑ ہوں جب حوادث زمانہ کی ہوائیں ٹکراتی ہیں تو وہ پہاڑ ٹوٹتا نہیں۔

السّعیُ ابو رکوۃ

علی المرءِ اَن یَسعٰی لِمَا فیہِ نفعُہٗ	ولیس علیہِ اَن یُساعِدَہُ الدھرُ

توضیح آدمی کے لئے ضروری ہے کہ اپنے لئے مفید چیزوں کے حاصل کرنے میں کوشش کرے۔ اور ضروری نہیں ہے کہ زمانہ اس کی موافقت کرے۔

الکاتب ابو بکر

سابغی المجد فی شرق وغرب	فماساء الفتیٰ دون اغتراب
فان بلغت ما مولاً فـا قی،	جھدت ولم اقصر فی الطلاب
وان انا لم افـز بمراد سعـیی	فکم من حسرۃ تحت التراب

لغوی تحقیق سابغی (ض) بغائۃ: طلب کرنا۔ اغتراب: وطن سے جدا ہونا۔ ماموّل: مطلوب۔ جھدت (ف) جھدًا: کوشش کرنا۔ طلاب: طلب کرنا۔

توضیح میں شرق و مغرب میں عنقریب بزرگی تلاش کروں گا، چونکہ جوان کیلئے وطن سے الگ ہونے کے سوا کوئی تکلیف دہ چیز نہیں ہے۔ تو اگر میں اپنے مقصد کو پہنچ جاؤں (تو پھر بہت اچھا) چونکہ میں نے کوشش کی اور تلاش میں کوتاہی نہیں کی۔ اور اگر میں اپنی کوشش کے باوجود مقصد میں کامیاب نہیں ہوا تو پھر بہت سی حسرتیں مٹی کے نیچے ہیں۔

ابو محمّد القاسم بن فتح

ایـام عمـرك تـذھب	وجمیعُ سَعیك یکتب
ثم الشھیـد علیك منك	فاین ایـن المھرب

توضیح تیری عمر کے دن ختم ہو رہے ہیں اور تیری ساری کوششیں لکھی جا رہی ہیں پھر تیرے خلاف تیرا ہی ایک گواہ ہوگا پھر کہاں ہے بھاگنے کی جگہ۔

الشیخ صفی الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

من کان یعلم ان الشھد مطلبہ	فلا یخاف للدغ النحل من الم

توضیح جس شخص کو یہ معلوم ہے کہ اس کا مقصد شہد ہے، تو وہ شہد کی مکھیوں کے ڈنک مارنے کی تکلیف سے نہیں ڈرتا۔

وقال ابن رشیق

یعطی الفتی فینال فی دعۃ	ما لم ینل بالکد والتعب
فاطلب لنفسک فضل راحتہا	اذ لزمت الاشیاء بالطلب
ان کان لا رزق بلا سبب	فرجاء ربک اعظم السبب

لغوی تحقیق یعطی۔ اعطاء: دینا۔ الفتی: نوجوان۔ ج فتیان۔ دعۃ: راحت۔ اس کے ابتداء میں واؤ حذف کر دیا گیا ہے۔ کد و تعب: مشقت۔ رجاء: امید۔

توضیح جوان کو روزی دی جاتی ہے تو وہ راحت میں ایسی چیز پالیتا ہے جسے مشقت میں نہیں پاتا۔ تو اپنے نفس کیلئے مزید راحت طلب کر چونکہ اشیاء کا مدار طلب پر نہیں ہے۔ اگر رزق کا ملنا بلا کسب نہیں ہوتا تو اپنے رب سے امید رکھنا سب سے بڑا سبب ہے۔

سمعت المولی السید حسین احمد المدنی ینشد ہذین البیتین

میں نے حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کو یہ دو اشعار پڑھتے ہوئے سنا ہے

ان الذی انت ترجوہ وتأملہ	من البریۃ مسکین بن مسکین
فاسترزق اللہ عما فی خزائنہ	فانما الامر بین الکاف والنون

توضیح بیشک وہ جس پر تو امید کر رہا ہے اور آسرا کئے ہوئے ہے مخلوق میں سے وہ تو فقیر کا بیٹا فقیر ہے تو تو اللہ سے اس کے خزانہ میں سے روزی مانگ لے چونکہ معاملہ کاف اور نون کے درمیان ہے (یعنی لفظ کن کے ذریعہ سارا معاملہ حل ہو جاتا ہے)

وایضاً

جنون منک ان السعی رزق	ویرزق فی غشاوتہ جنین
جری قلم القضاء بما یکون	فسیان التحرک والسکون

توضیح تیرا پاگل پن ہے کہ کوشش پر ہی مدار روزی کا ہے حالانکہ ماں کے پیٹ میں بچہ کو روزی دیجاتی ہے۔ فیصلۂ خداوندی کا قلم چل چکا ہے جو ہونیوالا ہے تو حرکت وسکون برابر ہیں۔

الاغتراب (وطن سے دوری) ابو العرب

الام اتباعی بالامانی الکواذب	وھذا طریق المجد بادی المذاھب
اھم ولی عزمان عزم مشرق	وآخر یثنی ھمتی للمغارب
ولابد لی ان اسئل العیس حاجۃ	تشق علی اخفافھا والغوارب
اذا کان اصلی من تراب فکلھا	بلادی وکل العالمین اقاربی

لغوی تحقیق اغتراب: وطن سے جدا ہونا۔ الآم۔ الی حرف جار ہے اور م استفہامیہ اس کے آخر میں الف محذوف ہے۔ امانی۔ جمع امنیۃ: خواہش۔ کواذب۔ جمع کاذبۃ۔ بادی۔ بدأ یبدأ: ظاہر ہونا۔ اہم۔ ہم یہم سے مضارع متکلم ہے بمعنی قصد کرنا۔ یثنی (ض) ثنیاً: پھرانا۔ العیس: بھورے رنگ کا اونٹ۔ اخفاف۔ جمع خف: اونٹ کی ٹاپ۔ الغوارب۔ جمع غارب: پیٹھ اور گردن یا کوہان اور گردن کے درمیان کا حصہ۔

توضیح کب تک میرا اتباع کرتا رہے گا جھوٹی آرزوں کا اور یہ بزرگی کا راستہ ظاہری مذہب والوں کیلئے ہے۔ میں ارادہ کرتا ہوں اور میرے دو پختہ ارادے ہیں۔ ایک ارادہ مشرق کا ہے اور دوسرا ارادہ میری ہمت کو موڑ دیتا ہے مغرب کیطرف۔ اور میرے لئے ضروری ہے کہ میں سوال کروں سفید اونٹوں پر ایسی حاجت کا کہ جو ان کے پیروں اور کاندھوں پر شاق ہو۔ جب میری پیدائش مٹی سے ہے تو تمام میرا ملک ہے اور تمام جہان کے لوگ میرے رشتہ دار ہیں۔

فخر الدین الورکانی

احابنا اما حیاتی بعدکم	فموت واما مشربی فمنغض
واسعد شیٔ فی قلبی لانہ	لدیکم وجسمی بالبعاد مخصص

توضیح اے دوست میری زندگی تمہارے بعد موت ہے اور میری خوش عیشی مکدر ہے۔ اور مجھ میں بہتر میرا دل ہے چونکہ وہ تمہارے پاس ہے اور میرا جسم دوری کے ساتھ مخصوص ہے۔

النابغۃ الجعدی

اذا المرء لم یطلب معاشا لنفسہ ۔۔۔ شکی الفقر او لام الصدیق فاکثرا
فسر فی بلاد اللہ والتمس الغنٰی ۔۔۔ تعیش ذا یسار او تموت فتعذرا

توضیح: جب آدمی اپنے لئے معاش تلاش نہ کرے تو وہ فقر کی شکایت یا دوست کی شکایت کرتا رہتا ہے۔ تو تو اللہ کے ملکوں میں چل اور مالداری تلاش کر تو تو زندہ رہے گا مالدار یا مریگا تو معذور سمجھا جائیگا۔

ابو العتاھیۃ

شیئان لو بکت الدماء علیھما ۔۔۔ عینای حتٰی تؤذنا بذھاب
لم ابلغ المعشار من حقیھما ۔۔۔ فقد الشباب وفرقۃ الاحباب

توضیح: دو چیزیں اگر میری آنکھیں ان پرخون کے آنسو بہائیں یہانتک کہ انھیں ختم ہونے کی اطلاع دیدی جائے تو میں ان دونوں کے حق کے دسویں حصے کو نہیں پہنچ سکتا۔ ایک جوانی کے ختم ہونے دوسرے دوست کی جدائی۔

وقال الآخر

شخوص الفتٰی عن منزل الضیم واجب ۔۔۔ وان کان فیہ اھلہ والاقارب
وللحر اھل ان نأی عنہ اھلہ ۔۔۔ وجانب عز ان نأی عنہ جانب
ومن یرض دار الضیم دار النفسہ ۔۔۔ فذلک فی دعوی التوکل کاذب

توضیح: جوان کا کوچ کرنا ظلم کی جگہ سے واجب ہے اگرچہ وہاں اس کے گھر والے اور رشتہ دار ہوں اور شریف آدمی کیلئے بہت سے اہل وعیال ہیں اگر اس کے اہل وعیال دور ہو جائیں۔ اور عزت کا ایک کنارا موجود ہے اگر اس سے ایک کنارہ دور ہو جائے۔ اور جو شخص راضی ہو ظلم کے گھر کو اپنا گھر بنانے پر تو وہ توکل کے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

وقال بعضھم

اُحَیباب قلبی ھل سواکم لعلتی ۔۔۔ طبیبٌ بداء العاشقین خبیرٌ
وانی لمستغن عن الکون دونکم ۔۔۔ واما الیکم سادتی ففقیرٌ
فجودوا ابوصل فالزمان مفرق ۔۔۔ واکثر عمر العاشقین قصیرٌ

لغوی تحقیق احیاب - تصغیر احباب منادیٰ ہے - داء: بیماری - مستغن: بے پرواہ - الکون: عالم جودوا - امر حاضر ہے -

توضیح اے میرے جگری دوستو! کیا تمہارے سوا میری بیماری کیلئے کوئی معالج ہے جو عاشقوں کی بیماری سے باخبر ہو - میں مستغنی ہوں سارے عالم سے تمہارے بغیر اور اے میرے بزرگو! میں تمہارا محتاج ہوں تو تم عطا کر دینا وصل چونکہ زمانہ فرقت پیدا کرنیوالا ہے اور عاشقوں کی درازعمر بھی کم ہو جاتی ہے -

لیس الغنٰی من العقل — لبعضهم

مالداری عقل کی وجہ سے نہیں ہوتی

الرزق يخطي باب عاقل قومه	و يبيت بوابا بباب الاحمق

توضیح روزی خطا کرتی ہے اپنی قوم کے عقلمندوں کے دروازے سے - اور بیوقوفوں کے دروازوں پر دربان کیطرح گذارتی ہے۔

و قال رجل من بنی قریع

بنو قریع کے ایک شخص نے کہا

متی یری الناس الغنی وجاره	فقیر یقولوا عاجز وجلید
و لیس الغنی الفقر من حیلة الغنی	و لکن احاظ قسمت وجدود

لغوی تحقیق جلید: مضبوط - احاظ - جمع حظوة (خلاف قیاس) حصہ یا حظی کی جمع ہے - جدود - جمع جد بمعنی نصیب -

توضیح جب لوگ مالداری دیکھتے ہیں درانحالیکہ ان کا پڑوسی فقیر ہے تو وہ کہتے ہیں کہ وہ عاجز ہے اور ہم قوی ہیں - حالانکہ مالداری اور عزت آدمی کے حیلہ سے نہیں ہے بلکہ قسمتیں اور نصیبیں ہیں جو تقسیم کر دیئے گئے -

المشورة — قال الشاعر

الرأی كالليل مسود جوانبه	والليل لا ينجلي الا باصباح
فاضمم مصابيح آراء الرجال الی	مصباح رأيك تزدد ضوء مصباح

لغوی تحقیق مسوّد : سیاہ ۔ لانجلی ۔ انجلاء : روشن ہونا ۔ اضمم : (ن) ضمًّا : ملانا ۔ مصابیح ج مصباح : چراغ ۔ ضوء : روشنی ۔

توضیح رائے رات کیطرح ہے اس کے چہار جانب تاریک ہیں ۔ اور رات روشن نہیں ہوتی مگر چراغ جلانے سے ۔ تو، تو اپنی رائے کے چراغ کے ساتھ دوسرے لوگوں کی رائے کے چراغوں کو ملانے تاکہ چراغ کی روشنی میں اضافہ ہوجائے ۔

ولبعضھم

اقرن برایك رایٔ غیرك واستشر	فالحق لایخفٰی علی اثنین
فالمرء مرأۃ تریہ وجھہ	ویری قفاہ بجمع مرأتین

لغوی تحقیق اقرن ۔ امر حاضر ہے ۔ قرن (ض) قرنًا : ملانا ۔ مرآۃ : آئینہ ۔ قفا : گدی ۔

توضیح تو اپنی رائے سے اوروں کی رائے کو ملالے اور مشورہ کرلے ۔ چونکہ حق دو شخص پر چھپا نہیں رہتا ۔ تو آدمی آئینہ کیطرح ہے جو اس کے چہرہ کو دکھاتا ہے اور اس کی گدی بھی نظر آجاتی ہے دو آئینوں کے ذریعہ ۔

العبرۃ للعمل لا للقول
عمل کا اعتبار ہے نہ کہ قول کا

لبعضھم

یقول لی السجان وھو یقودنی	الی السجن : لاتفزع فمابك من باس

توضیح مجھ سے جیل والا کہتا ہے جیل کی جانب لیجاتے ہوئے کہ تو گھبرا مت کیونکہ تجھے کوئی تکلیف نہیں ہوگی ۔

ضیاع العمل
عمل کی بربادی

صالح بن عبد القدوس

وان عناءً ان تفھم جاھلاً	فیحسب جھلا انہ منك افھم
متی یبلغ البنیان یومًا تمامہ	اذا کنت تبنیہ وغیرك یھدم

لغوی تحقیق عناء : مصیبت، مشقت ۔ بنیان : عمارت ۔ یھدم : ڈھانا، گرانا ۔

توضیح اور بڑی پریشانی یہ ہے کہ توکسی جاہل کو سمجھائے وہ نادانی کی وجہ سے سمجھتا ہے کہ وہ تجھ سے بھی زیادہ سمجھدار ہے۔ کب وہ عمارت پوری ہوگی جب کہ تو اسے تیار کرتا رہے اور دوسرے لوگ گراتے رہیں۔

ولہ ایضاً

لاتجد بالعطاء فی غیر حق ۔ لیس فی منع ذی الحق بخل
انما الجود ان تجود علی من ۔ ھو للجود منک والبذل اھل

توضیح عطا کرنے کے ذریعہ سخاوت کا مظاہرہ نہ کرنا حق جگہ پر کہ نہیں ہے غیر مستحق کو نہ دینے میں بخل سخاوت تو یہ ہے کہ تو اس شخص کو عطا یا پیش کرے جو تیری سخاوت اور عطایا کا مستحق ہے۔

اَلْمُرُّ لَکَ وَالْحُلْوُ لِغَیْرِکَ

تیرے لئے تلخی اور تیرے علاوہ کیلئے شیرینی

لبعضھم

یا ضمر! اخبرنی ولست بکاذب ۔ واخوک نافعک الذی لایکذب
أمن السویۃ أن إذا استغنیتم ۔ وأمنتم فانا البعید الاجنب
وإذا الشدائد بالشدائد مرۃ ۔ اشجتکم فانا الحبیب الاقرب
ولجندب سھل البلاد وعذبھا ۔ ولی الملاح وحزنھن المجدب
وإذا تکون کریھۃ أدعی لھا ۔ وإذا یحاس الحیس یدعی جندب
ھذا العمر کم الصغار بعینہ ۔ لا أم لی ان کان ذاک ولا اب
عجبا لتلک قضیۃ واقامتی ۔ فیکم علی تلک القضیۃ اعجب

لغوی تحقیق المر: تلخ، کڑوا۔ الحلو: میٹھا۔ ضمر۔ ایک شخص کا نام ہے۔ اشجتکم۔ اشجاء: رنجیدہ کرنا۔ جندب۔ ایک شخص کا نام ہے۔ الملاح: شوریلی زمین۔ حزن: سخت زمین۔ المجدب: بنجر زمین۔ حاس۔ الحیس (ض) حیس ایک قسم کا کھانا ہے جو کھجور، گھی اور ستو سے تیار کیا جاتا ہے۔ الصغار: ذلت و رسوائی۔

توضیح اے ضمر! تو مجھے بتا اور میں جھوٹا نہیں ہوں، اور تمہارا بھائی مجھے نفع پہنچانیوالا شخص ہے جو جھوٹ نہ بولے کیا یہ انصاف ہے کہ جب تم مستغنی اور مامون ہو جاتے ہو تو میں دور کا آدمی اور اجنبی ہو جاتا ہوں۔ اور جب سختیوں پر سختیاں بیک وقت آکر تمہیں غمگین کر دیتی ہیں تو میں دوست اور عزیب ہو جاتا ہوں۔ اور جندب کیلئے نرم اور ہموار زمین ہے اور میرے لئے شوریلی، سخت اور بنجر زمین ہے۔ جب مصیبت آتی ہے تو میں اس کے لئے بلایا جاتا ہوں اور جب حیس نامی حلوہ پکایا جاتا ہے تو جندب کو بلایا جاتا ہے۔

21/2

یہ تمہاری زندگی کی قسم مکمل رسوائی ہے۔ اگر یہی بات ہے تو نہ میری ماں رہے اور نہ میرا باپ رہے۔ اس مسئلہ پر تعجب ہے اور اس معاملہ کے باوجود میرا تمہارے ساتھ رہنا بہت زیادہ تعجب کی چیز ہے۔

رفعۃ الارذال سیما اہلاکہم
ذلیل لوگوں کا بلند ہونا انکی ہلاکت کی علامت ہے

سمت بجناحیھا الی الجو تصعد	اذا ما اراد اللہ اہلاک نملۃ

لغوی تحقیق رفعۃ: اونچائی، بلندی۔ ارذال۔ جمع رذیل: ذلیل و خوار۔ سیما: علامت۔ نملۃ: چیونٹی۔ ج۔ انملۃ۔ سمت (ن) سموا: بلند ہونا۔

توضیح جب اللہ تعالیٰ کسی چیونٹی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ چیونٹی اپنے پروں کے ذریعہ فضا کی جانب بلند ہو کر چڑھنے لگتی ہے۔

الفخر بالآباء — وقال آخر
اپنے باپ دادا پر فخر کرنا

انما الناس لام و لاب	ایھا الفاخر جھلا بالحسب
و باخلاق حسان و ادب	انما الفخر بعقل راجح
فاق من فاخر منھم و غلب	ذاک من قد فاخر الناس بہ

توضیح اے وہ شخص جو جہالت کی وجہ سے حسب و نسب پر فخر کرنیوالا ہے۔ تمام لوگ ایک ہی ماں اور باپ کے ہیں۔ فخر تو عقل سلیم، اخلاقِ فاضلہ اور ادب کے ذریعہ ہوا کرتا ہے۔ یہی وہ چیزیں ہیں کہ لوگوں نے ان پر فخر کیا اور ان میں سے جس نے فخر کیا وہ فائق اور غالب رہا۔

وقال الحکیم بن قنبر

حتی یکون علی ما نابہ حدبا	لا خیر فیمن لہ اصل بلا ادب
فدم لدی القوم معروف اذا انتسبا	کم راغنی من اخی عی و طمطمۃ
کانوا الرؤس فاضحی بعدھم ذنبا	فی بیت مکرمۃ آباؤہ نجب

لغوی تحقیق نابَہٗ (ن) نوبۃً۔ امر: پیش آنا۔ حدب: کبڑاپن۔ راعَ (ن) روغا۔ منہ: گھبرانا۔ عیّ: مصیبت زدہ، لا علاج۔ الطمطمۃ: عجمی زبان میں بات چیت کرنا۔ فدم (ک) فدامۃً: بیوقوف ہونا، بات چیت میں قاصر ہونا۔ نجب۔ جمع نجیب: شریف۔

توضیح ان میں بھلائی نہیں ہے جن کی اصل بغیر ادب کے ہو، یہانتک کہ ہو جائے وہ کبڑا۔ پیش آنے والی مصیبتوں کی بنا پر بہت سے عجمی زبان میں بات کرنیوالے اور درماندہ بھائیوں میں سے مجھے پسندیدہ معلوم ہوئے جو قوم کے نزدیک معروف النسب تھے۔ عزت والے گھر میں کہ ان کے آباء واجداد شریف تھے وہ سردار تھے پھر ہو گئے ان کے بعد تابع۔

وقال اٰخر

اَبُوكَ ابوحُرٍّ واُمُّكَ حُرَّةٌ	وَقَدْ يَلِدُ الحُرَّانِ غيرَ نجيبِ

توضیح تیرا باپ شریف ہے اور تیری ماں بھی شریف ہے۔ اور کبھی دو شریف آدمی ایک غیر شریف آدمی کو جن دیتے ہیں۔

اطیب الحالات (بہترین حالت) **وَلِاٰخر**

الا لیتنی مَا کنتُ یومًا معظمًا	ولا عرفوا شخصی ولا علموا قصری
اکلّف فی حال المشیب بمثل مَا	تحملتہ وَالغصن فی وَرَق نضرٍ
فمَا عاش فی الایام فی حر عیشۃٍ	سوی رَجُلٍ نَاءٍ عن النھی وَالامرِ

توضیح کاش میں کسی دن صاحبِ عظمت نہ ہوتا، اور نہ لوگ میری شخصیت کو پہچانتے اور نہ وہ میرا گھر جانتے میں بڑھاپے کی حالت میں ان چیزوں کے کرنیکا مکلف کیا جاتا ہوں کہ میں نے ان چیزوں کو اٹھایا اس حال میں کہ شاخ تروتازہ پتیوں میں تھی۔ تو نہیں رہا زمانے میں خوش گوار زندگی کے اندر اس شخص کے سوا جو امر و نہی سے دور ہے۔

لمؤلف الکتاب عفر اللہ لہٗ

مؤلف کتاب کے چند اشعار اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔

اَبیاتٌ اَنشدُ تُھا فی (نادیۃ الادب) المتعلقۃ بدار العلوم الدیوبندیۃ حِیْنَ اُمِرُوا باجازۃ قول الشاعر

یہ چند اشعار ہیں جن کو میں نے دار العلوم دیوبند کی مجلس ادب میں سنائے تھے جبکہ شاعر کے شعر تمتع من الخ پر گرہ کا حکم دیا گیا تھا۔

تمتَّعْ مِنْ شمیم عَرَارِ نجْدٍ ... فمَا بعْدَ العشیّۃِ مِنْ عَرَارِ

الام علی التجنب و التخلی ... فقلتُ اُجیبھم ھٰذا اشعاری
لقد طوّفتُ فی الآفاق دھرًا ... وَجبتُ الفقر وَ البید الصحاری
وَجرّبتُ البلادَ ومَنْ علیھا ... وَمیّزتُ الصغارَ من الکبار
فانی لم اجد احدًا نصوحًا ... بقینی من وقوعی فی عوار
وَلا یغتابنی ان غبت عنہ ... وَلا یوذی اذا ھو فی جواری
رَأیتھم عدوّی فی البلایا ... وَاحبابی اذا انا ذو یسار
ولکنّ الکتابَ کتاب علمٍ ... سَمیری فی اللیالی والنھار
یُوامینی اذا ھجمتْ ھمومی ... ویُونسنی اذا انا فی الدمار
خلیلی فی الھواجس وَالرزایا ... انیسی مونسی حامی الذمار
طریفی تالدی وولی امری ... احبُّ ذخائری ولٰکن اضماری
یُدافع عسکر الاحزان عنی ... وَیھد أنی اذا انا فی السّھار
بہ سکری اذا ما شئتُ خمرًا ... وَمنہ افاقتی وبہ خماری
فھلّا ایھا اللوّامُ لُمتُم ... خلیّ القلب من قطف الثمار
ثمار فنون علم باجتھاد ... وَتقریب لما یدریہ دار
خمولی اطیب الحالات عندی ... وَاعزازی لدیھم فیہ عار

لغوی تحقیق شمیم : بہترین خوشبو۔ عرار ۔ ایک خوشبودار پھل جس کا نام گاؤ چشم ہے۔ تجنب و تخلی : خلوت گزینی۔ جبت (ن) جوبًا : طے کرنا۔ بیدا : صحاری، جنگل۔ نصوح : نصیحت کرنے والا۔ عوار : عیب، کپڑے کی پھٹن۔ سمیر : رات کا قصہ کہنے والا۔ دمار : ہلاک ہونا۔ ھواجس ۔ جمع ہاجس ، وسوسہ۔ رزایا ۔ جمع رزیۃ : مصیبت۔ حامی الذمار : نگہداشت کرنیوالا، محافظ۔ طریف : جدید مال، تالد : قدیم مال۔ ضمار : غیر متوقع مال۔ یھدا (ف) ہدأ : بچہ کو سلانے کیلئے تھپکی دینا۔ لوام ۔ جمع لائم : ملامت کرنیوالا۔ قطف الثمار : پھل چننا۔

توضیح نجد کے پھول سونگھ کر نفع حاصل کرلے چونکہ شام کے بعد پھول کا وجود نہ ہوگا۔
مجھے علیحدگی اور خلوت اختیار کرنے پر ملامت کیا جاتا ہے، تو میں جواب میں کہتا ہوں کہ یہ میرا شعار ہے۔ میں نے اطراف عالم میں زمانہ تک چکر کاٹا اور بیابان اور جنگلات طے کئے۔ اور میں نے شہروں اور وہاں کے باشندوں کا تجربہ کیا، اور میں نے چھوٹوں کو بڑوں سے الگ کیا تو میں نے کسی کو خیر خواہ نہیں پایا۔

جو مجھے بچائے عیب میں مبتلا ہونے سے۔ اور میری غیبت نہ کرے اگر میں اس کے پاس سے غائب ہو جاؤں اور وہ مجھے نہ ستائے جب وہ میرے پڑوس میں رہے۔ میں نے انھیں اپنا دشمن ہی پایا اپنی مصیبتوں میں۔ اور انھیں دوست دیکھا جب میں مالدار رہتا ہوں۔ لیکن علم والی کتاب میرا ساتھی ہے رات، اور دن۔ جب مجھ پر غموں کا انبار لگ جاتا ہے تو وہ میری غمخواری کرتی ہے اور جب میں ہلاکت میں پڑتا ہوں تو وہ تسلی دیتی ہے۔ میرا دوست ہے وہ وساوس اور مصیبتوں میں۔ میرا غمخوار اور ضروریات کی نگہداشت کرنیوالا ہے۔ میرا نیا اور پرانا سرمایہ ہے اور میرے معاملہ کا منتظم ہے، سب سے بہترین ذخیرہ ہے اور غیر متوقع مال ہے مجھ سے غموں کے لشکر کا دفعیہ کرتی ہے اور مجھے تھپکی دے کر سلاتی ہے۔ جب میں بیداری میں رہتا ہوں اس کے ذریعہ مجھے نشہ حاصل ہوتا ہے۔ جب میں شراب چاہتا ہوں اور اسی کے ذریعہ میں ہوش میں آتا ہوں اور اسی کے ذریعہ میرا خمار ہے۔ تو اے ملامت کرنے والو تم نے کیوں ملامت نہیں کی اس شخص کو جو بے فکرہ ہے پھلوں کے توڑنے سے یعنی کوشش کے ذریعہ مختلف علوم کے پھل توڑنے سے اور دوڑ دھوپ کے ذریعہ بوجہ اس کے کہ جانتے ہیں اسے اہلِ علم۔ اپنی بدنامی میرے نزدیک سب سے بہتر حالت ہے اور لوگوں کی نظر میں میرا اعزاز و اکرام باعثِ ننگ و عار ہے۔

یزید بن محمد المھلبی

وَمَنْ ذَا الَّذِی تُرْجٰی سَجَایَاہُ کُلُّھَا		کَفَی الْمَرْءَ نُبْلًا اَنْ تُعَدَّ مَعَایِبُہٗ	

توضیح اور کون شخص ہے کہ اس کی ساری عادات پسندیدہ ہوں، آدمی کے لئے شرافت کے اعتبار سے یہی کافی ہے کہ اس کے عیوب کو شمار کیا جائے۔

الفقیہُ الباھِرُ
زبردست فقیہ

اذا کنتُ اعلم علمًا یقینًا فلم لا اکون ضنینًا بھا		بان جمیع حیاتی کساعۃ واجعلھا فی صلاح و طاعۃ

توضیح جب میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ میری پوری زندگی ایک لمحہ کیطرح ہے تو میں اس پر بخل کرنے والا کیوں نہ بنوں۔ اور میں اسے عبادت اور نیکی میں کیوں نہ لگاؤں۔

ولبعضھم	لا تکن سکرًا فتأکلک الناس		ولا حنظلًا تذاق فترمٰی

توضیح نہ تو بالکل سکر ہی بن جا کہ لوگ تجھے کھا جائیں ۔ اور نہ بالکل ایلوا ہی بن جا کہ تجھے چکھ کر پھینک دیا جائے۔

المدائح
مدحیہ اشعار

وللمؤلف غفرلہٗ فی مدح دار العلوم الدیوبندیۃ
یہ اشعار حضرت مؤلف کے ہیں، اللہ ان کی مغفرت فرمائے دار العلوم دیوبند کی تعریف میں

دار العلوم بفیضھا المدرار ... فاقت ضیاءَ الشمس نصف نہار

باق علیٰ مرّ الزمان لاھلہ ... من فیضھا الھطّال بحرٌ جار

من جاءَ یستسقی بحار فیوضھا ... یُسقٰی بھا عللاً بفتح الباری

زادت علیٰ شمس السماءِ وبدرھا ... نورًا فلیس معارضٌ ومُبار

عادت تضیءُ ولیلھا کنھارھا ... وتمیز الابرارَ من فجار

تدعوا الیٰ غفران ربٍّ غافر ... وتصیر ترسًا من عذاب النار

شھدت ملٰئکۃ الالٰہ بفضلھا ... ودعت لھا الحیتانُ تحت بحار

روضٌ حکت جنات عدن تحتھا ... الانھار للاخیار والاشرار

ریّا ترنفلھا یفوق ھبوبھا ... ھبّ النسائم اول الابکار

وتضوّع الاکوان من فوحاتھا ... فکانّھا زھرمن الازھار

یحیی الاراضیَ کلھا تھتانھا ... کانت سھولا اوْمن الاوعار

ان زرتھا ما زرت الاروضۃ ... اُنفا من القراٰن والاٰثار

یُتلیٰ کتاب اللہ فیھا دائمًا ... وحدیث احمد سیّد الابرار

ان زرتھا ما زرت الارایۃ ... الاسلام والایمان للزوّار

ان زرتھا ما زرت الامعدنا ... للعلم علم نبینا المختار

شاھدتھا فرأیتھا مملوءۃ ... من طائع خاشٍ من القھّار

ان زرتھا ما زرت الامزنۃ ... اجرت علی الاوعار من انھار

ان زرتھا ما زرت الاکوکبًا ... یھدی الی الجنات للاخیار

فاغفر الٰھی من بناھا مخلصًا ... تاسیسُھا کبناء بیت الباری

وَمُدرسوھا کلھم الّا انا ۔۔۔ مثلَ النجوم ھدایۃٌ للساری

شبّانھا شبّانُ زھدٍ والتقیٰ ۔۔۔ وَشیوخھا غرٌّ مِنَ الانوار

وَالعلم علمُ الدین دین محمدٍ ۔۔۔ مقصود ھُمُ باللیل اوبنھار

فیھا رجالٌ لیسَ تلھیھم تجارۃٌ ۔۔۔ وَلَا بیعٌ عن الاستغفار

ذکرالالٰہ طعامھم وَشرابھم ۔۔۔ یتضوّعونَ لکثرۃ الاذکار

جافت جنوبھم المضاجع لیلھم ۔۔۔ وَتراھم یبکونَ بالاسحار

طمعًا الیٰ رضوان ربھم وخوفًا ۔۔۔ من عذاب القادر الجبّار

مثواھم حجراتھم لکنھُم ۔۔۔ یسعونَ مَھمَا قیل من انصاری

شھدت بفضلھم النجوم علی السماء ۔۔۔ ما ان لھم من عائبٍ اوزار

قصرت مدائحُ السُن عن فضلھم ۔۔۔ وَحسودھم مُستکثرٌ اخباری

وَلھُم فضائل لاتُعدّ وکیف لا ۔۔۔ بذلوا انفوسھم التقاء الباری

یاربّ اصلح حالنَا ومالنَا ۔۔۔ وَامحق بسیفك صولۃ الکفار

انزل بھم من کلّ شرّ شرّۃً ۔۔۔ وَاخذ لھمُ خذلان ذی الاوزار

اَوقد لھُمُ نارًا تحرّقُ کلّھم ۔۔۔ وَتحیطھم کاحاطۃ التیّار

وَامح الذنوب صغیرھا وکبیرھا ۔۔۔ ممّا جناھا العبد یا ستّار

وَارحم الٰھی العبد اعزاز علی ۔۔۔ حمّال ذنبٍ حاملَ الاوزار

وَتزوّدی حبُّ النبی محمّدٌ ۔۔۔ وَرجاءُ ربٍّ قادرٍ غفّار

لغوی تحقیق

مدرارًا: بہت بہنے والا ۔ ہطّال: بڑی بوندوں والی مسلسل بارش ۔ علّل: دوبارہ پینا ۔ مُبار: مقابل ۔ ترس: ڈھال ۔ ج اتراس ۔ حیتان ۔ جمع حوت: مچھلی ۔ روض ۔ جمع روضۃ: باغ ۔ ریّا: بہترین خوشبو ۔ قرنفل: لونگ ۔ ہبوب: ہوا کا چلنا ۔ تضوّع المسک: خوشبو مہکنا ۔ زہر ۔ ج ازہار: کلی ادعار ۔ جمع دعر: سخت زمین ۔ الفت: ہرا بھرا زمین کا حصہ جس کو کسی جانور نے نہ چرا ہو ۔ مزنۃ: پانی سے بھرا ہوا بادل کا ٹکڑا ۔ شبان ۔ جمع شاب: جوان ۔ جافت ۔ مجافاۃ: دور رہنا ۔ مضاجع ۔ جمع مضجع: سونے کی جگہ ۔ مثویٰ: ٹھکانا زار ۔ اسم فاعل ہے ۔ زری (ض) علیہ: عیب لگانا ۔ صولۃ: دبدبہ ۔ اوزار ۔ جمع وزر: گناہ ۔ تیار: سمندر کی موج ۔

توضیح

دارالعلوم دیوبند اپنے بہنے والے فیض کیوجہ سے دوپہر کے سورج کی روشنی پر بھی بڑھ گیا ۔ باقی ہے زمانہ کے گذرنے تک زمانہ والوں کیلئے اس کے فیضِ عام کا بہتا دریا ۔ جو شخص اس کے فیوض کے دریاؤں سے سیراب ہونے کیلئے آتا ہے تو اس کو خوب اچھی طرح اللہ کے فضل سے سیراب کردیا جاتا ہے وہ

چاند اور سورج سے بھی روشنی میں بڑھ گیا ہے، اس کا نہ کوئی مدمقابل ہے اور نہ کوئی نظیر ہے۔ وہ بہت زیادہ روشنی ہے اس کی رات بھی دن ہی کیطرح ہے۔ وہ نیکوں کو بدکاروں سے الگ کرلیتا ہے مغفرت کرنیوالے رب کی مغفرت کی جانب بلاتا ہے اور وہ عذاب جہنم کیلئے ڈھال بنتا ہے۔ خدا کے فرشتوں نے اس کے فضیلت کی گواہی دی اور دریاؤں کی مچھلیاں اس کیلئے دعا کرتی ہیں۔ وہ ایک ایسا باغ ہے جو بہشت کے باغوں کے مشابہ ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ اچھوں کیلئے اور بروں کیلئے اس کے پھولوں کی خوشبو کا پھیلنا سویرے چلنے والی بادنسیم پر بھی فائق ہے۔ تمام جہاں اس کی خوشبوؤں سے معطر ہے۔ تو گویا یہ ایک پھول ہے پھولوں میں سے ساری زمینوں کو زندہ کردیتی ہے۔ اس کی لگاتار بارش چاہے وہ نرم زمین ہو یا بنجر اگر تو اس کی زیارت کریگا تو نہیں زیارت کرے گا مگر ایسے باغ کی جو سرسبز شاداب ہے۔ قرآن وحدیث سے جہاں ہمیشہ قرآن پاک کی تلاوت اور حضورؐ کی حدیث پڑھی جاتی ہے۔ اگر تم نے اس کی زیارت کی تو گویا تم نے ایک اسلام اور ایمان کی نشانی کی زیارت کی زیارت کرنیوالوں کے لئے۔ اگر تو اس کی زیارت کرے گا تو تو نہیں زیارت کرے گا مگر علم کے مخزن یعنی آنحضورؐ کے علم کے مخزن کی زیارت کرے گا۔ میں نے اسے دیکھا تو لبریز دیکھا اطاعت کرنیوالے اور خوف کرنے والا تمہارذات سے۔ اگر تم نے اس کی زیارت کی تو نہیں زیارت کی مگر اس بارش کی کہ جس نے بنجر زمینوں پر نہریں بہادیں۔ اگر تم نے اس کی زیارت کی تو نہیں زیارت کی مگر ایک ایسے ستارہ کی جو نیک لوگوں کے لئے جنت کا راستہ دکھاتا ہے۔ تو اے میرے معبود اس کی مغفرت فرما جس نے اس کی بنیاد رکھی اخلاص کے ساتھ اس کی بنیاد بیت اللہ کی بنیاد کیطرح ہے۔ اور اس کے مدرسین میرے علاوہ سارے کے سارے ستاروں کیطرح ہیں چلنے والوں کی رہنمائی کیلئے۔ اس کے جوان زہد و تقویٰ کے جوان ہیں اور اس کے بوڑھے انوار ربانی کیوجہ سے روشن ہیں اور علم دین محمدی کا علم ہے۔ رات دن وہی ان کا مقصد ہے وہاں ایسے مرد ہیں کہ تجارت اور بیع ان کو استغفار سے غافل نہیں کرتی۔ اللہ کا ذکر ان کا کھانا اور پینا ہے اور وہ کثرت ذکر کیوجہ سے مہکتے رہتے ہیں۔ اور تم سحر میں ان کو روتے ہوئے دیکھو گے رضاء الٰہی کی توقع پر اور قادر جبار کے عذاب سے ڈرتے ہوئے۔ ان کا ٹھکانہ ان کے کمرے ہیں لیکن وہ دوڑ پڑتے ہیں جب کہا جاتا ہے کہ کون ہیں میرے مددگار۔ ان کے فضیلت کی گواہی دی آسمان پر ستاروں نے ان کو کوئی عیب لگانے والا اور نقص پیدا کرنیوالا نہیں ہے۔ زبان کی تعریفیں ان کی فضیلت کو بیان کرنے سے قاصر ہیں اور ان کے حاسد میری بات کو بہت زیادہ سمجھتے ہیں حالانکہ ان کے بے شمار فضائل ہیں۔ اور کیسے نہیں ہوں گے جبکہ انھوں نے اپنی جانیں خرچ کیں تقوائے باری میں۔ اے اللہ ہمارے حال کو درست فرما اور ہمارے انجام کو، اور اپنی تلوار کے ذریعہ کفار کے محلہ کو نیست و نابود کردے۔ ان پر اپنا ہر قسم کا شر نازل فرما اور انکو گنہگاروں کیطرح رسوا کرنے کیلئے آگ سلگادے جو تمام کو جلاڈالے اور ان کو گھیرلے سمندر کی لہر کیطرح۔ اور اے ستار جو بندہ نے چھوٹے اور بڑے گناہ کئے ہیں سب کو معاف کردے۔ اور اے معبود! اپنے بندہ اعزاز علی پر رحم کر جو گنہگار اور قصوروار ہے۔ اور میرا توشہ حضورؐ کی محبت ہے، اور رب قادر غفار کی رحمت کی توقع ہے۔

ولبعضهم

یا ایها الملک الرفیع جنابهٗ	لم یلف فی کل الوریٰ لک ثانٍ
ظلٌّ لرب العرش انت وظاهرٌ	ان لا یکون لواحدٍ ظلّانٍ

توضیح اے بلند وبالا بادشاہ تیرا ثانی نہیں پایا جاتا ہے ساری مخلوق میں۔ تو مالکِ عرش کا سایہ ہے اور ظاہر ہے کہ ایک آدمی کے دو سائے نہیں ہوتے۔

ولبعضهم

وَالنجم تستصغر الابصارُ طلعتهٗ	وَالذنب للعین لا للنجم فی الصغرِ

توضیح ستارہ نظروں میں چھوٹا معلوم ہوتا ہے لیکن قصور آنکھ کا ہے نہ کہ ستارے کا چھوٹا دیکھنے میں۔

لمؤلفه غفر له

یہ حضرت مؤلف کا قصیدہ ہے اللہ انکی مغفرت فرمائے

فی مدح من عمّ جوده کما عم فضل وجوده، وسبیٰ احسانهٗ العمیم وَ برّه الکریم اکناف العالم من سهول المعمور ونجوده، المستغنی عن التلقیب والتکنیه والغانی عن التوصیف والتسمیه اعنی الملک الجلیل الشهم النبیل عثمان علی خان سُلطان الدولةِ الآصفیه لازال جوده ینزل الرعایا من الامن فی حصن حصین ویستخلص الدعاء لدولته الغراء من الآفاق فلا احد الا وهو من المخلصین خلد الله ملکهٗ وسلطنته وعظّم نصرته۔ آمین

توضیح اس شخص کی تعریف میں جس کی سخاوت عام ہے جس طرح کہ عام ہے اس کا ذاتی فضل اور حلقہ بگوش بنا رکھا ہے اس کے عام احسان نے اور اس کی بے حد نیکیوں نے تمام اطراف عالم کو جو آباد علاقے ہیں اور غیر آباد جو مستغنی ہیں القاب اور تعریف وغیرہ سے میں مراد لیتا ہوں جلیل القدر بادشاہ تیز طبع شخص شریف النسب عثمان علی خاں دولتِ آصفیہ کے سلطان خدا کرے کہ ہمیشہ ان کی سخاوت عوام کو اتارتی رہے محفوظ قلعہ میں

اطمینان کے ساتھ اور خالص دعائیں ہوتی رہیں اس کی تابناک حکومت کے لئے اطرافِ عالم سے تو کوئی نہ ہو مگر یہ کہ وہ مخلصین میں سے ہو اللہ تعالےٰ ہمیشہ رکھے ان کے ملک اور سلطنت کو اور ان کی خوب مدد کرے۔ آمین۔

عثمانُ عثمانُ قد ضاءت بہ الدّکن ۔۔۔ کلا وربّی اضاءَ الارضُ وَالزمنُ
زال المخاوف والاھوال من دکن ۔۔۔ وَعمّھا الروح والریحان والامنُ
عثمان ماویٰ لقوم مالھم سکن ۔۔۔ وَملجا لغریب مَالہٗ وَطنُ
غوث الارامل اذا باتت تسھرھا ۔۔۔ الصروف من دھرھا والذل والفتن
مَن فی العوالم مارتبہٗ دولتہ ۔۔۔ ومن علی الارض ما فی عنقہٖ مننُ
فھذہ الدولۃ الغراء ماطرۃ ۔۔۔ علی البریۃ جوادا مالہ ثمنُ
حلوٌ لمختبط شوسٌ لمضطغن ۔۔۔ ولیس یرضیٰ بما یلقی بہ دَرَنُ
شعائرُ الدین فی ایامہٖ عظمتُ ۔۔۔ ومن طغیٰ وبغیٰ فی عھدہٖ وھنوا
اذا استغاثک یا عثمان مختبط ۔۔۔ لبّاہ جودک لامنٌ ولا مِحَنُ
ضعفی القلوب اذا قویتھم شجعوا ۔۔۔ فرسانُ خیلٍ اذا مارعتھم جبنوا
انت الملاذُ لقوم قد اتوک علیٰ ۔۔۔ انضاءِ فقرٍ وجدبٍ للّھیٰ اذنوا
احییتَ کل ملوک الارض قاطبۃً ۔۔۔ جودًا وعدلا فما ماتوا ولا دفنوا
فلا تخف مکرحسادٍ اذا مکروا ۔۔۔ فلیس یأکل الا اھلہٗ الضغنُ
اعلیتَ دین رسولٍ فاق من سبقوا ۔۔۔ وَقد تزری علی من بالعلیٰ قمِنُ
یبیتُ عثمان مولاھم اذا رقدوا ۔۔۔ یرعیٰ رعَایاہ لا نوم وَلا وسنُ
ید عوالوریٰ لملیکٍ عادلٍ یقظٍ ۔۔۔ قومٌ اذا اغتربوا فی ظلہٖ قطنوا
اظلک اللہ فی اظلال رأفتہٖ ۔۔۔ کما ترکتھم فی دھرھم آمنوا
وخلّد اللہ ملکًا انت مالکہٗ ۔۔۔ یا من عزائمہ فی الدھر لاتھنُ
وَمن یعادیک یا عثمانُ: من سفہٍ ۔۔۔ فی الھم والغمّ والاحزان مرتھنُ
اعزّک اللہُ من بین الملوک کما ۔۔۔ اعززت ما نطق القراٰن وَالسننُ

لغوی تحقیق

غوثؔ: مدد۔ ارآملؔ۔ جمع ارمل، فقیر ومسکین۔ مننؔ۔ جمع منّۃ: احسان۔ ماطرۃ: برسنے والی۔ مختبطؔ: سائل بلا وسیلہ۔ شوسؔ۔ ج اشوس: غصہ یا گھمنڈ کی بنا پر ترچھی نظر سے دیکھنے والا، بہادر مصطغنؔ، کینہ رکھنے والا۔ درنؔ: میل کچیل۔ وھنواؔ (ض، س، ک) لاغر و کمزور ہونا۔ ملاذؔ: جائے پناہ۔ انضآءؔ۔ جمع نضو۔

کمزور جانور۔ لہی۔ جمع لہوۃ: پیستے ہوئے چکی میں ایک مرتبہ جتنی مقدار میں اناج ڈالا جائے۔ لپ بھر مال۔ ضغن: کینہ
تزرّی، عیب لگانا۔ قمن: لائق۔ وسن، غنودگی، اونگھ۔ قطنوا (ن)، مقیم ہونا، اقامت پذیر ہونا۔

توضیح صرف عثمان ہی کیوجہ سے دکن منور ہوگیا، ہرگز نہیں قسم ہے میرے رب کی بلکہ سارا جہان اور پوری روئے زمین منور ہوگئی دکن سے خوف وخطرے دور ہوگئے اور وہاں امن وامان راحت وآرام عدل وانصاف چھاگیا۔ عثمان ان قوموں کیلئے جائے پناہ ہے جن کا کوئی ٹھکانہ نہیں، اور غریبوں کیلئے ملجا ہے جن کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے، بیوہ عورتوں کا مددگار ہے جبکہ ان کو بیدار کر رکھا ہو زمانے کے حوادث نے ذلت نے اور فتنوں نے زمانہ میں کون ہے کہ نہیں پرورش کی ہو اس کی دولت نے اور زمانے پر کون ہے کہ جس کے گردن پر احسان نہیں ہے تو یہ حکومت عزّ ا بارش برسانیوالی ہے اپنے مخلوق پر جس کی کوئی قیمت نہیں دی جا سکتی۔ سائل بے وسیلہ کے لئے بیٹھا ہے اور کینہ والوں کے لئے بہت ہی غضبناک ہے۔ اور وہ راضی نہیں ہوتا ان چیزوں سے کہ جن کے ذریعہ میل کچیل حاصل کریں۔ دین کے شعائر اس کے زمانہ میں فروغ پائے، اور جس نے سرکشی اور بغاوت کی اس کے زمانے میں وہ کمزور ہوگئے۔ جب تم سے فریاد چاہتا ہے اے عثمان سائل بے وسیلہ تو تیری سخاوت لبیک کہتی ہے بغیر احسان جتائے اور مشقت کے جب تم نے کمزوردلوں کو قوت بخشی تو وہ بہادر ہوگئے۔ اور شہسواروں کو جب تو نے مرعوب کیا تو وہ بزدل ہوگئے تو ان لوگوں کی جائے پناہ ہے کہ جو آئے تیرے پاس فقروفاقہ کی لاغر سواریوں پر۔ تم نے روئے زمین کے تمام بادشاہوں کو زندہ کردیا عدل وانصاف کیوجہ سے تو وہ نہ مرے نہ دفن ہوئے۔ تو حاسدوں کے مکر وفریب سے خوف نہ کر چونکہ حسد والے ہی کو حسد کھاتا ہے۔ تو نے حضور کے دین کو بلند کیا جو پہلے انبیاء پر فائق ہیں اور مستحق مراتب عالیہ کو سچ کردیا گیا ہے۔ ان کا آقا عثمان نگہبانی کرتا ہے جب لوگ سو جاتے ہیں۔ نہ اسے نیند آتی ہے نہ غنودگی طاری ہوتی ہے۔ سارے لوگ دعا کرتے ہیں عادل اور بیدار بادشاہ کے لئے۔ لوگ جب پردیسی ہوجاتے ہیں تو اس کے سایہ میں ٹھہرتے ہیں۔ اللہ تعالے تجھے سایہ عطا کرے اپنی خالص رحمت کا جس طرح تم نے لوگوں کو زمانہ میں مطمئن چھوڑا اور اللہ تعالے اس ملک کو ہمیشہ رکھے جس کا تو مالک ہے۔ اے اے وہ شخص کہ زمانہ میں جس کے ارادے کمزور نہیں ہوئے۔ اور اے عثمان جو تم سے بیوقوفی کیوجہ سے دشمنی کریگا وہ غم، رنج اور حزن میں مبتلا رہے گا۔ اللہ تعالے تم کو بادشاہوں کے درمیان اس طرح عزت بخشے جیسے کہ تم نے قرآن وحدیث کے احکام کو عزت بخشی۔

الھجاء	ولبعضھم

ابو جعفر رجلٌ عالمٌ	بما یُصلحُ المعدۃَ الفاسدۃ
تخوّف تخمۃ اضیافہ	فعوّدھم اکلۃ واحدۃ

توضیح ابو جعفر ایک ایسا شخص ہے جو فاسد معدہ کو درست کرنا جانتا ہے وہ اپنے مہمانوں کی بدہضمی سے ڈرتا ہے اسی بناء پر ان کو ایک لقمہ کا عادی بنا دیا ہے۔

وَقَالَ اٰخَرُ

رَغِیْفُ اَبِیْ عَلِیٍّ حَلَّ خَوْفًا ... مِنَ الْاَضْیَافِ مَنْزِلَۃَ السِّمَاکِ
اِذَا کُسِرَ رَغِیْفُ اَبِیْ عَلِیٍّ ... بَکٰی بِبُکَائِہٖ فَھُوَ بَاکٍ

توضیح ابو علی کی روٹی مہمانوں کے ڈر سے سماک ستاروں کی جگہ اتر گئی ہے۔ جب مہمان ابو علی کی روٹی کو توڑتے ہیں تو وہ رونا روتا ہے اور روتا ہی رہتا ہے۔

ابنُ بسّام

اَتَانَا بِخُبْزٍ لَہٗ یَابِسٍ ... کَمِثْلِ الدَّرَاھِمِ فِیْ خِلْقَتِہٖ
اِذَا مَا تَنَفَّسْتَ عِنْدَ الْخِوَانِ ... تَطَایَرَ فِی الْبَیْتِ مِنْ خِیْفَتِہٖ

توضیح آیا وہ ہمارے پاس اپنی خشک روٹی لیکر جو مثل درہم کے تھی اپنی خلقت کے اعتبار سے۔ اگر تو سانس لے دستر خوان کے پاس تو وہ گھر میں اس کے ڈر سے اڑتی پھرتی ہے۔

وَقَالَ عَبَّاسُ الْخَیَّاطُ

رَغِیْفَۃُ النَّجْمِ لِمَنْ رَامَہٗ ... یُرٰی وَلَا یَطْمَعُ فِیْ لَمْسِہٖ
کَاَنَّہٗ فِیْ جَوْفِ مِرْاٰتِہٖ ... یَبْدُوْ وَلَا یَطْمَعُ فِیْ جَسِّہٖ
وَفَلْسُ الْاَمْسِ الَّذِیْ قَدْ مَضٰی ... بَدَا مِسُہٗ اَوْجَدُ مِنْ فَلْسِہٖ

توضیح جو شخص نجم کے پاس آئے تو وہ صرف روٹی کو دیکھتا ہی رہے اسے چھونے کا ارادہ نہ کرے۔ گویا اسکی روٹی اس کے آئینہ کے اندر ہے جو ظاہر ہوتی ہے اور اس کو چھویا نہیں جاتا۔ اور اس کے پیسے کل

گذشتہ کیطرح ہیں بلکہ اس کا کل گذشتہ اس کے پیسے کے مقابلہ میں پایا جانا زیادہ آسان ہے۔

و لبعضھم

لاتعذلونی ان هجرت طعامًا	خوفًا علی نفسی من المأکول
فمتی اکلت قتلہ من بخلہ	ومتی قتلت قتلت بالمقتول

توضیح تم مجھے ملامت نہ کرو اگر میں نے اس کا کھانا چھوڑ دیا اپنے آپ پر اندیشہ کرتے ہوئے کھانیکی وجہ سے۔ چونکہ اگر میں کھاؤں گا تو گویا میں اسے قتل کردوں گا اس کے بخل کیوجہ سے اور جب میں قتل کروں گا تو پھر میں بھی قتل کیا جاؤں گا مقتول کے بدلے میں۔

التهنئة بالعيد السعيد

عید سعید پر مبارکبادی

للاستاذ الفاضل العلامة المفتی محمد کفایت الله الدهلوی (حین کان مسجونًا فی الملتان) الی مرکز دائرة المروة وانسان ناظرة الفتوة، صاحب الرای المتین للشیخ میجر فضل الدین مدیر السجن المرکزی الجدید بملتان۔

حضرت الاستاذ علامہ مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی کے یہ اشعار ہیں جبکہ وہ ملتان کی جیل میں تھے جو انھوں نے بھیجے تھے شرافت و مروت کے مرکز اور بزرگی کی آنکھ کی پتلی اور صاحب اصابت رائے جناب شیخ میجر فضل الدین جو ملتان کیلئے نئے مرکزی جیل کے نگراں تھے۔

أُهنيك، يامن فاز بالخير وارتوی	بكأس دهاقٍ من مكارم واشتفی
أُهنيك يامن صاد انبذة الوری	باخلاقك الزهراء طيبة الشذی
اهنيك يامن فاق بالفضل والندی	علی كل من اعطی واتفق ماحوی
بعيدٍ اذا وافی اتی بمسرةٍ،	تدب الی اعماق افئدة الوری
أُهنيكم بالعيد والعيد مُعجب	لحرٍ كريمٍ فاز بالعيش والمنی
يعود لكم عودًا حميدًا امبارکًا	عليكم وفيكم جالبًا لكم الهنا
يعود اليكم مثل حب يزوركم	فياتی بما ياتی الحبيب اذا اتی
يعود الی ماتشتهيهِ وترتضی	من العمر بالخيرات والرشد والهدی
يزور المحبون الاحبة بكرةً	ويلتذ كلٌ بالعناق وباللقا

اذا العید یأتی المرء والمرء محتظ ... باھلٍ ومغنی اورث اللطف والھنا

ولکنہ ان حلّ والسجن مؤصدٌ ... علی المرء لم یورث سوی الحزن والشجی

وکم بین حرٍّ اذ یناغی غزالۃً ... وبین المعانی محنۃ السجن والعنا

وکم بین حرٍّ قرّ عیناہ بالھویٰ ... وبین اسیر یصطلی ضرمۃ النویٰ

ولکننا قومٌ نلاعب بالظبیٰ ... ونقلی ظباءً اذ تداعت الی الولیٰ

ونحن کرامٌ نملک الخیر فی الندیٰ ... ونحن لیوثٌ نخسم الشر فی الوغیٰ

ابینا اباء اللیث ذُلّ تعبّدٍ ... فلا سُبّۃ احزی من الذلّ للعدیٰ

حُبسنا وأُوذینا بغیر جریمۃٍ ... فما ذنبنا الا الدفاع عن الحِمیٰ

وان غاشمٌ عدّ الدفاع جریمۃً ... فانا نری ھداک من سود والقنیٰ

وان خاننا الدھر الغشوم فلا تکن ... یدُ الخوؤن واقفٌ حقا اذا انجلیٰ

فانت کریمٌ ابن الکریم ولم نجد ... کریمًا معینا للذی جار واعتدیٰ

نری الاسر للحر الوفی کرامۃً ... وان کان رجزًا للمواقع فی الخنا

وما السجن للمظلوم الا عطیۃٌ ... یمنّ بہا المولیٰ علی عبدٍ اصطفیٰ

فیارب تثبیتا وصبرًا علی البلا ... ویارب عونًا وانتصارًا من العدیٰ

وبورکت فضل الدین وازددت رفعۃً ... ووُفّقت بالطاعات والخیر والتقیٰ

لیھنک عید الفطر ھذا وبعدہٗ ... تمتّعت بالاعیاد ما شرق الذکا

لغوی تحقیق

اہنیک۔ تہنیۃً : مبارکباد پیش کرنا۔ ارتوا۔ ارتواءً : سیراب ہونا۔ کاس دہاق : لبریز جام۔ اشتفیٰ : شفا پانا۔ شذیٰ : بو کی شدت۔ تدبّ۔ السقم : بیماری کا بدن میں سرایت کرنا۔ اعماق۔ جمع عمق : گہرائی۔ الہنا : خوشی، مسرت۔ العناق : معانقہ۔ محتظ : نصیب والا۔ مغنیٰ : گھر۔ السجن : قید خانہ۔ موصد۔ اوصد الباب : دروازہ بند کرنا۔ شجیٰ : وہ ہڈی جو حلق میں اٹک جائے۔ مراد رنج وغم۔ یناغی۔ مناغاۃ الرجل : مقابلہ کرنا، قریب ہونا۔ معانی۔ اسم فاعل ہے۔ معاناۃ : دشواری برداشت کرنا۔ یصطلی۔ اصطلاءً : آگ تاپنا۔ ضرمۃ : چنگاری۔ نویٰ : فراق، بعد۔ ظبیٰ۔ جمع ظبۃ : تلوار وغیرہ کی دھار۔ نقلیٰ۔ قلاءً : عداوت رکھنا۔ ظباءً۔ جمع ظبی : ہرن نر مادہ۔ لیوث۔ جمع لیث : شیر۔ نخسم (ض) حسمًا : جڑ سے کاٹنا۔ وغیٰ : جنگ، شور۔ سبّۃ : گالی، عار۔ عدیٰ۔ جمع عدو : دشمن۔ غشوم : ظالم۔ خؤون : خیانت کرنیوالا۔ جار۔ جورًا : ظلم کرنا۔ رجز : عذاب۔ الخنا : بدکلامی۔

توضیح

میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اے وہ شخص کہ جس نے بھلائی حاصل کی اور وہ جو سیراب ہوئے مکارم سے لبریز پیالہ کے ذریعہ اور جس نے شفا پائی۔ میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اے وہ شخص کہ جس نے اپنے

اپنے اخلاقِ حسنہ کے ذریعہ اور پاکیزہ عادات کے ذریعہ مخلوق کے دلوں کو شکار کرلیا میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اے وہ شخص کہ جو سخاوت اور فضل وکمال کے ذریعہ فائق ہوگئے ہر اس شخص پر کہ جس نے عطا کیا اور خرچ کیا اس مال کو جس پر وہ حاوی تھا عید پر کہ جب وہ آتی ہے تو ایسی خوشی لے کر آتی ہے کہ جو لوگوں کے دلوں کی گہرائی میں سرایت کرنیوالی ہو، میں تم کو عید پر مبارکباد دیتا ہوں اور عید خوش کرنیوالی ہے ہر اس آزاد شخص کو جو کامیاب ہو خوش عیشی اور آرزوؤں کے ذریعہ۔ عید آپ کے سامنے لوٹ کر آئے بار بار قابلِ تعریف اور بابرکت ہوکر اور تمہارے لئے کھینچ کر لائے خوشی ومسرت کو، تمہارے پاس لوٹ کر آئے اس محبوب کیطرح جو تمہاری زیارت کیلئے آئے، پھر وہ اس چیز کو لیکر آئے جسے لیکر آتا ہے محبوب جب وہ آتا ہے وہ اس چیز کو لیکر آئے جسے تم چاہتے ہو جس سے تم راضی ہوتے ہو. یعنی خیر وصلاح اور رشد وہدایت لیکر آئے۔ احباب ایک دوسرے سے صبح ہی صبح ملتے ہیں اور ہر ایک ملاقات کے ذریعہ اور معانقہ کے ذریعہ خوشی محسوس کرتا ہے. جب عید آدمی کے پاس آتی ہے درانحالیکہ آدمی خوش قسمت ہوتا ہے اپنے اہل وعیال کے ذریعہ اور گھر کے ذریعہ تو وہ لطف ومسرت محسوس کرتے ہیں، لیکن اگر عید آجائے اس حال میں کہ آدمی پر جیل مسلط ہو تو وہ رنج وغم کے علاوہ اور کوئی چیز پیدا نہیں کرتی. اور بہت سے آزاد شخص کے درمیان فرقِ عظیم ہے کہ جب وہ قریب ہوتا ہے اپنے اہل وعیال سے اور اس شخص کے درمیان جو جیل کی تکلیف جھیلنے والا ہے اور بہت بڑا فرق ہے اس شریف آدمی کے درمیان کہ جس کی آنکھیں آرزوؤں کیوجہ سے ٹھنڈی ہوں اور اس قیدی کے درمیان جو جدائی کی چنگاری میں جل رہا ہو۔ لیکن ہم وہ لوگ ہیں کہ تلوار کی دھار سے کھیلتے ہیں اور بغض رکھتے ہیں ہرنوں سے جبکہ وہ سستی کی دعوت دیں اور ہم شریف آدمی ہیں کہ سخاوت میں خیر کے مالک ہوتے ہیں کہ جو شر کو جڑ سے ختم کرتے ہیں ہم شیر کیطرح انکار کردیتے ہیں غلامی کی ذلت کا چونکہ کوئی گالی زیادہ اسرار کن نہیں ہے. دشمنوں کیلئے غلام بن کر ذلت اٹھانے سے ہم قید کئے گئے اور بلاقصور تکلیف دیئے گئے ہمارا کوئی قصور نہیں ہے مگر قابلِ حفاظت چیز کی حفاظت کرنا۔ اگر ظالم دفاع کو جرم شمار کرے لیکن ہم اس کو سرداری سمجھتے ہیں اور اگر ظالم زمانہ ہمارے ساتھ خیانت کا معاملہ کرے تو خیانت کرنیوالے کا ساتھ نہ دے تو حق سے واقف ہو جائے گا جب وہ آشکارا ہو جائے گا تو کریم ابن کریم ہے۔ اور ہم نہیں پاتے کسی شریف آدمی کو جو معاون ہو اس شخص کا جو ظلم وستم ڈھائے۔ ہم قید کو شریف آدمی کیلئے عزت سمجھتے ہیں اگرچہ یہ قید برے لوگوں کے لئے سزا ہے اور مظلوم کے لئے قید تو عطیہ ہے کہ مولیٰ جس کے ذریعہ احسان کرے اپنے پسندیدہ غلام پر۔ تو اے اللہ ہمیں مصیبت پر صابر اور ثابت قدم رکھ۔ اور اے اللہ دشمنوں کے مقابلہ میں ہماری نصرت ومدد فرما۔ اور آپ کے دینی فضل میں برکت ہو اور آپ کا مقام اونچا ہو اور عبادت ونیکی اور تقویٰ کی آپ کو توفیق ہو۔

آپ کو یہ عید الفطر مبارک اور اس کے بعد بھی عید سے فائدہ اٹھاتے رہیں جب تک کہ سورج طلوع ہوتا رہے۔
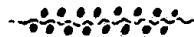
مدح المذموم (بری چیز کی تعریف)

حسن الجهل
جہالت کی خوبی

لئن کنت محتاجا الی الحلم اننی
وماکنت ارضی الجهل خدنا وصاحبا
فان قال قوم ان فیہ سماجۃ
ولی فرس للحلم بالحلم ملجم
فمن شاء تقویمی فانی مقوم

وقال آخر
اور دوسرے نے کہا

الی الجهل فی بعض الاحایین احوج
ولکننی ارضی بہ حین احوج
فقد صدقوا والذل بالحر اسمج
ولی فرس للجهل بالجهل مسرج
ومن شاء تعویجی فانی معوج

لغوی تحقیق الحلم: عقل وجانکاری۔ احایین۔ جمع احیان۔ وقت۔ خدن: دوست، ساتھی۔ ج۔ اخدان۔ سماجۃ: قباحت۔ ملجم۔ الجم الدابۃ: لگام ڈالنا۔

توضیح اگر میں حلم و بردباری کا محتاج ہوں تو کبھی کبھی جہالت کا بھی زیادہ محتاج ہوتا ہوں۔ اور میں جہالت سے راضی نہیں ہوں دوست اور ساتھی ہونے کے اعتبار سے بلکہ میں اس سے راضی ہوتا ہوں جب میں محتاج ہوتا ہوں۔ اگر لوگ کہیں کہ اس میں خرابی ہے تو وہ سچ کہتے ہیں لیکن شریف آدمی کیلئے ذلت اور زیادہ قبیح ہے۔ میرے پاس ایک عقل کا گھوڑا ہے عقل کی لگام لگائی گئی ہے اور ایک جہالت کا گھوڑا ہے جس پر جہالت کی زین کسی ہوئی ہے۔ تو جو شخص مجھے سیدھا دیکھنا چاہتا ہے تو میں سیدھا ہوں اور جو میری کجی کو دیکھنا چاہتا ہے تو میں ٹیڑھا ہوں۔

مدح الشیب
بڑھاپے کی تعریف

مسلم بن الولید

الشیب کرہ وکرہ ان یفارقنی
اعجب بشیء علی البغضاء مودود

توضیح بڑھاپا ناپسندیدہ ہے اور اس کا الگ ہونا بھی ناپسند ہے۔ تو ایسی چیز پر تعجب کر جو دشمنی کے باوجود محبوب ہے۔

ابو الفتح البستی

یاشیبتی : دومی ولا تترحلی	وتیقنی انی بوصلك مولع
قد کنت اجزع من حلولك مرۃ	فالآن من خوف ارتحالك اجزع

توضیح اے بڑھاپا تو ہمیشہ رہ اور کوچ نہ کر اور تو یقین کر کہ تجھ سے ملنے پر فریفتہ ہوں میں۔ ایک مرتبہ تیرے آنے پر گھبراتا تھا لیکن اب تیرے کوچ کرنے کے اندیشہ سے گھبراتا ہوں۔

آخر

فاما المشیب فصبح بدا	واما الشباب فلیل افل
سقی اللہ ھذا وھذا معا	فنعم المولی ونعم البدل

توضیح بڑھاپا تو ایک صبح ہے جو ظاہر ہو چکی اور جوانی ایک رات کی طرح ہے کہ جو غروب ہو چکی۔ اللہ تعالیٰ اس کو اور اس کو سیراب کرے ایک ساتھ، تو جو پیٹھ پھیر کر بھاگ جانے والا ہے وہ بھی بہتر ہے اور اس کا بدل بھی بہتر ہے۔

ابو الفتح کشاجم

تفکرت فی شیب الفتی وشبابہ	فایقنت ان الحق للشیب واجب
یصاحبنی شرخ الشباب فینقضی	وشیبی لی حتی الممات مصاحب

توضیح میں نے غور کیا آدمی کے بڑھاپے اور جوانی میں تو میں نے یہ یقین کر لیا کہ بڑھاپے کا حق ضروری ہے میرے ساتھ جوانی کا آغاز رہتا ہے پھر ختم ہو جاتا ہے اور بڑھاپا مرنے تک میرے ساتھ رہے گا۔

ابو عبد اللہ الاسباطی

لا یرعك المشیب یا ابنۃ عبد اللہ	فالشیب زینۃ ووقار
انما تحسن الریاض اذا ما	ضحکت فی خلالہا الانوار

لغوی تحقیق راعك۔ روعا: پریشان کر دینا، خوفزدہ کر دینا۔ خلال۔ جمع خلل: سایہ۔ الانوار۔ ج نور: شگوفہ، کلی۔

توضیح اے عبداللہ کی بیٹی ! مجھے گھبراہٹ میں نہ مبتلا کرے بڑھاپا چونکہ بڑھاپا زینت ہے اور وقار ہے تم باغوں کو اچھا سمجھتے ہو جبکہ اس کے سایہ میں کلیاں ہنسنے لگیں (یعنی کھل جائیں)

زیاد بن زید

وَلَا اَتَمَنَّی الشَّرَّ وَالشَّرُّ تَارِکِی	وَلٰکِن مَتٰی اُحمَل عَلَی الشَّرِّ اَرکَبِ

توضیح اور میں شر کی تمنا نہیں کرتا ورانحالیکہ شر مجھے چھوڑنیوالا ہوتا ہے لیکن جب میں شر پر مجبور کیا جاتا ہوں تو سوار ہو جاتا ہوں۔

وقال آخر

تَحَامَقْ مَعَ الحمقیٰ اذا ما لقیتہم	ولاقہم بالجہل فعل ذوی الجہل
وَخلط اذا لاقیت یومًا مخلطًا	یخلط فی قول صحیح وَفی الھزل
فانی رأیتُ المرءَ یشقی بعقلہٖ	کما کان قبل الیوم یسعدُ بالعقل

توضیح تو احمقوں کے ساتھ احمق بن جا جب ان سے ملاقات ہو، اور تو ان سے جہالت کے ساتھ مل جا جاہلوں کے فعل کیطرح۔ اور تو ملا دے جبکہ کسی دن تو ملاقات کرے ایسے شخص سے جو صحیح بات میں اور مذاق میں خلط ملط کرے۔ چونکہ میں نے دیکھا ہے آدمی کو کہ وہ بدبخت ہوتا ہے اپنی عقل کے باوجود جبکہ وہ آج سے پہلے خوش قسمت تھا عقل کے ذریعہ۔

الجبن لبعضہم

بزدلی

قامت تشجعنی ھندٌ فقلت لھا	ان الشجاعۃ مقرونٌ بھا العطب
لا وَالذی منع الابصار رویتہ	ما یشتھی الموت عندی من لہٗ ارب
للحرب قومٌ اضل اللہ سعیھم	اذا دعتھم الی نیرانھا وَثبوا
ولستُ منھم وَلا اھوی فعالھم	لا القتل یعجبنی منھم وَلا سلب

لغوی تحقیق الجبن: بزدلی۔ تشجعنی: ہمت دلانا۔ العطب: ہلاکت، بربادی۔ ارب: عقل۔ نیران۔ ج نار: آگ۔ سلب: مقتول کا مال واسباب جو چھین لیا جائے۔

توضیح مجھے ہندہ ہمت دلاتی ہے تو میں نے اس سے کہا کہ ہمت کے ساتھ ہلاکت لگی ہوئی ہے۔ قسم ہے اس ذات

کی کہ روک دیا آنکھوں کو اس کے دیدار نے میرے نزدیک موت کی تمنا نہیں کرتا وہ شخص جس کیلئے عقل ہو، لڑائی کیلئے وہ لوگ ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنکی کوشش کو ناکام کیا جب لڑائی نے ان کو اپنی آگ کی طرف بلایا تو وہ کود پڑے تو میں انھیں میں سے ہوں اور نہ میں ان کے کردار کو پسند کرتا ہوں نہ ان کا قتل کیا جانا مجھے پسند ہے نہ ان کا مال واسباب۔

ذمُّ المذموم مذموم چیز کی برائی	ذمُّ الحسد حسد کی برائی

حکی عن بعضھم انہ قال تتبعتُ ما عرفتہ من دواوین الشعراء قدیمھم وحدیثھم فوجدتُ ابا تمام منفردا بمعنی قولہ۔

وَاذا اراد اللہُ نشرَ فضیلۃٍ لولا التخوّف للعواقب لم یزل	طُوِیَت اتاحَ لھا لسانَ حسُود للحاسد النعمیٰ علی المحسُود

توضیح بعض ادباء سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں قدیم اور جدید شعراء کے جن دیوانوں سے واقف ہوں اس میں تتبع وتلاش کیا تو میں نے ابوتمام کو اس کے اس شعر میں منفرد پایا۔

جب اللہ تبارک وتعالیٰ کسی لپیٹی ہوئی فضیلت کو کھولنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے حاسدوں کی زبان کو ذریعہ بنادیتے ہیں۔ اگر انجام کار کا خوف نہ ہوتا تو حاسدوں کو محسود کے مقابلہ میں ہمیشہ نعمت حاصل رہتی۔

تفکّروا فی احسن من بین ھٰذہ الابیات
ان اشعار میں سے سب سے بہترین شعر میں غور وفکر کرو

النّابغۃ الذبیانی

وَلاعیبَ فیھم غیرانّ سیوفھم	بھنّ فلولٌ من قراع الکتائب

توضیح اوران میں اس کے سوا کوئی عیب نہیں ہے کہ ان کی تلواروں میں دندانے پڑے ہوئے ہیں لشکروں کو مار دھاڑ کی وجہ سے۔

ولبعضہم

وَلَاعَیْبَ فِیْکُمْ غَیْرَ اَنَّ ضُیُوْفَکُمْ — تُعَابُ بِنِسْیَانِ الْاَحِبَّۃِ وَالْوَطَنِ

اور تم میں کوئی عیب نہیں ہے سوائے اسکے کہ تمہارے مہمانوں کو عیب لگایا جاتا ہے احباب اور وطن کے بھول جانیکا۔

الشیخ صفی الدین الحلی

لَاعَیْبَ فِیْھِمْ سِوٰی اَنَّ النَّزِیْلَ بِھِمْ — یَسْلُوْ عَنِ الْاَھْلِ وَالْاَوْطَانِ وَالْحَشَمِ

ان میں کوئی عیب نہیں ہے سوائے اس کے کہ انکا مہمان اہل وعیال، وطن اور حشم وخدم کو فراموش کر جاتا ہے۔

لبعضہم (لم اطلع علیٰ اسمہ)

لَاعَیْبَ فِیْھِمْ سِوٰی اَنْ لَاتَرٰی لَھُمْ — ضَیْفًا یَجُوْعُ وَلَاجَارًا ابِھِمْ تَضِمْ

ان میں کوئی عیب نہیں ہے سوائے اس کے کہ تم نہیں دیکھو گے ان کے مہمان کو کہ وہ بھوکا ہو اور پڑوسی کو کہ وہ مظلوم ہو۔

عدم الاکتراث بما تفوہ بہ الناس

لوگوں کے بولنے پر توجہ نہ دینا

لبعضہم

وَمَا اَحَدٌ مِنَ الْسُنِ النَّاسِ سَالِمًا — وَلَوْ اَنَّہٗ ذَاکَ النَّبِیُّ الْمُطَھَّرُ

فَاِنْ کَانَ مِقْدَامًا یَقُوْلُوْنَ اَھْوَجٌ — وَاِنْ کَانَ مِفْضَالًا یَقُوْلُوْنَ مُبَذِّرٌ

وَاِنْ کَانَ سِکِّیْتًا یَقُوْلُوْنَ اَبْکَمٌ — وَاِنْ کَانَ مِنْطِیْقًا یَقُوْلُوْنَ مِھْذَرٌ

وَاِنْ کَانَ صَوَّامًا وَبِاللَّیْلِ قَائِمًا — یَقُوْلُوْنَ زَوَّارٌ یُرَائِیْ وَیَمْکُرُ

فَلَا تَکْتَرِثْ بِالنَّاسِ فِی الْمَدْحِ وَالثَّنَا — وَلَاتَخْشَ غَیْرَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

لغوی تحقیق اکتراث: رغبت کرنا، پرواکرنا۔ تفوہ بہ: بولنا۔ الْسُن۔ جمع لسان: زبان۔ مقدام: بہت بڑھ کے کام کرنیوالا، بہت پیش قدمی کرنیوالا۔ اھوج: لمبا احمق، بیوقوف۔ مفضال: بہت سخاوت کرنیوالا۔ فیاض۔ مبذر: فضول خرچی کرنیوالا، بکواس کرنیوالا۔ سکیت: بہت خاموش۔ ابکم: گونگا۔ مہذر: بک بک کرنے والا۔ فضول باتیں کرنے والا، بکواس کرنیوالا۔ زوار: بہت بڑا ظالم، پاپی۔

توضیح اور کوئی محفوظ نہیں ہے لوگوں کی زبانوں سے اگرچہ وہ نبی پاک کی ہستی ہی کیوں نہ ہو۔ تو اگر کوئی بہت زیادہ اقدام کرنیوالا ہوتا ہے تو کہتے ہیں لوگ کہ یہ لمبا بیوقوف ہے۔ اور اگر کوئی فیاض شخص ہوتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ فضول خرچی کرنیوالا ہے۔ اور اگر بہت زیادہ چپ رہتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ گونگا ہے۔ اور اگر بہت زیادہ بولنے والا ہوتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ بہت بکّو ہے۔ اور اگر کوئی خوب روزہ رکھنے والا اور رات میں نماز پڑھنے والا ہو تو لوگ کہتے ہیں کہ جھوٹا ریاکار مکار ہے۔ لہٰذا تم لوگوں کی پرواہ نہ کرو تعریف اور برائی میں۔ اور خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرو یقیناً اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑا ہے۔

وقال الشاعرُ

إن عابَ ناسٌ على مقامي ... فليس بي قولهم يضيرُ

قد قيل ان القرآن سحرٌ ... وما يقول الرّسول زورٌ

توضیح اگر لوگ میری باتوں میں کوئی عیب نکالیں تو انکی بات میرے لئے نقصان دہ نہیں ہے۔ یقیناً کہا گیا ہے کہ قرآن جادو ہے اور جو رسول کہتے ہیں وہ جھوٹ ہے۔ (نستغفر اللہ)

كتمان الاسرار (راز کا چھپانا) — لبعضهم

اذا المرءُ افشىٰ سرَّهُ بلسانه ... ولام عليه غيرَهُ فهو احمقُ

اذا ضاق صدرُ المرءِ من سِرِّ نفسه ... فصدرُ الذى يستودع السرَّ اضيقُ

توضیح جب آدمی اپنا بھید خود اپنی زبان سے ظاہر کردے اور پھر اس پر دوسرے ملامت کریں تو وہ بہت بڑا بیوقوف ہے۔ جب آدمی کا سینہ اپنے راز کو چھپانے سے تنگ ہے تو جس آدمی کے پاس راز کو بطور امانت رکھا جاتا ہے اس کا سینہ اور بھی زیادہ تنگ ہے۔

الشدائدُ (پریشانیاں) — عبد اللہ بن ابی عتبۃ المھبی

كلُّ المصائب قد تمرّ على الفتىٰ ... فتهون غير شماتة الاعداء

آدمی پر ہر قسم کی پریشانیاں گذرتی ہیں وہ سب آسان ہی ہو جاتی ہیں دشمنوں کی خوشی کے علاوہ۔

العباس بن الاحنف

صِرتُ کأنّی ذُبالة نُصِبَت ۔۔۔ تضیئُ لِلنّاسِ وَھِیَ تحترِقُ

میں ہو گیا گویا کہ میں چراغ کی بتی ہوں کہ اسے لوگوں کی روشنی کیلئے رکھد یا گیا ہے اور وہ خود جلتی رہتی ہے۔

وله ایضاً

کفٰی حزناً انّ التباعُدَ بیننا ۔۔۔ وَقَدْ جمعتنا وَالاحبّةُ دَارُ

ہمارے درمیان کی دوری غم کے لئے کافی ہے اس حال میں کہ ہم کو اور احباب کو ایک گھر نے جمع کر رکھا ہے۔

اللجلاج الحارثی

اذا ما اھانَ امرُؤٌ نفسہٗ ۔۔۔ فَلَا اکرمَ اللہُ مَن مُکرِمہٗ

جب آدمی خود اپنی اہانت کرے تو اللہ تعالیٰ اسکی عزت کرنیوالے کی بھی عزت نہیں رکھے گا۔

وقال آخر

صبرتُ علٰی مَا لو تحمّلَ بعضہٗ ۔۔۔ جبالُ شَراۃٍ اَصبحَت تتصدّعُ
ملکتُ دموعَ العینِ حتی رددتُّھا ۔۔۔ الٰی بَاطنٍ فالعینُ فی القلبِ تدمعُ

توضیح میں نے اتنا صبر کیا ایسی ایسی مصیبتوں پر کہ اگر ان میں سے کچھ کو بھی شراۃ نامی جگہ کے پہاڑ اٹھالیں تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ میں نے آنکھوں کے آنسوؤں پر قابو پالیا۔ یہاں تک کہ انکو باطن ہی کی طرف لوٹا دیا چنانچہ آنکھ دل ہی دل میں آنسو بہا رہی ہے۔

وقال الفقیہ الحافظ ابو محمد بن حزم

لَا یشمتَنْ حَاسدٌ ان نکبۃٌ عرضت ۔۔۔ فالدھرُ لیسَ علٰی حَالٍ بمُترکٍ
فالحرُّ کالتبرِ یُلقٰی تحتَ منخفضٍ ۔۔۔ کلوراً اوطوراً ایُری تاجاً علٰی مَلِکٍ

توضیح حاسدوں کو خوش نہیں ہونا چاہئے اگر کوئی مصیبت پیش آجائے کیونکہ زمانہ ایک حالت پر چھوڑنیوالا نہیں ہے۔ تو شریف آدمی کی مثال سونے کیطرح ہے کہ کبھی اسے دھونکنی کے نیچے ڈالا جاتا ہے اور کبھی بادشاہوں کے سر پر تاج دکھائی دیتا ہے۔

حُسنُ المُخَاصَمَۃِ | اختلاف کی خوبی | ابنُ جابر

اِن شئتَ اَن تجدَ العدوَّ وقد غدَا	لكَ صَاحِبًا يُولِي الجميلَ ويُحسِنُ
فاعمَل كما قالَ الخبيرُ بخلقهٖ	في قولهٖ اِدفع بالّتي هي اَحسَنُ

توضیح اگر تو چاہتا ہے کہ دشمن کو اس طرح پائے کہ وہ تیرا ساتھی بن جائے جو حسن سلوک اور اچھا معاملہ کرنیوالا ہو۔ تو تو وہ کام کر جس کا حکم خداوند قدوس نے اپنے بندوں کو دیا ہے اس ارشاد میں کہ ایسے طریقہ سے تم دفاع کرو جو بہت ہی بہتر ہو۔

قلّۃ مالٍ (مال کی کمی) | لبعضِهِم

النفسُ ملأى مِنَ المعالي	وَالكيسُ صفرُ الجنانِ خالِ
فليتَ مالي كمثلِ فضلي	وليتَ فضلي كمثلِ مالي

توضیح بلند مراتب سے نفس لبریز ہے اور تھیلی بالکل خالی ہے۔ تو کاش میرا مال میرے فضل کیطرح ہوتا اور میرا فضل میرے مال کیطرح ہوتا۔

وَقالَ بعضهم

دَعِ الاَيّامَ تفعلُ ما تشاءُ	وطِبْ نفسًا اذا نزلَ البلاءُ
وَلا تجزعْ لحادثۃِ الليالي	فما لحوادثِ الدنيا بقاءُ
اذا ما كنتَ ذا قلبٍ قنوعٍ	فانتَ ومالكُ الدنيا سواءُ

زمانہ کو چھوڑ دے جو چاہے وہ کرے، تو ہشاش بشاش رہ جب مصیبت نازل ہو۔ اور زمانہ کے حادثہ پر گھبراہٹ

محسوس نہ کر کیونکہ دنیا کے حادثوں کے لئے دوام نہیں ہے۔ اگر تو قانع دل کا مالک ہوگا تو تو اور دنیا کا مالک دونوں برابر نہیں۔

ابو اسحق الصابی

الضبُّ وَالنونُ قد یُرجیٰ لقاءُ ھما — ولیس یُرجیٰ التقاءُ اللُّبِّ والذھبِ

لغوی تحقیق ضب: گوہ۔ ج اضب۔ نون: مچھلی۔ ج نینان، انوان۔ یرجیٰ۔ ارجاء: امید کرنا۔ لب: عقل۔ ج الباب۔ ذہب: سونا۔

توضیح گوہ اور مچھلی ان دونوں کے ملنے کی تو امید کی جاسکتی ہے لیکن عقل اور سونے کے ملنے کی امید نہیں کی جاسکتی۔

قال مالک بن حریم الھمدانی

أُنبئتُ وَالایّامُ ذاتُ تجاربٍ — وَتُبدِی لکَ الایّامُ مالستَ تعلمُ
بأنّ ثراءَ المالِ ینفعُ ربَّہٗ — وَیُثنِی علیہِ الحمدُ وھوَ مذمّمُ
وَأنّ قلیلَ المالِ للمرءِ مفسِدٌ — یحزّ کما حزّ القطیعُ المحرّمُ
یریٰ درجاتِ المجدِ لا یستطیعھا — وَیقعدُ وسطَ القومِ لا یتکلّمُ

لغوی تحقیق ثراء: کثرتِ مال۔ ینفع۔ نفعا (ف) نفع دینا۔ یحز (ن) حزا: کاٹنا۔ القطیع: چمڑا۔ المحرم۔ مراد اس سے مردار کا چمڑا ہے۔

توضیح مجھے خبر دی گئی ہے اور زمانہ تجربہ کار ہے، اور زمانہ تمہارے سامنے ایسی چیزیں ظاہر کرتا ہے جو تو نہیں جانتا۔ یہ بتایا گیا ہے کہ مال کی کثرت صاحبِ مال کو نفع دیتی ہے اور اس کی تعریف کراتی ہے اگرچہ وہ برا ہو۔ اور مال کی کثرت آدمی کے لئے فساد کا ذریعہ ہے، اسے کاٹ دیا جاتا ہے جس طرح کچا چمڑا کاٹ دیا جاتا ہے۔ وہ بزرگی کے مراتب دیکھتا ہے اس کو پا نہیں سکتا اور قوم کے درمیان بیٹھ کر بات نہیں کرسکتا۔

الشکویٰ الی الاصدقاء — دوستوں سے گلہ — وقال بعضھم

یا غائبین تعللنا بغیبھم — بطیبِ ذکرٍ وَلا وَاللہِ لم یطبِ
ذکرتُ وَالکاسُ فی کفّی لیالیکم — فالکاسُ فی راحۃٍ والقلبُ فی تعبِ

توضیح اے دور جانیوالے ہم غافل ہو گئے ان کے دور ہونیکی بناء پر زمانے کی خوشگواری کیوجہ سے لیکن زمانہ خوشگوار نہیں ہوسکا۔ میں نے یاد کیا اس حال میں کہ پیالہ میرے ہاتھ میں ہے، تمہاری راتوں کو میں نے یاد کیا تو جام ہاتھ میں ہے اور دل بے چینی میں۔

كتب ابو دلف الى ابن طاهر يعاتبه

ابو دلف نے ابن طاہر کے پاس ڈانٹتے ہوئے لکھا

اخاءكم كالورد ليس بدائم	ولا خير فيمن لا يدوم له عهد
وعهدى لكم كالآس حسنا وبهجة	له ورق خضر اذا افنى الورد

لغوی تحقیق اخاء۔ مصدر ہے: دوست یا بھائی بننا۔ الورد: گلاب۔ آس۔ ایک درخت ہے جو ریحان کے نام سے مشہور ہے۔ بہجۃ: چمک دمک۔ ورق: پتا۔ ج اوراق۔ خضر: سبز۔

توضیح تمہاری دوستی گلاب کے پھول کی طرح ہے جو ہمیشہ رہنے والا نہیں ہوتا ہے اور اس چیز میں بھلائی نہیں ہوتی کہ جس میں زمانے کا دوام نہ ہو۔ اور تم سے میری دوستی ریحان کیطرح ہے رونق اور حسن میں اس کے ہرے پتے میں جبکہ گلاب نیست و نابود ہو چکا ہوتا ہے۔

فاجابه ابن طاهر

تو ابو طاہر نے ابو دلف کو جواب میں لکھا

اشبهت عهد الورد فيما تذمه	وهل زهرة الا وسيده الورد
اخاءكم كالآس مر مذاقه	وليس له فى الريح قبل ولا بعد

توضیح تو نے تشبیہ دی ہے گلاب کے پھول کو کہ جس میں تو اسکی مذمت کر رہا تھا، حالانکہ کوئی پھول نہیں ہے کہ جس کا سردار گلاب نہ ہو۔ تمہاری دوستی ریحان کیطرح ہے جو کہ بدمزہ ہوتا ہے اور اس میں خوشبو نہیں ہوتی نہ پہلے اور نہ بعد میں۔

للامام زين العابدين رضى الله عنه

اذا ابليت بعيرة فاصبر لها	صبر الكريم فان ذلك احزم
لا تشكون الى الخلائق انما	تشكو الرحيم الى الذى لا يرحم

توضیح جب تو کسی حیرانی میں مبتلا ہو جائے تو اس پر صبر کرنا شریف آدمی کیطرح، چونکہ اس طرح صبر کرنا بڑی عقلمندی ہے۔ لوگوں سے گلہ نہ کرو کیونکہ تو رحیم کی شکایت اس سے کریگا کہ جو رحم نہیں کرسکتا۔

النّاسُ علٰی دِین ملوکھم لوگ اپنے بادشاہوں کے طریقہ پر ہوتے ہیں

اذا کان ربُّ البیتِ بالدفِ مولعًا
فشیمۃ اھل البیتِ کلّھم رقص

جب گھروالا ہی ڈھول پر فریفتہ ہو تو تمام گھروالوں کی عادت ناچنے کی ہوگی۔

لَابُدَّ للملك مِن الاعطاءِ بادشاہوں کیلئے بخشش ضروری ہے۔

اذا لم یکن ملك ذاھبۃٍ
فدعہ فدولتہ ذاھبۃٌ

جب بادشاہ ہدیہ دینے والا ہو تو اسے چھوڑدے کہ اس کی دولت ختم ہونیوالی ہے۔

الظرافۃُ خوش طبعی **ابن تمیم رحمہ اللہ تعالٰی**

قالوا ارأیناك کلّ وقت
تھیم بالشرب والغناء
فقلت انی فتی قنوع
اعیش بالماءِ والھوی

توضیح لوگوں نے کہا کہ ہم تجھے ہر وقت گانے اور پینے میں سرگرداں دیکھتے ہیں تو میں نے کہا کہ میں قناعت کرنے والا شخص ہوں پانی اور ہوا پر بھی گذر بسر کرلیتا ہوں۔

حسن الاستیذان اجازت چاہنے کا عمدہ طریقہ **ولبعضھم**

یا معدن الفضل وطود السخا
لازلت من بحر السخا تغترف
عبدك بالباب فقل منعمًا
یدخل او یصبر او ینصرف

توضیح اے فضل و کمال کی کان اور سخاوت کا پہاڑ تو سخاوت کے ذریعے سے ہمیشہ چلو بھر تا رہا ہے۔ تیرا غلام دروازے پر ہے تو تو مرحبا کہہ وہ داخل ہوگا یا صبر کرے گا یا لوٹ جائے گا۔

الشیبُ بڑھاپا ولاٰخر

ولی خطٌ وللایّام خطٌ	وبینھما مخالفۃ المداد
فاکتبہ سواداً فی بیاضٍ	وتکتبہ بیاضاً فی سواد

میری اور زمانے کی تحریر الگ ہے۔ ان دونوں میں فرق روشنائی کا ہے۔ میں سفید کاغذ میں لکھتا ہوں اور تو سیاہ میں سفید لکھتا ہے۔

ولبعضھم

ولمّا رأیت الشیبَ ایقنتُ انّہٗ	نذیرٌ لجسمی بانھدامِ بنائہٖ
اذا ابیضّ مخضرُّ النبات فانّہٗ	دلیلٌ علی استحصادہٖ وفنائہٖ

توضیح جب میں نے بڑھاپے کو دیکھا تو مجھے یقین ہوگیا کہ وہ میرے جسم کو اس کی عمارت کے گرنے پر ڈرا رہا ہے چونکہ جب سفید ہو جائے سبز گھاس تو وہ اس کے کٹنے اور ختم ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔

وَقَالَ الولیدُ بنُ حزمٍ

ثلاثٌ وّستونَ قَدْ جُزْتَھَا	فَمَا ذا تُؤَمِّلُ اَوْ تَنْتَظِرْ
وَحَلَّ عَلیکَ نَذیرُ المشیب	فَمَا تَرْعَوِی اَوْ فَمَا تَزْدَجِرْ
تمرُّ لیالیکَ مَرًّا حَثِیْثًا	وَاَنْتَ عَلٰی مَا اَرٰی مُسْتَمِرّْ
فلَوْ کُنْتَ تعقِلُ مَا ینقضی	مِنَ العُمُرِ لاعتضتَ خَیْرًا بشرّ
فَمَا لَکَ لاتستعِدُّ اِذَنْ	لِدَارِ المُقَامِ وَدَارِ المَقَرّ
اَتَرْغَبُ عَنْ فَجاءَۃِ المنون	وَتَعْلَمُ اَنْ لیسَ منھا مفرّ
فَاِمَّا اِلٰی جَنَّۃٍ اُزْلِفَتْ	وَاِمَّا اِلٰی سَقَرٍ تَسْتَعِرْ

لغوی تحقیق جزت (ن) جوزا: گذر جانا۔ تومل: امید کرنا۔ خشیت: تیزرو۔ منون: مرگ۔ مفر: جائے فرار۔ ازلفت (ن) زلفا: نزدیک ہونا۔ تستعر النار: بھڑکنا۔

توضیح تو تریسٹھ ۶۳ سال کی عمر سے بھی آگے بڑھ گیا تو تو کس چیز کی امید اور انتظار میں ہے۔ اور تیرے پاس بڑھاپے کا پیغام آچکا ہے تو تو نہیں رکتا اور نہیں باز آتا — تیرے دن اور رات تیزی سے گذر رہے ہیں اور تو اپنی حالت پر برقرار ہے جیساکہ میں دیکھ رہا ہوں اگر تو اپنی عمر میں سے ختم شدہ حصہ کو سمجھتا ہے تو پھر برائی کے بدلے میں بھلائی کرے گا۔ تجھے کیا ہوگیا ہے کہ اب تو آخرت کے لئے تیار نہیں ہے۔ کیا تو اچانک موت کے آنے سے اعراض کرتا ہے۔ اور تو جانتا ہے کہ اس سے بھاگنا ممکن نہیں تو تو یا تو قریب کردہ جنت میں جائیگا یا بھڑکتی ہوئی جہنم میں جائیگا۔

وَقَالَ اٰخَرُ

سَأَلْتُ مِنَ الْاَطِبَّاءِ ذَاتَ یَوْمٍ — خَبِیْرًا مِمَّ شَیْبِیْ قَالَ بَلْغَمْ
فَقُلْتُ لَهٗ عَلٰی غَیْنِ احْتِشَامٍ — لَقَدْ اَخْطَأْتَ فِیْمَا قُلْتَ بَلْ غَمْ

توضیح میں نے ایک دن ماہر طبیب سے پوچھا کس بنا پر میرا یہ بڑھاپا ہے اس نے کہا بلغم سے۔ تو میں نے اس سے بلا جھجک یہ کہا کہ تم نے غلط کہا بلکہ اس کا سبب غم ہے۔

ذِمَّہٗ

قُلْتُ وَقَدْ رَاعَهَا مَشِیْبِیْ — کُنْتَ ابْنَ عَمٍّ فَصِرْتَ عَمًّا
وَاسْتَهْزَأَتْ بِیْ فَقُلْتُ اَیْضًا — قَدْ کُنْتِ بِنْتًا فَصِرْتِ اُمًّا

توضیح ایک عورت نے کہا میرے بڑھاپے سے ڈر کر تو میرا چچازاد بھائی تھا، اب تو خود میرا چچا ہوگیا۔ اس نے مجھ سے مذاق کیا تو میں نے بھی کہا کہ تو لڑکی تھی اب ماں بن گئی۔

النَّظْرُ فِی الْعَوَاقِبِ — انجام میں غور و فکر — لِاَبِیْ عِمْرَانَ مُوْسٰی بْنِ عِمْرَانَ

لَا تَبْكِ ثَوْبَكَ اِنْ اَبْلَیْتَ جِدَّتَهٗ — وَابْكِ الَّذِیْ اَبْلَتِ الْاَیَّامُ مِنْ بَدَنِكَ
وَلَا تَكُوْنَنَّ مُخْتَالًا بِجِدَّتِهٖ — فَرُبَّمَا كَانَ هٰذَا الثَّوْبُ مِنْ كَفَنِكَ
وَلَا تُعِفْهُ اِذَا اَبْصَرْتَهٗ دَنِسًا — فَاِنَّمَا اكْتَسَبَ الْاَوْسَاخَ مِنْ دَنَسِكَ

توضیح تو اپنے کپڑے پر مت رو اگر پرانا ہو گیا ہے، تو اس پر رو کہ زمانہ کے گذرنے نے تیرے جسم کو پرانا بنا دیا۔ تو غرور نہ کر کپڑے کے نئے ہونے پر کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہی کپڑا تیرا کفن بنے۔ اور منہ نہ بسور اس کپڑے کو میلا دیکھ کر کیونکہ اس نے تیرے ہی میل کو جذب کر لیا ہے۔

ابو وھب القرطبی

تَنَامُ وَقَدْ اُعِدَّ لَكَ السُّهَادُ	وَتُوقِنُ بِالرَّحِيلِ وَلَيْسَ زَادُ
وَتُصْبِحُ مِثْلَ مَا تُمْسِي مُضِيعًا	كَأَنَّكَ لَسْتَ تَدْرِي مَا الْمُرَادُ
اَتَطْمَعُ اَنْ تَفُوزَ غَدًا هَنِيئًا	وَلَمْ يَكُ مِنْكَ فِي الدُّنْيَا اجْتِهَادُ
إِذَا فَرَّطْتَ فِي تَقْدِيمِ زَرْعٍ	فَكَيْفَ يَكُونُ مِنْ عَدَمٍ حَصَادُ

لغوی تحقیق سہاد: بے خوابی۔ زاد: توشہ، سفر خرچ۔ فرطت: کوتاہی، لاپرواہی۔ حصاد: درانتی سے کھیتی کاٹنا۔

توضیح تو سوتا ہے حالانکہ تیرے لئے بے خوابی تیار کی گئی ہے۔ تجھے کوچ کرنے پر یقین ہے حالانکہ توشہ نہیں ہے۔ تو صبح کیطرح شام کو بھی ضائع کرتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنے مقصد سے واقف ہی نہیں۔ اب تو یہ چاہتا ہے کہ تو کل کامیاب ہو جائے آخرت میں حالانکہ دنیا میں تیری جانب سے کوشش نہیں ہے۔ جب تو نے پہلے کھیتی بونے میں کوتاہی کی تو پھر بغیر بوئے کاٹنا کیسے ممکن ہے۔

علی بن الجہم

سَرَّ مَنْ عَاشَ مَالُهُ فَاِذَا	حَاسَبَهُ اللّٰهُ سَرَّهُ الْاِعْدَامُ

آدمی کو زندگی میں مال ہی مسرت بخشتا ہے لیکن اللہ تعالےٰ جب حساب لیں گے تو غربت ہی خوش کرے گی۔

شہاب الدین الاندلسی

یا من تجلد للزمان	اما زمانك منك اجلد
سلط نهاك على هواك	وغد يومك ليس من غد
ان الحیوٰة مزارع	فازرع بما قد شئت تحصد
والناس لا يبقى سوى	آثارهم والعين تفقد
اوما سمعت بمن مضى	هذا ايذم وذاك يحمد

المال إن اصلحته	يصلح وان افسدته يفسد

توضیح اے وہ شخص جو قوت ظاہر کرتا ہے زمانہ کے مقابلہ میں آگاہ ہو جائے تیرا زمانہ تجھ سے زیادہ طاقتور ہے۔ اپنی عقل کو غالب رکھ اپنی خواہشات پر اور یہ سمجھ لے کہ تیرا آج کا دن کل سے متعلق نہیں ہے۔ زندگی کھیتی ہے تو تو وہی چیز جس کو تو کاٹنا چاہتا ہے۔ لوگ باقی نہیں رہیں گے کچھ ان کے آثار رہ جائیں گے اور ذات مفقود ہو جائے گی۔ کیا تو نے گذرے ہوئے کے متعلق یہ نہیں سنا کہ ایک کی مذمت دوسرے کی تعریف کی جاتی ہے۔ مال کو تم اگر ٹھیک کرنا چاہتے ہو تو ٹھیک ہو جائے گا اور اگر خراب کرو گے تو خراب ہو جائے گا۔

الشيخ بهاء الدين العاملي

ألا يا خائضاً بحر الأماني	هداك الله من هذا التواني
أضعت العمر عصياناً وجهلاً	فمهلاً أيها المغرور مهلاً
مضى عهد الشباب وانت غافل	وفي ثوب العمى والغي رافل
الى كم كالبهائم انت هائم	وفي وقت الغنائم انت نائم
وطرفك لا يرى الا طموحاً	ونفسك لم تزل ابداً جموحاً
وقلبك لا يفيق عن المعاصي	فويلك يوم يؤخذ بالنواصي

لغوی تحقیق خائض۔ خاض (ن) خوضاً، داخل ہونا۔ امانی۔ ج امنیۃ: تمنا، خواہش، آرزو۔ التوانی: کاہلی، سستی، فتور۔ الغی: گمراہی۔ رافل۔ رفل (ف) رفلاً: دامن گھسٹتے ہوئے نازو انداز سے چلنا۔ ہائم: سرگرداں، پریشان، حیران۔ غنائم۔ ج غنیمۃ۔ طرف: آنکھ۔ طموحاً۔ طمح (ف) طمحاً بصرہ: نظر اٹھانا۔ جموحاً (ف) الفرس: سرکشی کرنا، سوار کے بس میں نہ آنا۔ نواصی۔ جمع ناصیۃ، پیشانی۔

توضیح اے وہ شخص جو آرزوؤں کے درمیان میں گھسا ہوا ہے تجھے اللہ تبارک وتعالیٰ اس سستی سے بچالے۔ تو نے اپنی عمر کو جہالت اور معصیت میں ضائع کیا تو باز آجا اے مغرور شخص باز آجا۔ جوانی ختم ہو گئی تیری غفلت کی حالت میں اور گمراہی اور اندھاپن کے لباس میں تو اکڑتا پھر رہا ہے۔ تو چوپایوں کیطرح کب تک سرگرداں رہے گا اور غنیمت کے وقت میں کب تک سویا ہوا رہے گا۔ تیری نگاہ ہمیشہ کو اوپر اٹھی رہی اور تیرا نفس ہمیشہ سرکش رہا اور تیرا دل کبھی ہوش میں نہیں آتا گناہوں سے تو جس دن پیشانیاں پکڑی جائینگی اس دن تیرے لئے ہلاکت ہے۔

وقال آخر

وما اهل الحيوة لنا باهل	ولا دار الفناء لنا بدار
وما اموالنا الا عوار	سياخذها المعير من المعار

توضیح اور یہ دنیا والے ہمارے نہیں ہیں اور یہ دنیائے فانی ہمارا گھر نہیں ہے۔ ہمارے پاس موجودہ مال بطور عاریت ہے جسے عاریت پر دینے والا لے گا۔

لابی الطیّب المتنبی

الظلم من شیم النفوس فان تجد	ذا عفۃ فلعلۃ لا یظلم
ومن البلیۃ عذل من لا یرعوی	عن جہلہ وخطاب من لا یفہم
والذل یظہر فی الذلیل مودۃ	واَوَدُّ منہ لمن یود الارقم
ومن العداوۃ ما ینالک نفعہ	ومن الصداقۃ ما یضر ویؤلم

لغوی تحقیق شیم۔ جمع شیمۃ: خصلت، عفت، پارسائی، پرہیزگاری، پاکدامنی۔ البلیۃ: مصیبت۔ عذل ہ (ن ض) عذلاً: ملامت کرنا۔ لایرعوی۔ ارعواء: رجوع کرنا۔ الارقم: کوڑیالا سانپ۔

توضیح ظلم تو نفس کی فطرت میں داخل ہے۔ اگر کسی پرہیزگار کو دیکھتے ہو تو وہ کسی خاص وجہ سے ظلم نہیں کرتا۔ اور اس شخص کو ملامت کرنا کہ جو اپنی جہالت سے باز نہ آئے یہ ایک مصیبت ہے اور اس شخص کو سمجھانا جو نہ سمجھے یہ بھی مصیبت ہے۔ عار اور ذلت ذلیل شخص میں دوستی ظاہر کراتی ہے اور اس سے زیادہ قابل محبت ہے کالا سانپ۔ اور بعض دشمنی ایسی ہے کہ جس کا نفع تجھے کچھ نہ کچھ پہونچتا ہے اور بعض دوستی ایسی ہے جو مضر اور اذیت دہ ہے۔

انی اُصاحِبُ حِلمی وھو بی کرمٌ	ولا اصاحب حلمی وھو بی جبنٌ
ولا اقیم علی مالٍ اذلُّ بہ	ولا الذُّ بما عرضی بہ درنٌ

میں اپنی بردباری کو اس وقت تک ساتھ رکھتا ہوں جبکہ وہ مجھے عزت بخشے اور میں بردباری کا ساتھ نہیں دیتا کہ جب وہ مجھے بزدل بنادے۔ میں ایسے مال پر قائم نہیں جس کی وجہ سے میں ذلیل ہوتا ہوں اور میں اس چیز سے لذت محسوس نہیں کرتا جس سے میری عزت ختم ہو۔

من اقتضی بسوی الھندی حاجتہ	اجاب کل سؤالٍ عن ھلٍ بلم

جو شخص اپنی ضرورت ہندی تلوار کے بغیر طلب کرے گا تو ہر سائل کو جواب نفی میں دے گا۔

وما کل ھاوٍ للجمیل بفاعلٍ	ولا کل فعّالٍ لہ بمتمم

جو شخص نیک کام کا ارادہ کرنے والا ہو اس کا کرنے والا ہر ایک نہیں ہوتا اور اس کام کو ہر شخص مکمل نہیں کر سکتا۔

ذُوالعقلِ یشقٰی فی النعیم بعقلہٖ	وَ اَخُوالجہالۃِ فی الشقاوۃ ینعمٗ
وَالھمّٗ یخترم الجسیم نحافۃً	وَیشیب ناصیۃ الصبی وَیھرمٗ
فلاغبرت بی ساعۃ لاتعزّنی	وَلاصحبتنی مہجۃ تقبل الظلما

عقلمند ناز و نعمت میں رہتا ہے اپنی عقل کیوجہ سے، اور جاہل بدبختی کے اندر آرام سے رہتا ہے۔ اور غم موٹے تازے آدمی کو کمزوری کیوجہ سے ہلاک کر دیتا ہے اور بچے کی پیشانی کو سفید بنا دیتا ہے اور بوڑھا بنا دیتا ہے۔ تو مجھ پر ایسا وقت نہ آئے کہ جو مجھے عزت نہ بخشے اور ایسی جان میرے ساتھ نہ رہے کہ جو ظلم قبول کرے۔

سِوٰی وَجعِ الحُسّادِ دَاوِفانّہٗ	اِذاحَلّ فِی قلبٍ فلیسَ یحُولٗ
وَلاتطمعَنّ فِی حَاسِدٍفِی مودّۃٍ	وَاِن کُنتَ تُبدیھَالہٗ وَتُنیلٗ
یھُونُ علیناانْ تُصَابَ جُسُومُنَا	وَتَسلَمُ اعراضُ لنَا وَعُقولٗ

حاسدوں کے درد کے علاوہ کا علاج کر، چونکہ جب وہ دل میں اتر جاتا ہے تو پھر ختم نہیں ہوتا۔ اور حاسدوں کے سلسلہ میں حرص نہ کر محبت کی اگرچہ تو اس محبت کو اس کے سامنے ظاھر کرتا ہے اور اس کو عطیہ دے۔ ہمارے لئے یہ آسان ہے کہ ہمارے جسموں کو چوٹیں آئیں لیکن ہماری عزت اور عقل محفوظ رہنی چاہئے۔

وَمَنْ کَانَ عَزمِی بینَ جنبیہِ حَثّہٗ	وَخَیّلَ طُولَ الارضِ فِی عَینہٖ شبرا
اِذااعتادَ الفتٰی خوضَ المنایَا	فاھونُ مَاتمُرّبہٖ الوحولٗ
رَمَانِی الدھرُ بالارزاءِ حتّٰی	فؤادی فِی غشَاءٍ مِن نبالٍ
فصُرتُ اِذااصابتنی سِھَامٌ	تکسّرتِ النصالُ عَلٰی نصالٍ

اور جو شخص کہ میرا عزم مصمم اس کے پہلوؤں میں ہوگا تو وہ اسے ابھارے گا اور بنا دیگا زمین کے طول کو اس کی آنکھ میں ایک بالشت۔ جب کوئی جوان لوگوں میں گھسنے کا عادی ہو تو اس کے لئے کیچڑ سے گذرنا بہت آسان ہے۔ زمانہ نے مجھ پر مصیبتوں کے تیر مارے یہاں تک کہ میرا دل تیروں کے پردے میں ہے۔ تو ایسا میں ہوگیا جب مجھے تیر لگتے تھے کہ تیروں کی بھالیں آپس میں ٹکرا کر ٹوٹ جاتی تھیں۔

لیسَ الجمَالُ لوجہٍ صَحّ مَارنہٗ	انف العزیز بقطع العزّ یُجتدعٗ
من کَانَ فوق محل الشمس موضعہٗ	فلیس یرفعہٗ شئی ولا یضعٗ

ان السلاح جمیع الناس تحملہ — ولیس کل ذوات المخلب السبع
اذا رأیت نیوب اللیث بارزۃً — فلا تظنن ان اللیث یبتسم
ان کان سرکم ما قال حاسدنا — فما لجرح اذا ارضاکم الم
اذا ترحلت عن قوم وقد قدروا — ان لا تفارقهم فالراحلون ھم
شر البلاد بلاد لا صدیق بہ — وشر ما یکسب الانسان ما یصم

لغوی تحقیق مارن: ناک کا نرم حصہ۔ ج موارن۔ یجتدع: کان ناک کاٹ جانا۔ المخلب: پنجہ، چنگل۔ ج مخالب نیوب۔ ج ناب: کچلی کے دانت۔ بارزہ: ظاہر۔ جرح: زخم۔ الم: تکلیف۔ یصم: عیب لگانا۔

توضیح اس چہرے کی خوبصورتی کوئی خوبصورتی نہیں ہے جس کی ناک صحیح سالم ہو۔ باعزت شخص کی ناک کٹ جاتی ہے بے عزتی سے۔ جو شخص کہ اس کا ٹھکانا سورج کی جگہ سے اوپر ہو تو اسے کوئی چیز نہ بلند کرسکتی ہے اور نہ پست کرسکتی ہے۔ تمام لوگ ہتھیار اٹھاتے ہیں لیکن ہر پنجہ والا درندہ نہیں ہوتا۔ جب تو شیر کے دانتوں کو کھلے ہوئے دیکھے تو یہ گمان نہ کر کہ شیر مسکرا رہا ہے۔ اگر تم کو ہمارے حاسدوں کی باتوں سے خوشی ہوتی ہے تو اس زخم پر ہمیں کوئی درد معلوم نہیں ہوتا جس نے تمہیں خوش کیا ہے۔ جب تو کسی قوم کے پاس سے کوچ کرے درانحالیکہ ان کو تیری عدم جدائی کی قدرت تھی تو کوچ کرنیوالے وہی لوگ ہیں۔ وہ شہر بہت برا شہر ہے جہاں کوئی دوست نہ ہو۔ اور بدترین کمائی انسان کی وہ ہے جو اسے عیب لگائے۔

لا تشکون الی خلق فتشمتھم — شکوی الجریح الی العقبان والرخم

تو مخلوق سے گلہ کرکے ان کو خوش نہ کر جیسا کہ مجروح آدمی گلہ کرتا ہے کوؤں اور مردار خور پرندوں سے۔

دیوان الحماسۃ — قال حاتم

وعاذلۃ قامت علی تلومنی — کانی اذا اعطیت مالی اضیمھا
اعاذل ان الجود لیس بمھلکی — ولا مخلد النفس الشحیحۃ لومھا
وتذکر اخلاق الفتی وعظامہ — مغیبۃ فی اللحد بال رمیمھا

لغوی تحقیق عاذلۃ: ملامت کرنیوالی۔ اضیم (ض) ضیما: ستم ڈھانا۔ اعاذل۔ ہمزہ ندائیہ ہے اور عاذل مرخم ہے۔ شحیحۃ: کنجوس، بخیل۔ عظام۔ جمع عظم ہڈی۔ بال پرانا۔ رمیم: بوسیدہ

23/2

توضیح بہت سی ملامت کرنیوالی عورتیں اس طرح ملامت کرنے لگیں گویا کہ جب میں اپنا مال دیتا ہوں تو اس پر ظلم کرتا ہوں۔ اے ملامت کرنیوالو اگر بخشش مجھے ہلاک نہیں کرے گی اور بخیل طبیعت کو اس کا بخل ہمیشہ نہیں رکھ سکتا اور سخی شخص کے اخلاق فاضل کا تذکرہ ہوتا رہتا ہے درانحالیکہ اس کی ہڈیاں قبر میں پرانی اور ریزہ ریزہ ہو جاتی ہیں۔

وَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الفَزَارِيِّينَ

الَاَیکُنْ عَظمِی طویلًا فانّنی ... لَہٗ بالخصال الصالحاتِ وصولٌ

وَلاخیرَ فی حسن الجسُومِ ونبلِھا ... اذا لم یزن حسن الجسوم عقولٌ

اذا کنتِ فی القوم الطوال علوتھم ... بعارفۃٍ حتّٰی یقال طویلٌ

وَکم قد رأینا من فروعٍ کثیرۃ ... تموت اذا لم یحیھن اصولٌ

وَلم اَرَ کالمعروف امّا مذاقہٗ ... فحلوٌ وامّا وجھہٗ فجمیلٌ

لغوی تحقیق وصولؔ۔ واصل کا مبالغہ ہے۔ جسومؔ۔ جمع جسم۔ نبلؔ۔ کمال۔ لم یزنؔ۔ بروزن لم یعد۔ بمعنی ہموار ہونا، برابر ہونا۔ اور بروزن لم یبع، خوبصورت ہونا۔

توضیح اگر میری ہڈی لمبی نہیں ہے لیکن اس تک اچھی عادت کے ذریعہ پہنچنا ممکن ہے اور جسموں کی خوبصورتی اور اس کی خوبی میں کوئی خیر نہیں ہے جب تک یہ خوبصورتی موافق نہ ہو عقلوں کے۔ جب میں قوم میں عمدہ ہوتا ہوں تو ان پر احسان کے ذریعہ غالب ہو جاتا ہوں یہانتک کہ کہا جاتا ہے کہ میں عمدہ ہوں۔ ہم نے بہت بار بہت سی شاخیں دیکھی ہیں کہ وہ مردہ ہو جاتی ہیں جب انھیں انکی جڑیں زندہ نہیں رکھتیں۔ میں نے نیکی کیطرح کوئی چیز نہیں دیکھی اس کا ذائقہ شیریں ہے اور اس کا چہرہ خوبصورت ہے۔

وَقَالَ مُحَمَّدُ بنُ بِشرٍ

مَاذا یُکلِّفُ الرّوحاتُ وَالدُّلَجا ... اَلبرّ طورًا وَطورًا ترکبُ اللُّججا

کَم مِنْ فَتًی قَصُرَتْ فی الرّزقِ خُطوتُہٗ ... اَلفیتَہٗ بسِھامِ الرّزقِ قَد فلجا

اِنَّ الامورَ اِذا انسدَّتْ مَسالِکُھا ... فَالصَّبرُ یفتقُ منھا کلّ مَا ارتتجا

لاتیأسَنَّ وَاِنْ طالَتْ مُطالبۃٌ ... اِذا استعنتَ بِصَبرٍ اَنْ تری فَرَجا

اَخْلِق بذِی الصّبرِ اَنْ یحظٰی بحاجتِہٖ ... وَمُدْمِنَ القَرعِ للابواب اَنْ یَلِجا

قَدْ زُلِّرِجْلَكَ قَبْلَ الخَطْوِ مَوْضِعَهَا	فَمَنْ عَلَا زَلَقًا عَنْ غِرَّةٍ زَلِجَا
وَلَا يَغُرَّنَّكَ صَفْوٌ اَنْتَ شَارِبُهٗ	فَرُبَّمَا كَانَ بِالتَّكْدِيْرِ مُمْتَزِجَا

لغوی تحقیق الروحات ۔ جمع روحۃ : شام کے وقت آنا یا جانا ۔ دُلَج ۔ جمع دلجۃ : رات کے آخری حصہ کا وقت ۔ البرّ خشکی طور : باری ۔ ج اطوار ۔ لُجَج ۔ جمع لجۃ : پانی کا بڑا حصہ ۔ خطوۃ : چلنے کے وقت دو قدموں کے درمیان کا فاصلہ ۔ عوام اسے فشخہ کہتے ہیں ، مسافت ۔ ج خُطًی ۔ سہام ۔ ج سہم : حصہ ۔ فلج (ن، ض) فلجا القوم : کامیاب ہونا ۔ انسدت ۔ انسدادًا : بند ہونا ۔ مسالک ۔ جمع مسلک : راستہ ۔ یفتق ۔ فتقًا : پھاڑنا ، کھولنا ۔ ارتج ۔ رتج (ن) رتجا ۔ الباب : دروازہ بند کرنا ۔ لاتیأسن ۔ ایس : ناامید ہونا ۔ فرج : کشادگی ۔ اخلق ۔ صیغہ تعجب ہے ۔ یحظی ۔ خطیا : کامیاب ہونا ۔ مدمن ۔ اسم فاعل ہے ۔ ادمن : ہمیشہ کرنا ۔ قرع : دروازہ کھٹکھٹانا ۔ الخطو : قدم رکھنا ۔ علا (ن) علوا : بلند ہونا ۔ زلق : پھسلن کی جگہ ۔ غرۃ : غفلت ۔ زلج (س) زلوجا : پھسلنا ۔ صفو : صاف پانی ۔ تکدیر : میلا پانی ۔ ممتزج : مخلوط ۔

توضیح کون سی چیز مکلف بناتی ہے شام کے وقت اور رات کے وقت بھی خشکی میں سفر کا اور کبھی گہرے دریا کا ۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ روزی کے سلسلہ میں ان کا قدم کوتاہ ہے تو دیکھے گا کہ وہ روزی کے حصہ میں ناکام ہیں ۔ جب معاملات کے راستے بند ہو جاتے ہیں تو صبر بند دروازہ کو کھول دیتا ہے ۔ تو مایوس نہ ہو اگرچہ ضرورت بہت زیادہ ہو ۔ جب تو صبر سے مدد چاہے گا تو تو کشادگی دیکھے گا ۔ بہت زیادہ مناسب ہے صابر شخص کے کہ وہ اپنی ضرورت میں کامیاب ہو جائے اور ہمیشہ دروازوں کو کھٹکھٹانے والا داخل ہونے کے بہت مناسب ہے ۔ تو قدم رکھنے سے پہلے اس کی جگہ متعین کرلے چونکہ جو شخص غفلت سے پھسلنے کی جگہ چڑھے گا تو وہ پھسل جائے گا ۔ اور جس صاف پانی کو تو پی رہا ہے وہ تجھے دھوکہ میں نہ ڈالے چونکہ بسا اوقات مکدر کرنیوالی چیز سے ملا ہوا ہوتا ہے ۔

وقال آخر

وَاُعْرِضُ عَنْ مَطَاعِمَ قَدْ اُرَاهَا	فَاَتْرُكُهَا وَفِيْ بَطْنِيْ انْطِوَاءُ
فَلَا وَاَبِيْكَ مَا فِي الْعَيْشِ خَيْرٌ	وَلَا الدُّنْيَا اِذَا ذَهَبَ الْحَيَاءُ
يَعِيْشُ الْمَرْءُ مَا اسْتَحْيٰى بِخَيْرٍ	وَيَبْقَى الْعُوْدُ مَا بَقِيَ اللِّحَاءُ

لغوی تحقیق مطاعم ۔ جمع مطعم : خوراک ۔ اترک ۔ (ن) ترکا : چھوڑ دینا ۔ بطن : پیٹ ۔ ج بطون ۔ انطواء : لپٹنا ۔ العود : لکڑی ۔ لحاء : چھال ۔

توضیح اور میں ان کے کھانوں سے اعراض کرتا ہوں کہ جن کو میں کھانے میں عار دیکھتا ہوں انھیں میں چھوڑ دیتا ہوں درانحالیکہ میرے پیٹ میں آنتیں پیچ و تاب کھاتی ہیں ۔ تیرے باپ کی قسم زندگی میں کوئی خیر نہیں ہے جب دنیا میں حیا ختم ہو جائے ۔ آدمی جبتک حیاء رکھتا ہے خیر کی زندگی گذارتا ہے اور تر لکڑی باقی رہتی ہے جب تک کہ اس کا چھلکا باقی رہے ۔

وقال المؤمل بن امیل المحاربی

وکم من لئیم ودّ انی شتمتہ
وللکف عن شتم اللئیم تکرّما

وان کان شتمی فیہ صاب وعلقم
اضرّ لہ من شتمہ حین یشتم

اور بہت سے کمینے مجھ سے دوستی رکھتے ہیں کہ میں ان کو گالی دوں، اگرچہ میرا گالی دینا ان کے حق میں صاب اور علقم کی طرح تلخ ہو۔ اور براہ کرم کمینہ کو گالی دینے سے رکنا یہ اس کے لئے زیادہ مضر ہے گالی دینے کے مقابلہ میں جب اسے گالی دی جائے۔

نادرۃ

صدیق الصدیق فی الدنیا قلیل
لحاجتہ یودّک کل شخص
صدیقک من اذا ما انت منہ

فمن لک ان ظفرت بذاک مرلک
وذاک اذا قضاھا منک ملک
طلبت الروح بالتملیک ملّک

سچے دوست دنیا میں بہت کم ہیں، تیرے لئے کون ذمہ دار ہوگا اگر تو اس کے ذریعہ کامیابی چاہتا ہے۔ اپنی ضرورت کی بنا پر ہر شخص تجھ سے دوستی کرتا ہے اور جب وہ تجھ سے اپنی ضرورت پوری کرلیتا ہے تو وہ تجھ سے کنے لگتا ہے۔ تیرا سچا دوست وہی ہے کہ جب تو اسے جان مانگے تو وہ تجھے اپنی جان کا بھی مالک بنادے۔

التودیع — رخصتی — ابواسحٰق ابراھیم

علیکم سلام اللہ انی راحلٌ
فان نحن عشنا فھو یجمع بیننا

وعینای من خوف التفرق تدمعٗ
وان نحن متنا فالقیامۃ تجمعٗ

تم پر اللہ کی سلامتی ہو، میں چل رہا ہوں۔ میری آنکھیں جدائی کے خوف سے آنسو بہا رہی ہیں۔ اگر ہم زندہ رہے تو پھر اللہ تعالیٰ کبھی ملاقات کرا ہی دے گا، اور اگر ہم مرگئے تو پھر قیامت میں ملاقات ہوگی۔

القاضی محی الدین عبد الظاھر رحمہ اللہ تعالیٰ

یا سیدی ان جریٰ من مدمعی دومی
لا تخشَ من قود یقتصّ منک بہ

للعین والقلب مسفوحٌ ومسفوک
فالعین جاریۃ والقلب مملوک

توضیح اے میرے آقا اگر میری آنکھ سے پہلے آنسو اور میرے دل سے بہنے والا خون جاری ہے تو قصاص سے نہ ڈر کہ تجھ سے اس کا بدلہ لیا جائے گا، چونکہ آنکھ تو باندی ہے اور دل غلام ہے۔

جمال الدین نباتہ رحمہ اللہ تعالیٰ

بِرُوحِي جِيرَةٌ ابْقَوْا دُمُوعِي ۔ وَقَدْ رَحَلُوا بِقَلْبِي وَاصْطِبَارِي
كَأَنَّا لِلْمُجَاوَرَةِ اقْتَسَمْنَا ۔ فَقَلْبِي جَارُهُمْ وَالدَّمْعُ جَارِي

میری جان ان پڑوسیوں پر قربان ہو کہ جنھوں نے میرے آنسو چھوڑ دیئے میرا دل اور میرا صبر لے کر چلے گئے۔ گویا کہ ہم نے پڑوسی کے لئے اپنا اپنا حصہ تقسیم کر لیا، میرا دل ان کا پڑوسی اور آنسو میرا پڑوسی۔

وقال بعضھم

رَحَلُوا فَأَفْنَيْتُ الدُّمُوعَ تَحَرُّقًا ۔ مِنْ بَعْدِهِمْ وَعَجِبْتُ إِذْ أَنَا بَاقِ
وَهِمْتُ أَنَّ الْعُودَ يَقْطُرُ مَاءَهُ ۔ عِنْدَ الْوُقُودِ لِفُرْقَةِ الْأَوْرَاقِ

وہ کوچ کر گئے تو میں نے آنسو ختم کر دیئے ان کی جدائی پر جلنے کی وجہ سے اور مجھے تعجب ہے کہ میں باقی ہوں۔ میں جان گیا کہ لکڑی سے جو پانی ٹپکتا ہے جلتے وقت وہ پتوں کی جدائیگی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

الموت ۔ ابن ابی زمنین

اَلْمَوْتُ فِي كُلِّ حِيْنٍ يَنْشُرُ الْكَفَنَا ۔ وَنَحْنُ فِي غَفْلَةٍ عَمَّا يُرَادُ بِنَا
لَا تَطْمَئِنَّ إِلَى الدُّنْيَا وَبَهْجَتِهَا ۔ وَإِنْ تَوَشَّحْتَ مِنْ أَثْوَابِهَا الْحَسَنَا
أَيْنَ الْأَحِبَّةُ وَالْجِيرَانُ؟ مَا فَعَلُوا؟ ۔ أَيْنَ الَّذِينَ هُمْ كَانُوا لَنَا سَكَنَا
سَقَاهُمُ الْمَوْتُ كَأْسًا غَيْرَ صَافِيَةٍ ۔ فَصَيَّرَتْهُمْ لِأَطْبَاقِ الثَّرَى رَهَنَا

موت ہر گھڑی کفن کھولتی ہے اور ہم اس معاملہ سے غفلت میں ہیں جس کا ہمارے ساتھ ارادہ کیا جا رہا ہے۔ تو دنیا اور اس کی رونق سے مطمئن نہ ہو اگرچہ اس کے خوبصورت کپڑوں سے مزین ہو جائے۔ کہاں ہیں احباب اور پڑوسی انھوں نے کیا کیا اور وہ لوگ کہاں گئے جو ہمارے لئے سکون کا ذریعہ تھے۔ انھیں موت نے ایک گندہ پیالہ پلایا، پھر انھیں مٹی کے منطبق ہونے کے لئے مرہون بنا دیا۔

اَبُو العَتَاهِيَة

تَعَلَّقْتُ بِآمَالٍ طِوَالٍ اَيِّ آمَالٍ ... فَاَقْبَلْتُ عَلَى الدَّهْرِ مُلِحًّا اَيَّ اِقْبَالٍ
اَيَا هٰذَا تَجَهَّزْ لِفِرَاقِ الْاَهْلِ وَالْمَالِ ... فَلَا بُدَّ مِنَ الْمَوْتِ عَلٰى حَالٍ مِنَ الْحَالِ

میں بہت سی طویل آرزوں کے ساتھ لپٹا رہا، پھر میں نے زمانے کی جانب مکمل توجہ کی اصرار کرتے ہوئے۔ اے وہ شخص تو اہل وعیال اور مال کی جدائیگی کی تیاری کر چونکہ ہر حال میں موت کو آنا ہے۔

لبعضهم

اِذَا قَلَّ مَالُ الْمَرْءِ قَلَّ بَهَاءُهُ ... وَضَاقَتْ عَلَيْهِ اَرْضُهُ وَسَمَاءُهُ
وَاَصْبَحَ لَا يَدْرِىْ وَاِنْ كَانَ حَازِمًا ... اَقُدَّامُهُ خَيْرٌ لَهُ اَمْ وَرَاءَهُ
وَاِنْ غَابَ لَمْ يَشْتَقْ اِلَيْهِ خَلِيْلُهُ ... وَاِنْ عَاشَ لَمْ يَسْرُرْ صَدِيْقًا لِقَاءُهُ
وَالْمَوْتُ خَيْرٌ لِامْرِئٍ ذِيْ خَصَاصَةٍ ... مِنَ الْعَيْشِ فِىْ ذُلٍّ كَثِيْرٍ عَنَاءُهُ

جب آدمی کا مال کم ہوجاتا ہے تو اس کی عزت بھی کم ہوجاتی ہے، اور اس پر اس کی زمین اور اس کا آسمان تنگ ہوجاتا ہے اور ایسا ہوجاتا ہے کہ وہ جانتا ہی نہیں باوجود عقلمند ہونیکے تو اس کے لئے آئندہ آنیوالا زمانہ بہتر ہے یا پچھلا زمانہ۔ اگر وہ غائب ہوجاتا ہے تو اس کا دوست اس کا مشتاق نہیں ہوتا، اور اگر وہ زندہ رہتا ہے تو اس سے ملاقات کرنا دوست کو خوش نہیں کرتا۔ اور موت ہی بہتر ہے ایسے ننگے بھوکے شخص کے لئے اس زندگی سے جو ذلت کی ہو اور بہت زیادہ مشقت کی ہو۔

اَلرِّثَاءُ | مرثیہ

وَلِلْمُؤَلِّفِ (غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ) فِىْ رِثَاءِ الْمَوْلَى الْهُمَامِ الْحِبْرِ الْعَلَّامِ مَوْلَانَا الْحَاجِّ الْحَافِظِ مُحَمَّد اَحْمَد نَاظِمِ دَارِ الْعُلُوْمِ الدِّيُوْبَنْدِيَّةِ وَمُدِيْرِهَا وَمَاتَ (قَدَّسَ اللّٰهُ سِرَّهٗ) غَرِيْبًا وَكَانَ ارْتَحَلَ لِبَعْضِ حَوَائِجِ دَارِ الْعُلُوْمِ الْمَذْكُوْرَةِ فَمَرِضَ فِىْ (حَيْدَرْ آبَاد) فَتَعَجَّلَ فِى الْعَوْدِ اِلٰى وَطَنِهٖ وَلَبّٰى دَاعِيَ الْمَوْتِ وَلَمْ يَفُزْ بِالْوُصُوْلِ اِلَى الْوَطَنِ۔

نَعَى النَّاعُوْنَ شَيْخًا ذَا حِفَاظٍ ... جَلِيْلًا مَاجِدًا بِالْفَضْلِ اَحْرٰى
نَبِيْلًا فَاضِلًا شَهْمًا ذَكِيًّا ... مُطِيْعًا رَبَّهٗ نَهْيًا وَاَمْرًا

سلالته قاسم الخيرات ندبا ... وفيّا جائزا أجرا و ذخرا

صبورا فى المصائب والرزايا ... وفى السرّاء كان يزيد شكرا

لعطشى العلم كالعسل المصفّى ... وللعلماء كان أجلّ بحرا

واعتق علمه أسرى جهل ... سبى احسانه عبدا وحرّا

شهيدا مات مغتربا غريبا ... فكلّمهم بحور الدمع اجرى

فكم من اعين قد بيضتها ... دموع قد جرت بيضا وحمرا

فقدنا قاسم الخيرات علما ... وزهدا ثم تقوى ثم فقرا

وكنّا آملين بأن نراه ... يخجّل وجهه شمسا وبدرا

ويسمعنا درود نظام ملك ... سمىّ خليفتين اضاء دهرا

مليك عادل يقظ أبىّ ... خبعثنة شجيع فاق عصرا

له جود حكاه الغيث طورا ... اذا استمطرته والبحر أخرى

يحبّ الناس ما شاؤا ولكن ... له قلب ببيض المجد مغرى

ولكنّا سمعنا ان قدرا ... من الله العظيم لسدّ مجرى

ولبّى داعى الله الذى لا ... مردّ له وان خدعا ومكرا

له خلد وللحدّ ام حزن ... رأينا موته خيرا وشرّا

فيا من همّه دار العلوم ... التى أجريتها بحرا ونهرا

سعيت لما بناه ابوك سعيا ... فحزت الاجر ثم حويت برّا

ولم ندفنك كلّا بل دفنّا ... علوم هدى فدفنك ما امرّا

حييت مجددا وبقيت فردا ... وقد ترّبت شركا ثم كفرا

بعدت عن الذى ما فيه نصّ ... وعمّا جاء ما فارقت شبرا

وقد اجريت بحر الدمع منّا ... وقد اودعت فى الاكباد جمرا

بقينا هائمين بلا انيس ... كانّا لم نجد خلّا وخمرا

تعزّينا اذا خطب دهانا ... بفقدك قد فقدنا الآن صبرا

تداوينا اذا جئناك مرضى ... حيارى فى المسائل مثل سكرى

فيعطى ربّنا جنّات عدن ... لاحمد فائق الاقران طرّا

وقدّس سرّه من فضل ربّ ... رؤف واسع للعبد سترا

الهى فاسق من انهار خلد ... دفين اللحد احمد حاز قدرا

وَعفوًا عَنْ ذنوبٍ قد جَناھَا	وَصفحًا عنہُ جَاھرًا واسرًّا
وَابق حَبیبَ رَحمٰنٍ قُرُونًا	وَقرنًا بعدھَا وھَلمّ جَرًّا

لغوی تحقیق

الرثاء: میت پر رونا اور خوبیاں شمار کرنا۔ نعی۔ ینعی نعیًا موت کی خبر دینا۔ الحریٰ: لائق۔ نبیل: نجیب شریف۔ شہم: تیز خاطر۔ سلالۃ: خلاصہ۔ نسل، ولد۔ ندب: فضائل کیطرف آگے بڑھنے والا۔ دانا۔ وفی: کثیر الوفاء۔ حائز: جامع۔ رزایا۔ جمع رزیۃ: مصیبت۔ عطشیٰ۔ جمع عطشان: پیاسا۔ اسریٰ۔ جمع اسیر: قیدی۔ خبثۃ: شیر مغزیٰ۔ اسم مفعول اغزیٰ۔ الرجل بکذا: ابھارنا۔ خدع: دھوکہ دینا۔ حزت۔ حوزًا (ن) اکٹھا کرنا۔ ترب: مٹی ڈالنا۔ شبرًا: بالشت۔ اکباد۔ جمع کبد: جگر۔ جمرًا: چنگاری۔ ہائم: حیران۔ انیس: غمخوار۔ خل: سرکہ۔ تعزینا۔ تعزیۃ: تسلی دینا۔ خطب: امر عظیم۔ دہا۔ (ف) دھیًا: آفت ومصیبت پہونچنا۔ حیاریٰ۔ جمع حیران۔ سکریٰ۔ جمع سکران۔ بے ہوش۔ جنیٰ (ض) جنایۃً گناہ کرنا۔

توضیح

مؤلف کے یہ اشعار ہیں (اللہ تعالیٰ انکی مغفرت فرمائے) عالیجناب ماہر فن حضرت علامہ مولانا الحاج حافظ محمد احمد ناظم ومہتمم دار العلوم دیوبند کے مرثیہ میں۔ حضرت کا انتقال ہوگیا اللہ تعالیٰ انکی قبر کو پاکیزہ بنائے پردیس میں۔ دار العلوم کی کسی ضرورت کی بناء پر سفر میں تشریف لے گئے تھے، حیدرآباد میں بیمار ہوئے، انھوں نے اپنے گھر جلدی لوٹنا چاہا لیکن راستے میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور گھر نہ پہونچ سکے۔

خبر دینے والوں نے ایک ایسے شیخ کے وفات کی خبر دی کہ جو خوددار، جلیل القدر شریف فضل کے زیادہ لائق ماہر فاضل ذکی اور تیز خاطر اور اپنے رب کے امر ونہی کے فرمانبردار تھے، حضرت قاسم الخیرات کے صاحبزادے تھے، دانا باوفا نیکی وثواب اور ذخیرۂ آخرت جمع کرنیوالے تھے، بلاد مصیبت میں بہت زیادہ صبر کرنے والے اور مسرت میں بہت زیادہ شکر کرنے والے تھے۔ علم کے پیاسوں کے لئے عسل مصفی کیطرح تھے، اور علماء کے لئے بہت بڑے سمندر تھے جن کے علم نے جہالت کے قیدیوں کو آزاد کیا اور جن کے احسانِ عمیم نے غلام اور آزاد سب کو قیدی بنایا۔ وہ شہید ہیں سفر کی حالت میں انتقال ہوا، سبھوں نے آنسوؤں کے دریا بہائے۔ بہت سی آنکھیں ہیں کہ جنکو آنسوؤں نے سفید بنادیا کہ جو سفید اور خون آلود تھے۔ ہم نے قاسم الخیرات کے مشابہ ہستی کو گم کردیا ہے۔ حالانکہ ہمیں امید تھی کہ ہم انکو اس طرح دیکھیں گے کہ اپنے چہرۂ انور سے چاند اور سورج کو شرمندہ کریں گے اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے ہم نام شاہ نظام الملک کے تشریف لانے کی خوشخبری سنائیں گے جس نے زمانہ کو روشن کردیا ہے۔ وہ ایسے بادشاہ ہیں کہ جو منصف، بیدار مغز، خوددار مرد، شیر بہادر اور زمانے پر فائق ہیں۔ انکی ایسی سخاوت ہے کہ جب تو اس سے بارش طلب کرے تو بارش آسمان سے ہوتی تھی اور کبھی سمندر سے۔ لوگ جو چاہیں پسند کرلیں لیکن ان کے لئے ایسا دل ہے کہ جو بزرگی کے خوبصورت چہروں پر فریفتہ ہے۔ پریشانی اور آسانی ہر حال میں لوگ ان کی اطاعت کرتے ہیں اور ان کا حکم تری اور خشکی ہر جگہ چلتا ہے۔ انکی ذات سے علوم دینیہ کو ترقی ملی ہے اسی لئے نظام الملک کہا جاتا ہے مگر ہمیں یہ سننے میں آیا ہے کہ اللہ کے فیصلہ نے انکی راہ بند کردی ہے۔ اور انھوں نے اللہ کے داعی کی آواز پر لبیک کہا جسے کوئی رد نہیں کرسکتا گرچہ وہ مکر وفریب سے کام لے۔ ان کے واسطے خلد بریں ہے اور خادموں کے واسطے رنج و

غم ہے۔ پس انکا انتقال کرنا خوشی کا ذریعہ بھی ہے اور غم کا بھی ذریعہ ہے۔ تو اے وہ ذات کہ جس کا ایک مقصد صرف دارالعلوم ہے جس کو آپ نے نہر اور دریا کیطرح بہایا ہے، جس کی آپکے والد محترم نے بنیاد ڈالی تھی۔ اس کے واسطے آپ نے بیحد کوشش کی اور اس کے صلہ میں آپ کے لئے اجر و ثواب اکٹھا ہوگا۔ ہم نے آپ کو دفن نہیں کیا بلکہ علوم ہدایت کی مجسم شخصیت کو دفن کیا تو آپ کا دفن کرنا بڑا ہی ناگواری کا ذریعہ ہے۔ آپنے مجدد کیطرح زندگی گذاردی اور یکتا کیطرح زندہ رہے اور شرک وکفر کو مٹی میں ملادیا۔ جس مسئلہ میں شارع سے کوئی نص وارد نہیں ہوئی اس سے آپ الگ رہے، اور جس میں نص موجود ہے اس سے آپ ایک بالشت بھی دور نہیں ہوئے۔ آپ نے ہمارے آنسوؤں کے سمندر بہلائے اور دلوں میں آگ کی چنگاری لگائی۔ ہم بلا غمخوار کے حیران وپریشان رہ گئے گویا ہم کو سرکہ اور مشروب کچھ بھی نہیں ملتا۔ جب ہمیں کوئی پریشانی لاحق ہوتی تھی تو آپ اطمینان دلاتے تھے۔ آپ کے فوت ہونے سے ہمارا صبر بھی ختم ہوگیا۔ جب ہم کسی مسئلہ میں الجھ کر آپ کے پاس حاضر ہوتے تھے تو آپ ہمارا علاج فرمادیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ شیخ احمد کو جنات عدن عطا کرے۔ وہ اپنے معاصرین پر فائق تھے۔ مہربان اور ستار رب کے فضل وکرم سے آپ کا وطن صاف ہو۔ یا الٰہی شیخ احمد کی قبر مبارک کو جو باعزت اور باوقار تھے سیراب فرما بہشت کی نہر سے۔ اور ان کے علانیہ وخفیہ گناہوں کو معاف کردے اور حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کو ہمیشہ قائم رکھے۔

وَللشّريف الرضي يرثي أبا اسحاق الصّابي

اور شریف رضی کے یہ اشعار ہیں جو انھوں نے ابو اسحٰق صابی کے مرثیہ میں کہا تھا

أعلمتَ مَنْ حَمَلوا على الأعواد ... أرأيت كيف خبا ضياء النادي

جَبَلٌ هوى لو خرّ في البحر اغتدى ... من وقعه متتابع الأزباد

ما كنتُ أعلم قبل حطّك في الثرى ... أن الثرى يعلو على الأطواد

قد كنتُ أهوى أن أشاطرك الردى ... لكن أراد الله غير مرادي

انّ الدموع عليك غير بخيلة ... والقلب بالسلوان غير جواد

سوّدت ما بين الفضاء وناظري ... وغسلت من عينيَّ كل سواد

ريّ الخدود من المدامع شاهد ... أن القلوب من الغليل صواد

لك في الحشا قبر وإن لم تأوه ... ومن الدموع روائح وغوادي

ضاقت علي الأرض بعدك كلها ... وتركت أضيقها علي بلادي

لغوی تحقیق

اعواد۔ جمع عود، لکڑی۔ خبا (ن) خبوًا: بدل جانا۔ نادی: مجلس۔ ہوی (ض) ہویًا: اوپر سے نیچے گرنا۔ خرّ۔ خرورًا: گرجانا۔ ازباد۔ جمع زبد: جھاگ۔ حطّ: اوپر سے نیچے گرنا۔ اطواد۔ جمع طود: پہاڑ۔

اہوی (س) ہوی: محبت کرنا۔ اشاطر۔ مشاطرۃ: نصف نصف تقسیم کرنا۔ الردی: ہلاکت۔ سلوان: ایک قسم کا مہرہ جس کو تعویذ کے طور پر یا نظر بد سے حفاظت کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ ری: سیرابی۔ خدود۔ جمع خد: رخسار۔ مدامع۔ جمع مدمع: آنسو بہنے کی جگہ۔ غلیل: پیاسا۔ صواد۔ جمع صاد۔ صدی (س) صدیا: سخت پیاسا ہونا۔ حشا: پیٹ کے اندر کی چیز، کلیجہ، تلی، اوجھڑی وغیرہ۔ ج احشاء۔ روائح۔ جمع رائحۃ: شام کے وقت کی بارش یا بادل۔ غواد۔ جمع غادیۃ۔ صبح کے وقت کی بارش یا بادل۔

توضیح کیا تجھے معلوم ہے کہ کس کو لوگوں نے لکڑیوں (مسہری) پر اٹھایا۔ کیا تم نے دیکھا کہ مجلس کی روشنی ہلکی پڑگئی۔ ایک پہاڑ گرا اگر وہ سمندر میں گرتا تو اس کے گرنے کی وجہ سے مسلسل دریا جھاگ پھینکتا۔ تمہارے مٹی میں جانے سے قبل مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ مٹی پہاڑوں پر غالب آتی ہے۔ میں تو یہ چاہتا تھا کہ تم سے ہلاکت تقسیم کرلوں لیکن اللہ نے میرے مقصد کے علاوہ ہی چاہا۔ آنسو تم پر بخیل نہیں ہیں اور دل تسلی دینے میں سخی نہیں ہے تو نے فضا اور میری نظر کے درمیان کے حصہ کو تاریک بنا دیا اور تو نے میری آنکھوں کی سیاہی کو دھو ڈالا۔ رخساروں کا آنسوؤں سے سیراب ہونا شاہد ہے کہ دل بیحد پیاسے ہیں تیرے لئے۔ اور دلوں میں تمہاری قبر ہے اگرچہ تم وہاں نہیں ٹھہرے اور آنسو خوب بہہ رہے ہیں۔ تمہارے بعد مجھ پر زمین تنگ ہوگئی اور تم نے مجھ پر میرے ملک کو بہت ہی تنگ بنا کر چھوڑا۔

المُناجاۃ

للمولی الادیب حبیبُ الرّحمٰن العُثمانی الدّیوبندی (ملأ اللہ مضجعہٗ نوراً ورحمۃً) حین اشتدّ بہ داؤہ العقام

یہ مناجات حضرت مولانا ادیب وقت حبیبُ الرحمٰن صاحب عثمانیؒ دیوبندی کی ہے (اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور اور اپنی رحمت سے بھر دے) جبکہ ان کا لا علاج مرض بہت بڑھ چکا تھا۔

اتاكَ الٰهی خائفٌ متضرعٌ ... بئیسٌ کثیر القلب ولهان مُوجعا

وَمعترفٌ انی خلطتُ بصالحٍ ... ذنوبًا هوت منها الجبال تصدّعا

اتیتكَ لا ارجُو سواكَ ولا اریٰ ... لنفسی منحازًا ولا متفزّعا

اتیتكَ والرغبات شوقًا تقودنی ... ورهبۃ اعمالی تزید تسکّعا

ولطفكَ فی صلب الحدود احاطنی ... ولطفكَ ربّانی جنینا ومرضعا

ولی بعد هٰذا وُصلۃ ووسیلۃ ... باکرم خلق اللہ اتقیٰ واورعا

نبیّ الهدیٰ عمّ الوریٰ بذل جودہٖ ... شفیعًا لاهل الارض طرًّا مشفّعا

وَکانت عجوزًا اذ تجیٔ لحاجۃٍ ... یقوم لہا حینًا لتقضی فترجعا

وَاحییٰ من العذراء فی کن بیتہا ... واوفی ذمامًا ثم اقویٰ وَاشجعا

وَکان صبورًا للاذی متحمّلا ... وَعبدًا شکورًا اداۃ بًا متضرعًا

وَسیمًا جمیلاً باسطًا متہلّلاً ... مہیبًا جلیلاً ثم اخشیٰ وَاخشعا

اذا اشتد ہولٌ والنبیون کلہم ... بنفسی نفسی یلفظون مُرجّعا

یقوم فتاتی اُمّۃ بعد امۃ ... الیہ وترجوان یغیث ویشفعا

فما زال یدعو ربّہ وہو ساجدٌ ... بادعیۃٍ حتٰی یقال فیرفعا

الٰہی سقامُ الجسم اوہن بنیتی ... وصیرنی ملقیً ضعیفًا مضعضعا

وَصرت کفرخ لایطیقُ نہوضہٗ ... وَلایتقویٰ اَن یطیرَ ویسرعا

تعاودنی الاسقام بدءٌ وعودۃ ... وَتعرکنی الاوجاعُ عرکًا مفجعًا

وَانی سقیمٌ فاعف عنی وعافنی ... وَہب لی شفاءً لیس یبقی توجعًا

وَہَبْ لی قلبًا قانتًا متذللا ... حزینًا کئیبًا خاشعًا متخشعًا

الٰہی وَادخل فی حشایَ وَاضلعی ... بشاشۃ ایمانٍ فتخشیٰ تورّعا

وَلستُ باعمالی اُریہ کرامتی ... وَلا لی ان ارجو وان اتوقعا

وَلکنک التواب والعبد مذنب ... وَانت کریم للخلاص موقّعا

الٰہی رجائی فوق ذنبی واننی ... لاعلم ان العفو ینجی المروّعا

وَعفوک شمس لایقوم لہا الدجیٰ ... وَذنبی ظلامٌ ینجلی متقشعا

وَتلک مُنیٰ قلبی ولی بغیتی التی ... اذا نلتُہا حازت لی الفوز اجمعًا

الٰہی بجاہ المصطفٰی فاقض حاجتی ... بفضلک یا رحمٰن یا سامع الدعا

لغوی تحقیق

داء: بیماری۔ عقام: لاعلاج بیماری۔ بئیس: مبتلا سختی۔ ولہان: پریشان۔ موجع: دردمند۔ تضرع: پھٹنا۔ منخر: جائے انصراف۔ رہبۃ: ڈر۔ تسلع: پریشان ہونا۔ جنین: بچہ جو ابھی رحم مادر میں ہو ج اجنۃ۔ عذراء: کنواری۔ کن: پردہ۔ بنیۃ: ڈھانچہ۔ فرخ: چڑیا کا بچہ۔ نہوض: اٹھنا۔ تعرک۔ دن) عرکًا۔ الادیم: چمڑے کو ملنا۔ مروّع۔ اسم مفعول ہے۔ ترویع: ڈرانا۔ بغیۃ: مطلوب۔

توضیح

یاالٰہی آیا ہے آپ کے پاس ایک خوفزدہ گریہ وزاری کرنیوالا، پریشانیوں میں مبتلا شکستہ دل اور حیران وپریشان اور دردمند بندہ۔ مجھے اعتراف ہے کہ میں نے نیکیوں کے ساتھ ایسے گناہوں کو ملایا ہے کہ جن کی بناء پر پہاڑ بھی پھٹ کر گرنے والے ہوں۔ میں آپ کے پاس آیا ہوں آپ کے سوا کسی سے امید نہیں رکھتا

ہوں اور اپنے لئے کوئی جائے پناہ مجھے نظر نہیں آتی اور نہ کوئی بھاگنے کی جگہ۔ میں آپ کے پاس آیا ہوں کہ مجھے کھینچ کر لایا ہے آپ کی عطاء کے شوق نے اور میری بداعمالی حیرانی میں اضافہ کررہی ہے۔ اور آپکی عنایت آباء واجداد کی پشت میں مجھے محیط تھی اور آپکی مہربانی نے رحم مادر میں اور دودھ پینے کی حالت میں میری پرورش کی۔ اور میرے لئے اس کے بعد تعلق اور وسیلہ ہے اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ سخی پرہیزگار اور متقی شخص یعنی نبی ہدایت سے کہ جن کی سخاوت تمام لوگوں کو محیط ہے اور جو تمام روئے زمین والوں کیلئے شفاعت کرنیوالے اور مقبول الشفاعت ہیں۔ اور جب کوئی بڑھیا آتی تھی کسی ضرورت کے لئے تو آپ اس کی ضرورت پوری ہونے اور لوٹنے تک کھڑے رہتے تھے۔ اور ایسی ہستی سے کہ جوان کنواری عورتوں سے بھی زیادہ باحیا جو گھر کے پردہ میں رہنے والی ہیں جو الفاء عہد میں کامل ترین پھر سب سے زیادہ قوی اور بہادر تھے۔ اور مصیبتوں کے برداشت کرنے میں سب سے بڑے صابر اور شکر گذار بندہ اور جان قربان کرنے والے اور گریہ وزاری کرنے والے حسین وخوبصورت کشادہ ہاتھ والے چمکتے چہرہ والے بارعب اور جلیل القدر اور اللہ سے بہت ہی ڈرنیوالے تھے۔ جب خوف بڑھ جائیگا اور تمام انبیاء نفسی نفسی باربار زبان سے کہتے ہوں گے تو آپ کھڑے ہوں گے پھر ایک امت کے بعد دوسری امت آپ کے پاس شفاعت اور مدد کی امید لیکر آئے گی۔ تو آپ اپنے رب سے سجدہ کی حالت میں دعا کرتے رہیں گے (ایسی دعائیں جو ثناء پر مشتمل ہوں گی) یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ سر اٹھائیے؛ تو آپ سر اٹھائیں گے، فرمائیں گے یا الٰہی جسمانی امراض نے میرے ڈھانچہ کو کمزور بنادیا ہے اور مجھے بہت ہی زیادہ دبلا اور کمزور بنا ڈالا ہے۔ اور میں پرندہ کے بچہ کی طرح ہوگیا ہوں کہ جو اٹھنے کی بھی طاقت نہیں رکھتا اور اڑنے اور تیزی سے بھاگنے کی بھی طاقت نہیں رکھتا۔ میرے پاس باربار آتے ہیں امراض لوٹ کر اور درد وتکلیف نے مجھے مسل کے رکھدیا ہے۔ اور میں بیمار ہوں لہٰذا میری غلطیاں معاف کردے اور عافیت دے اور شفاء عطا فرما کہ جو درد باقی نہ چھوڑے۔ اور مجھے جھکنے والا اور عاجزی اور انکساری والا غمگین کبیدہ خاطر خشوع کرنیوالا اور خوف والا دل عطاء فرما۔ یا الٰہی تو میرے دل اور پسلیوں میں ایمان کی بشاشت عطا فرما تاکہ میرا دل بھر جائے پرہیزگاری سے۔ اور میں اپنے اعمال کے ذریعہ اپنا اعزاز نہیں چاہتا اور نہ میرے لئے یہ گنجائش ہی ہے کہ میں امید کروں اور توقع قائم کروں۔ لیکن آپ توبہ قبول کرنیوالے ہیں اور یہ بندہ گنہگار ہے اور آپ سخی ہیں نجات کی توقع دلانے والے ہیں۔ اے میرے معبود میری امید میرے گناہوں سے اوپر ہے اور میں جانتا ہوں کہ معاف کردینا یہ بجھا دے گا خوف ودہشت والے کو۔ اور آپ کا عفو ایک سورج ہے کہ جس کے مقابلہ میں تاریکی ٹھہر نہیں سکتی اور میرا گناہ ایسی تاریکی ہے کہ جو چھٹ جائے گی اس آفتاب کی وجہ سے۔ اور یہی میرے دل کی خواہش ہے اور یہی میرا مطلوب ہے اگر میں نے انھیں حاصل کرلیا تو تمام کامیابیاں حاصل ہوں گی۔ اے خداوند قدوس! حضورؐ کے طفیل سے میری ضرورت پوری فرما اپنے فضل وکرم سے، اے بہت زیادہ رحم کرنے والے اور اے دعاؤں کے سننے والے۔ (آمین)

تمام شد

قدیمی کتب خانہ۔ آرام باغ۔ کراچی ۱

فیض سبحانی
شرح اردو
حسامی
تالیف
حضرت مولانا جمیل احمد صاحب سکروڈوی
استاذ حدیث و تفسیر دارالعلوم، دیوبند
قدیمی کتب خانہ۔ مقابل آرام باغ۔ کراچی ۱

عام عربی بول چال، عصری لب و لہجہ اور جدید الفاظ و اصطلاحات و
تعبیرات پر ایک جامع بے نظیر کتاب جس کے پڑھنے سے طلبہ
کو روزمرہ کے استعمال کے ضروری جملے ذہن نشین ہو جاتے ہیں

تکلموا بالعربیة